

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَمَا يَكْفُرُونَ إِلَّا بِأَنبِيَائِهِمْ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ

تَفْهِيمُ النَّخَائِمْ

شرح

صحیح البخاری

تالیف:

شیخ الحدیث، علامہ سید رسول حسینی

فیصل آباد

تفہیم البخاری پبلیکیشنز

فیصل آباد

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا
اور جو چیزیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (بخاری)

تَعْلِيمُ النَّبِيِّ

شرح

صحیح البخاری

تالیف:

شیخ الحدیث علامہ سید رسول رضوی

فیصل آباد

ناشر:

صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن رضوی

P-41 سنت پورہ فیصل آباد

Copyright ©

All Rights reserved

This book is registered under the copyright act.
Reproduction of any part, line, paragraph or
material from it is a crime under the above act
and should be a punishable.

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

یہ کتاب کا پی رائٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے، جس کا کوئی جملہ،
چیرہ، لائن یا کسی قسم کے مواد کی نقل یا کاپی کرنا قانونی طور پر جرم ہے۔
اور خلاف ورزی کرنیوالے کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ



لیگل ایڈوائزر رانا علی عباس خاں (ایڈووکیٹ) چیئرمین نمبر 119 ضلع کچہری فیصل آباد

TAFHEEM-UL-BUKHARI PUBLICATIONS

P-41, Santpura Faisalabad. Mob:0300-9650272, Fax:+92-41-2643623

تَفْهِیْمُ الْبُخَارِی پبلیکیشنز P-41 سنت پورہ فیصل آباد

Mob:0300-9650272, Fax:+92-41-2643623

وَمَا آتَاكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا
اور جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں باز رہو۔ (الحشر)

تَعْلِيمُ الْبُخَارِيِّ

شرح
صحیح البخاری

جلد یازدہم

تالیف:

شیخ الحدیث، علامہ مہتمم رسول رضوی

فیصل آباد

ناشر،
صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن رضوی

P-41 سنت پورہ فیصل آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَقْوَى الْبَخَائِشِ


جلد یازدہم


تعداد گیارہ سو (1100)

تالیف:

شیخ الحدیث علامہ مہم رسول رضوی ^{رحمۃ اللہ علیہ} محدث کبیر

جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ اعظم آباد، فیصل آباد

حکیم محمود الحسن خاں 
اسلام پورہ، منڈی فاروق آباد
ضلع شیخوپورہ

اشتیاق اے مشتاق پرنٹنگ پریس، مولانا بخش چوک لاہور 

ہدیہ روپے

صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن رضوی P-41 سنت پورہ فیصل آباد 

Mob:0300-9650272, Fax:+92-41-2643623

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

كِتَابُ الْأَحْكَامِ

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ

مِنْكُمْ ۶۷۰۷ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ

عَنْ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاهُ رِبْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ

أَطَاعَنِي فَقَدْ أَطَاعَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَمَنْ أَطَاعَ

أَمِيرِي فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ عَصَى أَمِيرِي فَقَدْ عَصَانِي

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

كِتَابُ الْأَحْكَامِ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَالرِّشَادِ! اللَّهُ كِي طَاعَتِ كِرُو اُورِ اس كِي رَسُولِ كِي اَطَاعَتِ
كِرُو اُورِ اِپْنِي حَكَامِ كِي اَطَاعَتِ كِرُو حَكْمِ كِي لَعْوِي مَعْنِي يِهِي هِي كِه اِيكِ شَيْءِ كِي دُوسَرِي

۶۷۰۸ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
 ابْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ أَلَا كَلِّكُمْ رَاعٍ وَكَلِّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رِعِيَّتِهِ فَالْإِمَامُ الَّذِي عَلَى
 النَّاسِ رَاعٍ وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رِعِيَّتِهِ وَالرَّجُلُ رَاعٍ عَلَى أَهْلِ بَيْتِهِ
 وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رِعِيَّتِهِ وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلَى أَهْلِ بَيْتِ زَوْجِهَا
 وَوَلَدِهَا وَهِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ وَعَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلَى مَالِ سَيِّدِهِ وَ
 هُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ أَلَا فَكَلِّكُمْ رَاعٍ وَكَلِّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رِعِيَّتِهِ

شئی کی طرف اثبات یا نفی میں نسبت کرنا اور علماء اصول کی اصطلاح میں حکم اللہ تعالیٰ کا خطاب ہے جو مکلفین کے افعال کے ساتھ بطور اقتضاء یا تخیر ہو اور بادشاہ کا رعیت کو خطاب کرنے یا مولیٰ کا اپنے عنان کو خطاب کرنے میں ان کی اطاعت کا وجوب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے۔

ترجمہ : ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے خبر دی کہ انہوں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے

سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت

کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُس نے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اُس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

۶۷۰۷ — شرح : رسول کی طاعت اللہ کی طاعت اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی طاعت کا حکم فرمایا ہے اسی طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امیر کی طاعت کا حکم فرمایا ہے

یا رسول کی طاعت بعینہ اللہ کی طاعت ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہی حکم فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ طاعت کے معنی مامور بہ کو بجالانا اور منہی عنہ سے رک جانا ہے۔ معصیت اس کے خلاف ہے۔ اولی الامر سے مراد حکام میں حسن بصری نے کہا اس سے علماء مراد ہیں۔ مجاہد نے کہا صحابہ کرام مراد ہیں۔ زید بن اسلم نے کہا امور کے والی

بَابُ الْأَمْرَاءِ مِنْ قُرَيْشٍ

۶۷۰۹ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ
الزُّهْرِيِّ كَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ يُحَدِّثُ أَنَّكَ بَلَغَ مَعْوِيَةَ

مراد ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

۶۷۰۸

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار! تم سب نگہبان ہو اور تم سب

سے تمہاری نگہبانی کے متعلق پوچھا جائے گا بادشاہ لوگوں کا نگہبان ہے اس سے اس کی نگہبانی کے متعلق پوچھا جائے گا اور آدمی اپنے اہل خانہ کا نگہبان ہے اس سے اس کی نگہبانی کے متعلق پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر والوں اور اس کی اولاد کی نگہبان ہے اس سے ان کے متعلق باز پرس ہوگی آدمی کا غلام اپنے مالک کے مال کا نگہبان ہے اس سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا خبردار تم سب نگہبان ہو اور تم سب سے اس کی نگہبانی کے متعلق باز پرس ہوگی۔

شرح : رعانت کے معنی شیئی کی حفاظت کرنا ہے اور اس کی پوری نگرانی

۶۷۰۸

رکھنا ہے۔ یہ اپنے متعلق کے اعتبار سے مختلف ہے چنانچہ

امام و بادشاہ کی رعایت رعیت کے امور کی نگرانی اور ان کے حقوق کی اقامت ہے۔ عورت کی رعانت اس کے شوہر کے مال و متاع اور اولاد کی نگرانی ہے اور خادم کی رعانت اس کے مالک کے مال کی نگرانی ہے جو اس کے ماتھے میں ہے اور جو امام نہ ہو نہ باپ ہو نہ مالک و مولیٰ ہو اس کی رعانت اس کے اعضاء ہیں وہ اپنے جسم کی حفاظت کرے یا اپنے دوستوں اور معاشرہ کی نگرانی کرے۔

(حدیث ۸۵۵ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

باب امراء قریش میں سے ہوں گے

۶۷۰۹ ترجمہ : زہری سے روایت ہے کہ محمد بن جبیر بن مطعم بیان کرتے تھے کہ

وَهُمْ عِنْدَهُ فِي وَفْدٍ مِنْ قُرَيْشٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ عَمْرٍو يُحَدِّثُ أَنَّهُ
 سَيَكُونُ مَلِكٌ مِنْ قَحْطَانَ فغَضِبَ فَقَامَ فَأَثْنَى عَلَى اللَّهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ
 ثُمَّ قَالَ أَمَا بَعْدُ فَإِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ رِجَالًا مِنْكُمْ يُحَدِّثُونَ أَحَادِيثَ لَيْسَتْ
 فِي كِتَابِ اللَّهِ وَلَا تُؤْتَرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَوْلِيَاكَ
 جَهَالِكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَالْأَمَانِي الَّتِي تُضِلُّ أَهْلَهَا فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 يَقُولُ إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ فِي قُرَيْشٍ لَا يُعَادِيهِمْ أَحَدٌ إِلَّا كَبَّهُ اللَّهُ عَلَى وَجْهِهِ
 مَا أَقَامُوا الدِّينَ تَابَعَهُ نَعِيمٌ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرِ بْنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ
 مُحَمَّدِ بْنِ جَبْرِ

کہ امیر معاویہ کو خبر پہنچی جبکہ وہ قریش کے ایک وفد میں ان کے پاس تھے کہ عبد اللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ
 عنقریب قحطان سے بادشاہ ہوگا۔ امیر معاویہ غصہ سے بھر گئے اور کھڑے ہو کر اللہ کی شتاد کی جس کے وہ
 لائق ہے پھر کہا اَمَا بَعْدُ! مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم میں سے بعض لوگ حدیثیں بیان کرتے ہیں جو اللہ کی کتاب میں نہیں
 اور نہ ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں تمہارے یہ لوگ جاہل ہیں۔ سنگھڑت باتوں سے اپنے
 آپ کو بچاؤ جو لوگوں کو گمراہ کرتی ہیں۔ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ
 یہ امر خلافت، قریش میں رہے گا ان سے کوئی شخص منازعت نہ کرے گا مگر اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل دونخ
 میں ڈالے گا۔ جب تک قریش دین کو قائم کرتے رہیں گے۔ نعیم نے ابن مبارک کے ذریعہ معمر زہری اور
 محمد بن جبیر سے روایت کرنے میں شعیب کی متابعت کی ہے۔

شرح : حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے غضب ناک ہونے کا سبب یہ تھا
 کہ انہوں نے عبد اللہ بن عمرو کی حدیث کو ظاہر پر محمول کیا تھا تغیر الزمان

کے باب میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ قحطان سے ایک
 آدمی ظاہر ہوگا جو اپنی لاطی سے لوگوں کو مانجے گا، اس میں یہ اشارہ ہے کہ قحطانی کا غلبہ آخر زمانہ میں ہوگا؛
 جبکہ ایمان نہ رہے گا۔ اگر عبد اللہ بن عمرو کی حدیث مرفوع ہے اور ابو ہریرہ کی حدیث کے موافق ہو تو حضرت

۶۷۱۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ

مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَامِرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ قَالَ ابْنُ عُمَرَ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ هَذَا الْأَمْرُ فِي قُرَيْشٍ مَا لَقِيَ

مِنْهُمْ أَثْنَانِ

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے انکار کرنے کا کوئی معنی نہیں اور اگر عبد اللہ بن عمرو کی حدیث مرفوع نہیں اور اس میں کچھ زیادتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قحطانی ابتداء اسلام میں ہوگا تو امیر معاویہ اس کا انکار کرنے میں معذور تھے اور اس کا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ قحطانی کسی کنارے میں ظاہر ہوگا تو یہ امیر معاویہ کی حدیث کے معارض نہیں۔ کرمانی نے کہا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت عبد اللہ بن عمرو کی حدیث کے منافی نہیں کیونکہ ممکن ہے کہ جب قریش دین کو قائم نہ کریں گے تو قحطانی ظاہر ہوگا۔ قولہ تابعہ نعیم، امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے زہری کی محمد بن جبر سے روایت کو قوی کرنے کے لئے ذکر کیا ہے۔

توجہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا یہ امر (خلافت) ہمیشہ کے لئے قریش میں رہے گی،

۶۷۱۰۔

جب تک ان میں دو شخص بھی باقی رہیں گے۔

شرح : یعنی نے ابن سیرہ سے نقل کیا کہ ہو سکتا ہے یہ حدیث اپنے ظاہر

پر ہو اور آخر زمانہ میں صرف دو قریش ہی باقی رہیں ان میں سے

۶۷۱۰۔

ایک امیر اور دوسرا مامور ہو اور باقی لوگ ان کے تابع ہوں۔ یہ کہنا بھی صحیح ہے کہ حدیث میں عدد کی حقیقت

مراد نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ قریش کے غیر میں خلافت نہیں ہو سکتی۔ حضرات صحابہ کرام اور ان کے بعد اسی پر اجماع

منعقد ہوا ہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما

نے سقیفہ بنی ساعدہ میں اس حدیث کو معیار خلافت قرار دیا تھا جس کا انصار میں سے کسی نے انکار نہ کیا تھا

خوارج اور اہل بدعت کا یہ کہنا کہ خلافت غیر قریش میں بھی ہو سکتی ہے۔ غیر معتبر ہے مسلم کی روایت میں ہے

کہ لوگ قریش کے تابع ہوں گے۔ مسلمان اپنے مسلمان کے تابع ہوں گے اور کافر اپنے کافر قریش کے تابع

ہوں گے۔ اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اسلام اور جاہلیت میں لوگ قریش کے تابع ہوں گے؛ کیونکہ جاہلیت

میں بھی قریش عربوں کے رئیس اور حرم شریف اور حج بیت اللہ کے اہل تھے اور عرب ان کے اسلام کا انتظار

بَابُ أَجْرٍ مِّنْ قَضَىٰ بِالْحِكْمَةِ

لِقَوْلِهِ وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ
 ۶۷۱۱۔ حَدَّثَنِي شَهَابُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ
 ابْنُ حَمِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٍ آتَاهُ اللَّهُ مَا لَوْ
 فَسَلَطَهُ عَلَىٰ هَلَكْتَهُ فِي الْحَقِّ أَوْ آخَرَ آتَاهُ اللَّهُ حِكْمَةً فَهُوَ يَقْضِي
 بِهَا وَيُعَلِّمُهَا

کرتے تھے جب وہ مسلمان ہو گئے اور مکہ مکرمہ فتح ہو گیا تو تمام لوگ ان کے تابع ہو گئے اور ہر طرف سے
 عرب کے وفد آتے تھے اسی طرح اسلام میں قریش اصحابِ خلافت ہیں اور لوگ ان کے تابع ہیں۔
 سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خلافت قیامت تک قریش میں رہے گی۔ اگرچہ دو قریش ہی باقی
 رہ جائیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

قرطبی نے کہا اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ خلافت باقی رہے گی اور جب بھی قریشی موجود
 ہوگا یہ اسی کے لئے ہوگی اور اگر دو قریشی جمع ہو جائیں اور دونوں میں شرائطِ خلافت پائے جائیں تو جو جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوگا وہی خلیفہ ہوگا اور اگر دونوں ہی قریب ہوں تو جس میں صلاحیت
 زیادہ ہوگی وہ خلیفہ ہوگا۔ الحاصل خلافت قیامت تک قریش میں رہے گی اور اگر کوئی غلبہ کر کے ملک
 پر تسلط جمالے تو قریش میں خلافت کا انکار نہیں کیا جائے گا اور یہی کہا جائے گا کہ متغلب بطور نیابت مستلط ہے۔

بَابُ اُسْ شَخْصٍ كُو ثَوَابِ حَسَنِ اللَّهِ كَيْمُ طَابِقِ فَيَصْلُهُ كَيْمُ

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس نے اس کے مطابق فیصلہ نہ کیا جو اللہ نے
 نازل فرمایا تو ایسے لوگ فاسق ہیں۔

شرح الباب

حکمت سے مراد حکم ہے یعنی جنہوں نے اللہ کے حکم مطابق فیصلہ نہ کیا وہ فاسق ہیں۔ دوسری آیت کریمہ میں ہے وہ ظالم ہیں ایک

اور آیت میں ہے وہ کافر ہیں۔ یہ تینوں آیات کافروں کے حق میں

نازل ہوئی ہیں اور یہ امر مسلم الثبوت ہے جو کوئی اللہ کے حکم کو مسترد کر دے وہ کافر ہے۔ بعض نے کہا یہ آیت کریمہ مسلمانوں اور کافروں دونوں کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۶۷۱ —

نے فرمایا دو خصلتوں کے سوا کسی شئی میں حسد (ریشک) جائز نہیں۔

ایک وہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور وہ اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے پر لوگوں کو مستط کر دے دوسرا وہ شخص جسے اللہ تعالیٰ علم و حکمت دے اور وہ اس کے ساتھ فیصلہ کرے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دے

شرح : حسد سے مراد ریشک ہے اور حکمت سے مراد علم دین ہے

۶۷۱ —

اس حدیث میں اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے اور علم کی تعلیم دینے

کی ترغیب ہے۔ بعض نے کہا اس میں حسد کی ایک قسم اباحت ہے۔ اگرچہ حسد حرام ہے حدیث میں مذکور دو خصلتوں میں حسد کی رخصت اس لئے ہے کہ ان میں دینی مصلحت ہے۔ ابو تمام شاعر نے

کہا وَمَا حَامِدٌ فِي الْمَكْرَمَاتِ بِحَامِدٍ، اچھی خصلتوں میں حسد کرنے والا حاسد نہیں ہوتا ہے۔ قسطلانی

نے طیبی سے نقل کیا۔ حدیث شریف میں بہت بڑی دو نعمتوں کو حاصل کرنے کے لئے مبالغہ کے طور پر

حسد کو ثابت کیا ہے یعنی اگر یہ دو خصلتیں بڑے اور مذموم طریقہ سے حاصل ہوں تو ان کو ضرور حاصل کریں

اور ان کے حصول میں پوری کوشش کریں اگر ان کے حصول کی راہ میں حسد ہی درپیش ہو، کیونکہ ان دو

خصلتوں میں سے ہر ایک انتہائی مقام کو پہنچتی ہے کہ جس کے اوپر کوئی غایت نہیں اگر یہ دو کسی آدمی میں

پائی جائیں تو وہ ہر بلندی اور رفعت کو پالیتا ہے۔ ابن سینر نے کہا یہاں حقیقتہً نفی مراد نہیں ورنہ خلف

لازم آئے گا کیونکہ لوگ ان دو خصلتوں کے غیر میں حسد کرتے ہیں اور اس شخص میں ریشک کرتے ہیں جس

میں ان خصلتوں کے سوا اور ہوں؛ لہذا یہ خبر نہیں یا اس سے مراد حکم ہے یعنی غبطہ کے ساتھ

بلند مراتب کا حصول ان دو خصلتوں میں منحصر نہیں۔ اس حدیث میں اس شخص کو قضاء کرنے پر رغبت دلانا ہے

جس میں قضاء کی شرطیں پائی جائیں اور وہ اعمال حق پر قوت رکھتا ہو اور اس کے مددگار بھی ہوں کیونکہ قضاء

کرنے میں معروف کا حکم ہے مظلوم کی مدد ہے اور مستحق لوگوں کو ان کا حق پہنچاتا ہے ظالم کے ہاتھ کو

روکنا ہے اور لوگوں میں اصلاح کہنا ہے یہ تمام امور عبادت میں داخل ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بَابُ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِلْإِمَامِ مَا لَمْ تَكُنْ مَعْصِيَةً

۶۷۱۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ شُعْبَةَ

عَنْ أَبِي النَّيَّاحِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَإِنِ اسْتَعْمِلَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ كَانَ رَأْسَهُ

زَيْدَةً

اللہ تعالیٰ قاضی کے ساتھ ہے جبکہ وہ ظلم نہ کرے جب وہ ظلم کرنے لگے اللہ اس سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور شیطان اس کا ساتھی ہو جاتا ہے۔ (حدیث علی ج کی شرح دیکھیں)

بَابُ إِمَامِ كِي بَات سُنْنَا أَوْرَاسِ كِي اطاعت كرنا جبکہ اس كِي بات اور اطاعت گناہ نہ ہو

اس عنوان میں امام کے مقرر کردہ امراء بھی داخل ہیں کیونکہ امام کی طرف سے مقرر کردہ امراء کی اطاعت دراصل امام کی اطاعت ہے بشرطیکہ صمم اور اطاعت میں معصیت نہ ہو کیونکہ اللہ کی معصیت میں مخلوق کی طاعت جائز نہیں۔ اور ائمہ کی اطاعت میں جو احادیث اور اخبار مذکور ہیں۔ ان کا محمل بھی یہی ہے کہ اس میں اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی نافرمانی نہ ہو اور اگر ائمہ کی بات سننے اور ان کی اطاعت اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے خلاف ہو تو کسی کے لئے جائز نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت میں کسی کی اطاعت کرے۔

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

۶۷۱۲۔

فرمایا تم بات سنو اور تابعداری کرو اگرچہ حبشی غلام تمہارا امیر بنا دیا

جائے گویا کہ اس کا سر خشک انگور جیسا ہے۔

۶۷۱۲۔ شرح : حبشی کے سر کو خشک انگور سے تشبیہ دینا بطور حقارت اس کی صورت کی

۶۷۱۳۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ

الْجَعْدِ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ يَرْوِيهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

مَنْ رَأَى مِنْ أَمِيرِهِ شَيْئًا فَكْرِهَهُ فَلْيَصْبِرْ فَإِنَّهُ لَيْسَ أَحَدٌ يُفَارِقُ

الْجَمَاعَةَ شَبْرًا فَيَمُوتُ إِلَّا مَاتَ مَيِّتَةً جَاهِلِيَّةً

۶۷۱۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ

عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ السَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ فِيمَا أَحَبَّ وَكَرِهًا مَا لَمْ يُؤْمَرْ

بِمَعْصِيَةٍ فَإِذَا أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ

کراہت میں مبالغہ ہے اس امارت سے مراد امراء اور عمال کی امارت ہے۔ خلافت مراد نہیں کیونکہ حبشی خلیفہ نہیں ہو سکتا کیونکہ خلافت صرف قریش میں منحصر ہے۔ عینی نے خطابی سے نقل کیا عرب لوگ امارت کو نہیں جانتے تھے۔ اس لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو امر اور طاعت کی ترغیب دلائی کہ وہ امر اور حکم کے تابع رہیں جبکہ وہ جنگوں میں جائیں اور جبکہ وہ شہروں کے حاکم بن جائیں تاکہ اسلام کے اتحاد کو ضرر نہ پہنچے۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا جس نے اپنے امیر سے کوئی بُری شئی دیکھی اور اس کو اچھا

نہ جانا تو صبر کرنے کیونکہ کوئی شخص جماعت سے ایک بالشت علیحدہ نہیں ہوتا اور مرجاتا ہے مگر وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے (کتاب الفتن میں یہ حدیث مع الشرح گزری ہے)

ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا مسلمان آدمی پر امیر کی ہر اچھی اور ناپسند میں اطاعت واجب

ہے جبکہ اس کو گناہ کا حکم نہ دیا جائے جب گناہ کا حکم دیا جائے تو امیر کی بات نہ سنے اور نہ اس کی اطاعت کرے

۶۱۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا

أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ عُبَيْدَةَ عَنْ أَبِي

عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَرِيَّةً وَ

أَمَرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا مِنْ الْأَنْصَارِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يُطِيعُوا فَغَضِبَ

عَلَيْهِمْ وَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُطِيعُونِي

قَالُوا بَلَى قَالَ عَزَمْتُ عَلَيْكُمْ لَمَّا جَمَعْتُمْ حَطَبًا وَأَوْقَدْتُمْ نَارًا

ثُمَّ دَخَلْتُمْ فِيهَا فَجَمَعُوا حَطَبًا فَأَوْقَدُوا فَلَمَّا هَمُّوا بِالذَّخُولِ قَامَ

يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلَى بَعْضٍ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّمَا تَبِعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فِرَارًا مِنَ النَّارِ أَنْ دَخَلَهَا فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ خَدَّتِ النَّارُ وَسَكَنَ

غَضَبُهُ فَذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ دَخَلُوهَا مَا خَرَجُوا

مِنْهَا أَبَدًا إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ

ترجمہ : حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک

۶۱۵۔

چھوٹا سا لشکر بھیجا اور ان پر ایک انصاری سردار کو حاکم مقرر کیا اور ان کو

حکم دیا کہ اس کی اطاعت کریں (ایک وقت) وہ لشکریوں پر غضب ناک ہو گیا اور کہا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے حکم نہیں فرمایا ہے کہ تم میری اطاعت کرو لوگوں نے کہا کیوں نہیں حضور نے یقیناً یہ فرمایا ہے۔ امیر نے کہا

میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم ایندھن جمع کرو اور آگ روشن کرو پھر تم اس میں داخل ہو جاؤ۔ لوگوں نے

ایندھن جمع کیا اور آگ روشن کی جب اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو وہ کھڑے ہو کر ایک دوسرے کو

دیکھنے لگے۔ بعض نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری آگ سے دوڑتے ہوئے کی ہے ہم اس میں

ہی داخل ہو جائیں؟ وہ اسی سوچ بچار میں تھے کہ اچانک آگ بجھ گئی اور امیر کا غصہ فرو ہو گیا۔ یہ واقعہ نبی کریم

بَابُ مَنْ لَمْ يَسْأَلِ اللَّهَ الْإِمَارَةَ أَعَانَهُ اللَّهُ

۶۷۱۶ — حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ

حَازِمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ الْإِمَارَةَ فَإِنَّكَ إِنْ أُوْتِيَتْهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وَكَلْتِ إِلَيْهَا وَإِنْ أُوْتِيَتْهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتُ عَلَيْهَا وَإِذَا حَلَفْتَ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا فَكْفِرْ عَنْ يَمِينِكَ وَانْتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ

صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا تو حضور نے فرمایا اگر وہ آگ میں داخل ہو جاتے تو اس سے کبھی باہر نہ نکلتے طاعت صرف بھلائی کے حکم میں ہے (حدیث ع۔ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

بَابُ جَوْكُوْنِيْ اِمَارَتِ كِي طَلَبِ نَهْ كَرِيْ اَللّٰهُ اَسْ كِي مَدَدْ كَرْتَا هِيْ ،

۶۷۱۶ — ترجمہ : عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا اے عبد الرحمن امارت کی طلب نہ کرو کیونکہ اگر تمہیں طلب کرنے سے امارت دی گئی تو اس کے حوالہ کئے جاؤ گے اور اگر طلب کرنے کے بغیر تمہیں امارت دی گئی تو تمہاری اس پر مدد کی جائے گی اور اگر تم قسم کھاؤ اور اس کا غیر بہتر دیکھو تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کرو اور جو بہتر ہے وہ کرو

۶۷۱۶ — شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جس کا لوگوں میں حکم سے تعلق ہے اس کا طلب کرنا مکروہ ہے اور جو اس کی حرص کرے اس کی مدد

نہیں کی جاتی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابو داؤد نے ابو ہریرہ کے ذریعہ مرفوع حدیث ذکر کی ہے کہ جو شخص

بَابٌ مَنْ سَأَلَ الْإِمَارَةَ وَكَلَّ إِلَيْهَا

۶۷۱۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْبُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ
 حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَمُرَةَ قَالَ
 قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ سَمُرَةَ لَا تَسْأَلِ
 الْإِمَارَةَ فَإِنْ أُعْطِيَتْهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وَكَلَّتْ إِلَيْهَا وَإِنْ أُعْطِيَتْهَا مِنْ
 غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا وَإِذَا خَافَتْ عَلَى يَمِينٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا
 مِنْهَا فَاتِ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ وَكَفِّرْ عَنْ يَمِينِكَ

مسلمانوں میں قضاء طلب کرے حتیٰ کہ اس کو پالے اس کا عدل ظلم پر غالب ہو تو اس کے لئے جنت ہے اور جس کا ظلم عدل پر غالب ہو اس کے لئے دوزخ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ قضاء طلب کرنے کے سبب اس پر مدد نہ کئے جانے کو یہ لازم نہیں کہ جب وہ قضاء پر فائز ہو تو وہ عدل نہ کر سکے گا یا یہاں طلب کا محمل قصد ہے اور وہاں طلب تولیت پر محمول ہے۔ (حدیث عجیب کی شرح دیکھیں)

بَابُ جَوْكُوئِي اِمَارَتِ كَامَطَالِبِهِ كَرِي

وہ اس کے حوالہ کیا جائے گا

ترجمہ: عبد الرحمن بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۶۷۱۷۔

نے مجھے فرمایا اسے عبد الرحمن بن سمرہ امارت کا مطالبہ نہ کرو اگر مطالبہ

کرنے سے تجھے امارت دی گئی تو تجھے اس کے حوالہ کیا جائے گا اور اگر مطالبہ کرنے کے بغیر تجھے امارت دی گئی تو اس پر تیار رہنا مدد کی جائے گی اور جب قسم کھاؤ اور اس کا غیر اس سے بہتر دیکھو تو وہ کرو جو بہتر ہے اور قسم کا کفارہ ادا کرو۔

پہلی اور یہ حدیث ایک ہی ہے راویوں کے اختلاف کے باعث اس کو دو بابوں میں ذکر کیا ہے

بَاب مَا يَكْرَهُ مِنَ الْحِرْصِ عَلَى الْإِمَارَةِ

۶۷۱۸ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي
 ذَيْبٍ عَنْ سَعِيدِ الْمُقْبَرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ إِنَّكُمْ سَتَحْضُونَ عَلَى الْإِمَارَةِ وَسَتُكُونُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ نِعْمَ
 الْمُرْضِعَةُ وَبُئْسَتِ الْفَاطِمَةُ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ
 ابْنُ حُمُرَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ عَنْ سَعِيدِ الْمُقْبَرِيِّ عَنْ عُمَرَ بْنِ
 الْحَكَمِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَوْلَهُ

باب امارت کی حرص کرنا مکروہ ہے

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا تم عنقریب امارت کی حرص کرو گے اور وہ قیامت کے
 دن ندامت ہوگی پس دودھ پلانے والی بہتر ہے اور دودھ چھڑانے والی بُری ہے۔
 د محمد بن بشار نے کہا ہم سے عبد اللہ بن حمران نے بیان کیا کہ عبد الحمید بن جعفر نے سعید مقبری اور عمر بن
 حکم کے ذریعہ ابو ہریرہ سے اُن کا قول ذکر کیا۔

۶۷۱۸ — شرح : اس حدیث شریف میں امارت سے امارتِ کبریٰ (خلافت) اور امارتِ
 صغریٰ دونوں مراد ہیں۔ ہر تقدیر پر مناسب عمل نہ کیا تو قیامت میں یہ
 ندامت ہوگی۔ نعمت المرصعة اور بئس الفاطمة، سے مراد خلافت و ولایت کا اول و آخر مراد ہے۔ یعنی ولایت
 کی ابتداء میں مال و دولت، جاہ و منزلت اور لذاتِ حسیہ اور وہمیہ حاصل ہوتی ہیں لیکن اس کا خاتمہ قتل اور مغزوت
 پر ہے اور مدتِ ولایت میں جو زیادتیاں کی ہوں۔ اُن کا مطالبہ ہوتا ہے۔ اس کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ ولایت
 نعمت المرصعة دنیا میں ہے اور بئس الفاطمة موت کے بعد ہے، کیونکہ موت کے بعد اس کا محاسبہ ہوتا ہے تو یہ

۶۱۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ
عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَرَجُلَيْنِ مِنْ قَوْمِي فَقَالَ أَحَدُ الرَّجُلَيْنِ أَمْرُنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَقَالَ الْآخَرُ مِثْلَهُ فَقَالَ إِنَّا لَأَنْوَلِي هَذَا مِنْ سَأَلَهُ وَلَا مِنْ حَرَصَ عَلَيْهِ

بَابٌ مِنْ اسْتُرْعَى رَعِيَّةٌ فَلَمْ يَنْصَحْ

۶۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ عَنِ الْحَسَنِ
أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ زِيَادٍ عَادَ مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ
فِيهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ إِنِّي مُحَدِّثُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَسْتُرْعِيهِ اللَّهُ
رَعِيَّةً فَلَمْ يَحْطُهَا بِنَصِيحَةٍ لَمْ يَجِدْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ

اس شخص کی طرح ہوتا ہے جو استغناء سے پہلے علیحدہ ہو جاتا ہے۔

ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میں اور میری قوم سے دو آدمی بنی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ان میں سے ایک نے کہا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم! ہم کو امیر بنائیں۔ دوسرے نے بھی اسی طرح کہا حضور نے فرمایا جو شخص امارت طلب کرے
ہم اس کو امیر نہیں بناتے اور نہ ہی اس شخص کو امیر بناتے ہیں جو اس کی حرص کرے۔

بَابُ جَسَّ كَوْرِعِبَّتٍ دِي كَمِيٍّ اَوْرَاسُ نِي لَوَكُوں

ترجمہ: حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے
کہ عبید اللہ بن زیاد نے معقل بن یسار کی بیماری میں
سے بھلائی نہ کی ۶۱۹۔

۶۷۲۱۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَخْبَرَنَا حُسَيْنُ
 الْجَعْفِيُّ قَالَ زَائِدَةُ ذَكَرَتْ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ أَتَيْنَا مَعْقِلَ بْنَ يَسَارٍ
 نَعُودُهُ فَدَخَلَ عَبْدُ اللَّهِ فَقَالَ لَهُ مَعْقِلٌ أَحَدَيْتَكَ حَدِيثًا سَمِعْتَهُ
 مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا مِنْ وَائِلٍ يَلِي رِعِيَّةً
 مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَيَمُوتُ وَهُوَ غَاشٌّ لَهْمًا إِلَّا حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ

بَابُ مَنْ شَاقَّ شَاقَّ اللَّهُ عَلَيْهِ

۶۷۲۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ
 الْحَجْرِيِّ عَنِ طَرِيفِ أَبِي تَيْمَةَ قَالَ شَهِدْتُ صَفْوَانَ وَجُنْدُبًا

وہ فوت ہو گئے تھے ان کی عبادت کی تو معقل نے ان سے کہا میں تجھے ایک حدیث بتاتا ہوں جو میں نے جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس آدمی
 کو اللہ تعالیٰ نے رعیت دی اور اس نے رعیت کی بھلائی کے ساتھ حفاظت نہ کی وہ جنت کی خوشبو نہ
 پائے گا،

۶۷۲۰۔ ترجمہ: حسن بصری سے روایت ہے کہ ہم معقل بن یسار رضی اللہ عنہ

کے پاس آئے ان کی عبادت کرتے تھے تو عبید اللہ بن زیاد بھی آگیا۔ معقل نے عبید اللہ بن زیاد سے کہا
 میں تجھے ایک حدیث بتاتا ہوں جو میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ حضور نے فرمایا
 جو مسلمان رعیت کا حاکم بنایا گیا اور وہ ان سے خیانت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دیتا ہے۔

شرح: اس حدیث شریف میں ظالم امراء کے لئے سخت وعید ہے جو ان

لوگوں کے حقوق ضائع کرتے ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ ان کی رعایا بنایا

ہے یا ان سے خیانت اور ظلم کرتے ہیں۔ قیامت کے روز حقوق العباد کی ارضاعت کا ان سے مطالبہ ہوگا۔
 اللہ تعالیٰ ان پر جنت حرام کرے گا یہ وعید تہدید پر محمول ہے یا اس سے وہ ظالم حاکم مراد ہیں جو لوگوں پر ظلم و

وَأَحْبَابَهُ وَهُوَ يُوصِيهِمْ فَقَالُوا هَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ مَنْ سَمِعَ سَمِعَ اللَّهَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ وَمَنْ يُشَاقِقُ يُشَقِّقِ اللَّهُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقَالُوا أَوْصِنَا فَقَالَ إِنَّ أَوَّلَ مَا يُنْتَنِ مِنَ الْإِنْسَانِ بَطْنُهُ فَمَنْ اسْتَطَاعَ إِلَّا يَأْكُلُ إِلَّا طَيِّبًا فَلْيَفْعَلْ وَمَنْ اسْتَطَاعَ إِلَّا يَحَالُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ بِمِثْلِ كَفِّ مِنْ دَمٍ أَهْرَاقَهُ فَلْيَفْعَلْ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ مَنْ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُنْدَبٌ قَالَ نَعَمْ جُنْدَبٌ

خیانت کو حلال جانتے ہیں۔

باب جو لوگوں کو مشقت میں ڈالے اللہ اس کو مشقت میں ڈالے گا

ترجمہ : طریف ابو تمیمہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں صفوان بن جندب

۶۷۲۱

اور ان کے ساتھیوں کے پاس گیا جبکہ وہ اپنے ساتھیوں کو وصیت

کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کیا تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے؟ جندب نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے لوگوں کو سنانے کا عمل کیا اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کا مجید ظاہر کرے گا اور جو لوگوں کو مشقت میں ڈالے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر مشقت ڈالے گا انہوں نے کہا ہمیں وصیت کریں۔ جندب نے کہا سب سے پہلے انسان کا پیٹ (قبر میں) خراب ہوگا جو شخص پاک شئی کھانے کی طاقت رکھتا ہے وہ ضرور پاک اور حلال کھائے اور جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے جنت کے درمیان چلو بھر خون جو اس نے ناحق گرایا ہو حائل نہ ہو تو وہ ضرور کرے۔ فربری نے ابو عبد اللہ سے کہا کون کہتا ہے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہا جندب نے کہا ہے کہا میں نے جندب سے کہا ہے۔

بَابُ الْقَضَاءِ وَالْفُتْيَا فِي طَرِيقِ

وَقَضَى يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ فِي الطَّرِيقِ وَقَضَى الشَّعْبَةَ عَلَى بَابِ دَارِهِ
 ۶۷۲۳ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ
 عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ
 قَالَ بَيْنَمَا أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجَانِ مِنَ الْمَسْجِدِ
 فَلَقِينَا رَجُلًا عِنْدَ سُدَّةِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَتَى السَّاعَةُ

شرح : یعنی جو شخص لوگوں کو دکھانے سنانے کے لئے عمل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا
 اندرون اور بھید لوگوں پر ظاہر کرے گا اور اس کے خبیث باطن سے

لوگوں کے کان بھرے گا یہ اس کے فعل کی جزاء ہوگی اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں
 اس کا ثواب اسے دکھائے گا اور اس کو عطا نہیں کرے گا۔ خطابی نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ جس نے
 ریاکاری کے لئے عمل کیا اور لوگوں کو ریاکاری کے طور پر سنایا کہ لوگ اس وجہ سے اس کی تعظیم کریں۔ اللہ تعالیٰ
 قیامت میں اس کو رسوا کرے گا۔ یہاں تک کہ تمام لوگ اس کی ذلت و رسوائی کو دیکھیں گے اور جو دنیا میں
 ریاکاری کے لئے عمل کرتا تھا۔ قیامت میں اس کی عقوبت کو دیکھیں گے جو اس پر نازل ہوگی۔ قولہ من یشاقق الہ
 یعنی جو لوگوں کو گمراہ کرے گا اور سخت کام میں ان کو ڈالے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو سخت مشقت میں ڈالے گا بعض نے
 کہا اس میں مومنوں کے بارے میں بری باتیں کرنے اور ان کے عیوب ظاہر کرنے کی ممانعت ہے۔ ابو عبد اللہ سے
 مراد امام بخاری ہیں اور قال کا فاعل فربری ہیں۔ یعنی فربری نے کہا میں نے ابو عبد اللہ سے کہا کون کتاب ہے کہ
 میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کیا جناب نے کہا ہے؟ بخاری نے کہا ہاں جناب نے کہا ہے۔

بَابُ رَاسْتَةٍ مِیْنِ فِیصِلَہِ کَرْنَا اور فتویٰ دینا

یحییٰ بن یعمر نے راستہ میں فیصلہ کیا۔ شعبی نے اپنے مکان کے دروازہ پر فیصلہ کیا
 ۶۷۲۳ — توحید : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَعَدَدْتُ لَهَا فَكَانَ الرَّجُلَ اسْتَكَانَ
ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَعَدَدْتُ لَهَا كَثِيرٌ صِيَامٍ وَلَا صَلَاةٍ وَلَا
صَدَقَةٍ وَلَكِنِّي أَحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قَالَ أَنْتَ مَعَّ مَنْ أَحَبَبْتَ
بَابُ مَا ذَكَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ لَهُ تَوَابٌ

۶۷۲۲ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ الْبُنَاتِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ

مسجد شریف سے باہر نکل رہے تھے تو مسجد کے دروازہ پر ایک آدمی ہم سے ملا اُس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب ہوگی؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے قیامت کے لئے تیار کیا ہے گویا کہ وہ آدمی خاموش سا ہو گیا پھر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے قیامت کے لئے زیادہ روزے اور زیادہ نمازیں اور صدقات تیار نہیں کئے ہیں لیکن میں تو صرف اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں فرمایا تیرا حشر ان کے ساتھ ہوگا جن سے محبت کرتا ہے۔

شرح : عینی نے مہلب سے نقل کیا کہ راستہ میں سواری پر یا چلتے ہوئے

۶۷۲۳

فتویٰ صادر کرنا اللہ کے حضور تواضع اور انکساری ہے اگر کمزور ناتواں

یا جاہل شخص کے لئے ہو تو عند اللہ اور عوام الناس کے نزدیک قابل ستائش ہے۔ اور اگر یہ کسی دنیا دار یا کسی کی بد زبانیاں کے خوف سے صادر کیا تو مکروہ ہے۔ ابن حبیب نے کہا جو آسان فتویٰ ہو جیسے کسی پر قید کی سزا ہو یا سزائے موت ہو جس کا وہ مستوجب ہو یا کسی شیئی کے امر کرنے یا روکنے کا فتویٰ ہو تو وہ راستہ میں چلتے چلتے صادر کر سکتا ہے۔ (حدیث ع۔ کی شرح دیکھیں)

بَابُ نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَا كَوْنِيَّيْ جَوِيدٍ اَرْنَهْمَا

۶۷۲۴ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اپنے خاندان کی

يَقُولُ لِمَرْأَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا تَعْرِفِينَ فُلَانَةَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِهَا وَهِيَ تَبْكِي عِنْدَ قَبْرِ فَقَالَ اتَّقِي اللَّهَ وَاصْبِرِي فَقَالَتْ أَلَيْكَ عَنِّي فَإِنَّكَ خَلَوْتِ مِنْ مَصِيبَتِي قَالَ فَجَازُوهَا وَمَضَى فَمَرَّ بِهَا رَجُلٌ فَقَالَ مَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ مَا عَرَفْتُهُ قَالَ إِنَّهُ لَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجَاءَتْ إِلَى بَابِهِ فَلَمْ يَجِدْ عَلَيْهِ بَوَّابًا فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ مَا عَرَفْتُكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الصَّبْرَ عِنْدَ أَوَّلِ صَدْمَةٍ

کی ایک عورت سے کہتے تھے کیا تو فلاں عورت کو جانتی ہے اُس نے کہا جی ہاں! انس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس سے گزرے جبکہ وہ ایک قبر کے پاس رو رہی تھی۔ فرمایا اللہ سے ڈر اور صبر کر۔ اُس نے کہا مجھ سے ایک طرف رہ تو میری مصیبت کو نہیں جانتا انس نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے آگے بڑھے اور تشریف لے گئے پھر اس کے پاس سے ایک آدمی گزرا اور کہا تجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا ہے اُس نے کہا میں نے تو حضور کو پہچانا نہ تھا اُس نے کہا وہ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے حضرت انس نے کہا وہ عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر آئی اور اس پر کوئی دربان پایا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب میں نے آپ کو نہیں پہچانا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبر صدمہ کی ابتدا میں ہونا چاہیے۔

شرح : یعنی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی دربان نہ تھا جو لوگوں کو منع کرے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک باغ میں کنوئیں

کے کنارے پر بیٹھے تھے تو ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آپ کے دربان تھے اس کا جواب یہ ہے کہ حضور جب کسی کام میں مشغول نہ ہوتے تھے تو لوگوں کے لئے حجاب خود اٹھاتے تھے اور صاحب حاجت کے سامنے ہوتے تھے۔ اور خلوت و تنہائی کے وقت آپ کا دربان نہ ہوتا تھا۔ حاکم کا دربان رکھنے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ اور علماء کی ایک جماعت نے کہا حاکم کو دربان نہیں رکھنا چاہیے۔ بعض علماء جواز کے قائل ہیں جبکہ

بَابُ الْحَاكِمِ يَحْكُمُ بِالْقَتْلِ عَلَى مَنْ وَجَبَ عَلَيْهِ دُونَ الْإِمَامِ الَّذِي قُوَّتُهُ

۶۷۲۵ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثَمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ قَيْسَ بْنَ سَعْدٍ كَانَ يَكُونُ بَيْنَ يَدَيْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْزِلَةِ صَاحِبِ الشَّرْطِ مِنَ الْأَمِيرِ

بعض کا خیال ہے۔ خصوم کی ترتیب کے لئے دربان رکھنا مستحب ہے تاکہ زیادہ اصرار کرنے والے کو منع کرے اور شریر کو دفع کرے۔

بَابُ حَاكِمِ اس شخص کے قتل کا فیصلہ کرے جس پر قتل واجب ہے اس سے اوپر کا حکم فیصلہ نہ کرے

اس باب میں علماء میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ عینی نے ابن قاسم کے مجموعہ سے نقل کیا کہ چھوٹے چھوٹے قصبوں میں مقرر حکم قتل اور حدود میں فیصلہ نہ کریں تاکہ لوگ شہروں کا رخ کریں جہاں بڑا حاکم مقرر کیا جیسے قتل و نطح میں حد جاری کرنے کا اختیار دیا ہو وہ حدود قائم کر سکتا ہے۔ ورنہ نہیں امام طحاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا کہ شہروں کے حکام ہی حدود قائم کر سکتے ہیں۔ دیہات و قصبات میں مقرر حکام کو یہ اختیار حاصل نہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا اگر حاکم عادل ہو اور صدقات کا صحیح استعمال کرے تو جو صدقات میں خیانت کرے اس کو سزا دے سکتا ہے اور اگر عادل نہ ہو تو صرف تعزیر کر سکتا ہے۔

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیس بن سعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے امیر کے صاحب شرط کی طرح تھے۔

۶۷۲۵ —

۶۷۲۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ قُرَّةَ

قَالَ حَدَّثَنِي حَمِيدُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ

النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ بِمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ

ابْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا خَلْدٌ عَنْ

حَمِيدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي بَرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى أَنَّ رَجُلًا اسْلَمَ ثُمَّ

تَهَوَّدَ فَأَتَاهُ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَهُوَ عِنْدَ أَبِي مُوسَى فَقَالَ مَا لِهَذَا

قَالَ اسْلَمْتَ ثُمَّ تَهَوَّدَ قَالَ لَا أَجْلِسُ حَتَّى أَقْتُلَهُ قَضَاءُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

شرح : شَرْطُ بَضْمِ الشَّيْنِ وَفَتْحِ السَّرَاءِ شَرْطُهُ كِي جَمْعٌ هِيَ - اس کے معنی ہیں شکر کے آگے والے سپاہی ان کو شرط اس لئے کہتے ہیں کہ وہ علامات

پر مشتمل ہوتے ہیں جیسے ہمارے زمانہ میں سپاہیوں اور حکام بالا کے لباس پر علامات ثبت ہوتی ہیں - پس صاحب شرط کے معنی صاحب علامات ہیں - جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے تو قیس بن سعد آپ کے سامنے رہتے تھے اور حضور کے امور احکام نافذ کرتے تھے -

ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو (دین) بھیجا اور ان کے بعد حضرت معاذ بن جبل کو بھیجا -

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مسلمان ہوا پھر یہودی ہو گیا - جب معاذ بن جبل تشریف لائے تو وہ (مرتد) ابو موسیٰ کے پاس تھا معاذ نے کہا یہ کیا ماجرا ہے - ابو موسیٰ نے کہا اس نے اسلام قبول کیا پھر یہودی ہو گیا ہے - حضرت معاذ نے کہا میں نہیں سمجھوں گا یہاں تک کہ اس کو قتل کروں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ یہی ہے -

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے مرتد کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تک نہ پہنچایا یہ حدیث ع - ج ۶ کی شرح دیکھیں

بَابٌ هَلْ يَقْضِي الْحَاكِمُ أَوْ يُفْتَى وَهُوَ غَضَبَانُ

۶۷۲۷۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا

عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمِيرَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ

كَتَبَ أَبُو بَكْرَةَ إِلَى ابْنِهِ وَكَانَ بِسَجِسْتَانَ أَلَّا لَقُضَ بَيْنَ اثْنَيْنِ

وَأَنْتَ غَضَبَانُ فَإِنِّي سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَقْضِيَنَّ

حَاكِمٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضَبَانُ

باب کیا حکم غصہ کی حالت میں

فیصلہ کرے یا فتویٰ صادر کرے؟

ترجمہ : عبد الملک بن عمیر نے بیان کیا کہ میں نے عبد الرحمن بن ابی بکرہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابو بکرہ نے اپنے بیٹے کو لکھا جبکہ وہ سجستان میں

تھا کہ دو شخصوں کے درمیان فیصلہ نہ کرو جبکہ تم غصہ کی حالت میں ہو، کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حکم نے شخصوں میں غصہ کی حالت میں فیصلہ نہ کرے۔

شرح : غصہ کی حالت میں فیصلہ یا فتویٰ سے اس نے منع فرمایا کہ غصہ طبعیت میں تغیر پیدا کرتا ہے۔ رائے کو فاسد کرتا ہے اور عقل کو اڑا دیتا ہے اسی

لئے کہا جاتا ہے "الغضب غول العقل" غصہ کی حالت میں غلطی کا قوی امکان ہوتا ہے اور ہر وہ شئی جو انسان کی طبیعت میں تغیر پیدا کر دے۔ اور سوچ بچار سے دور رکھے جیسے بھوک کا غلبہ ہو یا بیمار ہو وہ غضب کے

حکم میں ہیں۔ جب تک یہ اعراض زائل نہ ہوں فیصلہ نہ کرے تاکہ کامل فکر و نظر پر متمکن ہو جائے۔ ظاہریوں کے نزدیک یہ نہیں ٹھہری ہے جبکہ جمہور علماء نے اس کو تنزیہ پر محمول کیا ہے کیونکہ اگر غصہ کی حالت میں حق فیصلہ

کرے تو نافرمانی ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زبیر بن عوام کے حق میں

۶۷۲۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ

ابْنُ أَبِي خَلْدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ كَجَاءَ
رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي وَاللَّهِ
لَا تَأْخُرُ عَنِّي صَلَاةُ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَائِهَا قَالَ فَمَا
رَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَطُّ أَشَدَّ غَضَبًا فِي مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمًا
ثُمَّ قَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُنْفِرِينَ فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيُوجِزْ
فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ وَالضَّعِيفَ وَذَلِكَ الْحَاجَةُ

۶۷۲۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ الْكِرْمَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا

حَسَّانُ بْنُ أَبِرَاهِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ قَالَ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ
عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ طَلْقَ امْرَأَتِهِ وَهِيَ حَائِضٌ

غصہ کی حالت میں فیصلہ کیا تھا جبکہ ان کا ایک انصاری سے پانی کی باری میں جھگڑا ہو گیا تھا۔ نیز جب حضرت
عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تھی تو حضور نے غصہ کی حالت میں فرمایا
انہیں حکم دو کہ وہ رجوع کرے پھر ایک دو حیض گزر جانے کے بعد طلاق دے یا روک رکھے اس کا جواب یہ
ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم معصوم تھے آپ سے غلطی کا احتمال مرتفع ہے؛ چنانچہ آپ نے فرمایا :
اس منہ مبارک سے جو نکلے وہ حق ہوتا ہے۔

ترجمہ : ابوسعود انصاری نے کہا ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں حاضر ہو اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سجد

۶۷۲۸

میں فلاں شخص کی وجہ سے نماز میں پیچھے رہ جاتا ہوں جو ہمیں نماز پڑھانے میں تطویل کرتا ہے (جیسا نماز پڑھاتا ہے)
ابوسعود نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی وعظ میں اس دن زیادہ غصہ کی حالت میں نہیں دیکھا پھر

فَذَكَرَ عُمَرَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّظَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ثُمَّ قَالَ لِيُرَاجِعَهَا ثُمَّ لِيُمْسِكَهَا حَتَّى تَطْهَرَتْ ثُمَّ تَحِيضٌ فَتَطْهَرُ فَإِنْ
بَدَأَ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدٌ هُوَ الزُّهْرِيُّ

بَابٌ مَنِ رَأَى الْقَاضِيَ أَنْ يُحْكَمَ بَعْلِمِهِ فِي أَمْرِ النَّاسِ
إِذَا لَمْ يَخَفِ الظُّنُونَ وَالثُّمَّةَ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَهْنِدٍ خَذِي مَا يَكْفِيكَ وَوَلَدِكَ بِالْمَعْرُوفِ وَذَلِكَ إِذَا كَانَ
أَمْرًا مَشْهُورًا

۶۷۳۰ — حَدَّثَنَا أَبُو إِيْمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ

الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ هِنْدُ بِنْتُ

عُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَاللَّهِ مَا كَانَ عَلَيَّ ظَهْرُ الْأَرْضِ

پھر فرمایا اے لوگو! تم میں سے بعض لوگ نفرت دلاتے ہیں تم میں سے جو کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو نماز
مخقر پڑھائے کیونکہ لوگوں میں بوڑھے، کمزور اور صاحب حاجت بھی ہوتے ہیں۔

(حدیث ع — ج ۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ: سالم بن عبد اللہ نے بیان کیا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر سنائی

۶۷۲۹ — کہ انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دی، حالانکہ وہ حیض کی حالت میں تھی۔ حضرت عمر فاروق

رضی اللہ عنہ نے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم غصہ سے بھر گئے پھر فرمایا وہ رجوع کرے پھر اسے روک رکھے حتیٰ کہ حیض سے پاک ہو جائے پھر

حیض آئے اور پاک ہو جائے پھر اگر اس کو طلاق دینا چاہے تو طلاق دے۔

أَهْلُ خِيَاءٍ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ يَعِزُّوا مِنْ أَهْلِ خِيَابِكَ ثُمَّ قَالَتْ إِنَّ أَبَاسُفِينَ
رَجُلٌ مَسِيكٌ فَهَلْ عَلَى حَرْجٍ مِنْ أَنْ أُطْعِمَهُ الَّذِي لَهُ عِيَالُنَا قَالَ لَهَا
لَا حَرْجَ عَلَيْكَ أَنْ تُطْعِمِيهِمْ مِنْ مَعْرُوفٍ

باب جس نے یہ خیال کیا کہ قاضی اپنے علم کے مطابق

لوگوں کے معاملات میں فیصلہ کرے جبکہ

بدگمانی اور تہمت کا خوف نہ ہو،

جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہند سے فرمایا جو تجھے اور تیری اولاد کو کافی ہو لے سکتی

ہو اور یہ جبکہ امر مشہور ہو،

۶۷۳۰۔ ترجمہ : عروہ نے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہند بنت عتبہ بن ربیعہ آئی اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ کی قسم! زمین کی سطح پر کوئی خیمہ والا نہ تھا جو مجھے محبوب ہوتا کہ آپ کے خیمہ والوں سے زیادہ ذلیل ہو اور آج۔ دسے زمین پر کوئی خیمہ والا نہیں جو مجھے محبوب ہو کہ آپ کے خیمہ والوں سے معزز ہو۔ پھر اُس نے کہا ابوسفیان بن خیل آدمی ہے کیا مجھ پر کچھ حرج تو نہیں کہ میں اس کے بال بچوں کو اس کے مال سے کھلاؤں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا تجھ پر کچھ حرج نہیں کہ ان کو بالمعروف کھلائے۔

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس باب کے عنوان سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے کلام کی طرف اشارہ کیا ہے؛ کیونکہ امام ہمام ابو حنیفہ

رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے کہ قاضی لوگوں کے باہم معاملات میں اپنے علم کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے

حقوق اللہ جیسے حدود وغیرہ میں اپنے علم کے مطابق

فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اس کی دو شرطیں ہیں ایک یہ کہ تہمت اور بدگمانی کا ڈر نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ وہ قضیہ مشہور

بَابُ الشَّهَادَةِ عَلَى الْخَطِّ الْمَخْتُومِ وَمَا يَجُوزُ مِنْ ذَلِكَ
وَمَا يَضِيقُ عَلَيْهِ وَكِتَابُ الْحَاكِمِ إِلَى عَامِلِهِ وَالْقَاضِي إِلَى

الْقَاضِي وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ كِتَابُ الْحَاكِمِ جَائِزٌ لِأَنِّي الْخُدُودُ تَمَرَّقَالَ إِنَّ
كَانَ الْقَتْلُ خَطًا فَمَوْجِبًا لِأَنَّ هَذَا مَالٌ بَزَعِيهِ وَإِنَّمَا صَارَ مَالًا بَعْدَ
أَنْ ثَبَتَ الْقَتْلُ وَالْخَطَاءُ وَالْعَمْدُ وَاحِدٌ وَقَدْ كَتَبَ عُمَرُ إِلَى عَامِلِهِ فِي
الْحَارُودِ وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي سِنِّ كَسْرَتْ وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ كِتَابُ
الْقَاضِي إِلَى الْقَاضِي جَائِزٌ إِذَا عُرِفَ الْكِتَابُ وَالْخَاتَمُ وَكَانَ الشَّعْبِيُّ يُجِيزُ
الْكِتَابَ الْمَخْتُومَ بِمَا فِيهِ مِنَ الْقَاضِي وَيُرْوَى عَنْ ابْنِ عُمَرَ نَحْوَهُ وَقَالَ
مُعَاوِيَةُ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ الثَّقَفِيُّ شَهِدْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ يَعْلَى قَاضِي

ہو۔ اس کی دلیل یہ بیان کی کہ ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ بن ربیعہ سے حضور نے فرمایا کہ تمام اپنے ہاں
بچوں پر ابوسفیان کے مال سے اتنا خرچ کر سکتی ہو جو لوگوں میں معروف ہو مشہور ہو اس مسئلہ میں فقہاء کے
مختلف اقوال ہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قاضی کے لئے جائز نہیں کہ قضاء سے پہلے جو لوگوں کے حقوق
جانتا ہو ان میں اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرے البتہ جو قضاء کے بعد جانے اس کا فیصلہ اپنے علم کے مطابق کر سکتا
ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا قاضی بہر حال اپنے علم کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے۔ قضاء سے پہلے علم ہو یا قضاء کے
بعد علم ہو۔ امام ابو یوسف اور محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا جو قضاء سے پہلے جانتا ہو اس کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے۔
(باب نفقات کی شرح دیکھیں)

باب مہر لگے ہوئے خط پر گواہی دینا اور جو

خط پر گواہی جائز ہے اور جو جائز نہیں اور حاکم کا اپنے عامل کی طرف اور
قاضی کا قاضی کی طرف خط بھیجنا ،

البَصْرَةَ وَآيَاسَ بْنَ مَعْوِيَةَ وَالْحَسَنَ وَثَمَامَةَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
 أَنَسٍ وَبَلَلَةَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ بَرِيْدَةَ الْأَسْلَمِيَّ وَعَامِرَ

یعنی خط پر گواہی دینا عام پر طور پر نہ تو جائز ہے اور نہ ہی ممنوع ہے، کیونکہ مطلقاً ممنوع ہو تو حقوق ضائع ہو جائیں گے اور نہ ہی مطلقاً اس پر عمل کیا جائے گا کیونکہ اس میں دھوکا کا اثر ہے۔ لہذا خط پر شہادت مشروط جائز ہے اس باب کا دوسرا عنوان یہ ہے کہ حاکم اپنے عاملوں کو خط بھیجنا جائز ہے۔ تیسرا عنوان یہ ہے کہ قاضی کا دوسرے قاضی کی طرف فیصلہ کر کے تحریر بھیجنا جائز ہے۔

قَالَ بَعْضُ النَّاسِ كِتَابُ الْحَاكِمِ جَائِزٌ إِلَّا فِي الْحُدُودِ

یعنی بعض فقہاء نے کہا حاکم کا اپنے عاملوں کی طرف خط بھیجنا جائز ہے مگر حدود میں جائز نہیں پھر کہا اگر خطا سے قتل ہو تو جائز ہے کیونکہ یہ ان کے گمان میں مال ہے حالانکہ قتل ثابت ہو جانے کے بعد مال ہوتا ہے لہذا قتل خطا اور عمد دونوں برابر ہیں

شرح : بعض الناس سے مراد فقہاء حنفیہ ہیں اس سے امام بخاری کا مقصد احسان پر طعن کرنا ہے اس کی تفسیر یہ ہے کہ احسان کے کلام میں تضاد ہے کیونکہ قتل خطا نفس الامر میں مال ہے کیونکہ اس میں قصاص نہیں بلکہ دیت ہے۔ لہذا اس کا حکم دوسرے اموال کے حکم جیسا ہے۔ اس پر امام بخاری نے مناقضہ کیا کہ قتل خطا مال جب ہوتا ہے کہ حاکم کے نزدیک یہ ثابت ہو جائے اور ابتدا میں قتل خطا اور قتل عمد ایک ہی شے میں لہذا اول امر میں ان کا حکم واحد ہے اور دونوں کا حد ہونے میں فرق نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قتل عمد اور قتل خطا کا ایک ہونا مسلم نہیں کیونکہ عمد کا مقتضی قصاص ہے جبکہ قتل خطا کا مقتضی عدم قصاص ہے اور اس میں واجب ہے تاکہ مقتول کا خون بیکار نہ جائے اور اس میں کچھ فرق نہیں کہ یہ ثبوت سے پہلے یا اس کے بعد مال ثابت ہو

وَقَدْ كَتَبَ عُمَرُ إِلَى عَامِلِهِ فِي الْحُدُودِ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حدود میں فیصلہ کر کے اپنے عامل کو بھیجا
 حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس اثر سے امام بخاری کا مقصد حنفیہ پر رد کرنا ہے کہ وہ کہتے ہیں

ابن عبیدۃ وعباد بن منصور یحیزون کتب القضاة بغیر محضیر
من الشہود فان قال الذی حی علیہ بالکتاب انه زور قیل لہ

کہتے ہیں حدود میں کتاب القاضی الی القاضی جائز نہیں؛ حالانکہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حدود میں اپنے عامل کو لکھا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حد قائم کرنے کے لئے نہیں لکھا تھا بلکہ کشف حال کے لئے لکھا تھا؛ چنانچہ ابو ہریرہ اور جارود کی شہادت سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے قدامہ پر خود حد قائم کی تھی۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ جارود اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے قدامہ بن مظعون پر گواہی دی کہ اُس نے شراب پیا ہے۔ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بحرین کے حاکم کو لکھا ہے کہ قدامہ کی بیوی سے واقعہ کی تحقیق کرے کہ کیا واقعی قدامہ نے شراب پی ہے۔ پھر کشف حال کے بعد خود حضرت عمر فاروق نے حد قائم کی تھی۔

و کتبت عمر بن عبد العزیز فی سن کسرت

اور حضرت عمر بن عبد العزیز نے دانت توڑے جانے کے متعلق لکھ کر بھیجا تھا ،،
یعنی عمر بن عبد العزیز نے اپنے زریق بن حکیم کو دانت توڑے جانے کے متعلق خط لکھا اس میں ایک
مرد کی گواہی کو جائز قرار دیا۔ وقال ابراہیم الخ
یعنی ابراہیم نخعی نے کہا قاضی کا قاضی کو لکھنا جائز ہے جبکہ تحریر اور مہر مشہور ہو اور اس میں کسی اور
تحریر سے التباس نہ ہو۔ قولہ دکان الشعبی الخ

یعنی عامر بن شریل شعبی نے مہر شدہ خط جس میں قاضی کا حکم ہو جائز قرار دیتے تھے۔ حضرت عبد اللہ
ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اس طرح منقول ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب بھی یہی ہے لیکن اکثر فقہاء
کہتے ہیں جب قاضی اپنی تحریر پر گواہی دے اور اس میں جو کچھ ہو وہ شاید کو معلوم نہ ہو تو جس قاضی
کو یہ لکھا جائے وہ اس پر فیصلہ نہیں کر سکتا۔

وقال معاویہ بن عبد الکریم الثقفی الخ

یعنی معاویہ بن عبد الکریم ثقفی نے کہا میں نے بصرہ کے قاضی عبد الملک بن یعلیٰ ایاس بن معاویہ ،
حسن بصری ، ثمالہ بن عبد اللہ بن انس ، بلال بن ابی بردہ ، عبد اللہ بن بربدہ اسلمی ، عامر بن عبیدہ اور

اذْهَبْ فَالْتَمِسِ الْمُخْرَجَ مِنْ ذَلِكَ وَأَوَّلُ مَنْ سَأَلَ عَلَى كِتَابِ الْقَاضِي
 الْبَيْتِنَةَ ابْنُ أَبِي لَيْلَى وَمَوَارِبُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَقَالَ لَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا
 عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحْرَزٍ جُمْتُ بِكِتَابٍ مِنْ مُوسَى ابْنِ أَنَسٍ قَاضِي الْبَصْرَةِ
 وَأَقَمْتُ عِنْدَهُ الْبَيْتِنَةَ أَنَّ لِي عِنْدُ فُلَانٍ كَذَا وَكَذَا وَهُوَ بِالْكُوفَةِ
 فَجُمْتُ بِهِ الْقَاسِمَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَأَجَازَهُ وَكَرِهَ الْحَسَنُ وَأَبُو
 قَلَابَةَ أَنْ يُشْهَدَ عَلَى وَصِيَّةٍ حَتَّى يُعْلَمَ مَا فِيهَا لِأَنَّهُ لَا يَدْرِي لَعَلَّ
 فِيهَا جُودًا وَقَدْ كَتَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَهْلِ خَيْبَرَ مَا
 أَنْ تَدُوا صَاحِبَكُمْ وَإِنَّمَا أَنْ تُوذَنُوا بِحَرْبٍ وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي
 شَهَادَةِ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ وَرَاءِ السِّتْرِ أَنْ عَرَفْتُهَا فَاشْهَدُوا وَإِلَّا فَاشْهَدُوا

عباد بن منصور کے پاس موجود تھا۔ یہ حضرات گواہی کے موجود ہونے کے بغیر قاضیوں کی تحریر کو جائز قرار دیتے
 تھے۔ اگر وہ شخص جس کے پاس خط لایا گیا ہو کہے کہ یہ جھوٹ ہے تو اس سے کہا جائے جاؤ اس سے خلاصی کی
 راہ تلاش کرو۔ یعنی گواہی میں قلع تلاش کرتا کہ شہادت باطل ہو جائے یا وہ تلاش کر جو مشہود بہ کی برأت
 پر دلالت کرے۔ قولہ أَوَّلُ مَنْ سَأَلَ الخ یعنی سب سے پہلے جس نے قاضی کے فیصلہ کی تحریر بیتنہ کا
 سوال کیا وہ ابن ابی لیلیٰ اور سوار بن عبد اللہ تھے۔

قولہ قَالَ لَنَا أَبُو نَعِيمٍ الخ یعنی ابو نعیم نے ہم سے کہا کہ عبید اللہ بن محرز نے بیان کیا کہ میں بصرہ
 کے قاضی موسیٰ بن انس سے خط لے کر آیا اور ان کے پاس بیتنہ قائم کیا کہ میرا فلاں شخص کے پاس اتنا مال
 ہے؛ حالانکہ وہ کوفہ میں تھا۔ میں اس فیصلہ کی تحریر قاسم بن عبد الرحمن کے پاس لایا تو انہوں نے اسے
 جائز قرار دیا۔

شرح : عینی نے معنی الخنا بلہ سے نقل کیا کہ فتویٰ کے آئمہ کے نزدیک یہ شرط ہے کہ قاضی کی
 قاضی کی طرف تحریر پر دو عادل گواہ ہونا ضروری ہے صرف مکتوب الیہ قاضی کا فیصلہ بھیننے والے قاضی کی تحریر اور

اس کی مہر کافی نہیں توضیح میں ذکر کیا اگر قاضی کی تحریر پر دو گواہ ہوں اور قاضی نے ان کو تحریر پڑھ کر نہ سنائی ہو اور نہ ہی ان کو معلوم ہو کہ خط میں تحریر کیسی ہے تو امام مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ جائز ہے اور مکتوب الیہ قاضی پر لازم ہے کہ اس کے مطابق فیصلہ کرے جبکہ دونوں گواہ یہ کہیں کہ فلاں قاضی نے فیصلہ تحریر کر کے ہمیں دیا ہے جبکہ اس پر مہر ثبت تھی۔ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور ابو ثور رضی اللہ عنہم نے فرمایا قاضی اپنا فیصلہ پڑھ کر گواہوں کو نہ سنائے اور نہ ان کے سامنے لکھے تو مکتوب الیہ قاضی اس تحریر کے مطابق فیصلہ نہ کرے گا؛ البتہ اگر اس کی مہر توڑ دی جائے تو امام ابوحنیفہ اور زفر کے نزدیک مکتوب الیہ حاکم اسے قبول نہ کرے گا۔ ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک قبول کر لینا جائز ہے اور اگر اس پر دلیل قائم ہوئی تو قبول کرنا جائز ہے امام شافعی بھی یہی فرماتے ہیں۔

قولہ کرۃ الحسن و ابو قلابۃ الخ حسن بصری اور ابو قلابہ نے وصیت پر گواہ بنانے کو مکروہ سمجھا ہے یہاں تک کہ خط کی تحریر کا علم ہو جائے کیونکہ معلوم نہیں کہ اس میں کوئی ظلم کی بات لکھی ہو۔ یعنی اگر کوئی شخص وصیت پر گواہ ہو جس میں کسی پر ظلم ہو۔

مشرح : اس میں جو رسے مراد ناحق بات ہے یعنی وصیت پر گواہی نہ دے حتیٰ کہ اسے معلوم ہو جائے کہ اس میں کیا لکھا ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ وصیت پر گواہی دینا جائز ہے۔ اگرچہ شاہد کو اس میں درج شدہ کا علم نہ ہو۔ قولہ قد کتب الیہ صلی اللہ علیہ وسلم " یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر کو لکھا کہ یا اپنے سامعہ کی دیت ادا کرو (جو قتل ہوا ہے) یا جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

قلہ قال الزہری الخ زہری نے پردہ کے پیچھے عورت (پردہ دار عورت) پر گواہی میں کہا کہ اگر تم اس کو پہچانتے ہو تو گواہی دو، ورنہ گواہی نہ دو یعنی جس طریقہ سے عورت کو پہچان سکے اسی طریقہ سے پہچان کر گواہی دے۔ گواہی دیتے وقت اس کو دیکھنا شرط نہیں۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اقرار اور ہر اس میں جو آواز سے پہچانا جائے نابینا کی گواہی جائز ہے وہ "۔ تے وقت نابینا ہو یا بینا ہو پھر نابینا ہو گیا ہو کیونکہ حضرات صحابہ کرام اور تابعین عظام نے امہات المؤمنین سے روایت کی حالانکہ وہ پردہ میں تھیں۔ انہوں نے صرف ان کی آواز سے امتیاز کر لیا تھا اسی طرح ابن مکتوم کی اذان مقبول تھی اور ان کی آواز اور حضرت بلال کی آواز میں صرف آواز سے امتیاز کرتے تھے نیز فزوج پر اقدام کرنا حقوق پر گواہی سے اعلیٰ ہے وہ اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے حالانکہ اس کو صرف آواز سے پہچانا ہے۔

امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہما نے فرمایا گواہ ہونے وقت اگر نابینا تھا تو اس کی گواہی مجلس قضاء میں غیر مقبول ہے۔

۶۷۳۱ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ
 حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا أَرَادَ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّومِ قَالُوا يَهْمُ لَا يَقْرُونَ
 كِتَابًا إِلَّا لَمَحْتُوا مَا فَاتَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ
 كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِصْبِهِ وَنَقَشَهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

بَابُ مَتَى يَسْتَوْجِبُ الرَّجُلُ الْقَضَاءَ

وَقَالَ الْحُسَيْنُ أَخَذَ اللَّهُ مِنْ عَالِي الْحَكَّامِ أَنْ لَا يَتَّبِعُوا الْهَوَى وَلَا يَخْشَوْ
 النَّاسَ وَلَا يَشْتَرُوا بِآيَاتِهِ مِمَّا قَلِيلًا ثُمَّ قَرَأَ يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ
 خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَى

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل روم
 کو خط لکھنے کا ارادہ کیا تو صحابہ کرام نے عرض کیا وہ لوگ مہر شدہ خط

کے بغیر اور کوئی خط نہیں پڑھتے ہیں اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی مہر بنوائی گویا کہ میں ایسے کی
 سفیدی اور اس کا نقش محمد رسول اللہ دیکھ رہا ہوں۔

۶۷۳۱ — شرح : عینی نے امام طحاوی سے نقل کیا کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے
 کہ اگر خط پر مہر نہ لگی ہو تو وہ حجت ہو سکتا ہے اور جو کچھ اس میں

لکھا ہو وہ مقبول ہو، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھنے کا ارادہ کیا تھا۔ اس پر مہر وغیرہ کا خیال نہ
 فرمایا تھا صرف صحابہ کے کہنے پر مہر بنوائی تھی حدیث ع — ج ۱ کی شرح دیکھیں

بَابُ آدَمِيِّ كَبِّ قَاضِي بَنِي كَاسْتَحَى هُوَ تَابِي

فِيضْلِكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ط إِنَّ الَّذِينَ يُضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ
عَذَابٌ شَدِيدٌ لِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ وَقَرَأْنَا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ
فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يُحْكَمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا الَّذِينَ هَادُوا
وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَى قَوْلِهِ وَمَنْ
لَمْ يُحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكٰفِرُونَ وَقَرَأَ دَاوُدُ وَ
سُلَيْمٌ إِذْ يُحْكَمَانِ فِي الْحَرْثِ إِذْ نَفَسَتْ فِيهِ غَمُّ الْقَوْمِ وَكُنَّا
لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِينَ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ وَكُلًّا آتَيْنَاهُمْ حُكْمًا وَعِلْمًا فَحَمْدَ
سُلَيْمَانَ وَلَمْ يَلْمُ دَاوُدَ وَلَوْلَا مَا ذَكَرَ اللَّهُ مِنْ أَمْرِ هٰذَيْنِ لَرُبِّيتُ
أَنَّ الْقَضَاةَ هَلَكُوا فَإِنَّهُ أَتَنِي عَلَى هٰذَا بَعْلِيهِ وَغَدَرَ هٰذَا بِأَجْمَلِهِ
وَقَالَ مَزَاحِمُ بْنُ زُفَرٍ قَالَ لَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ خَمْسٌ إِذَا خَطَاءُ
الْقَاضِي مِنْهُمْ خَصَلَةٌ كَانَتْ فِيهِ وَصَمَةٌ أَنْ يَكُونَ فَمَا حَلِيمًا
عَفِيفًا صَلِيبًا عَالِمًا سَوِيًّا عَنِ الْعِلْمِ

یعنی آدمی کب قضاء کے لائق ہوتا ہے یا کب اس پر قضاء واجب ہوتی ہے

حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اللہ تعالیٰ نے حاکموں پر لازم کیا ہے کہ وہ خواہشات کی پیروی نہ کریں نہ لوگوں سے ڈریں اور نہ ہی اللہ کی آیات کے عوض حقوڑی قیمت لیں پھر پڑھا وہ اسے داؤد ہم نے تجھے دین پر خلیفہ بنایا ہے۔ لوگوں میں حق فیصلہ کر خواہش کی پیروی نہ کر وہ تجھے اللہ کی راہ سے پھیر دے گی بیشک جو لوگ اللہ کی راہ سے پھر جاتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے کیونکہ وہ حساب کے دن کو محمول گئے

تھے اور پھر پڑھا۔ ہم نے قرأت نازل کی اس میں ہدایت اور فُور ہے اس کے ساتھ فرمانبردار بنی اللہ والے لوگ اور علماء یہودیوں کے لئے فیصلے کرتے رہے کیونکہ انہیں اللہ کی کتاب یاد کرائی گئی تھی اللہ کی کتاب ان کے پاس امانت رکھی گئی تھی، اور وہ اس پر گواہ تھے۔ پس تم لوگوں سے نہ ڈرو مجھ سے ڈرو اور میری آیات کے عرصہ مخور ہی قیمت حاصل نہ کرو جس نے اللہ کے نازل کرنے کے مطابق فیصلہ نہ کیا وہ کافر ہیں اور پھر پڑھا اور داؤد سلیمان جب کھیتی کے بارے میں فیصلہ دے رہے تھے جبکہ اس میں لوگوں کی بکریاں چر گئی تھیں اور ہم ان کے حکم کے فیصلہ کے گواہ تھے۔ پس ہم نے سلیمان کو فیصلہ سمجھا دیا اور ہر ایک کو حکم اور علم عطا کیا پس سلیمان نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور داؤد کو ملامت نہ کی اگر یہ بات نہ ہوتی جو اللہ نے ان دونوں کا فیصلہ ذکر کیا ہے تو میں دیکھتا کہ قاضی ہلاک ہو جاتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اس کے علم کے سبب تعریف کی اور اس کو اس کے اجتہاد کے باعث معذور جانا۔

شرح : یہ دونوں آیات یہود کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو اللہ کا حکم تبدیل کرے وہ کافر ہے۔ یہ آئین مسلمانوں کے متعلق نہیں کیونکہ مسلمان اگرچہ کبیرہ گناہ کریں انہیں کافر نہیں کہا جاتا۔ حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کا واقعہ شیخ عبدالرزاق نے صحیح سند کے ساتھ طرق سے ذکر کیا کہ یہ انگوروں کا باغ تھا جس میں رات بکریاں چر گئی تھیں اور ان کا چرواہا نہ تھا کھیتی والوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس بکریوں والوں پر دعویٰ کر دیا تو انہوں نے یہ فیصلہ دیا کہ بکریاں کھیتی والوں کو دے دی جائیں پھر وہ سلیمان کے پاس سے گزرے اور انہیں فیصلہ سے مطلع کیا تو سلیمان علیہ السلام نے کہا یہ فیصلہ نہیں میں فیصلہ کرتا ہوں کھیتی والے بکریاں اپنے قبضہ میں کر لیں اور ان کا دودھ پیتے رہیں اور ان کی اون اور دیگر منافع حاصل کرتے رہیں اور بکریاں والے ان کی کھیتی پر قائم رہیں جب وہ پہلی کھیتی جیسی ہو جائے تو ان کی بکریاں انہیں واپس کر دیں پھر بکریاں والے داؤد علیہ السلام کے پاس سے گزرے اور سلیمان علیہ السلام کا فیصلہ انہیں بتایا تو داؤد علیہ السلام نے سلیمان علیہ السلام کو پیغام بھیجا اور کہا تم نے اچھا فیصلہ کیا ہے اس واقعہ میں صحیح تر پہلو یہ ہے کہ داؤد علیہ السلام نے فیصلہ صحیح کیا تھا اور سلیمان علیہ السلام نے صلح کی واضح بات کی تھی۔ امام حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ کے کلام کا معنی یہ ہے کہ سلیمان کا حمد و ثنا کی کہ انہوں نے ابرح طریق کی موافقت کی تھی اور داؤد علیہ السلام کو محض راجح طریق پر اختصار کرنے کے باعث ملامت نہ کی۔ اس واقعہ سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم احکام میں اجتہاد کر سکتے ہیں اور نزول وحی کا انتظار نہیں کرتے۔ کیونکہ حضرت داؤد علیہ السلام نے مذکورہ مسئلہ میں اجتہاد کیا تھا کیونکہ اگر وہ فیصلہ وحی سے ہوتا تو اس کا فہم دینے میں سلیمان کی خصوصیت نہ ہوتی۔ بہر حال داؤد علیہ السلام کے

بَابُ رِزْقِ الْحَاكِمِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا
وَكَانَ شَرِيحًا يَأْخُذُ عَلَى الْقَضَاءِ أَحْرًا وَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا كُلُّ الْوَصِيِّ
بِقُدْرِ عَمَلَتِهِ وَأَكَلِ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ

کے فیصلہ میں خطا نہ تھی؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے فیصلہ کی حکم اور علم سے ثناء کی ہے اور خطا نہ حکم ہے اور نہ ہی علم ہے وہ تو نادرست ظن ہے۔ واللہ در رسولہ اعلم!

وَقَالَ مُزَاهِمُ بْنُ زُفَرَ الخ

مزاہم بن زفر نے کہا عمر بن عبدالعزیز نے ہم سے کہا پانچ اشیاء میں اگر قاضی میں ان میں سے کوئی ایک نہ پائی جائے تو اس میں عیب ہے وہ یہ کہ قاضی سمجھدار ہو، بردبار ہو، پاک دامن ہو، مضبوط ہو عالم ہو، علم کے متعلق سوال کرنے والا ہو۔

شرح : وصمہ معنی عیب اور عار ہے۔ فہم صفت مشبہ ہے۔ بعض روایات میں فہم کی جگہ فقیہ مذکور ہے۔ حلیم کے معنی یہ ہیں کہ لوگوں کی اذیت برداشت کرے اور انتقام میں جلدی نہ کرے اس کے معنی بردباری اور طمانیت کے بھی ہیں یعنی متخاصمین کا کلام سننے میں متحمل ہو اور تنگدلی نہ کرے اور نہ ہی غصہ میں آئے۔ عقیف، کے معنی پاکدامنی کے ہیں یعنی حرام خوردہ ہو، کیونکہ جب قاضی عالم ہو اور عقیف ہو تو اس کی ضرر جاہل کی ضرر سے سخت ہوگی اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ نذرانہ اور ہدیہ کی صورت میں رشوت نہ لے اور نہ ہی صاحبِ وجاہت شخص کی طرف میلان کرے۔ صلیب، کے معنی ہیں سخت قومی ہون پر ڈٹ جانے والا ہو۔ اور حق سے خواہش کی طرف میلان نہ کرے اور مبطل سے محق کا حق لے کر دے اور اس میں کاہلی اور سستی نہ کرے۔ سئول کے معنی ہیں علم کے متعلق بکثرت سوال کرے اور اہل علم سے مذاکرہ کرتا رہے کیونکہ لمبا اوقات غیر سے اچھی چیز حاصل ہو جاتی ہے۔

باب حکام اور صدقات پر عاملوں کی تنخواہ

قاضی شریح قضا پر تنخواہ لیا کرتے تھے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے

نے فرمایا اور وہی اپنے عمل کے مطابق یتیم کے مال سے کھائے۔ ابو بکر اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما بیت المال سے کھاتے تھے۔

شرح : حکام حاکم کی جمع ہے جبکہ عاملین عامل کی جمع ہے۔ عامل اسے کہتے ہیں جو حاکم کی طرح مسلمانوں کے اعمال کی دیکھ بھال کرے۔ صدقات کی فراہمی کرنے والوں کو بھی عاملین کہا جاتا ہے۔

شریح بن عارت بن قیس نخعی کوئی کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا قاضی مقرر کیا تھا پھر ان کے بعد لمبی مدت کوفہ میں قاضی رہے انہوں نے جاہلیت اور اسلام کا زمانہ پایا ہے۔ ان کی عمر سو سال سے متجاوز تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اپنے عہدِ خلافت میں ان کو پانچ سو درہم وظیفہ دیا کرتے تھے۔ طبری نے کہا جمہور علماء کا یہی مذہب ہے کہ قاضی وظیفہ لے سکتا ہے؛ کیونکہ وہ لوگوں میں فیصلے کرنے میں مشغول ہوتا ہے؛ البتہ بعض علماء نے اسے مکروہ کہا ہے لیکن وہ بھی حرام نہیں کہتے ہیں ابو علی کراچی نے کہا قاضی کے لئے جائز ہے کہ قضاء کے عوض وظیفہ لے۔ اس میں تمام صحابہ کرام کا اتفاق ہے۔ تابعین اور تبع تابعین اور تمام اہل علم اس میں متفق ہیں۔ صاحب ہدایہ نے کہا اگر قاضی محتاج ہو تو افضل بلکہ واجب ہے کہ بقدر کفالت قضاء پر اجرت لے۔ اور اگر وہ غنی ہے تو افضل یہ ہے کہ بیت المال سے اجرت نہ لے لیکن صحیح تر یہ ہے کہ قاضی کو ذلت سے بچانے کے لئے بیت المال سے وظیفہ لینا جائز ہے۔ تاکہ عزیز اور محتاج قاضی بھی وظیفہ لے سکے۔ تاکہ وہ بچوں کی کفالت بھی کر سکیں۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت کریمہ در من کان فقیراً فلیأکل بالمعسر ووف، کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ آیت کریمہ یتیم کے مال کے ولی کے بارے میں نازل ہوئی کہ وہ یتیم کے مال کی اصلاح کرے اور اگر محتاج ہو تو بقدر کفالت یتیم کے مال سے کھا سکتا ہے۔ یہ بھی عمل کی اجرت میں داخل ہے حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما امور مسلمین میں مشغول ہونے کے سبب عہدِ خلافت میں بیت المال سے بقت کفالت وظیفہ لیتے تھے، چنانچہ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ابو بکر صدیق خلیفہ مقرر ہوئے تو کہا میری قوم جانتی ہے کہ میرا کاروبار اس قدر ہے کہ میں اپنے اہل اولاد کو فراوانی سے کھلا سکتا ہوں لیکن اب میں امور مسلمین میں مشغول ہو گیا ہوں لہذا میری اہل اولاد بیت المال سے بقت کفالت کھا سکیں گے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اپنی ذات کو اللہ کے مال میں ایسا مشغول کر دیا ہے جیسے یتیم کا والی اس کے مال کی اصلاح کے لئے قائم ہوتا ہے۔ اس لئے میں بقدر کفالت بیت المال

۶۷۳۲ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
 قَالَ أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ أُخْتِ نَمِرَانَ حُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيِّ
 أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ السَّعْدِيِّ أَخْبَرَهُ أَنَّ قَدِمَ عَلَى عُمَرَ فِي خِلَافَتِهِ
 فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لِمَ أَحَدَثْتَ أَنَّكَ تَلِي مِنْ أَعْمَالِ النَّاسِ أَعْمَالًا فَإِذَا
 أُعْطِيتَ الْعُمَالَ تَكْرِهَتَهَا فَقُلْتُ بَلَى قَالَ عُمَرُ فَمَا تُرِيدُ إِلَى ذَلِكَ قُلْتُ
 إِنَّ لِي أَفْرَاسًا وَأَعْبَدًا وَأَنَا بَخِيرٌ وَأُرِيدُ أَنْ تَكُونَ عُمَالِي صَدَقَةً
 عَلَى الْمُسْلِمِينَ قَالَ عُمَرُ لَا تَفْعَلْ فَإِنِّي كُنْتُ أَرَدْتُ الَّذِي أَرَدْتُ
 وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِينِي الْعَطَاءَ فَأَقُولُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ
 إِلَيْهِ مِنِّي حَتَّى أُعْطَانِي مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ أَعْطِهِ أَفْقَرَ إِلَيْهِ مِنِّي
 فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ فَمَوْلَاهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ فَمَا جَاءَكَ

سے کھا سکوں گا لیکن اگر میں بیت المال سے لینے سے مستغنی ہو گیا ترک کر دوں گا۔

توجہ : سائب بن یزید بن اخت نے بیان کیا کہ حویطب بن عبدالعزی نے

۶۷۳۲

ان کو خبر سنائی کہ عبداللہ بن سعدی ان سے بیان کیا وہ عمر فاروق

کے عہدِ خلافت میں ان کے پاس گئے تو عمر فاروق نے فرمایا کیا مجھے یہ خبر نہیں پہنچی کہ تم مسلمانوں کے اعمال پر ولی
 مقرر ہو (ان کے کام کرتے ہو) اور جب تمہیں وظیفہ دیا جاتا ہے تو اس کو اچھا نہیں خیال کرتے ہو میں نے کہا
 کیوں نہیں (میں وظیفہ نہیں لیتا ہوں) عمر فاروق نے فرمایا اس سے تمہاری مراد کیا ہے؟ میں نے کہا میرے پاس
 گھوڑے اور غلام ہیں اور میری حالت بہتر ہے میرا ارادہ یہ ہے کہ میرا وظیفہ مسلمانوں پر صدقہ ہو۔ عمر فاروق نے
 فرمایا یہ مت کرو، کیونکہ ایک دفعہ میں نے بھی یہی ارادہ کیا تھا جو تو نے ارادہ کیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 مجھے اجرت دیتے۔ تو میں کہتا یہ اس کو دیتے جو اس کا مجھ سے زیادہ محتاج ہو۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ مجھے مال

مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِبٍ وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَالْأَفْلا تَتَّبِعْهُ
 نَفْسَكَ وَعَنِ الزَّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ
 ابْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيَنِي
 الْعَطَاءَ فَأَقُولُ أَعْطِهِ أَفْقَرًا إِلَيْهِ مِنِّي حَتَّىٰ أَعْطَانِي مَرَّةً مَا لَا أَفْقَلْتُ
 أَعْطِهِ مَنْ هُوَ أَفْقَرُ إِلَيْهِ مِنِّي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذْهُ
 فَمَوْلَاهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ فَمَا جَاءَكَ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَأَنْتَ غَيْرُ مُشْرِبٍ
 وَلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا تَتَّبِعْهُ نَفْسَكَ

دیا تو میں نے عرض کیا یہ اس کو دیں جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا یہ مال لے لو اور مال داری حاصل کرو اور صدقہ کر دو اگر تمہارے پاس یہ مال آئے اور تم
 گردن اٹھا کر اس کی طرف دیکھو اور نہ ہی اس کا سوال کرو تو وہ لے لو اور اگر یہ حال نہ ہو تو مال
 کا پیچھا مت کرو۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر فاروق
 رضی اللہ عنہ کو اشارے سے کیوں منع کیا اس کا جواب یہ ہے کہ جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے افضل ثواب کا ارادہ فرمایا تھا۔ کیونکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زیادہ
 محتاج کے لئے اشارہ کرنے میں اکثر ماجور تھے لیکن مال ہاتھ میں لے کر خود صدقہ و خیرات کرنے میں زیادہ ثواب
 ہے کیونکہ مال دار ہونے کے بعد صدقہ کرنے میں ذہنوں میں جھے ہوئے بخل کا ازالہ ہوتا ہے۔ ابن منذر
 نے کہا کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ قضاغیر پر اجرت لیتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سوال کرنے
 کے بغیر مال ہاتھ لگے تو اس کو لینا ترک کرنے سے افضل ہے، کیونکہ ترک کرنے میں مال کی اصاحت ہے جس
 سے شارع علیہ السلام نے منع فرمایا ہے بعض صوفیہ کہتے ہیں کہ اگر طمع کرنے اور مانگنے کے بغیر مال ہاتھ لگے
 تو اس کو رد نہ کیا جائے ورنہ محرومیت کے عذاب میں مبتلا ہوگا۔

بَابُ مَنْ قَضَىٰ وَلَا عَنَ فِي الْمَسْجِدِ وَلَا عَنَ

عمر عند منبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقضی مروان علی زید بن ثابت بالیمین عند منبر النبی وقضی شریح و الشعبی و یحیی بن یعمر فی المسجد و کان الحسن و زرارہ بن اوفی یقضیان فی الرحبة خارجا من المسجد

باب جس نے مسجد میں فیصلہ اور لعان کیا

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف کے پاس لعان کرنے کا حکم دیا۔ اور قاضی شریح شعبی اور یحییٰ بن یعمر نے مسجد میں فیصلے کئے مروان بن حکم نے منبر کے پاس زید بن ثابت کو قسم کھانے کا حکم دیا۔ حسن بصری اور زرارہ بن اوفیٰ مسجد کے رجبہ میں فیصلہ کرتے تھے جو مسجد سے خارج تھا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے منبر کے پاس قسم کو اس لئے خاص کیا کہ وہ اس میں زیادہ سختی سمجھتے تھے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی خاص جگہ قسم لینے میں سختی کرنا جائز ہے۔ اس پر زمانہ اور وقت کو بھی قیاس کیا جاسکتا ہے تو صبح میں کہ کسی مکان یا وقت میں لعان میں سختی کرنا سنت ہے لیکن امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اس کے خلاف ہیں اور وہ قسم میں تعلیظ کو منع کرتے ہیں۔ بعض اخلاف اور مالکیہ نے کہا کہ عظیم مال، قتل اور لعان میں عصر کے بعد قسم لینا اچھا ہے کیونکہ اس وقت شب و روز کے ملائکہ کا اجتماع ہوتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

رجبہ مسجد کے دروازہ کے آگے وسیع میدان ہے جو اس سے علیحدہ نہیں ہوتا وہ مسجد کے حکم میں ہے صحیح ہے کہ اس میں اعتکاف جائز ہے، البتہ اگر وہ مسجد سے علیحدہ ہے تو اس میں اعتکاف جائز نہیں۔

۶۷۳۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ شَهِدْتُ اَلْمُتَلَاعِنِينَ وَ اَنَا
ابْنُ خَمْسٍ عَشْرَةَ فُرْقًا بَيْنَهُمَا

۶۷۳۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ

أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ شَهَابٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَخِي
بَنِي سَاعِدَةَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَقَالَ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا يَقْتُلُهُ فَتَلَاعَنَانِي الْمَسْجِدِ
وَ اَنَا شَاهِدٌ

بَابُ مَنْ حَكَمَ فِي الْمَسْجِدِ حَتَّى إِذَا أَتَى عَلِيًّا

حَدَّثَنَا أَمْرَانُ يُخْرِجُ مِنَ الْمَسْجِدِ فَيُقَامُ

وَقَالَ عُمَرُ أَخْرَجَاهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَيُذَكَّرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهُ

ترجمہ : سہل بن سعد نے کہا میں لعان کرنے والوں کے پاس موجود تھا، حالانکہ
۶۷۳۳۔ میں پندرہ برس کا تھا ان دونوں کے درمیان تفریق کی گئی۔

شرح : ۶۷۳۴۔ بنی ساعدہ کے قبیلہ سے حضرت سہل روایت کرتے ہیں کہ انصار کے
ایک آدمی بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا آپ

مجھے ایک آدمی کی خبر دیں جو اپنی بیوی کے ساتھ کسی اجنبی مرد کو پائے تو کیا وہ اس کو قتل کر دے؟
پھر ان دونوں نے مسجد میں لعان کیا جبکہ میں وہاں موجود تھا۔

(باب اللعان میں اس کی تفصیل مذکور ہے)

۶۶۳۵ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ
عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ
فَنَادَا أَفَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي زَنَيْتُ فَأَعْرَضَ عَنِّي فَلَمَّا شَهِدَ عَلَى
نَفْسِهِ أَرْبَعًا قَالَ أَبُكَ جُونٌ قَالَ لَا قَالَ أَذْهَبُ أَبُكَ فَأَرْجَمُوهُ
قَالَ ابْنُ شَهَابٍ فَأَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنْتُ

باب جس نے مسجد میں فیصلہ کیا حتیٰ کہ جبکہ حد کا
وقت آیا تو حکم دیا کہ اس کو مسجد سے باہر نکال
دیا جائے پھر اس پر حد قائم کی جائے،

مسجد میں حدود قائم کرنے میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ حضرت عمر فاروق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما
اس سے منع کرتے ہیں۔ شعبی نے ایک ذمی پر مسجد میں حد قائم کی تھی۔ امام مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر
بلکہ کوڑوں سے حد قائم کی جائے تو مسجد میں جائز ہے اور جب حد و بکثرت ہو جائیں تو مسجد میں قائم
نہ کی جائیں۔ وَقَالَ عُمَرُ أَخْرِجَاهُ مِنَ الْمَسْجِدِ

اور عمر فاروق نے فرمایا اس کو مسجد سے نکال دو۔ پھر اس کو حد مارو یہ اثر شیخین کی شرط
کے مطابق ہے۔ وَيَذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ نَحْوَهُ « حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مذکور ہے
ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ حضور مسجد میں تشریف فرما تھے۔ اُس نے بلند

— ۶۶۳۵

فِي رَجْمِهِ بِالْمُصَلَّى رَوَاهُ يُونُسُ وَمَعْمَرُ بْنُ جَرِيرٍ عَنِ
الزُّهْرِيِّ عَنِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فِي الرَّجْمِ

بَابُ مَوْعِظَةِ الْإِمَامِ لِلْمُخْصَمِ

۶۷۳۶ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَلِكِ

عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبِ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ

آواز سے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے زنا کیا ہے۔ حضور نے اس شخص سے منہ مبارک پھیر لیا جب اُس نے اپنی ذات پر چار بار اقرار کر لیا۔ حضور نے فرمایا تو مجھوں تو نہیں؟ اُس نے کہا جی نہیں۔ فرمایا اس کو لے جاؤ اور سنگسار کر دو۔ ابن شہاب نے کہا مجھے اس شخص نے خبر دی جس نے جابر کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں اُن لوگوں میں موجود تھا جنہوں نے مُصَلَّى میں اس کو سنگسار کیا تھا۔

شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے اعراض کیا کہ آپ اس

پر پردہ ڈالنا چاہتے تھے، کیونکہ اس کے کلام پر کوئی گواہ نہ تھا

— ۶۷۳۵ —

مُصَلَّى جنت البقیع کے قریب مقام ہے جہاں جازے پڑھے جاتے ہیں۔ (کتاب الحدود میں رجم المحسن کے

باب میں اس حدیث کی تفصیل مذکور ہے)

رواہ یونس و معمر و ابن جریر الخ یونس، معمر اور ابن جریر نے زہری، ابوسلمہ اور جابر کے ذریعہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رجم میں اس حدیث کی روایت کی ہے۔

اس سے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کی عرض یہ ہے کہ ان حضرات نے صحابی میں عقیل کی مخالفت کی ہے

ہے؛ کیونکہ اُس نے اصل حدیث کی ابوسلمہ کے ذریعہ ابوہریرہ سے روایت کی ہے اور انہوں نے ساری

حدیث جابر سے روایت کی ہے۔

ترجمہ : ام المومنین
ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے

باب امام کا جھگڑنے والوں کو نصیحت کرنا "۶۷۳۶"

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَأَنْتُمْ تَخْتَصِمُونَ
إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَحْسَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِي
عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ شَيْئًا فَلَا يَأْخُذْهُ فَإِنَّمَا
أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ

بَابُ الشَّهَادَةِ تَكُونُ عِنْدَ الْحَاكِمِ فِي وِلَايَتِهِ

الْقَضَاءِ أَوْ قَبْلَ ذَلِكَ لِلْخَصْمِ

وَقَالَ شُرَيْحُ الْقَاهِنِيُّ وَسَأَلَهُ الْإِنْسَانُ الشَّهَادَةَ فَقَالَ أَنْتِ الْوَيْرَ حَتَّى
أَشْهَدَ لَكَ وَقَالَ عِكْرِمَةُ قَالَ عُمَرُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ لَوْ رَأَيْتَ
رَجُلًا عَلَى حَدِّ زَنِيٍّ أَوْ سَرِيقَةٍ وَأَنْتَ أَمِيرٌ فَقَالَ شَهَادَةُ رَجُلٍ مِنَ
الْمُسْلِمِينَ قَالَ صَدَقْتَ قَالَ عُمَرُ لَوْ لَا أَنْ يَقُولَ النَّاسُ زَادَ عُمَرُ فِي
كِتَابِ اللَّهِ لَكُنْتُ آيَةَ الرَّجْمِ بِيَدِي وَأَقْرَمًا عِزُّ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں بشر ہوں اور تم میرے پاس جھگڑے لاتے ہو
شائد تم میں سے بعض لوگ دلیل بیان کرنے میں دوسروں سے زیادہ وضاحت کر سکتے ہوں تو میں دلیل کی
سماعت کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں جس کے لئے میں نے اس کے بھائی کے حق کا فیصلہ کر دیا وہ اس کو
نہ لے وہ تو میں اس کے لئے آگ کا ٹکڑا کاٹ کر دیتا ہوں۔

شرح : یعنی میں بحیثیت بشر تم میں فیصلے کرتا ہوں اور پوشیدہ امور سے ہی
جانتا ہوں جس پر اللہ مجھے مطلع کرتا ہے کیونکہ بذات خود غیب صرف

اللہ ہی جانتا ہے اور وہی محق اور سبطل کو جانتا ہے اور حاکم وہی فیصلہ کر سکتا ہے جس کا خصم اقرار کرے

باب جھگڑنے والوں کے لئے قاضی کی گواہی

حاکم کے سامنے ہونی چاہیے وہ قضا سے پہلے گواہ

بنا ہو یا اس کے بعد، یعنی جب حاکم جھگڑنے والوں میں سے کسی کا گواہ ہے قضا کے زمانہ میں گواہ بنا ہو یا اس سے پہلے بنا ہو کیا وہ اس گواہی کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے؟ اس میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ اسی لئے بخاری نے حکم بیان نہیں کیا۔ عینی نے توضیح سے نقل کیا کہ بخاری کے ترجمہ میں اس امر کی دلیل ہے کہ قاضی قضا کے زمانہ یا اس سے پہلے گواہ بنا ہو تو وہ حاکم کے سامنے گواہی دے سکتا ہے۔ امام مالک رضی اللہ عنہ کا یہی مذہب ہے۔ شوافع کے نزدیک قاضی کی مجلس میں جس خصم نے اقرار کیا ہو اس کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے

وقال شريح الخ، اور قاضی شریح نے کہا جبکہ کسی انسان نے ان سے شہادت کا سوال کیا تھا کہ بادشاہ کے پاس جا میں تیرے لئے گواہی دوں گا۔ وقال عكرمة الخ، عکرمہ نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عبد الرحمن بن عوف سے فرمایا اگر تو کسی شخص کو زناؤ کرتا یا چوری کرتا دیکھے، حالانکہ تو حاکم ہو تو تیری شہادت ایک عام مسلمان کی شہادت جیسی ہے اس نے کہا آپ نے سچ کہا ہے۔ عمر فاروق نے فرمایا اگر یہ ڈرنے ہوتا کہ لوگ کہیں گے عمر نے قرآن میں زیادتی کر دی ہے۔ تو اپنے ماتھے سے رجم کی آیت کو اللہ کی کتاب میں لکھ دیتا۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول سے جو انہوں نے عبد الرحمن بن عوف سے کہا تھا۔ یہ ثابت کیا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیت رجم کے قرآن میں ہونے کی شہادت تھی اس شہادت کی باعث انہوں نے اس کو قرآن میں ذکر نہیں کیا اور اس میں یہ علت بیان کی کہ اگر لوگ یہ نہ کہیں کہ عمر نے قرآن میں اضافہ کر دیا ہے تو میں اپنے ماتھے سے آیت رجم لکھ دیتا۔ لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا تا کہ بڑے حاکم اپنی مرضی سے تصرف کرنے کی راہ نہ پائیں۔

قوله أقر ما عجز الخ ما عزا سلمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چار بار زنا کا اقرار کیا تو حضور نے اس کو رجم کرنے کا حکم دیا اور یہ نہ ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موجود لوگوں کو گواہ بنایا۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ما عجز پر رجم کا حکم کرنا اس کے اقرار سے تھا

أَرْبَعًا بِالزَّيْنِ فَأَمَرَ بِرُجْمِهِ وَلَمْ يُدْكَرْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَشْهَدَ مَنْ حَضَرَ وَقَالَ حَمَادٌ إِذَا أَقْرَمْتَهُ عِنْدَ الْحَاكِمِ رُجِمَ وَ
قَالَ الْحَكَمُ أَرْبَعًا

۶۷۳۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُيَيْبِ

عَنْ عُمَرَ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ أَبِي مُحَمَّدٍ مَوْلَى أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَا قَتَادَةَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ مَنْ لَهَ بَيْتَةٌ
عَلَى قَتِيلٍ قَتَلَهُ فَلَهُ سَلْبُهُ فَقُمْتُ لِأُلْتَمِسَ بَيْتَةَ عَلِيٍّ قَتِيلِي فَلَمْ
أَرَ أَحَدًا يَشْهَدُ لِي فَجَلَسْتُ ثُمَّ بَدَأَ لِي فذَكَرْتُ أَمْرَهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ جُلَسَائِهِ سَلِّحْ هَذَا الْقَتِيلَ
الَّذِي يُذَكِّرُ عِنْدِي فَأَرْضِدُ مِنْهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ كَلَّا لَا تُعْطِهَا

موجود لوگوں کی شہادت نہ تھا۔

وَقَالَ حَمَادُ الخ حماد بن سليمان نے کہا جب ایک بار حاکم کے پاس اقرار کرے تو رجم کیا جائے
حکم نے کہا چار بار اقرار کرنے سے رجم کا حکم کیا جائے۔

توجہ : ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ

۶۷۳۷۔

حنین کے روز فرمایا جس شخص کے پاس کسی مقتول کو قتل کرنے پر

بیتنہ ہو اس کے لئے مقتول کا سامان ہے، میں کھڑا ہو گیا تاکہ اپنے مقتول پر شہادت تلاش کروں
تو میں نے کسی کو نہ دیکھا جو میرے لئے گواہی دے میں بیٹھ گیا پھر مجھے خیال آیا تو میں اس کو جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر تو موجود لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا جس مقتول کو یہ ذکر کرتے ہیں
اس کا سامان میرے پاس ہے آپ ابو قتادہ کو مجھ سے راضی کر دیں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا ہرگز ایسا

أَهْبَيْتُمْ مِنْ قُرَيْشٍ وَتَدَعُوا أَسَدًا مِنْ أَسَدِ اللَّهِ يُقَاتِلُ عَنِ اللَّهِ وَ
 رَسُولِهِ قَالَ فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدَّاهُ إِلَى
 فَاشْتَرَيْتُ مِنْهُ خِرَافًا فَكَانَ أَوَّلَ مَالٍ تَأْتَلَتْهُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ
 عَنِ اللَّيْثِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَدَّاهُ إِلَى وَقَالَ أَهْلُ
 الْحِجَازِ الْحَاكِمُ لَا يَقْضِي بَعْلِيهِ شَهْدًا بِذَلِكَ فِي وِلَايَتِهِ أَوْ قَبْلَهَا
 وَلَا وَقَرَعْنَاهُ خَصْمًا آخَرَ مَجِي فِي مَجْلِسِ الْقَضَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَقْضِي
 عَلَيْهِ فِي قَوْلِ بَعْضِهِمْ حَتَّى يَدْعُو بِشَاهِدَيْنِ فَيُحْضِرُهُمَا إِقْرَارًا وَ
 قَالَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِرَاقِ مَا سَمِعْنَا أَوْرَاقًا فِي مَجْلِسِ الْقَضَاءِ قَضَى بِهِ
 وَمَا كَانَ فِي غَيْرِهِ لَمْ يَقْضِ إِلَّا بِشَاهِدَيْنِ وَقَالَ آخَرُونَ مِنْهُمْ
 بَلْ يَقْضِي بِهِ لِأَنَّهُ مُؤْتَمَنٌ وَإِنَّمَا يَرَادُ مِنَ الشَّهَادَةِ مَعْرِفَةُ الْحَقِّ

نہ ہوگا۔ وہ قریش کے بطنگ کو دے دیں اور اللہ کے شیروں میں سے شیر کو چھوڑ دیں جو اللہ اور اس کے رسول
 کی طرف سے جہاد کرتا ہے۔ ابو قتادہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تو اس نے وہ
 سامان مجھے دے دیا پھر میں نے اس سے ایک باغ خریدا یہ پہلا مال تھا جو میں نے جمع کیا تھا۔ مجھے عبد اللہ
 نے قیس سے خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور وہ سامان مجھے ادا کر دیا یعنی امر کی جگہ فقہم
 ذکر کیا، اہل حجاز نے کہا حاکم اپنے علم کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ اپنی حکومت کے زمانہ میں گواہ بنا ہوا اس
 سے پہلے بنا ہوا اور اگر مجلس قضاء میں اس کے پاس خصم دوسرے کے لئے حق کا اقرار کرے تو بعض علماء کے
 نزدیک وہ اس پر فیصلہ نہ کرے یہاں تک کہ دو گواہوں کو بلائے اور ان کی موجودگی میں اس سے اقرار کرائے
 اور بعض اہل عراق نے کہا قاضی مجلس قضاء میں جو سنے یا دیکھے تو فیصلہ کر دے اور جو مجلس قضاء کے غیر میں
 دیکھے تو دو گواہوں کی گواہی کے بغیر فیصلہ نہ کرے ان میں سے دوسرے علماء نے کہا بلکہ اس پر فیصلہ کر دے؛

أَكْثَرُ مِنَ الشَّهَادَةِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ يَقْضَىٰ بَعْلِمِهِ فِي الْأَمْوَالِ وَلَا يَقْضَىٰ
 فِي غَيْرِهَا وَقَالَ الْقَاسِمُ لَا يَنْبَغِي لِلْحَاكِمِ أَنْ يَقْضِيَ قَضَاءً بَعْلِمِهِ دُونَ
 عِلْمِ غَيْرِهِ مَعَ أَنَّ عِلْمَهُ أَكْثَرُ مِنَ شَهَادَةِ غَيْرِهِ وَلَكِنْ فِيهِ تَعَرُّضٌ
 لِتُهْمَةِ نَفْسِهِ عِنْدَ الْمُسْلِمِينَ وَإِقَاعًا لَهُمْ فِي الظُّنُونِ وَقَدْ كَرِهَ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظَّنَّ فَقَالَ إِنَّمَا هَذِهِ صَفِيَّةٌ

کیونکہ وہ امین ہے شہادت سے تو صرف حق معلوم کیا جاتا ہے؛ لہذا قاضی کا علم شہادت سے زیادہ حیثیت رکھتا ہے۔ ان میں سے بعض نے کہا اموال میں قاضی اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرے ان کے علاوہ اور کسی میں فیصلہ نہ کرے وقال القاسم الخ قاسم نے کہا حاکم کے لئے مناسب نہیں کہ وہ اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرے اور دوسرے کے علم کے مطابق فیصلہ نہ کرے؛ حالانکہ قاضی کا علم غیر کی گواہی سے زیادہ حیثیت رکھتا ہے لیکن اس میں مسلمانوں کے نزدیک تہمت کا ڈر ہے اور ان کو بدگمانی میں ڈالنا ہے؛ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدگمانی کو برا جانا اور فرمایا یہ صفت ہے۔

شرح : مقتول کے پاس جو مال اسلحہ اور کپڑے وغیرہ ہوں وہ سلب ہے۔ کلا ردع کا کلمہ ہے۔ اُصْبِغْ اصْبِغْ کی تصغیر ہے۔ رڈی رنگ سے وصف کرنے کے بہت تحقیر کے لئے تصغیر کی ہے۔ بعض نے کہا اُصْبِغْ ایک پرندہ ہے یا ایک کمزور بوٹی ہے۔ اُصْبِغْ بھی غنیمت کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ یہ خلاف قیاس صبغ کی تصغیر ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب ابو قتادہ کی وصف بیان کی کہ وہ شیر ہے اور اس کی عظمت ظاہر کی تو اس کی صبغ کی تصغیر سے تحقیر کی کہ وہ شیر کی نسبت چیرنے پھاڑنے میں ضعیف تر ہے۔ خراف یعنی باغ ہے۔ تاتلنہ "میں نے مال جمع کیا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس واقعہ کا اول حصہ جو طلبِ بقیہ ہے۔ آخر واقعہ کے خلاف ہے؛ کیونکہ آخر میں بقیہ کے بغیر حکم مذکور ہے اس کا جواب یہ ہے کہ واقعہ کے اول اور آخر میں مخالفت نہیں کیونکہ حصہ نے اس کا اعتراف کر لیا ہے۔ اس لئے بغیر بقیہ کے حکم کیا علاوہ انہی مال جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے جسے چاہے دیں جسے چاہے منع کریں۔

قوله قال اهل الحجاز الخ اس سے مراد امام مالک رضی اللہ عنہ اور جو اس مسئلہ میں ان کے

۶۶۳۸ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا

ابراهيم بن سعد عن ابن شهاب عن علي بن حسين ان النبي صلى الله عليه وسلم
عليه وسلم أنته صفة بنت حبي فلما رجعت انطلق معها فمر
به رجلان من الانصار فدعاهما فقال انما هي صفة فقالا
سبحان الله قال ان الشيطان يجري من ابن ادم مجرى الدم
رواه شعيب وابن مسافر وابن ابي عتيق واسحق بن يحيى عن
الزهرى عن علي عن صفة عن النبي صلى الله عليه وسلم

موافق ہیں اور اہل عراق سے مراد امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ہیں۔

ترجمہ : علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
۶۶۳۸ — کے پاس ام المؤمنین صفیہ بنت حبی آئیں جب واپس ہوئیں تو ان

کے ساتھ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی چلے۔ آپ کے پاس سے دو انصاری مرد گزرے تو حضور نے ان کو
بلایا اور فرمایا یہ صفت ہے انہوں نے کہا سبحان اللہ! بدگمانی کیسے ہو سکتی ہے، فرمایا ابن آدم کے رگ و ریشہ
میں شیطان خون کی طرح سرایت کئے ہوئے ہے۔ اس کو شعیب، ابن مسافر، ابن ابي عتيق اور اسحاق بن يحيى
نے زہری، علی بن حسین اور صفیہ کے واسطے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا۔

شرح : یہ حدیث مذکور اثر کہ یہ صفت ہے کا بیان ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ
۶۶۳۹ — نے اس حدیث کے متعلق فرمایا کہ سرود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان

دونوں انصاریوں پر یہ خوف محسوس کیا کہ اگر انہوں نے حضور کے متعلق بدگمانی کر لی اور ان کے دلوں میں شیطان
کے دوسرے سے سو وطن پیدا ہو گیا تو ان کی آخرت تباہ و برباد ہو جائے گی اس لئے حضور نے جلدی سے فرما دیا
کہ کوئی خیال نہ کرنا کہ یہ کوئی اجنبیہ عورت ہے یہ تمہاری ماں صفت ہے۔ پھر ان کے تعجب کرنے پر کہ ہم ایسی
بدگمانی کیسے کر سکتے ہیں حضور نے فرمایا شیطان انسان میں خون کی طرح جاری ساری ہے۔ اس سے ایسا دوسرے
دینا بعید نہیں۔

بَابُ أَمْرِ الْوَالِي إِذَا وَجَّهَ أَمِيرَيْنِ إِلَى

مَوْضِعٍ أَنْ يَتَطَاوَعَا وَلَا يَتَعَاصِيَا

۶۷۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْعَقَدِيُّ

قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي بَرْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ

بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبِي وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ إِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ

لَيْسَ أَوْلَا تَعَسَّرًا وَبَشْرًا وَلَا تَنْفِرًا وَتَطَاوَعًا فَقَالَ لَهُ أَبُو مُوسَى إِنَّهُ

يُصْنَعُ بِأَرْضِنَا الْبِتُّعُ فَقَالَ كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ وَقَالَ النَّضْرُ وَأَبُو دَاوُدَ

وَيَزِيدُ بْنُ هَارُونَ وَوَكَيْعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ حَاكِمِ كَادُو أَمِيرِينَ كَوْجَنِهِمْ كَسِي جَكَّةً أَمِيرِ بِنَا كَرِيحِي

حَكْمِ دِينَكَ وَهَ اِيكُ دُوسَرِي كِي مَوَافَقَتِ كَرِي نَا فَرْمَانِي نَه كَرِي

یعنی اُن میں سے ہر ایک دوسرے کی اطاعت کرے مخالفت نہ کرے، کیونکہ

مخالفت کی صورت میں حالات حشر اب ہو جاتے ہیں۔“

۶۷۳۹۔ ترجمہ : سعید بن ابی بردہ نے کہا میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو (ابو موسیٰ) اور معاذ بن جبلؓ کے امیر بنا کر بھیجا اور فرمایا آسانی کرو، تنگی نہ کرو،

خوشخبری، نفرت نہ دلاؤ، اور آپس میں ایک دوسرے کی موافقت کرو۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہما نے کہا ہماری زمین میں

بَابُ إِجَابَةِ الْحَاكِمِ الدَّعْوَةَ

وَقَدْ أَجَابَ عُثْمَانُ عَبْدًا لِلْمَغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ

۴۷۲۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ

عَنْ سُهَيْبِ بْنِ قَالٍ حَدَّثَنِي مَثُورٌ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ أَبِي مُوسَى

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَكُوا الْعَانِيَّ وَأَجِيبُوا الدَّاعِيَ

بَابُ هَدَايَا الْعُمَّالِ

۴۷۴۱۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُهَيْبُ

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَمِيدٍ السَّاعِدِيُّ

شہد سے نبیذ بنایا جاتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو نشہ دے حرام ہے (یعنی جو نبیذ نشہ دے وہ حرام ہے)، نضر، ابوداؤد، یزید بن ہارون اور وکیع نے شعبہ، سعید اور ان کے والد اور دادا کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی)

شرح : اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ افاضل صحابہ کرام خصوصاً ان میں سے علماء کو عمل میں تقدیم حاصل ہے۔

بَابُ حَاكِمِ كَادِعْوَتِ قَبُولِ كَرْنَا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ کے غلام کی دعوت قبول کی

ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیدی کو رہا کر دو اور

کھانے کی دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کرو۔

قَالَ اسْتَعْمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَهُ
 ابْنُ اللَّبِّيَّةِ عَلَى صَدَقَةٍ فَلَمَّا قَدِمَ قَالَ هَذَا لَكُمْ وَهَذَا أُهْدِيَ لِي
 فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ قَالَ سَفِينٌ أَيْضًا فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ
 فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ الْعَارِلِ نَبَعْتُهُ فَيَأْتِي فَيَقُولُ هَذَا
 لَكَ وَهَذَا لِي فَهَلَّا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ أَوْ أُمِّهِ فَيَنْظُرُ هُدًى لِمَا م
 لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا يَأْتِي بِشَيْءٍ إِلَّا جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِحِمْلَةٍ
 عَلَى رَقَبَتِهِ إِنْ كَانَ بَعِيرًا لَهُ رُغَاءٌ أَوْ بَقْرَةً لَهَا خَوَارٌ أَوْ شَاةً تَبْعُرُ
 ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْنَا عُفْرَتِي إِبْطِيهِ الْأَهْلُ بَلَغَتْ ثَلَاثًا وَقَالَ
 سَفِينٌ قِصَّةَ عَلَيْنَا الزُّهْرِيُّ وَزَادَ هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَمِيدٍ قَالَ
 سَمِعَ أُذُنَايَ وَأَبْصَرْتُ عَيْنِي وَسَلُّوا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَإِنَّهُ سَمِعَهُ مَعِيَ
 وَلَمْ يَقُلِ الزُّهْرِيُّ سَمِعَ أُذُنِي خَوَارٌ صَوْتٌ وَالْجَوَارُ مَنْ يَجْرُؤُونَ
 كَصَوْتِ الْبَقْرَةِ

باب أمراء کے نذرانے

ترجمہ : ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنی اسد

کے ایک آدمی کو صدقات کی فراہمی پر عامل مقرر کیا اس آدمی کو ابن لبیۃ

۶۷۴۱ —

کہا جاتا تھا۔ جب وہ صدقات لے کر آیا تو اُس نے کہا یہ صدقات تمہارے ہیں اور یہ مجھے نذرانہ دیا گیا ہے یہ
 یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے۔ سفیان نے بھی کہا کہ منبر پر چڑھے اللہ اللہ کی حمد و ثنا کی پھر
 پھر فرمایا عاملوں کا حال کیا ہے ہم انہیں بھیجتے ہیں وہ آتے ہیں تو کہتے ہیں یہ آپ کا ہے اور یہ میرا نذرانہ ہے۔

وہ اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر کیوں نہیں بیٹھتا پس دیکھے کہ کیا اس کے پاس نذرانے لائے جاتے ہیں یا نہیں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ عامل جو بھی اپنے پاس رکھ لے گا قیامت کے دن اس کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے آئے گا اگر وہ اونٹ ہوگا تو اس کی آواز ہوگی۔ اگر گائے ہوگی تو وہ ڈکراتی ہوئی آئے گی۔ اگر بکری ہوگی تو وہ مبیاتی ہوگی پھر حضور نے دونوں کا تحفہ مبارک اٹھائے حتیٰ کہ ہم نے آپ کی بٹلوں کی سفیدی دیکھ لی۔ حضور نے عین بارہ اَلْاَهْلُ بَلْعُثُ « فرمایا خبردار میں نے حکم پہنچا دیا ہے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا ہم سے یہ نہ ہری نے بیان کیا اور ہشام نے اپنے والد کے ذریعہ ایوہیب سے کچھ اضافہ کیا انہوں نے کہا میرے کانوں نے سنا اور میری آنکھوں نے دیکھا تم زید بن ثابت سے پوچھو انہوں نے یہ میرے ساتھ سنا ہے۔ زہری نے یہ نہیں کہا کہ میرے کانوں نے سنا (بخاری نے کہا) خوار یعنی آواز ہے اور جوار تجارون سے ہے۔ یعنی اپنی آوازیں بلند کریں گے، جیسے گلے کی آواز ہوتی ہے

شرح : ابن اُثیبہ یا لنبیہ اس کی والدہ کا نام ہے۔ حدیث شریف کے معنی

۶۷۴۱

یہ ہیں کہ اگر اونٹ خیانت کیا ہوگا تو اس کو کندھوں پر اٹھائے ہوگا تو اس کی رخا (آواز) ہوگی۔ رخا اونٹ کی آواز ہے جبکہ گائے کی آواز کو خوار کہا جاتا ہے۔ الحاصل یہ لفظ خاء اور جیم دونوں طرح استعمال ہوتا ہے لیکن خوار بالحاء کے معنی گائے اور دیگر حیوانوں کی آواز ہے اور جوار بالحاء گائے اور لوگوں کی آواز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاَلْبَيْدِ تَجَارُؤْنَ « تم اس کی طرف آوازیں بلند کرو گے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو حاکموں کو ہدایا اور نذرانے دیئے جاتے ہیں وہ رشوت ہیں اسی طرح بادشاہ کو بحیثیت بادشاہ دیا جائے تو وہ بیت المال میں شامل ہوگا، لیکن بادشاہ اگر اپنی ذات کے لئے ہدیہ قبول کرے تو وہ اس کے لئے جائز ہے وہ رشوت نہیں، لیکن امام حاکم کے لئے ہدیہ قبول کرنا مباح کرے تو وہ اس کے لئے جائز ہے جیسے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو مین کا حاکم مقرر کرتے وقت فرمایا میں تیرے لئے ہدیہ حلال کیا ہے تو حضرت معاذ نے جو ہدیہ قبول کیا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر آیا تو حضور وصال فرما چکے تھے انہوں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ بیان کیا تو انہوں نے اس کو جائز قرار دیا۔ ابن تیم نے کہا حاکموں کے ہدایا رشوت ہیں ہدایا نہیں، کیونکہ اگر وہ حاکم نہ ہوتے تو انہیں لوگ ہدایا نہ دیتے جیسا کہ حضور نے ابن سبتیہ سے فرمایا تھا۔ نیز فرمایا قاضی کا ہدیہ حرام ہے وہ اس کا مالک نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم !

بَابُ اسْتِقْضَاءِ الْمَوَالِي وَاسْتِعْمَالِهِمْ

۶۷۴۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهَبٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ أَنَّ نَافِعًا أَخْبَرَهُ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ قَالَ كَانَ سَأَلُ مَوْلَى أَبِي حَدِيفَةَ يَوْمَ الْمُهَاجِرِينَ الْأَوَّلِينَ وَأَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسْجِدِ قُبَاءٍ فِيهِمْ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَالْبُؤْسَلَةُ وَزَيْدٌ وَعَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ

بَابُ مَوَالِي كَوَقَاضِي أَوْ رِعَالٍ بِنَانَا

مِوَالِي سے آزاد غلام مراد ہیں۔ مِوَالِي کو حاکم اور عامل بنانے میں لوگوں کے لئے سہولت ہے اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کو ترجیح دی تھی۔

ترجمہ : نافع نے خبر دی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے خبر دی کہ ابو حذیفہ

کا مولیٰ سالم مہاجرین اولین اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو

۶۷۴۲۔

مسجد قباء میں نماز پڑھایا کرتا تھا جبکہ صحابہ کرام میں ابو بکر صدیق، عمر فاروق، ابوسلمہ، زید اور عامر بن ربیعہ موجود تھے

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سرور کائنات صلی اللہ

۶۷۴۲۔

علیہ وسلم کی معیت میں ہجرت کی تھی وہ مہاجرین اولین میں شامل نہ تھے

جبکہ مہاجرین اولین ان صحابہ کو کہا جاتا ہے جنہوں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے

پہلے ہجرت کی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ سالم مہاجرین اولین کی امامت کرتے رہے تھے کہ حضور مدینہ منورہ میں

تشریف لائے اور ابو ایوب کے گھر کو قدم میمنت سے بابرکت فرمایا اور ابھی تک مسجد نبوی نہیں بنی

تھی۔ ہو سکتا ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب قباء تشریف لے گئے ہوں تو سالم کی اقتداء میں

نماز پڑھی ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم !

بَابُ الْعُرَفَاءِ لِلنَّاسِ

۶۷۴۳۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي

إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ مُوَمِيٍّ ابْنِ عُقْبَةَ قَالَ ابْنُ شَهَابٍ
حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ وَالْمُسَوِّدَ بْنَ مَخْرَمَةَ

أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حِينَ أُذِنَ لَهُمْ
الْمُسْلِمُونَ فِي عِتْقِ سَبْيِ هَوَازِنَ إِنِّي لَا أَدْرِي مَنْ أَدِنَ مِنْكُمْ
مِمَّنْ لَمْ يَأْذَنْ فَارْجِعُوا حَتَّى يَرْفَعَ إِلَيْنَا عُرْفَاءُكُمْ فَرَجَعِ
النَّاسُ فَكَلَّمَهُمْ عُرَفَاءُهُمْ فَرَجَعُوا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَأَخْبَرُوهُ أَنَّ النَّاسَ قَدْ طَيَّبُوا وَأَذِنُوا

باب لوگوں کے امور کے منتظم

عرفاء عرفین کی جمع ہے اس کے معنی ہیں۔ چند لوگوں کے امور کا اہتمام اور دیکھ بھال کرنے والا
شخص اس کو نمبر اور نمبر دار بھی کہا جاسکتا ہے۔ ان کو مقرر کرنا سنت ہے، کیونکہ بادشاہ تنہا تمام
امور سرانجام نہیں دے سکتا؛ لہذا اس کے مددگار ہونے چاہئیں جنہیں وہ اپنی مدد کیلئے اختیار کرے۔

۶۷۴۳ توجہ: مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ نے عروہ بن زبیر کو خبر دی کہ جب مسلمانوں
نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوازن کے قیدی آزاد کرنے کی اجازت دی تو حضور نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ تم
میں سے کس نے اجازت دی اور کس نے اجازت نہیں دی تم واپس جاؤ یہاں تک کہ تمہارے عرفاء (نمبر دار) تمہارا معاملہ ہم تک
پہنچائیں لوگ واپس چلے گئے پھر ان سے ان کے نمبر داروں نے گفتگو کی پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس آئے اور آپ کو خبر دی کہ لوگ خوش ہیں اور انہوں نے اجازت دے دی ہے۔

بَاب مَا يَكْرَهُ مِنْ بِنَاءِ السُّلْطَانِ وَإِذَا خَرَجَ قَالَ غَيْرَ ذَلِكَ
 ۶۶۲۲ — حَدَّثَنَا أَبُو عَيْمٍ حَدَّثَنَا عاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ
 زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَعْرَانَ نَدَخُلُ عَلَى
 سُلْطَانِنَا فنَقُولُ لَهُمْ بِخِلَافِ مَا نَتَكَلَّمُ إِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِمْ
 قَالَ كُنَّا نَعُدُّ هَذَا نِفَاقًا

شرح : قوله أَدِين لَهْمُ، یعنی لوگوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
 جو قیدیوں کو آزاد کرنے میں آپ کے موافق تھے ان کو ہوازن کے قیدی
 آزاد کرنے کی اجازت دی۔ نسائی کی روایت میں "لہ" ہے۔ یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اجازت دی
 یہ بھی احتمال ہے کہ ضمیر کا مرجع ہوازن بروزن مساجد یہ قبیلہ کا نام ہے۔ (حدیث عن ۲۱۶ ج: ۶ کی شرح دیکھیں)

بَاب بَادِشَاهِ كِي تَعْرِيفِ كَرِنَا اُور جِب وَه چلا
 جائے تو اس کے خلاف کہنا مکروہ ہے

۶۶۲۲ — ترجمہ :

عاصم بن محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے اپنے والد محمد سے روایت کی کہ لوگوں نے عبد اللہ بن
 عمر سے کہا ہم نے اپنے بادشاہ کے پاس جاتے ہیں اور ان سے وہ باتیں کرتے ہیں جو ان کے خلاف ہوتی ہیں
 جبکہ ہم ان سے علیحدہ ہو کر باتیں کرتے ہیں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ہم اس کو منافقت کہتے ہیں۔

شرح : یعنی باطن کے خلاف اظہار کرنے کو ہم نفاق شمار کرتے ہیں اس سے مراد
 ۶۶۲۲ — کفر نہیں بلکہ یہ عملی نفاق ہے جو کفر جیسا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ

یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے معارض ہے۔ وہ یہ کہ ایک شخص نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
 میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی تو حضور نے فرمایا یہ شخص بہت بُرا ہے۔ جب وہ حاضر خدمت ہوا تو خذہ پیشانی
 سے اس کو ملے اور اسے مرجا بھی کہا اس کا جواب یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد کا خلاف نہیں کیا تھا

۶۷۴۵۔ حَدَّثَنَا قَتِيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدِ بْنِ أَبِي
جَبِيْبٍ عَنْ عِرَالٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّه سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُوْلُ إِنَّ شَرَّ النَّاسِ ذُو الْوَجْهِينِ الَّذِي يَأْتِي هُوَ كَمَا بُوْجِهٍ وَهُوَ لَا
بِوَجْهِ

بَابُ الْقَضَاءِ عَلَى الْغَائِبِ

۶۷۴۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ حَدَّثَنَا سَفِيْنٌ عَنْ هِشَامِ
ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ هِنْدًا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِنَّ أَبَا سَفِيْنٍ رَجُلٌ شَحِيْمٌ فَأَحْتَا جُرْ أَنْ أَخْذَمَ مِنْ مَالِهِ قَالَ خُذِي
مَا يَكْفِيْكَ وَوَلَدَاكَ بِالْمَعْرُوْفِ

بلکہ اس کو پہلے قول پر باقی رکھا جو سامع نے سنا تھا اور اس کے حال کے اظہار کا قصد کیا تھا پھر اس پر اس کی
تالیف کے لئے حسن ملاقات کے ساتھ ہر بانی فرمائی تھی لہذا دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں۔

توجہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۶۷۴۵۔ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں میں شرارتی شخص وہ ہے جس کے دو

منہ ہوں جو ان کے ساتھ اور بات کرتا ہے اور ان کے ساتھ اور بات کرتا ہے

شرح : دو منہوں سے حقیقی دو منہ مراد نہیں بلکہ مجازاً دو جہتیں مراد ہیں جیسے

۶۷۴۶۔ دوج و ذم دو جہتیں ہیں جیسے منافق مسلمانوں سے کہتے تھے ہم مؤمن ہیں

اور ان کے ساتھ ایمانی باتیں کرتے تھے اور جب کافروں کے پاس جاتے تو ان کے ساتھ کفر کی باتیں کرتے یعنی
تمام لوگوں سے شرارتی منافق ہیں۔

بَابُ غَائِبِ شَخْصٍ بِحُكْمِ لُكَاْنَا

۶۷۴۶۔ توجہ : ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہند نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

بَابٌ مِّنْ قُضِيَ لَهُ بِحَقِّ أَخِيهِ فَلَا يَأْخُذُهُ

فَإِنَّ قَضَاءَ الْحَاكِمِ لَا يَحِلُّ حَرَامًا وَلَا يَحْرِمُ حَلَالًا

۶۷۲۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَوْسِيُّ حَدَّثَنَا

أَبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنْ أَبِي شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ

ابْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تے عرض کیا ابوسفیان بخیل مرد ہے میں اس کے مال سے لینے کی محتاج ہوتی ہوں۔ حضور نے فرمایا جو تجھ اور تیری اولاد کو کافی ہوا اتنا لے لیا کرو جو معروف ہو۔

شرح : یعنی لوگوں کے حقوق میں غائب پر حکم لگانا جائز ہے، چنانچہ اگر کسی نے چوری

کی اور غائب ہو گیا پھر اس پر گواہ قائم ہوتے تو مال کا فیصلہ کیا جائے گا اس کے ہاتھ قطع کرنے کا فیصلہ نہیں جائے گا، کیونکہ یہ اللہ کا حق ہے اللہ کے حقوق میں غائب پر حکم لگانا بالاتفاق جائز نہیں۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا غائب پر مطلقاً حکم لگانا جائز نہیں۔ اگر چور پر بقیہ قائم ہوا پھر وہ بھاگ گیا یا شہر میں چھپ گیا تو تین دن اعلان کرنے کے بعد حکم نافذ کر دے گا۔ اس حدیث کی عنوان سے مناسبت نہیں کیونکہ اس میں غائب پر حکم نہیں کیونکہ ابوسفیان شہر میں موجود تھے نیز یہ حدیث استفتاء اور جواب ہے حکم نہیں کیونکہ حکم کی شرطیں ہیں۔ نیز اس حدیث سے غائب پر حکم لگانے پر استدلال صحیح نہیں ہاں اگر غائب کا فیصلہ حاضر ہو تو اس پر حکم لگانا جائز ہے جو ضمناً غائب پر حکم ہو گا اور ضمنیات معلول نہیں ہوتی ہیں۔

بَابٌ جَسَّ كَيْفَ لَمْ يَأْسُ كَيْفَ بَهَائِي كَيْفَ

حَقُّ كَيْفَ بَيْضَلَهُ كَيْفَ كَيْفَ وَهِيَ كَيْفَ كَيْفَ

کیونکہ حاکم کا حکم حرام کو حلال اور حلال کو حرام نہیں کرتا ہے،

أَنَّهُ سَمِعَ خُصُومَةَ بَابِ حُجْرَتِهِ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ
وَأَنَّهُ يَأْتِينِي الْخُصْمُ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ فَأَحْسِبُ
أَنَّهُ صَادِقٌ فَأَقْضِي لَهُ بِذَلِكَ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَأَمَّا هِيَ
قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ فَلْيَأْخُذْ أَوْلِيَتُكُمَا

ترجمہ : عروہ بن زہیر نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے
۶۶۴۷ — حجرہ شریفہ کے پاس جھگڑا کرنے والوں کی آوازیں سنیں تو حضور کے پاس
تشریف لے گئے اور فرمایا میں بشر ہوں اور میرے پاس کوئی مقدمہ لے کر آتا ہے۔ شائد تم میں سے بعض لوگ
بعض سے بلیغ تر ہوتے ہیں اور کہیں اس کو سچا سمجھ کر اس کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہوں پس میں جس
شخص کے لئے کسی مسلمان کے حق کا حکم کر دوں تو وہ خالص دوزخ کا ٹکڑا ہوگا وہ اسے پکڑے یا چھوٹے۔
۶۶۴۸ — شرح : اس مقام کی تفصیل یہ ہے کہ امام شافعی، امام احمد اور تمام ظاہریوں
کا مذہب یہ ہے کہ قاضی تملیک مال یا اس کے ازالہ یا اثبات نکاح
وغیرہ کا فیصلہ کر دے تو یہ باطن پر فیصلہ نافذ ہو جاتا ہے پھر وہ اگر باطن میں ظاہر کے موافق ہے تو حکم واجب
ہو جائے گا اور اگر باطن میں گواہوں کی گواہی کے فیصلہ کے خلاف حکم ہے تو قاضی کا فیصلہ کسی کے
لئے تملیک مال اور تحریر و تحلیل کا موجب نہ ہوگا۔ امام مالک، قاضی ابو یوسف، سفیان ثوری اور اوزاعی
کا یہ مسلک ہے ابن حزم نے کہا جو قضاء سے پہلے حرام تھا وہ قضاء سے حلال نہ ہوگا اور
جو قضاء سے حلال تھا وہ قضاء سے حرام نہ ہوگا۔ امام ابو حنیفہ، امام محمد اور شافعی نے کہا جو تملیک
مال کا فیصلہ ہو وہ باطن پر حکم متصور ہوتا ہے اور جو نکاح اور طلاق کا فیصلہ گواہوں سے ہو جو بظاہر
عادل اور باطن میں مجروح ہوں اور حاکم نے ان کی گواہی کے مطابق بظاہر حکم کر دیا جیسا کہ اصول ہے
کہ گواہوں کی گواہی پر فیصلہ تعبدی حکم ہے تو یہ فیصلہ باطن میں بھی نافذ العمل ہوگا؛ کیونکہ قاضی
جو کچھ خصم سے اقرار و انکار اور دلائل بنا دے گا وہ اس کے مطابق ہی فیصلہ دے گا اس حدیث سے
احناف نے یہ استدلال کیا کہ اگر قاضی اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرے تو وہ مسترد ہوگا۔

۶۷۲۸ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَلِكٌ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ عُبَيْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ عَمِيدًا إِلَى أَخِيهِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ أَنَّ ابْنَ وَلِيدَةَ زَمْعَةَ مَنِيَّ فَاقْبَضَهُ إِلَيْكَ فَلَمَّا كَانَ عَامَ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ فَقَالَ إِنَّ أَخِي قَدْ كَانَ عَمِيدًا إِلَيَّ فِيهِ فِقَامٌ إِلَيْهِ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ أَخِي وَأَبْنُ وَلِيدَةَ أَبِي وَوَلِدَا عَلَى فِرَاشِهِ فَتَسَاوَقَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ ابْنُ أَخِي كَانَ عَمِيدًا إِلَيَّ فِيهِ وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ أَخِي وَأَبْنُ وَلِيدَةَ أَبِي وَوَلِدَا عَلَى فِرَاشِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ ثُمَّ قَالَ لِسُودَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ احْتَجِي مِنِّي لِمَا رَأَى مِنْ شَبهِهِ بِعُتْبَةَ فَمَا رَأَاهَا حَتَّى لَقِيَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عتبہ بن ابی وقاص نے ان کے بھائی سعد بن ابی وقاص کو وصیت کی کہ زمعه کی لونڈی کا بیٹا میرا ہے اس کو اپنے قبضہ میں کر لینا جب فتح مکہ کا سال تھا سعد نے اس کو پکڑ لیا اور کہا یہ میرا بھتیجا ہے اس نے اس کے متعلق مجھے وصیت کی حتیٰ عبد بن زمعه کھڑا ہوا اور کہا یہ میرا بھائی ہے میرے والد کی لونڈی کا بیٹا ہے اس کے فراس پر پیدا ہوا تھا وہ دونوں بہت جلد یکے بعد دیگرے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے سعد نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ میرا بھتیجا ہے اس نے مجھے اس کے متعلق وصیت کی حتیٰ عبد بن

بَابُ الْحُكْمِ فِي الْبِدْرِ وَ نَحْوِهِ

۶۷۲۹۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ

أَخْبَرَنَا سُقَيْنٌ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَمَشِيِّ عَنْ أَبِي دَاوُدَ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَحْلِفُ أَحَدٌ عَلَيَّ يَمِينٍ صَبْرًا يَنْقُطِعُ مَالًا
وَهُوَ فِيهَا فَاجِرٌ إِلَّا لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبًا فَأَنْزَلَ اللَّهُ إِنَّ الَّذِينَ
يُشْرِكُونَ بَعَثْنَا اللَّهُ الْآيَةَ فَجَاءَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ وَعَبْدُ اللَّهِ يُحَدِّثُهُمْ

نے کہا یہ میرا بھائی میرے والد کی لونڈی کا بیٹا ہے اس کے فراش پر پیدا ہوا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد بن زمرہ! یہ تیرا بھائی ہے پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچہ صاحب فراش کا ہے اور زانی کے لئے محرومی ہے۔ پھر ام المؤمنین سودہ بنت زمرہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اس سے پردہ کرو؛ کیونکہ آپ نے عقبہ سے اس کی مشابہت دیکھی تھی۔ اس نے ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کو نہ دیکھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ سے خطاباً۔ ۶۷۲۸۔ شرح: قولہ بعد بمعنی وصیت کی قولہ فتساوقا، تساوق سے ماخوذ بمعنی یکے بعد دیگرے آنا یعنی بہت جلد حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ قولہ العاہر، بمعنی زانی یعنی زانی کے لئے محرومی ہے۔ بعض علماء نے کہا اس سے پتھر ملے جس کے ساتھ زانی کو جسم کیا جاتا ہے لیکن یہ معنی غیر ظاہر ہے کیونکہ ضروری نہیں کہ زانی شادی شدہ ہو کہ اس کو جسم کیا جائے۔ زانی غیر شادی شدہ بھی ہو سکتا ہے۔ اس کی سزا کوڑے ہیں جسم نہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ام المؤمنین سودہ رضی اللہ عنہا کو اس سے پردہ کرنے کا حکم بطور تورع اور احتیاط تھا (حدیث صحیحہ ۱۹۲۷ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

بَابُ كُنُؤَيْسٍ وَغَيْرِهِ كَابِئِصَدِّ كَرْنَا

۶۷۲۹۔ ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی

شخص مین صبر نہیں کھاتا کہ اس کے ساتھ مال حاصل کرے حالانکہ وہ اس میں جھوٹا ہے مگر وہ اللہ کو اس حال میں

فَقَالَ فِي نَزَلَتْ وَفِي رَجُلٍ خَاصَمْتُهُ فِي بَدْرٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 الْكَ بَيِّنَةٌ قُلْتُ لَأَقَالَ فليَحْلِفُ قُلْتُ إِذْ نَ يُحْلِفُ فَنَزَلَتْ إِنَّ
 الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمُ الْآيَةَ

بَابُ الْقَضَاءِ فِي قَلِيلِ الْمَالِ وَكَثِيرِهِ سَوَاءٌ

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ ابْنِ شُبْرُمَةَ الْقَضَاءُ فِي قَلِيلِ الْمَالِ وَكَثِيرِهِ سَوَاءٌ
 ۶۷۵۰ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ

أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْ عَنْ أُمِّهَا
 أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَلْبَةَ خِصَامٍ عِنْدَ
 بَابِهِ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَقَالَ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّهُ يَأْتِينِي الْخِصْمُ فَلَعَلَّ
 بَعْضًا أَنْ يَكُونَ أَبْلَغَ مِنْ بَعْضٍ أَقْضَى لَهُ بِذَلِكَ وَأَحْسِبُ أَنَّهُ
 صَادِقٌ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ مُسْلِمٍ فَإِنَّمَا هِيَ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ
 فَلْيَاخُذْهَا أَوْ لِيَدْعُهَا

ملکا کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا (اس کی تصدیق) اللہ تعالیٰ یہ آیت کریمہ در جو لوگ اللہ کی قسم لگے ساتھ مال جمع کرتے ہیں اور
 نازل ہوئی پھر اشعث بن قیس آئے جلالا نکہ عبد اللہ بن مسعود لوگوں سے حدیث بیان کر رہے تھے اور کہا میرے اور ایک
 آدمی کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے جس کے ساتھ میں نے کنوئیں کے متعلق جھگڑا کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس بتینہ (گواہ) ہے میں نے عرض کیا نہیں فرمایا پھر وہ قسم کھائے گا۔ میں نے عرض کیا اس
 وقت تو وہ قسم کھا جائے گا۔ پس یہ آیت کریمہ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ الْآيَةَ « نازل ہوئی۔

بَابُ بَيْعِ الْأَعْمَالِ عَلَى النَّكْلِ أَمْوَالَهُمْ وَبَيْعَهُمْ
وَقَدْ بَاعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ مِنْ لُعَيْمِ بْنِ النَّحَّاسِ
۶۴۵ — حَدَّثَنَا ابْنُ مَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشِيرٍ حَدَّثَنَا
إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كَهَيْلٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَلَغَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِهِ اشْتَقَّ غُلَامًا عَنْ دُبُرٍ
لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ فَبَاعَهُ بِثَمَانِي مِائَةٍ دِرْهَمٍ ثُمَّ أَرْسَلَ بِثَمَنِهِ إِلَيْهِ

باب قبیل وکثیر مال میں فیصلہ کرنا

سفیان بن عیینہ نے شہرہ سے روایت کی کہ تھوڑے اور بہتے مال میں حکم برابر ہے

۶۴۵ — ترجمہ : عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے خبر سنائی کہ زینب بنت ابی سلمہ نے ان کو اپنی والدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے ذکر کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دروازے کے پاس جھگڑنے کی آواز سنی آپ باہر تشریف لائے اور جھگڑنے والوں سے فرمایا میں بستر ہوں اور میرے پاس جھگڑا لے کر آتے ہیں اور شاید بعض لوگ بعض سے زیادہ بلیغ ہوں میں ان کے لئے اس وجہ سے فیصلہ کر دوں کہ وہ سچا ہے پس جس کے لئے میں مسلمان کے حق کا فیصلہ کیا وہ صرف آگ کا ٹکڑا ہے وہ اسے لے لے یا چھوڑ دے

باب حاکم کا لوگوں کے مال اور زمین فروخت کرنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نعیم بن سخام سے ایک مدبر کو فروخت کیا ضیاع ضیعہ کی جمع معنی سامان ہے۔ یہ خاص کا عام پر عطف ہے۔ آدمی کی معاش پر بھی ضیعہ کا اطلاق ہوتا ہے جیسے تجارت اور زراعت وغیرہ بیع کی امام کی طرف اضافت میں یہ اشارہ ہے کہ یہ بیع صفیہ کے مال یا غائب کا قرضہ ادا کرنے میں واقع ہوتی ہے تاکہ یہ ثابت ہو کہ امام لوگوں کے مالوں میں فی الجملہ تصرف کر سکتا ہے

بَابٌ مَنْ لَمْ يَكْتَرِثْ لَطَعْنٍ مَنْ لَا يَعْلَمُ فِي الْأُمَرَاءِ

۶۵۲۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ

ابْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ بَعَثَ

اس کی دلیل یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کا مدبّر فروخت کر دیا کیونکہ اس کے پاس اس کے سوا کچھ مال نہ تھا اس لئے حضور نے اس کا فعل ختم کر دیا تھا اور اس مدبر کے سوا اس کے پاس کچھ مال نہ تھا اور اس شخص کا فعل ختم نہ کیا جسے خرید و فروخت میں دھوکا دیا جاتا تھا بلکہ اس سے فرمایا جب بیع کرے تو لاخطاۃ کہہ دیا کرو کیونکہ اس نے اپنا سارا مال ختم نہ کیا تھا مدبّر وہ غلام ہے جسے مالک یہ کہے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے۔

”نُعَيْمُ بْنُ نَحْمَانَ“

نُعَيْمُ مُصَغَّرٌ بِهٖ وَهٖ نَحْمَانٌ هِيَ وَهٖ لَفْظُ ابْنِ زَائِدٍ هِيَ كَيْونَكَ سَيِّدُ عَالَمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعِيْمٌ فِي الْجَنَّةِ فِي نَعِيمٍ كِي كَهَانِي سِنِي۔ نَحْمَةٌ بِمَعْنَى كَهَانِي هِيَ۔ الْبُوَيْرِيُّ نَعِيْمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قُرَشِيٌّ عَدُوٌّ هِيَ اس کو نحام اس لئے کہا جاتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں داخل ہوؤ۔ میں نے نعیم کی کہانی سنی تھی وہ قدیم السلام سے پہلے اس شخص اسلام قبول کر چکے تھے۔ انہوں نے اسلام خفیہ رکھا کسی پر اپنا مسلمان ہونا ظاہر نہ کیا خیبر کے سال ہجرت کی۔ ایک قول کے مطابق وہ فتح مکہ سے پہلے مکہ میں ہی مقیم رہے۔ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت کے اواخر میں تیرہ ہجری کو شہید ہو گئے تھے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

توجہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہا نے نعیم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر

۶۵۱۔

پہنچی کہ آپ کے صحابہ کرام میں سے ایک شخص نے اپنا مدبّر آزاد کر دیا ہے جبکہ اس کے پاس اس کے علاوہ کچھ مال نہ تھا۔ حضور اس مدبّر کو آٹھ سو درہم سے فروخت کر دیا پھر اس کی قیمت اسے بیچ دی۔ (حدیث ع۔ کی شرح دیکھیں)

بَابُ جَسْنِ مَنْ لَطَعْنَةٍ كِي بِرَوَاهِ كِي جَوْ كَوْنِي
امراء کے متعلق کہے جو وہ نہیں جانتا

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَنَا وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ أَسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ
فَطَعَنَ فِي إِمَارَتِهِ، وَكَانَ إِنْ تَطَعَنُوا فِي إِمَارَتِهِ فَقَدْ كُنْتُمْ تَطَعُونِ
فِي إِمَارَةِ أَبِيهِ مِنْ قَبْلِهِ وَأَيْمُنُ اللَّهِ إِنْ كَانَ خَلِيقًا لِلْإِمْرَةِ وَإِنْ كَانَ
لِمَنْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ وَإِنْ هَذَا لِمَنْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ

یعنی طعن کرنے والا مطعون شخص کا حال نہیں جانتا تو اس کے متعلق وہ بات کہتا ہے جو اس میں نہیں
ایسے طعن کی کوئی پرواہ نہ کی جائے گی اور نہ ہی اس پر عمل کیا جائے گا اس سے واضح ہوتا ہے کہ
جس نے طعن کیا اور وہ جانتا ہے کہ اس پر عمل کیا جائے گا، پس اگر اس طعنے کا احتمال ہے تو یہ
امام کی رائے پر موقوف ہوگا،

ترجمہ : عبد اللہ بن دینار نے کہا میں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے

۶۷۵۲

ہوئے سنا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شکر بھیجا اور
ان پر حضرت اسامہ بن زید کو امیر مقرر فرمایا تو اسامہ کی امارت میں طعن کیا گیا حضور نے فرمایا ارقم اس کی امارت
میں طعن کرتے ہو تم نے اس سے پہلے اس کے والد (زید بن حارثہ) کی امارت میں بھی طعن کیا تھا۔ اللہ کی قسم! وہ
امارت کے لائق تھا اور مجھے تمام لوگوں میں زیادہ محبوب تھا اور اس کے بعد یہ مجھے تمام لوگوں میں زیادہ محبوب
شوخ : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیکاری کے دوران حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ

۶۷۵۲

کو جنگ موتہ میں شکر کا امیر مقرر کر کے بھیجا تھا جس میں وہ شہید

ہو گئے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت اسامہ اور ان کے والد زید بن حارثہ پر اس بات کا طعن کیا
کیا گیا جو ان میں نہ پائی جاتی تھی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے کسی کو معزول نہ کیا تھا
بلکہ ان کی فضیلت بیان فرمائی تھی لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابی وقاص کے متعلق اس
قول کا اعتبار نہ کیا اور انہیں معزول کر دیا تھا جبکہ کوفہ والوں نے ان پر وہ تہمت لگائی تھی جس سے وہ
بری الذمہ تھے اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سعد بن ابی وقاص اس غائبانہ بات کا علم نہ
تھا جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم زید اور اسامہ کے بارے میں جانتے تھے عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سعد سے صرف
یہ کہا جبکہ انہوں نے یہ ذکر کیا کہ اس کی نماز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے مشابہ ہے اے سعد تمہارے

بَابُ الْإِلَادَةِ الْخَصْمِ وَهُوَ الَّذِي فِي الْخُصُومَةِ لِدَاعُوَجًا
 ۶۷۵۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ
 جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي مُلَيْكَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبُغْضُ الرَّجَالِ إِلَى اللَّهِ الْإِلَادَةُ الْخَصْمِ

متعلق یہ بدگمانی کی گئی ہے لیکن اس کا انہیں یقین نہ تھا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زید و اسامہ کے بارے میں پورا یقین تھا اسی لئے فرمایا وہ امارت کے لائق ہیں حضرت زید اور اسامہ پر طعن یہ کیا گیا تھا کہ جب کبار اور مشائخ صحابہ کرام موجود ہیں تو انہیں کیوں مقرر کیا گیا ہے؛ حالانکہ یہ عمر میں ان سے بہت چھوٹے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

باب الذخيم وہ شخص ہے جو ہمیشہ جھگڑا کرے لہذا معنی ٹیڑھے لوگ

ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مبغوض وہ شخص

۶۷۵۳۔ ہے جو ہمیشہ جھگڑا کرے۔

شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مبغوض تر شخص کافر ہے اس کا جواب یہ ہے اس کلام کے معنی یہ ہیں کافروں میں مبغوض تر

کافر معاند ہے جو ہر بات میں عناد رکھتا ہو اور جھگڑا کرنے والوں میں مبغوض تر وہ ہے جو ہمیشہ جھگڑا کرے یعنی ہمیشہ عناد کرتا ہے اور حق قبول نہ کرے۔ یہ معنی کافر اور مسلمان دونوں کو شامل ہے۔

(حدیث ع ۲۹۴ جلد ۳: کی شرح دیکھیں)

بَابُ إِذَا قَضَى الْحَاكِمُ بِجَوْرٍ أَوْ خِلَافِ أَهْلِ
 الْعِلْمِ فَهُوَ رَدٌّ ۶۷۸۴۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّزَّاقِ
 أَخْبَرَنَا مَعْمَرُ بْنُ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدًا أَحَدًا حَدَّثَنِي نَعِيمٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ
 عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِيهِ قَالَ بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 خَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى بَنِي جَذِيمَةَ فَلَمْ يُحْسِنُوا أَنْ يَقُولُوا أَسْلَمْنَا
 فَقَالُوا صَبَانًا صَبَانًا فَجَعَلَ خَلِيدٌ يَقْتُلُ وَيَأْسِرُ وَدَفَعَ إِلَى كُلِّ
 رَجُلٍ مِمَّنَا أَسِيرَةً وَأَمَرَ كُلَّ رَجُلٍ مِمَّنَا أَنْ يَقْتُلَ أَسِيرَةً فَقُلْتُ وَاللَّهِ
 لَأَقْتُلُ أَسِيرِي وَلَا يَقْتُلُ رَجُلٌ مِمَّنْ أَحْبَبَ لِي أَسِيرَةً فَذَكَرْنَا ذَلِكَ
 لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَلِيدُ
 ابْنُ الْوَلِيدِ مَرَّتَيْنِ

باب جب حاکم ظلم یا اہل علم کے

خلاف فیصلہ کرے تو وہ مردود ہے

یہ ہے۔
 اس کا فدیہ حاکم کے قبیلہ پر ہے۔

یعنی ظلم اور اہل علم کے خلاف فیصلہ کرنا مردود و منقوض ہے اس میں کسی کو اختلاف
 نہیں کہ اگر یہ فیصلہ اجتہاد اور تاویل سے کرے جیسے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کیا تھا تو اس
 میں گناہ نہیں، لیکن عام علماء کے نزدیک اس میں ضمان لازم ہے پس اگر حاکم نے قتل یا جرح
 کا فیصلہ کرنے میں خطا کی تو اس کا فدیہ بیت المال سے دیا جائے گا امام ابوحنیفہ، سفیان ثوری
 اور امام احمد و اسحاق کا بھی مسلک ہے۔ امام ابو یوسف، امام محمد، امام شافعی اور اوزاعی کا مذہب

بَابُ الْإِمَامِ يَأْتِي قَوْمًا فَيُصَلِّمُ بَيْنَهُمْ

۶۷۵۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا

أَبُو حَارِزِمٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ كَانَ قِتَالٌ بَيْنَ بَنِي
عَمْرِو وَفَبَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ آتَاهُمْ

يُصَلِّمُ بَيْنَهُمْ فَقَالَ يَا بَلَاءُ إِنْ حَضَرْتَ الصَّلَاةَ وَلَمْ آتِكَ فَمُرْ

ترجمہ : سالم نے اپنے والد عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو بنی خزیمہ کی طرف بھیجا اور انہوں نے
اسلہ منا، ہم مسلمان ہو گئے۔ کہنے میں اچھا طریقہ اختیار نہ کیا اور کہا "صَبَانًا صَبَانًا" ہم دین سے پھر گئے۔ خالد بن ولید
نے ان کو قتل کرنا اور قید کرنا شروع کیا اور ہم سے ہر ایک آدمی کو اس کا قیدی دیا اور ہر ایک کو حکم دیا کہ وہ
اپنے قیدی کو قتل کر دے۔ میں نے کہا خدا کی قسم! میں اپنا قیدی قتل نہیں کروں گا اور نہ ہی میرے ساتھیوں سے
کوئی اپنا قیدی قتل کرے گا۔ ہم نے یہ واقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضور نے فرمایا اے اللہ جو کچھ خالد بن
ولید نے کیا ہے میں اس سے برادت کا اظہار کرتا ہوں۔ یہ آپ نے دو مرتبہ فرمایا۔

شرح : یعنی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو لفظ "صَبَانًا صَبَانًا" کی مراد ان سے پوچھنا چاہئے

۶۷۵۴۔ بھٹی اور استفسار سے پہلے ان کو قتل کرنے کا حکم نہیں کرنا چاہیے تھا چونکہ خالد بن ولید
مجتہد تھے اس لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے عتاب نہ کیا اور اس کے فعل سے برادت کا اظہار کیا تاکہ لوگوں کو معلوم
ہو جائے کہ خالد کا یہ فعل حضور کے حکم سے نہ تھا تاکہ ایسا کرنے پر اور کوئی جسارت نہ کرے۔ بنی خزیمہ عبد قیس کا ایک قبیلہ
ہے۔ صَبَانًا، کے معنی ایک دین سے دوسرے دین کی طرف انتقال کرنا ہے۔

بَابُ حَاكِمِ لُؤْكَوْلِ كَيْ يَأْتِيَهُمْ

اور ان میں صلح کرانے

صلی اللہ علیہ وسلم

۶۷۵۵۔ ترجمہ : سہل بن سعدی سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا بنی عمرؤ میں جھگڑا ہو گیا نبی کریم

أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَلَمَّا حَضَرَتْ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَادَّانَ بِإِلَى وَأَقَامَ
 وَأَمَرَ أَبَا بَكْرٍ فَتَقَدَّمَ وَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ فِي الصَّلَاةِ
 فَشَقَّ النَّاسَ حَتَّى قَامَ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فَتَقَدَّمَ فِي الصَّفِّ الَّذِي يَلِيهِ قَالَ وَصَفَّ
 الْقَوْمُ قَالَ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلَاةِ لَمْ يَلْتَفِتْ حَتَّى يَفْرُغَ فَلَمَّا رَأَى
 التَّصْفِيحَ لَا يُمَسِّكُ عَلَيْهِ التَّفَتَّ فَرَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلْفَهُ
 فَأَوْحَى إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

أَنْ امْضِ وَأَوْحَى بِيَدِهِ هَكَذَا وَلَبَّثَ أَبُو بَكْرٍ
 هُنَيْئَةً يَحْمَدُ اللَّهُ عَلَى قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ مَشَى الْقَهْقَرَى
 فَلَمَّا رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ تَقَدَّمَ فَصَلَّى بِالنَّاسِ فَلَمَّا قَضَى
 صَلَاتَهُ قَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ إِذَا دُمِئْتُ إِلَيْكَ أَلَّا تَكُونَ مَضِيئًا
 قَالَ لَمْ يَكُنْ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يَوْمَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ
 لِلْقَوْمِ إِذَا رَأَيْتُمْكُمْ أَمْزُ فليُصَلِّمِ الرِّجَالَ وَتُصَفِّحِ النِّسَاءُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ

یہ خبر پہنچی تو حضور نے ظہر کی نماز ادا کی پھر ان کے پاس ان میں صلح کرانے تشریف لے گئے جب عصر کی نماز کا وقت
 پہنچا تو بلال نے اذان و اقامت کہی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ وہ آگے بڑھیں اور نماز
 پڑھیں ابو بکر صدیق آگے بڑھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے آئے جبکہ ابو بکر نماز پڑھا رہے تھے۔ لوگوں
 پر یہ حال گراں گزرا یہاں تک کہ حضور ابو بکر صدیق کے پیچھے کھڑے ہو گئے اور اس صف میں آگے تشریف لے گئے جو ابو بکر
 کے قریب تھے۔ سہل بن سعد نے کہا لوگوں نے تصفیح کی داہلو بکر کو خبردار کرنے کے ہاتھوں کو ایک دوسرے پر مارا ابو بکر
 صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ حال تھا کہ جب وہ نماز میں داخل ہوتے تھے تو کسی طرف متوجہ نہ ہوتے تھے یہاں تک کہ نماز

لَمْ يَقُلْ هَذَا الْحَرْفَ غَيْرَ حَمْدٍ يَا بَدَلُ مَرَّأَبَا بَكْرٍ
بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِلْكَاتِبِ أَنْ يَكُونَ أَمِينًا عَاقِلًا

۶۷۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنُ ثَابِتٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ
ابْنُ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ ابْنِ السَّبَّاقِ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ

فارغ ہو جاتے جب انہوں نے تالیوں کو دیکھا کہ وہ روکی نہیں جاتی ہیں تو ادھر متوجہ ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیچھے دیکھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اشارہ کیا کہ نماز پڑھاتے رہیں اور اس طرح اپنے دست اقتدار سے اشارہ فرمایا ابو بکر صدیق تھوڑا سا ٹھہرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے رہے پھر پچھلے قدم چلے (اور صف میں جا کھڑے ہوئے) جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپ آگے بڑھے اور لوگوں کو حضور نے نماز پڑھائی جب نماز ادا کر لی تو فرمایا اے ابا بکر! تمہیں اپنی جگہ رہنے سے کس نے منع کیا تھا۔

جب میں نے تمہاری طرف اشارہ کیا تھا کہ تم نے وہاں نماز پوری نہ کی۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ابو قحافہ کے بیٹے کو مناسب نہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کر ائے پھر حضور نے لوگوں سے فرمایا جب نماز میں کوئی امر واقع ہو تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورتیں تالی بجائیں۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی رزنیں روندتے ہوئے آگے جانے سے منع فرمایا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ امام

۶۷۵۔

حاکم اس عموم سے مستثنیٰ ہیں وہ لوگوں کو ادھر ادھر کرتے ہوئے اپنی جگہ پر آسکتا ہے۔ مطلب نے کہا شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز وغیرہ کے معاملہ میں لوگوں کی طرح نہیں ہیں؛ کیونکہ کسی کے لئے جائز نہیں کہ نماز میں آپ سے آگے ہو۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عثمان اور کنیت ابو قحافہ ہے۔ وہ فتح مکہ میں مسلمان ہوئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت تک زندہ رہے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنا مرتبہ چھوٹا نماز پڑھنے اور اپنی ذات کو کمزور ظاہر کرتے ہوئے ابو بکر نہیں کہا بلکہ ابن ابی قحافہ کہا تھا۔

باب کاتب کو دیانتدار عقلمند ہونا مستحب ہے

زیادہ ہے

یعنی کاتب کے لئے مستحب ہے کہ وہ لکھنے میں امین ہو اور طبع سے دور رہے۔ جہاں سے اجرت لینا جائز ہو مناسب اجرت سے

بَعَثَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ لِيَقْتُلَ أَهْلَ الْيَمَامَةِ وَعِنْدَهُ عُمَرُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ إِنَّ
 عُمَرَ تَأْتِي فَقَالَ إِنَّ الْقَتْلَ قَدْ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقِرَاءِ الْقُرْآنِ
 وَإِنِّي أَخْتِئِرُ أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِقِرَاءِ الْقُرْآنِ فِي الْمَوَاطِنِ كُلِّهَا
 فَيَذْهَبَ قُرْآنٌ كَثِيرٌ وَإِنِّي أَرَى أَنْ تَأْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ
 أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ هُوَ اللَّهُ
 خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِي فِي ذَلِكَ حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِلذِّئْبِ
 شَرَحَ لَهُ صَدْرُ عُمَرَ وَرَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَى عُمَرُ قَالَ زَيْدُ قَالَ
 أَبُو بَكْرٍ وَإِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌ عَاقِلٌ لَا نَهْمَكَ قَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ
 لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَّبِعُ الْقُرْآنَ وَاجْمَعُهُ قَالَ زَيْدُ
 فَوَاللَّهِ لَوْ كَفَّنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الْجِبَالِ مَا رَانَ بِالنَّقْلِ عَلَيَّ مِمَّا
 كَفَّنِي مِنْ جَمْعِ الْقُرْآنِ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلَانِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلَهُ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ اللَّهُ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ يُحِبُّ

ترجمہ : زید بن ثابت نے کہا اہل یمامہ کی جنگ کے روز ابو بکر صدیق نے

۶۷۵۶

مجھے پیغام بھیجا جبکہ ان کے پاس عمر فاروق بھی موجود تھے ابو بکر صدیق

نے کہا میرا پس عمر آئے ہیں وہ کہتے ہیں یمامہ کی جنگ میں قرآن کے قاری بہت قتل ہو رہے ہیں۔ مجھے ڈر ہے
 کہ اگر اسی طرح قرآن کے قاری ہر جگہ قتل ہوتے رہے تو قرآن کا بہت سا حصہ ضائع ہو جائے گا۔ میرا
 خیال ہے کہ آپ قرآن جمع کرنے کا حکم میں نے کہا میں وہ کام کیسے کروں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں
 کیا۔ عمر فاروق نے کہا خدا کی قسم یہ کام بہتر ہے جو میرے ساتھ اس کے متعلق تکرار کرتے رہے۔ یہاں تک کہ

مَرَّاجِعِي حَتَّى شَرَحَ اللَّهُ صَدْرِي لِذِي شَرَحَ لَهُ صَدْرًا بِي بَكْرٍ وَعَمْرٍو
رَأَيْتُ فِي ذَلِكَ الَّذِي رَأَى فَتَبَعْتُ الْقُرْآنَ أَجْمَعَهُ مِنَ الْعُسْبِ وَالرِّقْعِ
وَاللِّخَافِ وَصُدُّوا بِالرِّجَالِ فَوَجَدْتُ آخِرَ سُورَةِ التَّوْبَةِ لَقَدْ جَاءَكُمْ
رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ إِلَىٰ آخِرِهَا مَعَ خُرَيْمَةَ أَوْ أَبِي خُرَيْمَةَ فَالْحَقُّهَا
فِي سُورَتِهَا وَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ حَيَاتِهِ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ
عِنْدَ عُمَرَ حَيَاتِهِ حَتَّى تَوَفَّاهُ اللَّهُ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ قَالَ مُحَمَّدٌ
أَبْنُ عَبْدِ اللَّهِ اللَّخَافُ يَعْنِي الْخَرْفُ

اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ اس کے لئے کھول دیا جس کے لئے عمر فاروق کا سینہ کھولا تھا۔ اور میں نے بھی وہی خیال کیا ہے جو عمر فاروق نے کیا ہے۔ زید نے کہا ابو بکر صدیق نے کہا تم مرد نوجوان عقلمند ہو ہم تمہیں متہم نہیں جانتے حالانکہ تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وحی لکھا کرتے تھے۔ لہذا قرآن تلاش کرو اور اس کو ایک جگہ جمع کرو۔ زید نے کہا خدا کی قسم اگر وہ مجھے پہاڑوں میں سے کوئی پہاڑ اٹھالانے کی تکلیف دیتے تو وہ مجھ پر اتنا گراں نہ ہوتا جو انھوں نے قرآن جمع کرنے کی مجھے تکلیف دی ہے۔ میں نے کہا تم وہ شئی کیسے کر دے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ ابو بکر نے کہا یہ شئی خدا کی قسم بہتر ہے۔ پھر وہ مجھے اس کی ترغیب دلاتے رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے میرا سینہ کھول دیا جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے ابو بکر اور عمر کا سینہ کھولا تھا اور میں نے اس کام میں وہ دیکھا جو انہوں نے دیکھا تھا پھر میں نے قرآن تلاش کرنا شروع کر دیا۔ میں نے اسے کھجور کی چھڑیوں، چمڑوں، سفید پتھروں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرنا شروع کیا اور سورہ توبہ کی آخری آیت کریمہ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ، آخر تک خُرَیْمَہ یا ابو خُرَیْمَہ کے پاس پائی اور اسے اس کی ساتھ میں لایا کر دیا۔ یہ صحیفے حضرت ابو بکر صدیق کی زندگی میں ان کے پاس رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دی پھر عمر فاروق کی حیات میں ان کے پاس رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو فوت کر دیا پھر عمر فاروق کی صاحبزادی حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے۔ محمد بن عبید اللہ نے کہا الخاف کے معنی ٹھیکریاں ہیں۔

۶۷۶ — شرح : پیامہ بفتح الیاء و تخفیف المیم الاو لی نیلی آنکھوں والی لڑکی مٹی جو تین دن کی مسات

بَابُ كِتَابِ الْحَاكِمِ إِلَى عَمَّالِهِ وَالْقَاضِي إِلَى أَمَنَاتِهِ

۷۷۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي لَيْلَى

سے سوارہ کو دیکھ لیتی تھی جون کے شہر اس کی طرف منسوب ہیں۔ وہاں سبیلہ کذاب قتل ہوا تھا جبکہ سات سو قاری بھی وہاں شہید ہوئے تھے۔ عُسْبُ بَعْضِ الْعَيْنِ وَسُكُونِ سِينِ عَيْبِ كِي جَمْعِ مَعْنَى كُجُورِ كِي چھڑی جس سے پتے اُتاتے جاتے۔ الرِقَاعُ رِقْعَةٍ كِي جَمْعِ مَعْنَى كِطْرَءِ كَا مَكْرَهًا۔ لِحَافُ لِحْفَةٍ كِي جَمْعِ مَعْنَى سَفِيدِ پتھر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مذکور آیت کریمہ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ الْاِيَةِ حضرت خذیمہ سے ملی تھی اسی کو قرآن میں کیوں داخل کیا، حالانکہ قرآن کی شرط نقل تو اترا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت کریمہ خزیمہ کے سوا کسی کے پاس لکھی ہوئی نہیں پائی تھی۔ اگرچہ تمام صحابہ کرام کو یہ یاد تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب قرآن کریم تو اترا ہے تو آیات کو تلاش کرنے کا معنی کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں پر ظاہر کرنے کے لئے تتبع کیا گیا تھا کہ اس میں یہود و نسیان نہیں اور یہ وہی ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا گیا تھا اور اس لئے کہ معلوم ہو جائے کہ اس میں کوئی قرأت ہے یا نہیں اور یہ اسی حال پر ہے جس پر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا گیا تھا

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مشہور یہ ہے

کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قرآن جمع کیا تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کے اوراق میں مختلف لغات تھیں اور ہر شخص نے اپنی لغت میں قرآن یاد کیا تھا اور وہ اسی لغت میں زید بن ثابت کے سامنے پڑھتا تھا اور وہ اسی طرح اسے اوراق میں داخل کر لیتے تھے اور لغات کے اختلاف کے سبب ہر ایک یہی کہتا تھا کہ قرآن اسی طرح نازل ہوا ہے اور اس پر وہ سخت قسم بھی کھا جاتا تھا۔ یہ واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہوا تو لوگوں نے امیر المؤمنین عثمان غنی سے کہا تو انہوں نے کہا یہ سب قرآن ہے پھر اس میں اصلاح خیال کی کہ قرآن کریم کو باقی لغات سے خالی کر دیا جائے اور قریش کی لغت پر رہنے دیا جائے کیونکہ قرآن قریش کی لغت پر نازل ہوا ہے۔ انہوں نے تمام اوراق جمع کئے اور قرآن کریم کے چار یا اس سے زیادہ جمع کئے گئے اور انہیں مختلف شہروں میں بھیجا گیا ان میں سے ایک مکہ مکرمہ دوسرا شام میں بھیجا گیا اور ایک اپنے پاس رکھ لیا اسی لئے مشہور ہو گیا کہ عثمان غنی جامع قرآن ہیں۔ درحقیقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جامع قرآن ہیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے وحی لانے کے مطابق جمع فرمایا۔

(حدیث ۴۶۳۷ ج ۷ کی شرح دیکھیں)

ح وَحَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَلِكٌ عَنْ أَبِي لَيْلَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ سَهْلٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَبِي حَتْمَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ هُوَ
وَرِجَالٌ مِّنْ كِبْرَاءِ قَوْمِهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ سَهْلٍ وَحِجَّصَةَ خَرَجَا
إِلَى خَيْبَرٍ مِنْ جُهْدٍ أَصَابَهُمَا فَاخْبَرَ حِجَّصَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ قُتِلَ وَ
طُرِحَ فِي قَفِيرٍ أَوْعَيْنِ فَأَتَى يَهُودَ فَقَالَ أَنْتُمْ وَاللَّهِ قَتَلْتُمُوهُ قَالُوا
مَا قَتَلْنَاهُ وَاللَّهِ ثُمَّ أَقْبَلَ حَتَّى قَدِمَ عَلَى قَوْمِهِ فَذَكَرَ لَهُمْ فَأَقْبَلَ
هُوَ وَأَخُوهُ حُوَيْصَةَ وَهُوَ أَكْبَرُ مِنْهُ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَهْلٍ
لَيْتَكُمْ وَهُوَ الَّذِي كَانَ بِخَيْبَرَ فَقَالَ لِحِجَّصَةَ كِبْرٌ كَثِيرٌ يُرِيدُ السِّنَّ
فَتَكَلَّمَ حُوَيْصَةَ ثُمَّ تَكَلَّمَ حِجَّصَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب حاکم کا اپنے عاملوں اور قاضی کا اپنے اہلینوں کو لکھنا

توجہ : سہل بن الحسن اور ان کی قوم کے بڑے بڑے فضلاء نے بیان کیا کہ عبد اللہ
بن سہل اور حئیصہ دونوں تنگ حال کی وجہ سے جو انہیں پہنچا خیبر کی جانب

گئے۔ حئیصہ نے خبر دی کہ عبد اللہ کو قتل کر کے گڑھے میں ڈال دیا گیا ہے وہ یہودیوں کے پاس گئے اور کہا بخدا
تم نے عبد اللہ کو قتل کیا ہے۔ انہوں نے کہا بخدا ہم نے اسے قتل نہیں کیا پھر وہ اپنی قوم کے پاس آئے اور ان سے
واقعہ ذکر کیا پھر وہ اور اس کا بھائی حویصہ جو ان سے عمر میں بڑا تھا اور عبد الرحمن بن سہل بات کرنے نکلے یہ وہی
عبد الرحمن ہے جو خیبر میں تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حویصہ سے فرمایا کہ بڑے کو آگے لاؤ یعنی عمر میں بڑے
کو پس حویصہ نے گفتگو کی پھر حئیصہ نے کلام کیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کے متعلق فرمایا
وہ تمہارے ساتھی کی ریت (خون بہا) دیں یا لڑائی کے لئے تیار ہو جائیں پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان
کی طرف یہ لکھا تو آپ کو جواب لکھا گیا کہ ہم نے اس کو قتل نہیں کیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حویصہ ،

إِمَّا أَنْ يَدُوا صَاحِبَكُمْ وَإِمَّا أَنْ يُؤْذَنُوا بِحَرْبٍ فَكُتِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيْهِمْ بِهِ فَكُتِبَ مَا قَتَلْنَاهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَوِیْصَةَ وَحُحِیْصَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ اتَّحِلُّوْنَ وَ تَسْتَحِقُّوْنَ دَمَ صَاحِبِكُمْ قَالُوا لَا قَالَ أَفْتَحَلُّ لَكُمْ يَهُودُ قَالُوا لَيْسَ بِمُسْلِمِينَ فَوَادَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عِنْدِهِ مِائَةَ نَاقَةٍ حَتَّى أُدْخِلَتْ الدَّارَ قَالَ سَهْلٌ فَرَكَضْتَنِي مِنْهَا نَاقَةٌ
بَابٌ هَلْ يَجُوزُ لِلْحَاكِمِ أَنْ يَبْعَثَ رَجُلًا وَحَدَاةً لِلنَّظَرِ
فِي الْأُمُورِ ۶۷۵۸ - حَدَّثَنَا آدَمٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ حَدَّثَنَا

مُحِیْصَهُ اور عبد الرحمن سے فرمایا کیا تم تمہیں کھاؤ گے کہ اپنی سامتی کی دیت دخن بہا، کے مسحق ہو جاؤ انہوں نے کہا حضور وہ تو مسلمان نہیں ہیں دھجکڑے کو نمٹانے کے لئے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے سوادت دینے یہاں تک کہ وہ حویلی میں داخل کی گئیں۔ سہل نے کہا ان اونٹنیوں میں سے ایک اونٹنی نے مجھے لات ماری شوح : اگر یہ سوال پوچھا جائے ان تین صحابہ پر قسم کیوں لازم کی گئی قسم تو صرف وارث نے جو مقتول کا بھائی تھا کھانا تھی۔ اس کا جواب یہ ہے وہ بھی جانتے تھے

۶۷۵۷
کہ قسم صرف مقتول کا بھائی ہی کھائے گا لیکن خطاب سب سے کیا گیا کیونکہ مقتول کا بھائی جو بھی تجویز کرتا تھا ان دونوں کے مشورے سے کرتا تھا گویا کہ وہ ان کا بچہ تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھگڑا ختم کرنے اور ان کی خاطر داری کے لئے اپنی طرف سے دیت ادا کر دی۔ ورنہ ان کا استحقاق ثابت نہ تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ كَيْفَ حَاكِمُ كَيْفَ جَائِزٌ هَلْ يَجُوزُ لِلْحَاكِمِ أَنْ يَبْعَثَ رَجُلًا وَحَدَاةً لِلنَّظَرِ
فِي الْأُمُورِ ۶۷۵۸ - حَدَّثَنَا آدَمٌ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ حَدَّثَنَا

الزُّهْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُنْبَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ
خَالِدِ الْجُهَنِيِّ قَالَا جَاءَ عَرَبِيٌّ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ
فَقَامَ نَحْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ فَأَقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللَّهِ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ
إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا عَلَى هَذَا فَرَزَنِي بِأَمْرَاتِهِ فَقَالُوا لِي عَلَى ابْنِكَ الرَّجْمُ
فَأَقْدَيْتُ ابْنِي مِنْهُ بِمِائَةٍ مِنَ الْعَلَمِ وَوَلِيدَةٌ ثُمَّ سَأَلَتْ أَهْلَ الْعِلْمِ
فَقَالُوا إِنَّمَا عَلَى ابْنِكَ جَلْدٌ مِائَةٌ وَتَغْرِيْبٌ عَامٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا قُضِيَ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللَّهِ إِلَّا الْوَلِيدَةُ وَالْغَنَمُ فَرَدُّ
عَلَيْكَ وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدٌ مِائَةٌ وَتَغْرِيْبٌ عَامٍ وَإِنِّي يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لَأَجْرٌ
فَأَعْدُ عَلَى امْرَأَةٍ هَذَا فَأَرْجُمُهَا فَعَدَا عَلَيْهَا أَنِيسٌ فَرَجَمَهَا

دوسری روایات سے واضح ہے۔ روایت صحیحہ کی شرح دیکھیں

۶۷۵۸ — ترجمہ : ابو ہریرہ اور زید بن خالد جہنی نے کہا ایک اعرابی آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے درمیان کتاب کے مطابق فیصلہ فرمائیں اس کا فریق (مقابلہ) کھڑا ہوا اور کہا اس نے سچ کہا ہے ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرما دیجئے۔ اعرابی نے کہا میرا بیٹا اس شخص کا ملازم تھا۔ اُس نے اس کی بیوی سے زنا کیا ہے۔ مجھے لوگوں نے کہا تیرے بیٹے پر رجم ہے۔ میں نے اس سے اپنے بیٹے کا سو بچہ اور ایک لونڈی فدیہ ادا کیا میں نے علماء سے پوچھا تو انہوں نے کہا تیرے بیٹے پر سو کوڑے اور ایک سال جلا وطنی ہے۔ بہر حال اسے انیس تم صبح اس کی عورت کے پاس جاؤ اور اس کو رجم کر دو۔ انیس صبح اس کے پاس گئے اور اسے رجم کر دیا۔“

۶۷۵۸ — شرح : انیس انس کی تصغیر ہے وہ ابن صخاک اسلمی ہیں اور عورت مزنیہ بھی اسلمیہ تھی اسی لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس بن صخاک اسلمی کو

رجم کرنے بھیجا تھا جب انیس نے اس عورت سے دریافت کیا تو اُس نے زنا کا اقرار کر لیا اس لئے اسے رجم کر دیا گیا، کیونکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اگر وہ عورت زنا کا اقرار کرے تو اس کو رجم کر دیا جائے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہارے درمیان اسٹک کتاب کے مطابق فیصلہ کرتا ہوں۔ لونڈی اور بکریاں تجھے واپس کر دی جائیں اور تیرے بیٹے کو سو کوڑے مارے جائیں اور ایک سال کے لئے جلا وطن کر دیا جائے۔ بہر حال ۴

بَابُ تَرْجَمَةِ الْحُكَّامِ وَهَلْ يَجُوزُ تَرْجَمَانُ وَاحِدٌ
 وَقَالَ خَارِجَةُ ابْنُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَتَعَلَّمَ كِتَابَ الْيَهُودِ حَتَّى كَتَبَتْ لِلنَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُتُبَهُ وَأَقْرَأَتْهُ كُتُبَهُمْ إِذَا كَتَبُوا إِلَيْهِ وَقَالَ عُمَرُ
 وَعِنْدَهُ عَلِيُّ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ وَعُثْمَانُ مَاذَا تَقُولُ هَذِهِ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ
 ابْنُ حَاطِبٍ فَقُلْتُ تَخْبِرُكَ بِصَاحِبِهَا الَّذِي صَنَعَهَا بِهَا وَقَالَ أَبُو حَازِمَةَ كُنْتُ
 أَتُرْجِمُ بَيْنَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَبَيْنَ النَّاسِ وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ لَا بَدَلَ لِلْحَاكِمِ
 مِنْ مُتَرْجِمِينَ

بَابُ حَاكِمِينَ تَرْجَمَانُ كَيْفَ يَكُونُ تَرْجَمَانُ حَاكِمًا

ترجمان وہ ہے جو ایک کلام کی دوسری زبان میں تفسیر کرے ترجمہ اور ترجمان ایک ہی شے ہے اس کی جمع تراجم ہے۔ امام ابو حنیفہ اور امام احمد رضی اللہ عنہما کے نزدیک ایک ہی ترجمان کافی ہے۔ امام بخاری کا بھی یہی مختار ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ ایک صحیح تر روایت کے مطابق امام احمد کے نزدیک جب حاکم فریق کی زبان نہ جانے تو اس میں دو عادل شخص ترجمان ہوں گے جیسے دو گواہ ہوتے ہیں اور ترجمان وہی ہو سکتا ہے جس کی شہادت جائز ہو کا فر ترجمان نہیں ہو سکتا ہے جن کے نزدیک عورت ترجمان ہو سکتی ہے۔ ان کے نزدیک یہ شرط ہے کہ وہ ثقہ عادلہ ہے۔

قولہ وَقَالَ عُمَرُ الخ اور حضرت عمر فاروق نے کہا حالانکہ علی المرتضیٰ، عبدالرحمن بن عوف اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم ان کے پاس موجود تھے۔ یہ عورت کیا کہتی ہے؟ عبدالرحمن بن حاطب نے کہا میں نے کہا یہ آپکو اپنے ساتھی کی خبر دیتی ہے کہ اس نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے۔

یعنی ایک عورت زہیرہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اس نے اپنی زبان میں کہا کہ فلاں شخص نے اس کے ساتھ زنا کیا ہے اور وہ حاطب ہو گئی ہے اور اقرار کیا کہ یہ حمل فلاں شخص کا ہے تو عبدالرحمن بن حاطب

۶۷۵۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو أَيْمَانَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ
 أَخْبَرَنِي عَبْدِ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ
 أَبَا سَفِينٍ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ هَرِ قُلَّ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رُكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ
 ثَقَفَ قَالَ لِيُرْجَمَانِي قُلْ لَهُمَ ائْتِي سَائِلٌ هَذَا فَإِنْ كَذَبَنِي فَكُذِّبُوهُ فَذَكَرَ
 الْحَدِيثَ فَقَالَ لِيُرْجَمَانِي قُلْ لِي إِنْ كَانَ مَا تَقُولُ حَقًّا فَسَيَمْلِكُ مَوْضِعَ
 قَدَمَيَّ هَاتَيْنِ

نے عمر فاروق سے عربی میں اس کی تفسیر و تعبیر کی۔

قولہ قال ابو جبرہ « ابو جبرہ نے کہا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما اور لوگوں کے درمیان ترجمان تھا۔ ابو جبرہ کا نام نصر بن عمران ضبعی بصری ہے۔

قولہ قال بعض الناس الخ یعنی بعض لوگوں نے کہا کہ حاکم کے لئے دو ترجمان ضروری ہیں۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ یہ ترجمہ کرنا خبر کے باب سے ہے یا شہادت کے قبیلہ سے ہے اگر خبر ہے تو ایک ترجمان کافی ہے۔ اگر شہادت ہے تو دو ترجمان ہونے چاہئیں کئی بار گزرا ہے کہ امام بخاری جہاں بعض الناس کہیں اس سے حنفیہ مراد ہوتے ہیں لیکن یہاں حال مختلف ہے کیونکہ امام شافعی رضی اللہ عنہ بھی اس کو بمنزلہ شہادت قرار دیکر کہتے ہیں کہ دو ترجمان ہونے چاہئیں۔ جیسا کہ امام محمد فرماتے ہیں اگر امام شافعی بھی یہاں مراد ہیں تو اس سے ان کی جلالتِ قدم میں کمی نہیں آتی۔ علاوہ ازیں امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے امام شافعی کی کبھی رعایت نہیں کی کیونکہ انہوں نے صحیح بخاری میں امام شافعی سے کوئی روایت نہیں کی اگر ان کی رعایت کرتے اور ان کی جلالت کا اعتراف کرتے تو ان سے روایتیں ذکر کرتے جیسے امام مالک اور امام احمد رضی اللہ عنہما سے ذکر کی ہیں (علینی)

ترجمہ: عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ابوسفیان بن حرب نے انہیں

خبر دی کہ ہرقل نے مجھے قریش کے قافلہ میں بلوا بھیجا پھر ہرقل نے اپنے ترجمان

سے کہا انہیں کہو میں تم سے اس شخص کے متعلق پوچھنے والا ہوں اگر یہ میرے سامنے جھوٹ بولے تو تم اس کو جھٹلاؤ پھر پوری حدیث ذکر کی اس نے اپنے ترجمان سے کہا ابوسفیان سے کہو تو جو کچھ کہتا ہے اگر یہ حق ہے تو وہ عنقریب میرے ان قدموں کی جگہ کے مالک ہو جائیں گے۔ (حدیث شریفہ کی شرح دیکھیں۔)

بَابُ مُحَاسَبَةِ الْإِمَامِ عَمَّالَهُ

۶۷۰ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ

ابْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 اسْتَعْمَلَ ابْنَ اللَّتْبِيَّةِ عَلَى صَدَقَاتِ بَنِي سُلَيْمٍ فَلَمَّا جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 وَحَاسِبَةً قَالَ هَذَا الَّذِي لَكُمْ وَهَذِهِ هَدِيَّةٌ لِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلْ جَلَسْتَ فِي بَيْتِ أَبِيكَ وَبَيْتِ أُمَّكَ حَتَّى تَأْتِيكَ هَدِيَّتُكَ
 إِنْ كُنْتَ صَادِقًا ثُمَّ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللَّهَ
 وَاشْتَمَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَا بَعْدُ فَإِنِّي اسْتَعْمِلُ رِجَالًا مِنْكُمْ عَلَى أُمُورٍ مِمَّا
 وَلَا يَنِي اللَّهُ فَيَأْتِي أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ هَذَا الَّذِي لَكُمْ وَهَذِهِ هَدِيَّةٌ
 أهديت لي فهل جلس في بيت أبيه وبيت أمه حتى تأتيه هديته
 إِنْ كَانَ صَادِقًا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَأْخُذُ أَحَدَكُمْ مِنْهَا شَيْئًا قَالَ هِشَامٌ بَغِيرَ
 حَقِّهِ الْأَجَاءَ اللَّهُ يُحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا فَلَاعُرْفَنَ مَا جَاءَ اللَّهُ رَجُلٌ
 بِبَعِيرٍ لَهُ رِغَاءٌ أَوْ بَقْرَةٍ لَهَا حَوَارٌ أَوْ شَاةٌ تَبْعُرُكُمْ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتَّى رَأَيْتُ

بَابُ حَاكِمِ كَمَا يَنْبَغِي عَامِلِينَ كَمَا مُحَاسِبُهُ كَرْنَا

ترجمہ : ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ۶۷۰ — ابن اُبتیبہ کو بنی سلیم کے صدقات کی فراہمی پر عامل مقرر کیا جب وہ جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور نے اس سے حساب لیا تو اس نے کہا یہ سامان تمہارا
 ہے اور یہ میرا نذرانہ ہے مجھے نذرانہ دیا گیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو سچا ہے تو اپنے

بِيَاضِ اِبْطِيهِ الْاَهْلُ بَلَّغَتْ

بَابُ بَطَانَةِ الْاِمَامِ وَاَهْلِ

مَشُورَتِهِ الْبَطَانَةُ الْمُدْخَلَاءُ

۶۷۱۔ حَدَّثَنَا اَصْبَغُ اَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي يُونُسُ

عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ

باب کے گھر میں یا اپنی ماں کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھا رہتا حتیٰ کہ تیرے پاس نذرانے آئیں پھر جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور مبشر شریف پر لوگوں سے خطاب فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا اما بعد! میں تم میں سے لوگوں کو ان امور پر عامل مقرر کرتا ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے والی بنایا ہے۔ پھر تم سے ایک شخص آتا ہے اور کہتا ہے یہ مال تمہارا ہے اور یہ مجھے نذرانہ دیا گیا ہے۔ پس وہ اپنے باپ یا اپنی ماں کے گھر پر کیوں نہیں بیٹھا رہتا حتیٰ کہ اس کے پاس نذرانے آئیں اگر وہ اپنی بات میں سچا ہے۔ اللہ کی قسم تم میں سے کوئی شخص صدقات میں سے کوئی شئی نہیں لیتا شام نے کہا اپنے حق کے سوا، مگر وہ قیامت میں اس کو اپنے کندھے پر اٹھا کر اللہ تعالیٰ کے حضور آئے گا۔ خبردار! میں اس کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک آنا ضرور پہچان لوں گا۔ وہ اونٹ لے کر آئے گا جو بلبلاتا ہوگا یا گائے ڈکرائی ہوگی یا بکری میمائی ہوگی۔ پھر حضور نے دونوں ماٹھ اٹھا لیے یہاں تک کہ میں نے حضور کی بغلوں کی سپیدی دیکھی۔ خبردار! میں نے اللہ کا حکم پہنچا دیا۔

باب۔ امام کے رازدان اور مشیر

بطانہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو اسرار پر مطلع ہوں

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے "بطانہ کی تفسیر دُخْلَاء سے کی ہے یہ دخیل کی جمع ہے اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو رئیس کو تنہائی میں ملتے ہیں اور اس کو رعیت کے مخفی معاملات سے آگاہ کرتے ہیں وہ ان کے اخبار کی تصدیق کرتا ہے اور اس کے مقتضی کے مطابق عمل کرتا ہے۔

۶۷۱۔ ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَعَثَ اللهُ مِنْ نَبِيٍّ وَلَا اسْتَخْلَفَ مِنْ خَلِيفَةٍ
 إِلَّا كَانَتْ لَهُ بَطَانَتَانِ بَطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ وَتُحْضِرُهُ عَلَيْهِ وَ
 بَطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتُحْضِرُهُ عَلَيْهِ فَالْمَعْصُومُ مَنْ عَصَمَ اللهُ وَقَالَ
 سُلَيْمٌ عَنْ يَحْيَى أَخْبَرَنِي ابْنُ شَهَابٍ بِهَذَا وَعَنْ ابْنِ أَبِي عَتِيقٍ وَ
 مُوسَى عَنْ ابْنِ شَهَابٍ مِثْلَهُ وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنِي
 أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَوْلَهُ وَقَالَ الْأَوْزَاعِيُّ وَمَعْوِيَةَ بْنُ سَلَامٍ
 حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ ابْنُ أَبِي حَسِينٍ وَسَعِيدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي
 سَعِيدٍ قَوْلَهُ وَقَالَ عَبْدِ اللهِ بْنُ أَبِي جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي صَفْوَانُ عَنْ
 أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا اور نہ کسی کو خلیفہ بنایا مگر اس کے دو رازدان ہوتے ہیں۔ ایک اس کو بھلائی
 کرنے کا حکم کرتا ہے اور بھلائی پر اس کو اُجارتا ہے۔ دوسرا اس کو بُرا حکم دیتا ہے اور بُرائی کی ترغیب دلاتا ہے
 اور معصوم وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ گناہوں سے بچائے۔ سلیمان نے یحییٰ سے روایت کرتے ہوئے کہا مجھے
 ابن شہاب نے یہ حدیث سنائی اور ابن ابی عتیق اور موسیٰ بن عقبہ کے ذریعہ محمد بن مسلم زہری سے اس طرح
 منقول ہے اور شعیب بن ابی حمزہ نے زہری کے ذریعہ کہا مجھے ابوسلمہ نے ابی سعید سے اس کا قول نقل کیا
 اور اوزاعی اور معاویہ بن سلام نے کہا مجھے زہری نے خبر سنائی انہوں نے مجھے ابوسلمہ نے ابو ہریرہ کے ذریعہ
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کہی اور ابن ابی حنین اور سعید بن ابی زیاد نے ابوسلمہ کے ذریعہ ابوسعید سے
 اس کا قول نقل کیا اور عبید اللہ بن ابی جعفر نے کہا مجھے صفوان نے ابوسلمہ کے ذریعے ابویوب سے خبر دی کہ میں نے
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

بَابُ كَيْفِ يَبَايِعُ الْاِمَامُ النَّاسَ

۶۷۶۲۔ حَدَّثَنَا اسْمَعِيلُ حَدَّثَنِي مَلِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ

قَالَ اخْبَرَنِي عَبَادَةُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عَبَادَةَ قَالَ اخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ بَايَعَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس کلام سے مقصد یہ ہے کہ بظاہر کی حدیث

۶۷۶۱۔ تین صحابہ کرام سے مرفوع حدیث ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بظاہر کی حدیث میں جو تقسیم مذکور ہے۔ یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں مشکل ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ باقی حدیث میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بظاہر شریعت سے سلامتی کی طرف اشارہ ہے کہ جس کو اللہ بظاہر شریعت سے محفوظ رکھے وہ معصوم ہے۔ اس میں ذرہ بھر شک نہیں کہ حضور بظاہر شریعت سے معصوم ہیں اور یہ ضروری نہیں کہ جو حضور کو شریعت کی راہ بتائے آپ اس کو قبول ہی کر لیں۔ امام نووی نے کہا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں بظاہر سے مراد فرشتہ اور شیطان ہیں اور حضور کا شیطان مومن ہو چکا ہے۔ وہ آپ کو اچھا مشورہ ہی دیتا ہے۔ علامہ کرمانی نے کہا ہر نبی اور خلیفہ کے اچھے اور بُرے جلسے ہوتے ہیں۔ اور معصوم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ بُرے جلسے سے محفوظ رکھے یا ہر نبی اور خلیفہ نفس امارہ بالشر اور نفس نواہیہ ہے اور معصوم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نفس مطمئنہ دے یا ہر ایک کے لئے قوت ملکیت اور قوت حیوانیت ہوتی ہے اور معصوم وہ ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ ملکیت کی جانب راجح کرے۔ مہلب نے کہا اس سے عرض یہ ہے کہ تمام امور اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں وہی شیطان کی اذیتوں سے بچاتا ہے اور معصوم وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ بچائے نہ کہ اس کا نفس بچائے ”یعنی“

باب۔ امام لوگوں کو کس طرح بیعت کرے

ظاہر یہ ہے کہ امام مفعول بہ اور ناس فاعل ہے یعنی لوگ امام کی بیعت کس طرح کریں۔ کیفیت سے قوردا ہے میں فعلی نہیں کیونکہ اس باب میں چھ احادیث مذکور ہیں ان کا مفصل مزمل سمع اور طاعت پر بیعت کرنا، ہجرت، جہاد، صبر اور جنگ سے فرار نہ کرنے پر بیعت کرنا اگرچہ موت واقع ہو جائے، مورثوں کو بیعت کرنے اور اسلام پر بیعت کرنا، تمام میں قول لینے سے بیعت ہے۔

فِي الْمُنْشَطِ الْمَكْرَهُ وَأَنَّ لَابْنِ زَعْرَةَ الْأُمْرَاءَ هَلَهُ وَأَنَّ نَقُومَ أَوْ نَقُولَ
بِالْحَقِّ حَيْثُ مَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِي اللَّهِ لَوْمَةً لَئِيمَةً

۶۴۶۳ — حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا خَلِيدُ بْنُ الْحَارِثِ
حَدَّثَنَا حَمِيدٌ عَنْ أَنَسِ قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَدَاةٍ
بَارِدَةٍ وَالْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ يَجْفِرُونَ الْخُنْدُقَ فَقَالَ اللَّهُمَّ إِنَّ الْخَيْرَ
خَيْرُ الْأَخِرَةِ : فَأَغْفِرِ لِلْأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ : فَأَجَابُوهُ مَخْنُ الَّذِينَ
بِأَيُّهَا مُحَمَّدًا : عَلَى الْجِهَادِ مَا يَقِينًا أَبَدًا

ترجمہ : عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی سمع اور خوشی اور ناراضی میں اطاعت پر بیعت کی اور یہ کہ حاکموں سے حکومت
کے لئے نہ لڑیں گے اور یہ کہ حق پر قائم رہیں گے یا حق کہیں گے جہاں بھی ہوں گے اللہ کے حق میں کسی ملامت کرنے
والے کی ملامت کی پروا نہ کریں گے۔

۶۴۶۲ — شرح : یہ عقبہ ثانیہ کا واقعہ ہے ابن اسحاق نے کہا اس وقت وہ قبیلہ اوس اور خزرج
سے تہتر مرد اور دو عورتیں تھیں۔ قولہ ان لانا نزع آہ یعنی امراء اور امہ
سے جھلڑانہ کریں گے۔ منشط مصدر مہمی نشاط سے ہے جس کام میں خوشی ہو۔ مکروہ بھی مصدر مہمی ہے یعنی ہم نے
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبوب و مکروہ میں بیعت کی۔

۶۴۶۳ — ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سرد صبح
کو باہر نکلے اور مہاجرین و انصار خندق کھود رہے تھے۔ حضور نے فرمایا
۵ اے اللہ بے شک خیر آخرت کی خیر ہے : انصار اور مہاجرین کو بخش دے
انہوں نے جواب دیا

۵ ہم وہ لوگ ہیں جنہوں نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی : جہاد پر ہمیشہ کے لئے بیعت کی
جب تک ہم زندہ رہیں گے ،

۶۷۴ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كُنَّا إِذَا بَايَعْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ يَقُولُ لَنَا فِيمَا اسْتَطَعْتَ

۶۷۵ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ شَهِدْتُ ابْنَ عَمْرٍو يَتُوجِّعُ أَجْتَمَعَ النَّاسُ عَلَى عَبْدِ الْمَلِكِ

كَتَبَ أَيُّ أَقْرِبِ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ لِعَبْدِ اللَّهِ عَبْدِ الْمَلِكِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى سُنَّةِ اللَّهِ وَسُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ مَا اسْتَطَعْتُ وَأَنَّ بَنِي قَدَاقِرُوا

بِمِثْلِ ذَلِكَ

ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت اور طاعت پر بیعت کرتے تو حضور نے فرمایا جس قدر طاقت ہو۔

۶۷۴

شرح : عبد الملک مروان بن حکم کا بیٹا بنو امیہ سے تھا۔ اس پر لوگوں کے جمع ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس کی خلافت کا اقرار کریں۔ مروان کی زندگی میں ہی عبد الملک

۶۷۵

کی بیعت کی گئی تھی۔ جب مروان بن حکم پچھتر سبجری کو رمضان مبارک کی تین تاریخ کو فوت ہوا تو دمشق اور مصر میں عبد الملک کی بیعت کی گئی اور اس کی گرفت بدستور باقی رہی۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹوں عبد اللہ، ابوبکر ابو عبیدہ، بلال اور عمر سمیت عبد الملک کی بیعت کی ان کی والدہ صفیہ بنت ابی عبیدہ بن سعید نقضی تھی ان کے چھ بیٹے عبد الرحمن تھے اُس کی والدہ ام علقمہ بنت فانس بن وہب تھی۔ ان کے علاوہ ان کے تین بیٹے سالم، عبید اللہ اور حمزہ تھے ان کی والدہ ام ولد تھی اور دسویں بیٹے زید تھے ان کی والدہ بھی ام ولد تھی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبد اللہ الملک کو خط لکھا کہ وہ اپنے تمام بیٹوں سمیت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق التزام کرتے ہیں۔

ترجمہ : عبد اللہ بن دینار نے کہا جس وقت لوگ عبد الملک کی بیعت پر جمع ہوئے تھے میں ابن عمر کے پاس موجود تھا۔ ابن عمر نے لکھا میں اللہ کے بندے عبد الملک امیر المؤمنین کی جس قدر مجھے طاقت ہوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی سنت کے مطابق اقرار کرتا ہوں اور میرے بیٹے بھی اسی طرح کا اقرار کرتے ہیں۔

۶۷۵

۶۷۶۔ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ حَدَّثَنَا

سَيَّارٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَلَقِنِي فِيمَا اسْتَطَعْتُ وَالنَّصْرَ كُلِّ مَسْلَمٍ

۶۷۷۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ

سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ لَمَّا بَايَعَ النَّاسُ عَبْدَ الْمَلِكِ

كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو إِلَى عَبْدِ اللَّهِ عَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ

عَلَى سُنَّةِ اللَّهِ وَسُنَّةِ رَسُولِهِ فِيمَا اسْتَطَعْتُ وَإِنْ بَيْتِي قَدْ أَقْرَأُوا

بِذَلِكَ

ترجمہ : جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سمع اور طاعت

پر بیعت کی تو حضور نے مجھے تلقین فرمائی کہ جس قدر طاقت ہو اور ہر مسلمان سے اخلاص برتنے کی تلقین کی

۶۷۶

شرح : یعنی ہمیں اللہ تعالیٰ کے اوامر اور نواہی سننے اور ان پر عمل کرنے کی تلقین کی اس پر چاہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعانہ کی تلقین کی کہ ہم امیر کے اوامر و نواہی پر طاقت کے مطابق عمل

۶۷۷

کریں اللہ تعالیٰ انسان کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا اس لئے حضور نے امت پر کمالِ شجاعت کے طور پر فرمایا اور یہ

اعانہ بھی کیا کہ مسلمانوں کے ساتھ اخلاص کرو۔ ایک دفعہ جریر نے اپنے آزاد کردہ غلام سے کہا کہ اس کے لئے گھوڑا خرید لائے غلام

تین سو درہم سے گھوڑا خرید لایا اور گھوڑے کے مالک کو بھی ساتھ لے آیا کہ وہ رقم وصول کر لے۔ جریر نے گھوڑے کے

مالک سے کہا اس گھوڑے کی قیمت تین سو سے زیادہ ہے تو میرے پاس چار سو درہم سے فروخت کرو اس نے کہا یہ آپ

کی مرضی ہے؛ چنانچہ اس طرح کی گفتگو میں جریر اضافہ کرتے ہوئے آٹھ سو درہم تک پہنچ گئے پھر آٹھ سو درہم سے گھوڑا خرید لیا۔ جریر

کا اصول تھا کہ اگر کوئی شئی فروخت کرتے تو خریدار سے کہتے کہ اس کو اچھی طرح دیکھ لو اگر اس میں کوئی عیب ہو تو واپس کر دو کیونکہ ہم نے ملازما

سے اخلاص پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی ہے۔

۶۷۷

ترجمہ : عبد اللہ بن دینار نے کہا جب لوگوں نے عبد الملک کی بیعت کی تو اس کی طرف عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے

لکھا کہ یہ خط اللہ کے بندے عبد الملک امیر المؤمنین کی طرف ہے۔ میں آپ کے اوامر اور نواہی سننے پر بیعت کرتا ہوں۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سوا

وہی کسی شریعت پر بیعت نہیں کرتے (۱۱ میں دیکھیں)

خط پر جس پر بیعت کرتا ہے اور میرے بیٹے بھی یہ اتوار کرتے ہیں۔ اس عبارت میں بیعت کا تذکرہ نہیں۔ کیونکہ یہاں تاہی کہتے ہیں کہ عرب الیہ نہیں یعنی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف بیعت

۶۷۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا
حَاتِمٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قُلْتُ لِسَلْمَةَ عَلَىٰ أَيْ شَيْءٍ بَايَعْتُمُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَّةِ قَالَ عَلَى الْمَوْتِ

۶۷۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ بْنِ أَسْمَاءَ حَدَّثَنَا

جُوَيْرِيَةٌ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
أَخْبَرَهُ أَنَّ الْمُسَوَّبِينَ فَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ الرَّهْطَ الَّذِينَ وَلاَهُمْ
اجْتَمَعُوا فَتَشَاوَرُوا قَالَ لَهُمْ عَبْدُ الرَّحْمَنِ لَسْتُ بِالَّذِي أَنَا فِيكُمْ
عَلَىٰ هَذَا الْأَمْرِ وَلَكِنَّكُمْ إِن شِئْتُمْ اخْتَرْتُمْ لَكُمْ مِنْكُمْ فَجَعَلُوا ذَلِكَ
إِلَىٰ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَمْرَهُمْ فَمَالَ النَّاسُ عَلَىٰ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَتَّىٰ مَا أَرَىٰ

ترجمہ : یزید نے کہا میں نے سلمہ سے کہا کس شئی پر تم نے حدیبیہ کے دن نبی کریم صلی اللہ
۶۷۸۔ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی؟ اُس نے کہا موت پر۔

شرح : یزید بن ابی عبیدہ سلمہ بن اکوع کے آزاد کردہ غلام ہیں اُس نے اپنے
۶۷۹۔ مولیٰ سلمہ بن اکوع سے دریافت کیا کہ تم نے حدیبیہ کے روز کس شئی پر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ سلمہ نے جواب دیا ہماری بیعت یہ تھی کہ ہم جنگ سے نہیں بھاگیں گے اگرچہ وہاں
قتل ہو جائیں۔

ترجمہ : امام مالک نے زہری سے روایت کی کہ حمید بن عبد الرحمن نے انہیں
۶۷۹۔ خبر دی کہ مسور بن مخزوم نے انہیں خبر دی کہ وہ لوگ جنہیں حضرت عمر فاروق

رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر کرنے کا اختیار دیا تھا وہ جمع ہوئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ وہ لوگ جنہیں حضرت
عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر کرنے کا اختیار دیا تھا وہ جمع ہوئے اور آپس میں مشورہ کیا کہ کیا عبد الرحمن بن
نحسّان سے کہا میں تمہیں خلافت کے بارے میں جھگڑے میں نہیں ڈالتا لیکن اگر تم چاہتے ہو تو تم میں سے تمہارے لئے

أَحَدًا مِنَ النَّاسِ يَتَّبِعُ أَوْلِيكَ الرَّهْطَ وَلَا يَطَّاعِقِبَهُ وَمَا
 لِلنَّاسِ عَلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ يُشَاوِرُونَكَ تِلْكَ اللَّيَالِي حَتَّى إِذَا كَانَتْ
 اللَّيْلَةُ الَّتِي أَصْبَحْنَا مِنْهَا فَأَلَيْعْنَا عُمَرُ قَالَ الْمَسُورُ طَرَقَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ
 بَعْدَ هَجْرٍ مِّنَ الدَّلِيلِ فَضَرَبَ الْبَابَ حَتَّى اسْتَيْقَظْتُ فَقَالَ أَرَأَيْتَ نَائِمًا
 قَوْلَ اللَّهِ مَا كُنْتُمْ تُحَدِّثُونَ هَذِهِ الثَّلَاثُ بِكَثِيرِ نَوْمٍ انْطَلِقُ فَادْعُ الزُّبَيْرَ
 سَعْدًا فَادْعُوهُمَا لَمْ تَشَاوِرْهُمَا ثُمَّ دَعَانِي فَقَالَ ادْعُرْنِي عَلِيًّا فَدَعَوْتُهُ
 فَنَاجَاهُ حَتَّى أَبْهَارَ اللَّيْلُ ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ مِّنْ عِنْدِهِ وَهُوَ عَلَى طَبَعٍ وَقَدْ
 كَانَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ يُحْسِنُ مِنِّي شَيْئًا ثُمَّ قَالَ ادْعُرْنِي عُمَرُ فَنَاجَاهُ
 حَتَّى فَرَّقَ بَيْنَهُمَا الْمَوْزُونَ بِالصُّبْحِ فَلَمَّا صَلَّى النَّاسُ الصُّبْحَ وَاجْتَمَعَ
 أَوْلِيكَ الرَّهْطَ عِنْدَ الْمُنْبَرِ فَأَرْسَلَ إِلَيَّ مَنْ كَانَ حَاضِرًا مِنَ الْمُهَاجِرِينَ
 وَالْأَنْصَارِ وَأَرْسَلَ إِلَيَّ أُمَّرَاءَ الْأَجْنَادِ وَكَانُوا دَاوِقُوا تِلْكَ الْحَجَّةَ مَعِي
 عُمَرُ فَلَمَّا اجْتَمَعُوا تَشَهَّدَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ يَا عَلِيُّ إِنِّي قَدْ

خلیفہ اختیار کرتا ہوں۔ انہوں نے خلافت کا معاملہ عبدالرحمن کے سپرد کر دیا جب انہوں نے اپنے امر کا اختیار
 دے دیا تو لوگ عبدالرحمن کی طرف مائل ہو گئے یہاں تک کہ میں کسی کو نہ دیکھتا تھا جو باقی حضرات کا پیچھا کرتا
 ہو اور ان کی اڑھی روندتا ہو۔ سب لوگ عبدالرحمن کی طرف مائل ہو گئے اور اسے ان راتوں میں مشورہ دیتے
 رہے یہاں تک کہ جب وہ رات آئی جس کی ہم نے صبح کی اور عثمان کی بیعت کی مسور نے کہا کچھ رات گزر جانے
 کے بعد عبدالرحمن نے نور سے میرا دروازہ کھٹکھٹایا حتیٰ کہ میں بیدار ہو گیا اور کہا میں تمہیں سوتا سوتا دیکھتا ہوں
 بلکہ امین نے ان راتوں میں زیادہ نیند کا سرمہ نہیں ڈالا چلو نہ پیر اور سعد کو بلاؤ میں نے دونوں کو بلایا تو

نَظَرْتُ فِي أَمْرِ النَّاسِ فَلَمْ أَنَهُمْ يَعْدِلُونَ بِعَثْمَانَ فَلَا تَجْعَلَنَّ عَلِيَّ
نَفْسِكَ سَبِيلًا فَقَالَ أَبَا بَعْدَكَ عَلَى سُنَّةِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْخَلِيفَتَيْنِ
مِنْ بَعْدِهِ فَإِلَعَةُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَبَايَعَةُ النَّاسِ وَالْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ
وَأَمْرَاءُ الْأَجْنَادِ وَالْمُسْلِمُونَ.

انہوں نے دونوں سے مشورہ کیا پھر مجھے بلایا اور کہا علی کو بلاؤ میں انہیں بلا لیا تو ان کے ساتھ گفتگو کرتے رہے یہاں تک کہ آدھی رات ہو گئی پھر حضرت علیؑ کو چلے گئے، حالانکہ وہ خلافت کی خواہش میں تھے۔ عبدالرحمن حضرت علیؑ سے کچھ ڈرتے تھے پھر کہا عثمان کو بلاؤ اور ان سے سرگوشی کرتے رہے حتیٰ کہ صبح کو مؤذن کی اذان نے دونوں کو جدا کیا جب لوگوں نے صبح کی نماز ادا کی اور یہ لوگ منبر کے پاس جمع ہوئے تو جو مہاجرین اور انصار موجود تھے ان کو بلایا اور لشکروں کے سرداروں کو بلایا۔ یہ تمام حضرت عمر فاروق کے ساتھ اس عجم میں موجود تھے۔ جب تمام اکٹھے ہو گئے تو عبدالرحمن نے خطبہ پڑھا پھر کہا ابا بعد! اے علیؑ میں نے لوگوں کے معاملہ میں نظر کی ہے میں نے ان کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی کو عثمان کے برابر سمجھیں اس لئے آپ دل میں کوئی خیال نہ کریں اور کہا اے عثمان "میں اللہ تعالیٰ سنت اور اس کے رسول کی سنت اور حضور کے بعد دو خلفاء کی سنت پر تمہاری بیعت کرتا ہوں۔ عبدالرحمن نے عثمان کی بیعت کی پھر تمام مہاجرین و انصار، لشکروں کے سرداروں اور تمام مسلمانوں نے عثمان کی بیعت کر لی۔

شرح : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عثمان غنی، علی المرتضیٰ، طلحہ، زبیر و عبدالرحمن

۶۶۹ —

ابن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم پر مشتمل مجلس شوریٰ مقرر کی کہ اگر ان

کی موت جلدی واقع ہو جائے تو یہ حضرات جن سے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم آخر تک راضی رہے خلافت کا انتخاب کریں۔ مسلمانوں سے کوئی شخص ملے اور کو سمجھنا اور سیاست کلیہ ہم پہنچانے میں ان حضرات کے ہم پلہ نہ تھا۔ عبدالرحمن بن عوف نے کہا مجھے خلافت میں رغبت نہیں اس لئے میں اس میں تم سے جھگڑا کرنے کو تیار نہیں لہذا خلافت کے چاروں میں تم مجھے اختیار دیدو جب انہیں اختیار دیا گیا تو سب لوگ عبدالرحمن کا ہتھیار کرنے لگے اور مشورے دیتے رہے۔ عبدالرحمن نے لوگوں کی رائے معلوم کرنے کے بعد مجلس شوریٰ کے ایک ایک رکن سے مشورہ لیا۔ حضرت عمر فاروق نے مجلس شوریٰ قائم کرتے وقت کہا تھا کہ عبا اللہ بن عمر سے بھی مشورہ کرنا لیکن خلافت ان کے سپرد نہ کی جائے ان الفاظ سے وہ عبا اللہ بن عمر کی دل جوئی چاہتے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے خاندان میں خلافت کو جگہ نہیں دی۔ یہ اس کی بہت بڑی

بَابُ مَنْ بَايَعَ مَدْرَتَيْنِ

۶۶۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ

سَلَمَةَ قَالَ بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَقَالَ لِي

يَا سَلَمَةُ أَلا تَبَايِعُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَدْ بَايَعْتُ فِي الْقَلْبِ قَالَ وَفِي

الثَّانِي

دیانتداری تھی۔ عبدالرحمن بن عوف نے تین شب روز کو شش کر کے لوگوں کی رائے معلوم کی کہ وہ کسی کو عثمان کے برابر نہیں سمجھتے ہیں۔ اس لئے حضرت علی سے طویل سرگوشی کے بعد حضرت عثمان کے ہاتھ بیعت کی جبکہ طویل گفتگو کے باعث حضرت علی رضی اللہ عنہ متوقع تھے کہ ان کے ہاتھ پر بیعت کی جائے گی لیکن لوگوں کے اتفاق نے انہیں مجبور کیا کہ وہ حضرت عثمان کو خلیفہ منتخب کریں۔ اس لئے انہوں نے حضرت علی سے کہا کہ لوگ عثمان کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے ہیں اس حدیث میں حضرت طلحہ سے مشورہ کا ذکر نہیں کیا لیکن اس سے قبل ان سے مشورہ ہو چکا تھا اس موقع پر لشکروں کے امراء بھی عمر فاروق کے ساتھ حج کرنے کے بعد مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ آئے ہوئے تھے۔ ان میں سے شام کے امیر حضرت معاویہ بن ابی سفیان حمص کے امیر عمیر بن سعد، کوفہ کے امیر مغیرہ ابن شعبہ بصرہ کے امیر ابو موسیٰ اشعری اور مصر کے امیر عمر دین عاص قابل ذکر ہیں۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر سب پر متفق تھے۔

بَابُ حَسِّ نِيْءِ دَوْبَارِ بَيْعَتِ كِي

۶۶۸۔ ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت درخت کے نیچے کی حضور نے مجھے فرمایا اے سلمہ کیا تم بیعت نہیں کرتے

ہو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! میں پہلی بار بیعت کر چکا ہوں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوسرا بار بھی بیعت کر لو۔

۶۶۹۔ شرح: جس شجرہ کے نیچے بیعت کی تھی یہ وہ درخت ہے جس کے نیچے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے تھے۔ یہ درخت حدیبیہ میں تھا جہاں یہ

بَابُ بَيْعَةِ الْأَعْرَابِ

۶۷۷۱ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَلِكٍ عَنْ
 مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَهُ وَعَكٌ فَقَالَ
 أَقْلِنِي بَيْعَتِي فَأَبَى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقْلِنِي بَيْعَتِي فَأَبَى فُخِرَجَ فَقَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةُ كَالْكَبِيرِ تَنْفِي خَبَثِهَا وَيَنْصَعُ

طَيِّبَهَا

آیت کریمہ " لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ " نازل ہوئی تھی اس
 بیعت کو بیعت رضوان کے نام سے پکارا جاتا ہے یعنی نے ہلب سے نقل کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 سلمہ بن اکوع کی شجاعت اور اسلام میں نامور اور شہرت قدیمی میں شہرت کے باعث تاکید کے لئے دو بار
 بیعت لی۔ اس طرح تکرار بیعت کے باعث سلمہ کی بہت بڑی فضیلت ہے۔

بَابُ أَعْرَابِ كَابَيْعَتِ كَرْنَا

اعراب وہ لوگ ہیں جو دیہات میں رہتے ہیں شہروں میں اقامت نہیں کرتے صرف ضروری
 کام کے لئے آتے ہیں اور واپس چلے جاتے ہیں۔ اعراب کا واحد نہیں۔ والمنسوب کے اعراب کہتے ہیں
 توجہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلام پر بیعت کی اس کو سخت
 بخارا گیا تو اس نے کہا میری بیعت واپس کر دیں۔ حضور نے انکار کیا وہ پھر آیا اور کہا میری بیعت واپس
 کر دیں۔ حضور نے انکار کیا تو وہ باہر نکل گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ تشریف لائے
 تعالیٰ بھٹی کی مثل ہے زنگار دور کرتا ہے اور اس کے پاک کو خالص کرتا ہے۔

۶۷۷۱ — شرح : وَعَكٌ کے معنی بخارا کہے ہیں۔ بدن کی سخت حرارت کو بھی وَعَكٌ کہتے ہیں

بَابُ بَيْعَةِ الصَّغِيرِ

۶۷۷۲۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ

يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ هُوَ ابْنُ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ

زُهْرَةُ بْنُ مَعْبُدٍ عَنْ جَدِّهِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هِشَامٍ وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ

النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذَهَبَتْ بِهِ أُمُّهُ زَيْنَبُ بِنْتُ حَمِيدٍ إِلَى

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ بَايِعْهُ فَقَالَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ صَغِيرٌ فَسَخَّرَ نَاسَهُ وَدَعَا لَهُ وَكَانَ

يُضَمُّ بِالشَّاءِ الْوَاحِدَةَ عَنْ جَمِيعِ أَهْلِهِ

تَفْتِيحُ نَصْرٍ سے ہے اس کے معنی میں۔ رنگ کا خالص ہونا اور سخت سفید ہونا۔ ہر خالص کپڑا سفید ہوتا ہے۔
سرخ ہو یا زرد ہو اس کو ناصح کہا جاتا ہے۔

بَابُ بَيْعَةِ النَّبِيِّ كَمَا بَعِثَ كَرْنَا

بچے کی بیعت کے متعلق بعض علماء نے کہا بیعت بالغ پر لازم ہے جس عقود اسلام لازم ہیں
بلکہ دوسرے علماء نے کہا بچوں کے والدین کی بیعت کے باعث بچوں پر بھی لازم ہے چنانچہ
عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی حالانکہ وہ حضور کے
وصال کے وقت آٹھ برس کے تھے۔

توجہ : عبد اللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو
پایا ہے ان کی والدہ زینب بنت حمید ان کو جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کے پاس لے گئی جبکہ وہ کسب تھے حضور نے اس کے سر کو مس فرمایا اور اس کے لئے دعا فرمائی۔
انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس کو بیعت فرمائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ ابھی بچہ

باب من بايع ثم استقال البيعة

۶۷۷۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَ الْأَعْرَابِيَّ وَعُكٌ بِالْمَدِينَةِ فَأَتَى الْأَعْرَابِيَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقْلِنِي بَيْعَتِي فَأَبَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقْلِنِي بَيْعَتِي فَأَبَى ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقْلِنِي بَيْعَتِي فَأَبَى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكَبِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طَيْبَهَا

ہے اور اس کے سر کو مس کیا اور اس کے لئے برکت کی دعا فرمائی وہ اپنے گھر والوں کی طرف سے ایک بکری قربانی کیا کرتے تھے

۶۷۷۲ — شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت ابہام کی وضاحت سے ہے جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بچہ ہے۔ یعنی اس پر بیعت لازم نہیں! کیونکہ یہ کس سے بیعت آپ نے اس کے سر کو مس فرمایا اور اس کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ حضور کی دعا کی برکت سے وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سالہا سال زندہ رہا۔ حدیث ۲۲۲۰ ج ۲ کی شرح دیکھیں

باب جس نے بیعت کی پھر بیعت توڑنے کی خواہش کی

ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک اعرابی (دیہاتی) نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلام پر بیعت کی پھر اسی عینہ میں سخت بخارا گیا۔ وہ اعرابی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمایا وہ پھر آیا اور کہا میری بیعت واپس

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میری بیعت واپس لے لیں۔ ۱۰

بَابُ مَنْ بَايَعَ رَجُلًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِلدُّنْيَا

۶۷۷۲ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ

عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ
رَجُلٌ عَلَى فَضْلِ مَاءٍ بِالطَّرِيقِ يَمْنَعُ مِنْهُ ابْنُ السَّبِيلِ وَرَجُلٌ بَايَعَ
إِمَامًا لَا يُبَايِعُهُ إِلَّا لِلدُّنْيَا نِزْنًا أَعْطَاهُ مَا يَرِيدُ وَفِي لَهُ وَإِلَّا لَمُرِيفٍ
لَهُ وَرَجُلٌ يَبَايِعُ رَجُلًا بِسَلْعَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ فَخَلَفَ بِاللَّهِ لَقَدْ أُعْطِيَ
بِهَا كَذَا وَكَذَا فَصَدَّقَهُ فَأَخَذَهَا وَلَمْ يُعْطَ بِهَا

لیں۔ حضور نے انکار فرمایا پھر اعرابی باہر نکل گیا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ منورہ
شَرَّفَهَا اللَّهُ تَعَالَى، بھٹی کی مانند ہے اس کے خبث کو دور کرتی ہے اور اس کی پاکیزگی کو رہنے دیتی ہے

بَابُ جَوْكسى كى بىعت صرف دُنيا كى لئى كرتا هى

۶۷۷۲ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تین شخصوں سے قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا ان کے لئے
دردناک عذاب ہے۔ ایک وہ شخص جس کے پاس راستہ میں زائد پانی ہے اس سے مسافروں کو منع
کرتا ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو امام کی بیعت صرف دنیا کے لئے کرتا ہے اگر امام اس کو وہ دے
جو وہ چاہے تو وفاد کرتا ہے ورنہ وفاد نہیں کرتا تیسرا وہ شخص جو عصر کے بعد سامان فروخت کرتا ہے
اور اللہ کی قسم کھاتا ہے کہ اس کو اس سامان کا بدل اتنا اتنا روپیہ دیا گیا ہے۔ خریدار اس کی تصدیق کر کے
سامان خرید لیتا ہے، حالانکہ اس کو اتنی رقم نہ دی گئی تھی۔ (حدیث سنن ۳ کی شرح دیکھیں)

بَابُ بَيْعَةِ النِّسَاءِ

رَوَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا

۶۷۷۵ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

حَقَّقَ قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

أَبُو دَرِيْسٍ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّهُ سَمِعَ عَبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ يَقُولُ قَالَ لَنَا

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي فَجَائِسِ تَبَايَعُونِي عَلَى أَنْ

لَا تُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تُسْرِقُوا وَلَا تَرْزُقُوا وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا

بِإِهْتَانٍ تَفْتَرُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ وَلَا تَعْصُونِي فِي مَعْرُوفٍ

فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَعُوقِبَ

بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَسْتَرَهُ اللَّهُ

فَأَمْرُهُ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَاقِبَهُ وَإِنْ شَاءَ عَفَا عَنْهُ فَبَايَعْنَا لَهُ عَلَى ذَلِكَ

بَابُ عَوْرَتُونَ كَو بَيْعَتِ كَرْنَا

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کی ہے
ترجمہ: عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

میں سے فرمایا اچھے بیٹھے تھے۔ اس شرط پر میری بیعت کرو

کہ اللہ کا کسی کو شریک نہ بناؤ گے نہ چوہری کر دے۔ اگر نہ گے نہ اپنی اور د کو قتل کرو گے اور نہ کسی پر پتھان

باندھو گے جو تم نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے سامنے بنایا ہو اور نہ ہی اچھی شئی میں میری نافرمانی کرو گے

تم میں سے جس نے اس عہد کو پورا کیا اس کا جواب اللہ کے ذمہ ہے اور جس نے ان میں کوئی شئی کی اور اس کو

۶۶۶۶ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ حَدَّثَنَا

مَعْرُوفُ بْنُ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبَايِعُ النِّسَاءَ بِالْكَلامِ بِهَذِهِ الْآيَةِ لَا تُشْرِكُونَ بِاللَّهِ شَيْئًا قَالَتْ فَمَا مَسَّتْ يَدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَ امْرَأَةٍ إِلَّا امْرَأَةٌ يَمْلِكُهَا

۶۶۶۷ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ

أَيُّوبَ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ قَالَتْ بَايَعَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَرَأَ عَلَيَّ أَنْ لَا يُشْرِكَنَّ بِاللَّهِ شَيْئًا وَنَهَانَا عَنِ النِّيَاحَةِ فَقَبِضَتْ امْرَأَةٌ مِنْ يَدَيْهَا فَقَالَتْ فَلَا نَتَّسَعِدُ شَيْئًا وَأَنَا أُرِيدُ أَنْ أَجْزِيَهُمَا فَلَمْ يَقْلُ شَيْئًا فَذَهَبَتْ ثُمَّ رَجَعَتْ فَمَا وَفَّتْ امْرَأَةً إِلَّا أُمُّ سُلَيْمٍ وَأُمُّ الْعَلَاءِ وَابْنَةُ

دُنیا میں عذاب دیا گیا تو اس کا کفارہ ہو گیا اور جس نے ان میں سے کوئی شئی کی پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو پردہ میں رکھا تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ اگر چاہے تو اس کو عذاب دے اگر چاہے تو معاف کرے ہم نے اس شرط پر حضور کی بیعت کی۔

(حدیث ۶۶۶۷ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ "لَا يُشْرِكَنَّ بِاللَّهِ شَيْئًا" کے مطابق عورتوں

کو بیعت کرتے تھے۔ ام المؤمنین نے فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر بات افذار نے کسی عورت کے ہاتھ سے مس نہیں کیا مگر وہ عورت جس کے حضور مالک تھے (سکاح یا ملک نہیں)

۶۶۶۸ — ترجمہ : ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تو حضور نے ہمارے سامنے یہ آیت کریمہ "لَا يُشْرِكَنَّ بِاللَّهِ شَيْئًا" تلاوت فرمائی

أَبِي سَبْرَةَ إِمْرَأَةً مُعَاذٍ أَوْ ابْنَةَ أَبِي سَبْرَةَ وَأَمْرَأَةً مُعَاذٍ بَابٌ مِّنْ نَّكَثَ بَيْعَةٍ

وَقَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ الْآيَةَ
۶۷۷۸ — حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ
الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا لِعَنِي عَلَى الْإِسْلَامِ فَبَايَعَهُ عَلَى الْإِسْلَامِ ثُمَّ جَاءَ
الْغَدَّ مَحْمُومًا فَقَالَ أَقْلَنِي فَإِنِّي فَلَمَّا دَلَّنِي قَالَ الْبُدَيْئَةُ كَالْكَبِيرِ
تَنْفِي خَبَثِهَا وَيُنْصَعُ طَيْبِهَا

اور ہم کو بین کرنے سے منع فرمایا ہم سے ایک عورت نے اپنا ہاتھ روک لیا اور کہا فلا نہ عورت نے نوحہ میں میری اور
کی بھتی میں اس کو بدلہ دینا چاہتی ہوں تو حضور کچھ نہ فرمایا وہ عورت گئی پھر واپس آئی ام سلیم، ام العلاء اور معاذ
کی بیوی ابوسبرہ کی بیٹی یا ابوسبرہ کی بیٹی اور معاذ کی بیوی کے سوا کسی عورت نے وفانہ کی،
(حدیث ۱۳۳۱ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

بَابُ حَسَنِ بَيْعَتِ تَوْرُطَالِي

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ کی
قدرت کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے جس نے بیعت توڑی وہ اپنی جان پر توڑتا ہے جس نے
اللہ کا عہد پورا کیا اللہ اس کو عنقریب عظیم ثواب عطا کرتا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرتا ہے یعنی حدیبیہ میں جن لوگوں نے
آپ کی بیعت کی وہ دراصل اللہ کی بیعت تھیں۔ ان بیعت کرنے والے حضرات صحابہ کرام کی تعداد چودہ پندرہ تھی۔
حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے حدیبیہ میں شجرہ کے نیچے موت پر حضور کی بیعت اور یہ کہ لڑائی سے نہ بھاگیں گے

بَابُ الْاِسْتِخْلَافِ

٤٤٤٩ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ

عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعْيَدٍ قَالَ سَمِعْتُ الْقِسْمَ بْنَ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ
وَأَرَأَيْتَ إِنْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ لَوْ كَانَ وَأَنَا
حَيٌّ فَاسْتَغْفِرُكَ وَأَدْعُوكَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ وَاتَّكَلِيَا لَا وَاللَّهِ إِنِّي
لَأُظَنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِي وَلَوْ كَانَ ذَلِكَ لَظَلِمْتُ أَخِرَ يَوْمِكَ مُعْرِضًا
بِبَعْضِ أَرْوَاحِكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ أَنَا وَأَرَأَيْتَ إِنْ
لَقَدْ هَمَمْتُ أَوَارَدْتُ أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَأَبْنِهِ فَأَعْمَهُدَ
أَنْ يَقُولَ الْقَائِلُونَ أَوْ يَتَمَنَّى الْمُتَمَنِّونَ ثُمَّ قُلْتُ يَا أَبِي اللَّهُ وَ
يُدْفَعُ الْمُؤْمِنُونَ أَوْ يَدْفَعُ اللَّهُ وَيَأْتِي الْمُؤْمِنُونَ

ایک منافق بد بن قیس کے سوا کسی نے بیعت نہ توڑی۔ وہ منافق اونٹ کی اورھ میں چھپ گیا اور لوگوں کے ساتھ نہ گیا۔

٤٤٤٨ — ترجمہ : حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دیہاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں حاضر آیا اور کہا مجھے اسلام پر بیعت کر لیں۔ حضور نے اس کو اسلام پر بیعت کر لیا پھر وہ دوسرے دن آیا، حالانکہ اس کو سخت بخار تھا اس نے کہا میری بیعت واپس کر لیں۔ حضور نے انکار فرمایا۔ جب وہ واپس ہوا تو فرمایا مدینہ منورہ شرفی اللہ تعالیٰ لو مار کی بھیڑ کی مانند ہے اس کے خبث کو دور کرتا ہے اور اس کی پاکیزگی کو صاف ستھرا کرتا ہے۔

بَابُ خَلِيفَةٍ مُقَرَّرٍ كَرْنَا

٤٤٤٩ — ترجمہ : قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا

”مائے سردرد“ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تیری موت واقع ہو جائے، حالانکہ میں زندہ ہوں تو تیرے لئے مغفرت چاہوں گا اور دعا کروں گا۔ ام المؤمنین نے کہا مائے میری ماں مجھے گم پائے اللہ کی قسم! میرا گمان ہے کہ آپ میری موت سے محبت کرتے ہیں اور اگر ایسا ہو گیا تو آپ دن کے آخر میں کسی بیوی کے دلہا ہوں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ میں کہتا ہوں ”مائے سردرد“ بے شک میں نے مقصد یا ارادہ کیا ہے کہ ابوبکر اور ان کے بیٹے کو پیغام بھیجوں اور ان کے لئے (خلافت کی) وصیت کروں تاکہ کوئی کہنے والے یا خواہش کرنے والے اس کی خواہش نہ کریں۔ پھر میں نے کہا اللہ تعالیٰ انکار کرے گا اور مومن دفع کریں گے یا فرمایا اللہ دفع کرے گا اور مومن انکار کریں گے۔

شرح: ”وار اساء“ سردرد کے وقت اس طرح گریہ زاری کی جاتی ہے
 ۶۷۷۹ ”واقلیاہ“ مصیبت کے وقت یہ کلمہ زبان پر جاری کرتے ہیں۔

در اصل جس عہدت کا بچہ گم ہو گیا ہو اسے یہ کہا جاتا ہے۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ تھا کہ آپ میری موت چاہتے ہیں اگر میں فوت ہو گئی تو آپ اسی وز اور بیویوں سے جماع کریں گے اور میرے مرنے کا آپ کو قطعاً غم و اندوہ نہیں ہوگا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض کرتے ہوئے فرمایا بلکہ میں کہتا ہوں ”وار اساء“ یعنی اے عائشہ فکر نہ کر تم میرے بعد زمانہ بقید حیات رہے گی تم اپنے باپ اور بھائی کو بلاؤ میں انہیں خلافت کی وصیت کر دوں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کا خلافت میں کوئی دخل نہ تھا اس کو بلانے کا کیا فائدہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مقام ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے مائل کرنے کا مقام تھا یعنی جس طرح خلافت کا معاملہ تیرے والد کے سپرد ہے ایسے ہی تیرے بھائی کی موجودگی میں یہ امر طے پائے جبکہ تیرے اقا ربیرے مشیر ہیں یا معنی ہیں کہ جب خلافت کا ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں ابوبکر کے حوالہ کرنا چاہا تو ان کے بعض محارم کو بھی حاضر کرنے کی خواہش کی تاکہ اگر کسی کو بلانا ہو تو وہ اس کو سرانجام دے سکے پھر حضور نے یہ ارادہ اللہ تعالیٰ اور مومنوں کے حوالہ کرتے ہوئے ترک کر دیا یعنی ابوبکر کے خلاف اگر کوئی خلافت کی خواہش کرے گا تو اللہ تعالیٰ اور مومن اس کی مدافعت کریں گے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حدیث القرطاس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلم دوات لانے کو فرمایا تھا جو موجود حضرت کے اختلاف کے باعث نہ لاسکے تھے۔ اس وقت بھی اگر خلافت کے متعلق تحریر کرنے کا ارادہ تھا تو حضرت ابوبکر صدیق کے لئے تھا کیونکہ احادیث ایک دوسری کی تفسیر کرتی ہیں۔ سنا عشریہ کا یہ کہنا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے خلافت لکھنا تھا، ہی حضور کے وصی تھے صحیح نہیں کیونکہ مرض وفات کے آخری ایام میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی المرتضیٰ سے فرمایا کہ میرے ساتھ چلو ہم حضور سے خلافت کا فیصلہ کر لیں لیکن حضرت

۶۷۸۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

هشام بن عروة عن أبيه عن عبد الله بن عمر قال قيل لعمر أ لا
تستخلف قال إن استخلف فقد استخلف من هو خير مني أبو بكر
إن أترك فقد ترك من هو خير مني رسول الله صلى الله عليه وسلم
فأشوا عليه فقال راعب وراهب وددت أني نخوت منها كفافاً
لأبي ولا علي لا أحمّلها حياً ولا ميتاً

علی المرتضیٰ نے جانے سے انکار کر دیا اور کہا اگر حضور نے انکار کر دیا تو ہمیں کبھی خلافت نہ ملے گی۔ اگر حضرت
علی وصی ہوتے تو ان کے انکار کا کچھ مقصد نہ تھا۔ واللہ ورسولہ اعلم! (حدیث ۶۲۰۵ء کی شرح دیکھیں)

ترجمہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے

کہا آپ خلیفہ مقرر کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا اگر میں خلیفہ مقرر

کروں تو اس نے خلیفہ مقرر کیا تھا جو مجھ سے بہتر تھے اور وہ ابو بکر صدیق ہیں اور اگر میں اس کو ترک کر دوں

تو اس ذات ستودہ صفات نے ترک کیا تھا جو مجھ سے بہتر ہیں اور وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں

لوگوں نے اس پر عمر فاروق کی مدح و ثناء کی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا لوگ خلافت میں رغبت کرنے

والے اور اس سے ڈرنے والے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ میں اس سے پوری طرح نجات پاؤں۔ نہ میرے

لئے فائدہ اور نہ مجھ پر نقصان ہو۔ میں زندگی اور فوت ہونے کے بعد خلیفہ مقرر کرنے کی طاقت نہیں رکھتا ہوں

۶۷۸۱ شرح: قولہ راعب الخ یعنی لوگ خلافت میں رغبت کرنے والے اور اس سے

ڈرنے والے ہیں۔ اگر میں راعب کو خلیفہ مقرر کر دوں تو مجھے ڈر

ہے کہ اس کی خلافت میں مدد نہ کی جائے گی اور اگر میں راعب کو خلیفہ مقرر کر دوں تو یہ خوف ہے

کہ وہ اس کو قائم نہ رکھ سکے گا اسی لئے متوسط حال اختیار کیا ہے اور چھ حضرات میں خلافت کا معاملہ

چھوڑ دیا اور ان میں کسی شخص کو معین نہ کیا۔ کرمانی نے کہا اس کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اللہ کے پاس انعامات

میں رغبت کرتا ہوں اور اس کے عذاب سے ڈرتا ہوں اور تمہاری نیات پر پورا پورا پھروسہ نہیں کرتا ہوں اس کے

۶۷۸۱۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ
عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي اَنَسُ بْنُ مَلِكٍ اَنَّهُ سَمِعَ
خُطْبَةَ عُمَرَ الْاَخِرَةَ حِيْنَ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَذَلِكَ الْغَدَمِنْ
يَوْمِ تُوْفِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَشَهَّدَ وَاَبُو بَكْرٍ صَامِتٌ
لَا يَتَكَلَّمُ قَالَ كُنْتُ اَرْجُو اَنْ يَعِيْشَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
حَتَّى يَدْبُرْنَا يَرِيْدُ بِذَلِكَ اَنْ يَكُوْنَ اٰخِرَهُمْ فَاِنْ يَكُ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَاتٍ فَاِنَّ اللهَ قَدْ جَعَلَ بَيْنَ اَظْهَرِكُمْ نُورًا هُنْدًا
بِهِ هَدَى اللهُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّ اَبَا بَكْرٍ صَاحِبُ

معلوم ہوتا ہے کہ پہلے خلیفہ کے مقرر کرنے سے بھی خلافت کا تعین ہو سکتا ہے۔ راغب اور راغب کے یہ معنی بھی ہیں کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا میں اچھی رائے میں شمار میں رغبت کرتا ہوں اور کراہت کے اظہار سے ڈرتا ہوں قولہ "لَا اَتَحْتَمِلُهَا" یعنی زندگی اور موت میں خلافت کا متحمل نہیں لہذا کسی شخص کو معین نہیں کرتا ہوں۔ نووی نے کہا اہل حل و عقدہ کا کسی کو خلیفہ مقرر کرنے پر امت کا اجماع ہے۔ اور خلیفہ کا مجلس شوریٰ کو اختیار دینا کہ وہ خلیفہ مقرر کریں جائز ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ خلیفہ مقرر کرنا واجب ہے اور یہ وجوب عقلی نہیں شرعی ہے بعض خارجی کرتے ہیں خلیفہ مقرر کرنا واجب نہیں اور بعض معتزلہ کہتے ہیں خلیفہ مقرر کرنا عفتلاً واجب ہے۔

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دوسرا خطبہ سنا جس وقت وہ منبر شریف پر بیٹھے تھے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا دوسرا دن تھا۔ عمر فاروق نے تشہد پڑھا جبکہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خاموش تھے کوئی نہ کرتے تھے۔ عمر فاروق نے کہا میں امید کرتا ہوں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہیں گے حتیٰ کہ ہمیں پیچھے کر دیں گے۔ اس سے اُن کی مراد یہ تھی کہ حضور اُن کے آخر میں وفات

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَثَانِي اثْنَيْنِ وَأَنَّ أَوْلَى الْمُسْلِمِينَ
بِأُمُورِكُمْ فَتَقْوَمُوا بِهَا بِعَوَّةٍ وَكَانَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ قَدْ بَايَعُوا قَبْلَ
ذَلِكَ فِي سَقِيفَةِ بَنِي سَاعِدَةَ وَكَانَتْ بَيْعَةُ الْعَامَّةِ عَلَى الْمُنْبَرِ
قَالَ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ لَا يَبْكُرُ يَوْمَئِذٍ
إِصْعَادِ الْمُنْبَرِ فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتَّى صَعِدَ الْمُنْبَرِ فَبَايَعَهُ النَّاسُ عَامَّةً

پائیں گے اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اگر وفات پا چکے ہیں تو بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان
نور رکھا ہے جس کے ذریعے تم وہ ہدایت پاتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کی
(وہ قرآن کریم ہے) اور ابو بکر صدیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں اور دو میں سے دوسرے
ہیں (جبکہ وہ غار میں تھے) وہ مسلمانوں میں بہترین شخص ہیں جو تمہارے امور سرانجام دیں گے۔ پس اٹھو اور اس کی
بیعت کرو ان میں سے ایک گروہ نے سقیفہ بنی ساعدہ میں ابو بکر کی بیعت کر لی تھی اور عام لوگوں کی بیعت منبر شریف
پر تھی۔ زہری نے انس بن مالک سے روایت کی کہ میں نے اس دن عمر فاروق کو ابو بکر سے یہ کہتے ہوئے
سنا منبر پر تشریف لے چلو وہ ان سے یہ کہتے رہے تھے کہ وہ منبر پر تشریف لے آئے پھر عام لوگوں نے ان کی
بیعت کی۔“

۶۶۸۱ — شرح : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

کی وفات کے روز دیا تھا اس میں انہوں نے کہا تھا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں فوت نہیں ہوئے اور عنقریب
واپس تشریف لائیں گے۔ دوسرے خطبہ میں انہوں نے پہلے روز کے خطبہ سے عذر خواہی کی تھی کہ میرا خیال
تھا کہ حضور ہمارے بعد فوت ہوں گے چونکہ اب یقین ہو گیا ہے کہ حضور وفات پا چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے
سامنے نور رکھا ہے جو قرآن کریم ہے تم اس کے ذریعے ہدایت پاؤ گے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا دو
میں سے دوسرا ہونا اس میں ان کی بہت بڑی فضیلت ہے جس کے باعث وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
کے خلیفہ ہونے کے مستحق تھے اس لئے عمر فاروق نے کہا وہ تمہارے امور سرانجام دینے کے بہت لائق ہیں اور
حاضرین کو ان کی بیعت کی ترغیب دلائی اور عام لوگوں نے ابو بکر کی بیعت کی یہ بیعت ثانیہ تھی جو پہلی بیعت سے عام
اور زیادہ مشہور تھی جبکہ پہلی بیعت سقیفہ بنی ساعدہ میں مخصوص لوگوں نے بیعت کی تھی جیسا کہ حدیث سے ظاہر

۶۷۸۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ
ابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَبْرِ بْنِ مَطْعَمٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ اَتَتِ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِمْرَاةٌ فَبَكَتْهُ فِي شَيْءٍ فَاَمْرَهَا اَنْ تَرْجِعَ اِلَيْهِ فَقَالَتْ
يَا رَسُولَ اللَّهِ اَرَايْتَ اِنْ جُئْتُ وَلَمْ اَجِدْكَ كَاَنْهَا تَرِيْدُ الْمَوْتَ قَالَ
اِنْ لَمْ تَجِدِيْنِيْ فَاْتِيْ اَبَا بَكْرٍ

۶۷۸۳ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ سُفْيَانَ قَالَ
حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ مُسَلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شَهَابٍ عَنْ اَبِي بَكْرٍ قَالَ لَوْ قَدْ
بَرَآخَةٌ تَتَّبَعُونَ اَذْنَابَ الْاِبْلِ حَتَّى يَرِيَّ اللَّهُ خَلِيْفَةَ نَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرِيْنَ اَمْرًا يَعْذِرُوْنَكُمْ بِهِ

ہے دستیفہ بنی ساعدہ ایک مقام تھا جہاں لوگ روزمرہ کے مسائل حل کیا کرتے تھے

ترجمہ : محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد جبیر بن مطعم سے روایت کی کہ
۶۷۸۲ — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عورت آئی اور کسی شئی کے متعلق

حضور سے کلام کیا آپ نے اسے فرمایا کہ پھر آئے اُس نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خبر دیں اگر
میں آؤں اور آپ کو نہ پاؤں اس سے اس کی مراد حضور کی وفات تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو ابوبکر کے پاس آجاتا۔ حدیث ۳۴۷۵ ج ۵ کی شرح دیکھیں۔

ترجمہ : ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بَرَآخَةَ کے وفد سے فرمایا تم ادنیوں کی
۶۷۸۳ — دم پکڑے رہو حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور

مہاجرین کو وہ امر دکھائے جس کے سبب وہ تمہیں معذور سمجھیں گے۔

شرح : وفد وہ لوگ ہیں جو جمع ہو کر شہروں میں آتے ہیں اور جو لوگ امر
۶۷۸۳ — کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔ ان کو بھی وفد کہتے ہیں۔ بَرَآخَةَ ہجرین

باب ۶۸۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عُنْدَرُ
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمْرَةَ قَالَ
سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَكُونُ اثْنَا عَشَرَ أَمِيرًا
فَقَالَ كَلِمَةً لَمَّا سَمِعَهَا فَقَالَ أَبِي إِنَّهُ قَالَ كُلُّهُمْ مِنْ قُرَيْشٍ

میں ایک مقام ہے یا بنی اسد اور عطفان کے رہنے کا مقام ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مسلمانوں سے جنگ ہوئی تھی بزاخصہ کے لوگ مرتد ہو گئے تھے پھر تائب ہو گئے اور ابو بکر صدیق کے پاس معذرت کے لئے وفد بھیجا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ تجویز کیا کہ ان کے بارے میں مشورہ کر کے ہی کوئی فیصلہ کریں گے اور ان سے فرمایا تم واپس چلے جاؤ اور جنگلات میں اونٹوں کی دم پکڑے رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور مہاجرین کو کوئی امر دکھائے جس کے سبب وہ تم کو معذور جانیں۔

ایک روایت میں ہے کہ طارق بن شہاب نے کہا اہل بزاخصہ کا وفد آیا جو قبیلہ طئی سے تھا انہوں نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے صلح کی گفتگو کی۔ صدیق اکبر نے فرمایا دو امور سے ایک اختیار کر لو اگر حرب مجلیہ یا سلم مخذیب۔ حرب مجلیہ سلم مخذیب کیا ہے؟ فرمایا تم سے گھوڑے اور ہتھیار وغیرہ چھین لے گی تم ہمارے مقتولوں کی دیت دو گے اور تمہارے مقتول آگ میں ہوں گے جو ہم تم سے پائیں گے وہ ہماری غنیمت ہوگی اور جو تم نے ہم سے پایا وہ واپس کر دو گے تم ایسے لوگوں کو چھوڑ دو گے جو اونٹوں کی دمیں پکڑے رہیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے خلیفہ اور مہاجرین کو وہ امر دکھائے جس کے باعث وہ تمہیں معذور سمجھیں۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ساری گفتگو لوگوں سے کہی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا جو آپ نے کہا ہے میں بھی یہی خیال کرتا ہوں جو آپ نے کہا ہے کہ تمہارے گھوڑے اور اسلحہ وغیرہ چھین لئے جائیں گے یہ تو بہت اچھا ہے اور جو یہ ذکر کیا ہے کہ تم ہمارے مقتولوں کی دیت دو گے اور تمہارے مقتول آگ میں ہوں گے۔ ہمارے مقتولوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر جنگ کی ہے اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے ان کی کوئی دیت نہیں لوگوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے قول کو مستحسن جانا۔

کراخ۔ گھوڑے اور حلقہ۔ اسلمہ ہے۔

باب

۶۷۸۲ — ترجمہ : جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بارہ امیر ہوں گے۔ ایک اور کلمہ فرمایا میں نے وہ نہیں سنا میرے والد نے کہا وہ سب قریش سے ہوں گے۔

۶۷۸۲ — شرح : ایک روایت میں ہے کہ لوگوں کا معاملہ چلتا رہے گا جب ان میں آدمی امیر رہیں گے۔ ابو داؤد کی روایت میں ہے یہ دین ہمیشہ غالب رہے گا۔ جب تک ان میں بارہ خلفاء رہیں گے ان تمام پر امت متفق ہوگی۔ طبرانی کی روایت میں اس پر یہ اضافہ ہے ”کہ جو ان سے دشمنی کرے گا وہ ان کو اذیت نہیں پہنچا سکے گا“

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں بارہ خلفاء کا ذکر ہے۔ سفینہ کی حدیث اس کے مغاثر ہے کہ یہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد خلافت تیس برس رہے گی پھر مملکت ہو جائے گی۔ ان تیس برسوں میں صرف چار خلفاء راشدین رہے ہیں۔ ان میں چند روز امام حسن رضی اللہ عنہ کی خلافت شمار ہے۔ ابن جان نے مذکورہ حدیث کو صحیح کہا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سفینہ کی حدیث میں خلافت مراد خلافت نبوت ہے۔ جابر بن سمرہ کی حدیث میں خلافت نبوت کی قید نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ خلفاء بارہ سے زیادہ ہوئے ہیں جو مسلمانوں کے معاملات کے ولی تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ بارہ خلفاء میں حصر نہیں ہے اور نہ ہی اس حدیث میں کلمہ ”عصر“ ہے کہ بارہ سے زائد نہ ہوں گے بلکہ بارہ سے زیادہ بھی ہو سکتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا حدیث شریف میں عدد سے مراد بنو امیہ کے بارہ خلفاء مراد ہیں۔ پھر ان سے خلافت نکلنے کے بعد عظیم فتنے اور جنگیں ہوں گی یہاں تک کہ خاندان عباسیہ میں خلافت مستقر ہوگی۔ پھر حالات یکسر تبدیل ہوں جائیں گے۔ بعض نے کہا مہدی علیہ السلام فوت ہوگا تو اس کے بعد پانچ امام حسن علیہ السلام کی اولاد سے پھر پانچ امام حسین علیہ السلام کی اولاد سے ہوں گے پھر ان سے آخری امام حسن علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی ایک کے لئے خلافت کی وصیت کرے گا پھر اس کے بعد ان کا صاحبزادہ خلیفہ ہوگا! اس طرح بارہ خلفاء پورے ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک مہدی ہوگا۔ کعب اجار نے کہا بارہ مہدی ہوں گے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح نازل ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ بعض علماء نے کہا قیامت تک بارہ خلفاء ہوں گے جو حق پر عمل پیرا ہوں گے۔ مسدود کی مسند کبیر ابو بکر کے طریق سے ہے کہ ابو الجہل نے ان سے بیان کیا کہ یہ امت ہلاک نہ ہوگی یہاں تک اس میں بارہ خلفاء ہوں گے۔ سب حق پر عمل پیرا ہوں گے ان

يَتَحَطَّبُ ثُمَّ أَمَرَ بِالصَّلَاةِ فَيُؤَذِّنُ لَهَا ثُمَّ أَمَرَ رَجُلًا فَيَوْمُّمُ النَّاسَ
ثُمَّ أَخَالَفَ إِلَى رِجَالٍ فَأَحْرَقَ عَلَيْهِمْ بَيْوتَهُمْ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ
لَوْ يَعْلَمُ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عِرْقًا سَهِيْنَا أَوْ مَرْمَاتَيْنِ حَسَنَتَيْنِ
لَشَهِدَا الْعِشَاءَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ يُوْسُفُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ
قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مِئْمَةٌ مَا بَيْنَ ظِلْفِ الشَّاةِ مِنَ اللَّحْمِ مِثْلُ مِئْمَةِ
وَمِئْمَةُ الْمَيْمِ مَحْفُوضَةٌ

ادیت پہنچتی ہے۔ قولہ وَقَدْ أَخْوَجَ الخ یعنی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو بکر صدیق کی ہمشیرہ کو گھر سے نکال دیا جس وقت اس نے نوحہ کیا، کیونکہ ان کو منع کرنے کے باوجود وہ نوحہ سے نہ رکی تھی۔

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری

۶۶۸۵

جان ہے میں نے ارادہ کیا ہے کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں پھر نماز قائم کرنے کا حکم دوں کہ اذان کہی جائے پھر کسی کو کہوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے پھر ان لوگوں کے پاس جاؤں اور ان کے گھر جلا دوں۔ اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر ان میں سے کوئی یہ معلوم کرے کہ کہ (مسجد میں) اس کو موٹی ہوئی اور اچھے پائے ملیں گے تو وہ ضرور مسجد میں حاضر ہو، محمد بن یوسف نے کہا کہ محمد بن سلیمان نے کہا بخاری نے کہا بکری کے کھر کے درمیان گوشت کو مرما کہتے ہیں۔ یہ مِئْمَةُ اور مِئْمَةُ کی طرح کسور المیم ہے۔

شرح : یہ حدیث منافقوں کے متعلق ہے کہ وہ نماز میں بہت سستی کرتے

۶۶۸۶

تھے۔ قرآن کریم میں ہے إِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُنُافًا

وہ سست نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ کھانے پینے کی طمع پر عبادت میں شریک ہونا انہی کی عادت تھی۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو ہدایت کے ستارے تھے سے ایسا عمل متصور نہیں ہو سکتا۔ وہ شیروں پر پتھر باندھ کر حضور کی اتباع میں مصروف رہتے تھے۔ حدیث شریفہ کے معنی یہ ہیں کہ اگر اسے معلوم ہو جائے کہ اگر نماز کو حاضر ہو گا تو اسے دنیاوی نفع حاصل ہو گا اگرچہ حقیر سا نفع ہو تو ہمت کے سبب وہ ضرور

بَابُ هَلْ لِلْإِمَامِ أَنْ يَمْنَعَ الْمُجْرِمِينَ وَأَهْلَ الْمُعْصِيَةِ

مِنَ الْكَلَامِ مَعَهُ وَالزِّيَارَةَ وَنَحْوَهُ

۶۷۸۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ

عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ

ابْنِ مَلِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ بْنُ مَلِكٍ وَكَانَ قَائِدًا كَعْبٍ مِنْ

بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَلِكٍ قَالَ لَمَّا تَخَلَّفَ عَنْ

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَذَكَرَ حَدِيثَهُ وَ

نَحْنُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمِينَ عَنْ كَلَامِنَا فَلَبِثْنَا

عَلَى ذَلِكَ خَمْسِينَ لَيْلَةً وَأَذَانَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِتُوبَةِ اللَّهِ عَلَيْنَا

مسجد میں حاضر ہوگا ثواب کے لئے حاضر نہیں ہوتا۔ نماز باجماعت میں حاضر نہ ہونے والے کو دو تین بار سمجھایا جائے
اگر نہ مانے تو اس کو گھر سے نکال دیا جائے اور گھر کرایہ پر دیا جائے۔

باب کیا امام کے لئے جائز ہے کہ مجرموں اور

اہل معصیت کو اس کے ساتھ کلام کرنے سے اور زیارت وغیرہ کرنے سے روکے

۶۷۸۷۔ ترجمہ: عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے روایت

ہے کہ عبداللہ بن کعب بن مالک اور وہ کعب کے بیٹوں

میں سے اس کے قائد تھے جس وقت وہ نابینا ہو گئے تھے نے کہا میں نے کعب بن مالک کو یہ کہتے ہوئے سنا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ التَّمَنّٰی

بَابُ مَا جَاءَ فِي التَّمَنّٰی وَمَنْ تَمَنّٰی الشَّهَادَةَ

کہ جب وہ غزوہ تبوک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے سے پیچھے رہ گئے پھر لوہری حدیث بیان کی اور کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ہم سے کلام کرنے سے روک دیا ہم اب حال میں پچاس راتیں رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا ہماری توبہ قبول کرنے کا اعلان فرمایا۔
(حدیث ۴۱۴۷ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ التَّمَنّٰی

تَمَنّٰی، اُمْنِیہ سے تَفَعَّل کے وزن پر ہے۔ اس کا تعلق مستقبل سے ہوتا ہے اگر تعلق خیر ہو اور ہم سے متعلق نہ ہو تو وہ مطلوب ہے ورنہ مذموم ہے۔ تمنّٰی اور تَزَجّٰجی میں فرق یہ ہے کہ تَزَجّٰجی رجاء تَفَعَّل کے وزن پر ممکنات میں استعمال ہوتی ہے اور تمنّٰی اس سے عام ہے (یعنی)

۶۷۸۷۔ عَدَا نَا سَعِيدُ بْنُ عَفِيٍّ حَدَّثَنِي الْبَيْتُ حَدَّثَنِي

عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَلِيدٍ عَنِ ابْنِ قَهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ
الْمُسَيْبِ أَنَّ أَبَاهُ رِيَّةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْلَا أَنَّ رِجَالَ يَكْرَهُونَ أَنْ يَتَخَلَّفُوا
بَعْدِي وَلَا أَحَدٌ مِمَّا أَحْمِلُهُمْ مَا تَخَلَّفْتُ وَلَوْ دِدْتُ أَنِّي أُقْتَلُ
فِي سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ أُحْيَى ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَى ثُمَّ أُقْتَلُ

باب جس نے شہادت کی خواہش کی

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کو یہ فرماتے ہوئے سنا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں
میری جان ہے اگر یہ نہ ہوتا کہ لوگ میرے بعد مجھ سے پیچھے رہنا پسند نہ کریں حالانکہ میں وہ چیز نہیں پاتا کہ ان کو سزا
کروں تو میں کسی چھوٹے لشکر سے بھی پیچھے نہ رہتا، میری خواہش ہے کہ میں اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں پھر
زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں

شرح : وُدّ کے معنی شئی سے محبت کرنا اور اس کے وقوع کی خواہش

لہذا لفظ "وددت" سے حدیث کی عنوان سے مطابقت واضح

ہے۔ لفظ "وددت" متشابہات سے ہے دو قسمیں مغوضہ جو اللہ اور اس کے رسول کے حوالہ میں اور دوسری
وہ ہیں جن کی تاویل ہو سکتی ہے۔ ان میں لفظ "وددت" ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرار حیات پر ہوتا ہے
قتل پر تدارکیوں ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں شہادت کی فضیلت مطلوب ہے اس لئے
شہادت پر ختم کیا نہ حدیث ۲۶۰۲ ج ۲ کی شرح دیکھیں،

۶۷۸۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي
الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ وَدِدْتُ أَنْيُّ لَأُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَأُقْتَلُ
ثُمَّ أُحْيَى ثُمَّ أُقْتَلُ ثُمَّ أُحْيَى ثُمَّ أُقْتَلُ فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقُولُ
هُنَّ ثَلَاثًا أَشْهَدُ لِلَّهِ

بَابُ تَمَنِّيِ الْخَيْرِ

وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ لِي أَحَدٌ ذَهَبًا
۶۷۸۹۔ حَدَّثَنَا اسْحَقُ بْنُ نَصْرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے۔ میں یہ خواہش کرتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں جہاد کروں اور قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں۔ ابو ہریرہ نے کہا میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلمات تین بار فرماتے تھے :-

شرح : یعنی کلمہ اُقتلُ تین بار فرماتے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے اس سے

پہلی حدیث میں چار بار مذکور ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ان روایات میں منافات نہیں کیونکہ عدد کے مفہوم کا اعتبار نہیں۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اشہد باللہ ضمیر سے بدل ہو یعنی وہ تین بار کہتے تھے کہ میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے اس کا فائدہ تاکید ہے۔ بظاہر راوی ابو ہریرہ سے یہ کلام نقل کرتے ہیں۔ یعنی میں اللہ کو گواہ بناتا ہوں کہ ابو ہریرہ یہ کلمات تین بار کہتے تھے۔ اگر مجہول کا صیغہ ہو تو یہ حضور کی حدیث کا تتمہ ہے یعنی میں اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں۔ اور "کان ابو ہریرہ یقولہن ثلاثاً" جملہ معترضہ ہے (حدیث ۶۷۸۹ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

مَعْمَرٌ عَنْ هَمَامٍ مِمَّنْ أَبَاهُ رِيْقَةٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 لَوْ كَانَ عِنْدِي أَحَدٌ ذَهَبًا لَأَجَبْتُ أَنْ لَا يَأْتِيَ ثَلَاثٌ وَعِنْدِي مِنْهُ
 دِينَارٌ لَيْسَ شَيْءٌ أَرْصِدُهُ فِي دَيْنٍ عَلَى أَحَدٍ أَنْ يَقْبَلَهُ

باب خیر کی خواہش کرنا

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اگر میرے پاس اُحد پہاڑ جتنا سونا ہوتا

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ
 حضور نے فرمایا۔ اگر میرے پاس اُحد کے برابر سونا ہوتا تو میں یہ پسند

کرتا کہ تین دن نہ گزریں حالانکہ میرے پاس اس سے ایک دینار کی مقدار سونا ہو جس کو میں نے قرض ادا کرنے
 کے لئے نہ رکھا ہو۔ اس حال میں کہ میں اس شخص کو پاؤں جو اس کو قبول کرے۔

شرح : قوله مَنْ يَقْبَلُهُ ، ضمیر کا مرجع دینار یا دین ہے اور جملہ حالیہ ہے
 عبارت کی ترکیب اس طرح ہے کہ لیس اِرصِدہ لَدِینِ عَلَیَّ ، دینار کی

صفت ہے کیونکہ دینار موصوف ہونے کے باعث مختص ہونے کی وجہ سے محض نکرہ نہ رہا۔ دراصل عبارت
 اس طرح ہے لَا يُحِبُّ عَلَيَّ تَقْدِيرٌ لِكُلِّ أَحَدٍ ذَهَبًا أَنْ يُقْبَلَ عِنْدَهُ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ مِنْ ذَلِكَ الْمَالِ دِينَارٌ مُوصُوفٌ
 بِكَوْنِهِ لَيْسَ مُرْصِدًا لِوَفَاءِ دَيْنٍ عَلَيْهِ فِي حَالِ أَنْ تَقَابَلًا بِجَدَّةٍ ، یعنی حضور سونے سے کسی کی ملک ہونے کی تقدیر پر
 محبت نہیں کرتے کہ تین دن کے بعد آپ کے پاس اس مال سے ایک دینار جو قرضہ ادا کرنے کے لئے نہ رکھا
 ہو باقی رہے اس حال میں کہ کسی قبول کرنے والے کو پاؤں ،

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ حدیث عنوان کے مطابق نہیں کیونکہ لفظ لَوْ جزاء کے اثناع کے باعث
 شرط کے اثناع پر دلالت کرتا ہے تمنی کے لئے نہیں ہے اس کا جواب یہ ہے یہاں لفظ لَوْ محض ملازمہ
 کے لئے ان کے معنی میں ہے اور غیر واقع کو واقع ہونے سے محبت کرنا تمنی کی قسم ہے غایت مافی الباب
 یہ کہ بعض تقدیر پر تمنی ہے۔ کرمانی نے سکاکی سے نقل کیا کہ جملہ جزائئہ ، جملہ خبریہ ہے جو شرط سے مقید ہے
 اس تقدیر پر یہ مشروط تمنی ہے ۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ
أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ — ۶۷۹۰ — حَدَّثَنَا يَحْيَى

أَبْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي
عُرْوَةُ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ
اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا سَقَّتْ الْهَدَى وَلَحَلَّتْ مَعَ
النَّاسِ حِينَ حَلُّوا

۶۷۹۱ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ عَنْ

حَبِيبٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ

بَابُ نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَا ارشاد! اگر میں شئی پہلے کرتا

جو بعد میں کی ہے تو ہدی نہ بھیجتا،

۶۷۹۰ — ترجمہ : عروہ نے بیان کیا کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ شئی پہلے کرتا جو بعد میں کی ہے تو ہدی نہ بھیجتا اور جس وقت لوگ
غیر محرم ہوئے ان کے ساتھ حلال ہو جاتا۔

۶۷۹۰ — شرح : یعنی میں پہلے متوجہ نہ ہوا جو بعد میں متوجہ ہوا کہ حج کے مہینوں میں عمرہ
جائز ہے تو ہدی نہ بھیجتا لَحَلَّتْ کے معنی ہیں میں تمتع کرتا کیونکہ صاحب

ہدی کے لئے حلال ہونا ممکن نہیں یہاں تک کہ ہدی اپنے محل میں پہنچ جائے۔ (حدیث ع۔ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ساتھ حج کا تبلیغ کیا اور ذی الحجہ کے چار دن گزر جانے کے بعد مکہ مکرمہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبِينَا بِالْحَجِّ وَقَدْ مَنَّا مَكَّةَ لِارْبَعِ خَلْوَنٍ مِنْ
 ذِي الْحِجَّةِ فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَطَوُّفَ بِالْبَيْتِ وَالصَّفَا
 وَالْمَرْوَةِ وَأَنْ تَجْعَلَهَا عُمْرَةً وَتَحِلَّ الْأَمِنَ مَعَهُ هَدْيٌ قَالَ وَلَمْ
 يَكُنْ مَعَ أَحَدٍ مِّنَّا هَدْيٌ غَيْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَلَّحَةَ
 وَجَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي تَالِبٍ مَعَ الْهَدْيِ فَقَالَ أَهَلَّتْ بِمَا أَهَلَّ بِهِ
 رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا أَنْتَ تَطِيقُ إِلَى مَنِيٍّ وَذَكَرُوا أَحَدِنَا
 يَقْطُرُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ أَمْرِي
 مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا أَهْدَيْتُ وَلَوْ أَنَّ مَعِيَ الْهَدْيَ لَحَلَلْتُ قَالَ
 وَلِقِيهِ سُرَاقَةُ بْنُ مَلِكٍ وَهُوَ يَرْحَى جَمْرَةَ الْعُقَيْبَةِ فَقَالَ يَا رَسُولَ
 اللهِ إِنَّا هَذِهِ خَاصَّةٌ قَالَ لَا بَلْ لِلْأَبَدِ قَالَ وَكَانَتْ عَائِشَةُ
 قَدِ امْتَمَّتْ مَكَّةَ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ
 تَنْسِكَ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا غَيْرَ أَنَّهَا لَا تَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَلَا تُصَلِّي حَتَّى

میں آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیا کہ ہم بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کریں اور حج کو عمرہ بناویں
 اور حلال ہو جائیں سوا اس شخص کے جس کے پاس ہدی ہو۔ عروہ نے کہا ہم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور طلحہ کے
 سوا کسی کے پاس ہدی نہ تھی۔ حضرت علی المرتضیٰ یمن سے آئے ان کے ساتھ ہدی تھی۔ انہوں نے کہا میں ہدی
 احرام باندھا ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھا ہے لوگوں نے کہا کیا ہم منیٰ کی طرف جائیں گے
 حالانکہ ہم سے منیٰ ٹپک رہی ہوگی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنے امر کی طرف پہلے متوجہ ہوتا
 جو بعد میں متوجہ ہوتا تو ہدی نہ بھیجتا اور اگر میرے پاس ہدی نہ ہوتی تو میں بھی احرام کھول دیتا۔ راوی نے کہا

تَطَهَّرَ فَلَمَّا نَزَلُوا الْبَطْجَاءَ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ انْتَبِطِقُونَ بِحَجَّةِ
وَعُمْرَةٍ وَأَنْطَلِقُ بِحَجَّةٍ قَالَ ثُمَّ أَمَرَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ ابْنَ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ
أَنْ يَنْطَلِقَ مَعَهَا إِلَى التَّنْعِيمِ فَأَعْمَرَتْ عُمْرَةً فِي ذِي الْحِجَّةِ بَعْدَ أَيَّامِ

بَابُ قَوْلِهِ لَيْتَ كَذَا وَكَذَا

۶۷۹۲ — حَدَّثَنَا خَلْدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٌ بْنُ بِلَالٍ
قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَامِرٍ بْنِ رَبِيعَةَ
قَالَتْ عَائِشَةُ أُرِيقَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ ثُمَّ قَالَ

سراقتہ حضور کو ملا جبکہ وہ جمرہ عقبہ کی رمی کر رہا تھا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا یہ ہمارے لئے
مختص ہے فرمایا نہیں یہ ہمیشہ کے لئے ہے جابر نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا مکہ مکرمہ آئیں، حالانکہ وہ
حیض کی حالت میں تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ حج کے تمام ارکان ادا کریں مگر میت اللہ کا طرف
نہ کریں اور نہ نماز پڑھیں حتیٰ کہ پاک ہو جائیں جب لوگ بطحاء میں آئے تو ام المؤمنین نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم! آپ حج اور عمرہ دونوں کر کے جائیں گے اور میں صرف حج کر کے واپس ہو جاؤں گی؟ جابر نے کہا
پھر حضور نے عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ وہ ام المؤمنین کے ساتھ تنعیم جائیں، تو
ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کے ایام گزرنے کے بعد ذی الحجہ میں عمرہ کیا۔

(حدیث ۱۵۲۸ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

بَابُ نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَرْشَادِ كَأَشِ الْيَسَاءِ يَهْوَتَا

۶۷۹۲ — ترجمہ: عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ نے کہا۔ ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
نے فرمایا ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بے قرار جاگتے رہے اور فرمایا کاش میرے صحابہ سے کوئی ایک مرد آج رات

كَيْتٌ رَجُلًا صَالِحًا مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُحْرُسُنِي اللَّيْلَةَ إِذْ سَمِعْنَا صَوْتَ السِّلَاحِ
 قَالَ مَنْ هَذَا قِيلَ سَعْدٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ جِئْتُ أَحْرُسُكَ فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى سَمِعْنَا غَطِيطَةً وَقَالَتْ عَائِشَةُ قَالَ بِلَالُ الْإِلَيْتِ شِعْرِي
 هَلْ أَبَيْتَنَ لَيْلَةً : بَوَادٍ وَحَوْلِي إِذْ خَرُّ وَجَلِيلٌ : فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **بَابُ تَمَنِّي الْقُرْآنَ وَالْعِلْمَ**

۶۴۹۳ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ
 الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَاسِدَ الْوَفِيَّ اثْنَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ

میری حفاظت کرتا۔ ہم نے اچانک ہتھیاروں کی آواز سنی فرمایا یہ کون ہے ؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سعد بن ابی وقاص ہے۔ میں آپ کی حفاظت کے لئے آیا ہوں پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے حتی کہ ہم نے آپ کے خراٹے سنے۔ ابو عبید اللہ بخاری نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا بلال نے کہا یہ کاش ایسے میدان میں رات بسر کرتا کہ میرے ارد گرد ازخرا اور جلیل گھاس ہوتی۔

۶۴۹۲ — شرح : کیت حرف تمنی ہے۔ اس کا تعلق عموماً محالات سے ہوتا ہے کبھی کبھار ممکن سے بھی متعلق ہو جاتا ہے؛ چنانچہ باب میں مذکور حدیث حراست

اور بیت کسی جگہ رات بسر کرتا، دونوں ممکن ہیں جن کی بلال نے تمنا کی تھی، قولہ وقالت عائشہ الخ یہ حدیث ۳۶۴۵ ج ۵ کا حصہ ہے۔ امام نے وہاں پوری حدیث موصول ذکر کی ہے۔ اس لئے واؤ عاطفہ ذکر کی ہے (حدیث ۳۶۸۸ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قُرْآنٍ أَوْرَ عِلْمٍ كَيْتًا كَرْنَا

۶۴۹۳ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مَنْ أَنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ يَقُولُ لَوْ أُوتِيْتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ هَذَا فَعَلْتُ كَمَا
يَفْعَلُ وَرَجُلٌ أَتَاهُ اللَّهُ مَا لَا يَنْفِقُهُ فِي حَقِّهِ فَيَقُولُ لَوْ أُوتِيْتُ مِثْلَ
مَا أُوتِيَ لَفَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ

بَابُ مَا يَكْرَهُ مِنَ التَّمَنِّيِّ

وَقَوْلُ اللَّهِ وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللَّهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلَى بَعْضٍ الْآيَةَ

فرمایا دو خصلتوں کے سوا کسی خصلت میں حسد جائز نہیں ایک وہ شخص جس کو اللہ نے قرآن کا علم دیا وہ رات دن اس کی تلاوت کرتا ہے دس دنے والا کتاب ہے (کاش! مجھے بھی اس طرح دیا جاتا جیسے اس کو دیا گیا ہے تو میں بھی کرتا جیسے یہ کرتا ہے دوسرا وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت دیا وہ اس کو اس کے حق میں خرچ کرتا ہے (اس کو دیکھنے والا کتاب ہے) کاش! مجھے بھی یہ مال دیا جاتا جیسے اس کو دیا گیا ہے تو میں بھی اسی طرح کرتا جیسے یہ خرچ کرتا ہے۔ یقیناً اور جریر نے بھی یہ بیان کیا ہے۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ حسد نہیں غبطہ (رشک) ہے اس کا جواب یہ

۶۷۹۳ —

ہے کہ حسد نہیں ہے مگر ان دو میں لیکن ان دو میں حسد نہیں لہذا حسد نہیں جیسے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا يَدْرُؤَنَّ فِيهَا الْمَوْتُ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ (حدیث ع ۱۰۰ ج ۱: اکی شرح دیکھیں)

بَابُ حَوْمَتِ مَكْرُوهِ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اس چیز کی تمنا نہ کرو جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ مردوں کے لئے اس سے وہ حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لئے اس سے وہ حصہ ہے جو انہوں نے کمایا اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل سے سوال کرو اللہ بڑی

تشریح : مکروہ تمنا وہ ہے جس میں گناہ ہو اور وہ حسد و بغض کی طرف پہنچانے والی تمنا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی جو اس کی حکمت اور تدبیر سے صادر ہے جبکہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے احوال اور جو کچھ ان کے مناسب رزق میں وسعت انگلی ہے جانتا ہے اس لئے ہر انسان پر فرض ہے کہ اپنے مقسوم پر راضی ہو اور اپنے بھائی کے مقسوم پر حسد نہ کرے کیونکہ حسد میں اللہ تعالیٰ کے

۶۷۹۲۔ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَمِ
عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ الْأَنْبَسِيِّ قَالَ قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ لَوْلَا أَنِّي مِمَّنَّتُ
الْبَيْتَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَمْتَنُوا الْمَوْتَ لَتَمْنَيْتُ

فعل اور اس کی تقسیم پر اعتراض ہے جبکہ حد کے معنی یہ ہیں کہ محسود کا مقصوم اس سے زائل ہو کر حاسد کو مل جائے یہ شرعاً حرام ہے؛ کیونکہ بسا اوقات حاسد کا یہ اعتقاد ہو جاتا ہے کہ وہ محسود پر نعمتوں کا زیادہ مستحق ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت و تقسیم پر اعتراض ہے جو اس کو کفر تک پہنچا دیتا ہے اور اس کا دین خراب کر دیتا ہے۔ دوسرے غبطہ اور رشک ہے اس کو بھی بعض علماء نے ممنوع کہا ہے؛ کیونکہ بسا اوقات یہ نعمت دین کی حسد رابی اور دنیاوی مفرت کا سبب بن جاتی ہے۔ اسی لئے علماء نے کہا کہ یہ نہ کہے، اے اللہ مجھے فلاں شخص کے مکان جیسا مکان اور فلاں شخص کی بیوی جیسی بیوی عطا فرما بلکہ یہ کہنا چاہئے اے اللہ مجھے وہ شئی دے جس میں میرے دین، دنیا اور معاد و معاش کی صلاحیت ہو اگر انسان غور کرے تو اس آیت کریمہ **وَلَتَبْنَا لِبَنِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ** سے مسئلہ کی پوری وضاحت ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت میں بہتری کا سوال کرے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مصلحتیں خوب جانتا ہے، لہذا کی قضا پر راضی ہو، البتہ آخرت کے اعمال کی زیادہ خواہش کرے۔

جب مردوں نے کہا ہم اتید کرتے ہیں کہ ہمارا ثواب عورتوں کے ثواب سے دگنا ہے جیسے میراث میں مرد کا حصہ عورت سے دگنا اور عورتوں نے کہا ہمارا بوجھ مردوں کے بوجھ سے آدھا ہے جیسے ان کی میراث مردوں سے آدھی ہے تو یہ آیت کریمہ: **لِلرِّجَالِ نِصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا وَ لِلنِّسَاءِ نِصِيبٌ مِّمَّا كَسَبْنَ وَ لِكُلِّ وَجْهٍ لِّرَبِّهِمْ عَمَلٌ** سے وضاحت ہو جاتی ہے۔

۶۷۹۳۔ توجہ: انس رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہوتا کہ موت کی تمنا نہ کرو تو میں ضرورت موت کی خواہش کرتا۔

۶۷۹۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ عَنْ ابْنِ أَبِي خَلْدٍ

عَنْ قَيْسٍ قَالَ أَتَيْتَا خَبَّابَ بْنَ الْأَرْتِ نَعُودَةَ وَقَدْ اُكْتُوِيَ سَبْعًا

فَقَالَ لَوْلَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَمَّانَا أَنْ نَدْعُو بِالْمَوْتِ

لَدَعَوْتُ بِهِ ۶۷۹۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا

هَيْشَامُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمْ

الْمَوْتَ أَمَا لِحَيْنًا نَلْعَلَهُ يَزِدُّهُ دَوَامًا مَسِيًّا فَلَعَلَّهُ يَسْتَعْتَبُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ

أَبُو عَبْدِ اللَّهِ سَعْدُ بْنُ عُبَيْدٍ صَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَزْهَرَ

ترجمہ : قیس سے روایت ہے ہم خباب بن ارت کے پاس ان کی بیمار پرسی کرنے آئے جبکہ انہوں نے جسم کو داغا ہوا تھا انہوں نے کہا اگر رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہ کیا ہوتا کہ موت کی تمنا نہ کرو تو میں موت کی دعا کرتا۔

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی موت کی تمنا نہ کرے اگر وہ لیکو کار ہے تو شائد

اور زیادہ نیکی کرے گا اور اگر وہ گنہگار ہے تو شائد تائب ہو جائے۔

شرح : موت کی تمنا سے نبی کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے آجال مقرر کئے ہیں۔ یہ اللہ کی قدر ہے اور موت کی

تمنا کرنے میں اللہ کی قدر سے ناراضگی ہے اور اس کی تضاد کی عدم تسلیم ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ داغنا ممنوع ہے تو خباب بن ارت نے کیوں داغنا اس کا جواب یہ ہے کہ داغنا ممنوع نہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے داغنے کو شفاء فرمایا ہے لیکن جب یہ اعتقاد ہو کہ اس سے شفاء ہے تو ممنوع ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مخلص اور نیک شخص موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ عمن سے خیر کے اضافہ کی توقع ہے اور گنہگار اس لئے

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لَوْلَا اللَّهُ مَا اهْتَدَيْنَا

۶۷۹۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعَادٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ شُعْبَةَ قَالَ
 حَدَّثَنَا أَبُو سَعَادٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ وَارَى التُّرَابَ بِيَاضَ
 بَطْنِهِ يَقُولُ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا : نَحْنُ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلِّتْنَا :
 فَأَنْزَلَنُ سَكِينَةً عَلَيْنَا : إِنَّ الْأُولَى وَرَبِّمَا قَالَ الْمَلَأُ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا :
 إِذَا ارَادُوا فِتْنَةً أَبِينَا ابِينَا يَرْفَعُ بِهَا صَوْتَهُ

موت کی تمنا نہ کرے کہ اس سے رجوع کی امید ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بندہ پر یہ احسان ہے موت کی خواہش کرنے سے بہتر ہے۔

بَابُ آدَمِيِّ كَايَهُ كَهِنًا أَلَا إِنْ لَمْ يَهْدِ اللَّهُ هَدَايْتِ كَرْنِي وَاللَّهِ

نہ ہوتا تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے

ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے

۶۷۹۷۔

ساتھ احزاب کے دن مٹی اٹھا رہے تھے۔ میں نے آپ کو

دیکھا کہ مٹی نے آپ کے بطن شریف کی سفیدی کو چھپا رکھا تھا جبکہ آپ فرما رہے تھے اے اللہ اگر تو
 ہدایت کرنے والا نہ ہوتا۔ تو ہم ہدایت نہ پاتے : نہ صدقہ کرتے اور نہ نماز پڑھتے پس تو ہم پر سکینت
 نازل فرما : بے شک مکہ والوں نے ہم پر ظلم کیا۔ (بسا اوقات فرمایا : بے شک لوگوں نے) جب انہوں
 نے فتنہ کا ارادہ کیا تو ہم نے انکار کیا، انکار کیا اس کے ساتھ اپنی آواز شریف بلند فرماتے تھے۔

(حدیث ۳۸۴۴ کی شرح دیکھیں)

بَابُ كِرَاهِيَةِ تَمَنِّيِ لِقَاءِ الْعَدُوِّ

رَوَاهُ الْأَعْرَجُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ٤٤٩٨— حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعُويَةُ بْنُ عَمْرٍو
 قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو اسْحَقَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ
 ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ وَكَانَ كَاتِبًا لَهُ قَالَ كَتَبَ إِلَيْهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى
 فَقَرَأَتْهُ فَذَا فِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَتَمَنَّوْا
 لِقَاءَ الْعَدُوِّ وَاسْأَلُوا اللَّهَ الْعَافِيَةَ

بَابُ دُشْمَنِ سَعَةِ مَقَابِلِهِ كِي تَمَنَّا كِي كِرَاهِيَت

اس کی اعرج نے ابو ہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی

٤٤٩٨— ترجمہ : سالم ابو نصر مولى عمر بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور سالم
 عمر بن عبید اللہ کے کاتب تھے۔ سالم نے کہا عبد اللہ بن ابی اؤفی نے عمر بن عبید اللہ کو خط لکھا اور میں نے وہ پڑھا
 اس میں یہ لکھا تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دشمن سے مقابلہ کی خواہش نہ کرو اور اللہ سے عافیت مانگو۔
 شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ شہادت کی خواہش کرنا جائز ہے؛ کیونکہ
 ٤٤٩٨— اس کی تمنا محبوب ہے دشمن سے مقابلہ کیوں کر وہ ہے اس کا جواب

یہ ہے کہ شہادت کا حصول دشمن کے مقابلہ سے اخص ہے کیونکہ شہادت کا حصول اسلام کی نصرت اور اس کے
 غلبہ کے ساتھ ممکن ہے۔ اور یہ مقابلہ اس کے برعکس بھی ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس کی خواہش سے منع فرمایا تو
 یہ شہادت کی تمنا کے منافی نہیں۔ اس کا جواب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو شخص اپنی قوت پر وثوق کرے اور اپنے آپ کو
 بڑا جانے اس کے لئے دشمن سے مقابلہ کی خواہش کر وہ ہے۔ قولہ اسئلوا اللہ العافیة الخ یعنی کرواہات
 اور دنیا و آخرت کے مصائب سے سلامتی کا سوال کرو۔

بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ اللَّهِ

وَقَوْلُهُ تَعَالَى لَوْ أَنَّ لِي بِكُمْ قُوَّةٌ

۶۷۹۹ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْقَسِيمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ

الْمُتَلَاعِنِينَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شَدَّادٍ أَيْ النَّبِيِّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا امْرَأَةً عَنْ غَيْرِ بَيْتَةٍ قَالَ

لَا تِلْكَ امْرَأَةٌ أَغْلَنْتُ

بَابُ لَفْظِ لَوْ كَا جَوَازٍ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اگر میرے پاس قوت ہوتی تو میں تم سے جنگ کرتا

۶۷۹۹ — ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لغمان کرنے والوں کا ذکر کیا تو عبد اللہ

ابن شداد نے کہا کیا یہ وہی عورت ہے جس کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر

میں کسی عورت کو گواہوں کی شہادت کے بغیر رجم کرتا تو اس عورت کو رجم کرتا، کہا نہیں یہ کوئی اور

عورت ہے جو علانیہ زنا کرتی تھی۔

شرح : لو حرف ہے اگر اس کو اعراب دیں تو اس پر الف و لام داخل

کرتے ہیں تاکہ اس کی علامت ہو جائے اس لئے واؤ کو مشدّد پڑھتے

۶۷۹۹ —

ہیں۔ بعض نسخوں میں لو غیر مشدّد ہے یہی درست ہے۔ اس حدیث سے امام بخاری نے کلام میں لو کے استعمال

پر استدلال کیا ہے اور جہاں اس کے استعمال کا فائدہ نہ ہو وہاں اس کا استعمال ممنوع ہے اور اگر

اللہ کی طاعت کے فوت ہو جانے کا افسوس ہو تو وہاں اس کا استعمال مکروہ نہیں۔ احادیث میں استعمال

کا محل بھی یہی ہے۔

۶۸۰۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ عَمْرُو حَدَّثَنَا عَطَاءُ

قَالَ أَعْتَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعِشَاءِ فَخَرَجَ عُمَرُ فَقَالَ الصَّلَاةَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَقَدَ النِّسَاءُ وَالصَّبِيَّانُ فَخَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ يَقُولُ لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَيَّ أُمَّتِي أَوْ عَلَيَّ النَّاسَ وَقَالَ سُفْيَانُ أَيْضًا عَلَيَّ أُمَّتِي لَأَمَرْتَهُمْ بِالصَّلَاةِ هَذِهِ السَّاعَةَ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ الصَّلَاةَ فَجَاءَ عُمَرُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَقَدَ النِّسَاءُ وَالْوِلْدَانُ فَخَرَجَ وَهُوَ يَمْسَحُ الْمَاءَ عَنْ شِقِّهِ يَقُولُ إِنَّهُ لِلْوَقْتِ لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَيَّ أُمَّتِي وَقَالَ عُمَرُو حَدَّثَنَا عَطَاءُ لَيْسَ فِيهِ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَّا عُمَرُو فَقَالَ رَأْسُهُ يَقْطُرُ وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ يَمْسَحُ الْمَاءَ عَنْ شِقِّهِ قَالَ عُمَرُو لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَيَّ أُمَّتِي وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ يَمْسَحُ الْمَاءَ عَنْ شِقِّهِ قَالَ عُمَرُو لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَيَّ أُمَّتِي وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ إِنَّهُ لِلْوَقْتِ لَوْلَا أَنْ أَشَقَّ عَلَيَّ أُمَّتِي

ترجمہ : سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ عمرو بن دینار نے کہا ہم سے عطاء بن ابی رباح نے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز میں

تاخیر کی تو عمر فاروق باہر آئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! عورتیں اور بچے سو گئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے جبکہ آپ کا سر مبارک سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے۔ آپ فرماتے تھے اگر میں اپنی امت پر یا فرمایا لوگوں پر شاق نہ جانتا۔ سفیان نے بھی کہا "اپنی امت پر" تو میں ان کو اس وقت نماز پڑھنے کا حکم دیتا۔ ابن جریر عطاء کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ نبی کریم

وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ
 ابْنُ مُسْلِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ٤٨٠١ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بَكِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا
 اللَّيْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَيْعَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ
 اَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلَيَّ اُمَّتِي
 لَأَمَرْتَهُمْ بِالسِّوَاكِ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نماز میں تاخیر کی تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم عورتیں
 اور بچے سو گئے حضور باہر تشریف لائے، حالانکہ آپ اپنے سر مبارک کے ایک طرف سے پانی پونچھ رہے تھے
 آپ فرماتے تھے۔ یہی نماز کا وقت ہے اگر میں اپنی امت پر شاق نہ جانتا اور عمرو نے کہا ہم سے عطاء نے بیان
 کیا اس میں ابن عباس کا ذکر نہیں۔ بہر حال عمرو نے کہا حضور کے سر مبارک سے پانی ٹپک رہا تھا ابن جریج نے
 کہا اپنے سر مبارک سے پانی پونچھ رہے تھے۔ اور عمرو نے کہا اگر میں اپنی امت پر شاق نہ جانتا ابیہیم بن منذر
 نے کہا ہم سے معن نے بیان کیا کہ مجھے محمد بن مسلم نے عمرو عطاء اور ابن عباس کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
 خبر دی۔

٤٨٠٠ — شرح : اس حدیث میں لو کا ذکر نہیں بلکہ لولا مذکور ہے حالانکہ دونوں کے معانی
 میں بہت فرق ہے جبکہ لو کے معنی ایک شے کا امتناع کسی اور شے کے امتناع کے سبب ہے اور لولا کے معنی شے
 کا امتناع کسی اور شے کے وجود کے سبب ہے لیکن دونوں کا مال واحد ہے وہ یہ کہ اگر میں اپنی امت پر شاق نہ
 جانتا جبکہ لولا کے معنی میں اگر میں لوگوں پر بوجھ نہ ڈالتا اور ان کو مشقت میں داخل کرتا، تو انہیں حکم دیتا کہ اس
 وقت نماز ادا کریں۔

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

— ٤٨٠١ —

نے فرمایا اگر میں اپنی امت پر شاق نہ جانتا تو ان کو مسواک کا حکم دیتا

سلیمان بن مغیرہ نے ثابت، انس کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں حمید کی مطابقت کی " :

۶۸۰۲۔ حَدَّثَنَا عِيَّاشُ بْنُ أَبِي رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ وَاصِلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخِرَ الشَّهْرِ وَوَاصِلَ أَنَسٍ مِنَ النَّاسِ فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ مَدَدْتَنِي الشَّهْرَ لَوَاصِلْتُ وَصَالَ يَدَعُ الْمُتَعَبِّقُونَ تَعْتَقُهُمْ إِنِّي لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنِّي أَظَلُّ يُطْعِمُنِي رَبِّي وَيَسْقِيَنِي تَابِعَهُ سُلَيْمَنُ بْنُ مُغِيرَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۸۰۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ قَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَالِدٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيْبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ قَالُوا فَإِنَّا نَكُونُ الْوِصَالُ قَالَ أَيُّكُمْ مِثْلِي إِنِّي

ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزوں میں وصال کیا (متواتر روزے رکھے) اور چند لوگوں نے بھی روزوں میں وصال

۶۸۰۲

کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا اگر یہ جہینہ اور لبا ہوتا تو میں ایسے وصال کے روزے رکھتا کہ گہرائیوں میں جانے والے اپنی گہرائیوں کو چھوڑ دیتے ہیں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ میرا رب مجھے کھانا پلانا ہے (یعنی مجھے طاقت دیتا ہے۔ حقیقت کھانا پینا مراد نہیں)

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متواتر روزے رکھنے سے منع فرمایا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا

۶۸۰۳

حضور آپ تو پے درپے روزے رکھتے ہیں۔ فرمایا تم میں سے میری مثل کون ہے؟ میں رات بسر کرتا ہوں میرا رب مجھے کھانا پلانا ہے جب انہوں نے رکنے سے انکار کیا تو حضور نے ان کے ساتھ متواتر ایک

بَيْتٍ يُطْعَمُنِي رَبِّي وَيَقْبَلِي فَلَمَّا أَبَوْنَا أَنْ يَنْتَهَوْا وَأَصْلِبَ بِهِمْ
يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا ثُمَّ رَأَوْا الْهَلَالَ فَقَالَ لَوْ تَأَخَّرْنَا لَزِدْتُمْ كَالْمَنْكَلِ لَهُمْ
۶۸۰۴۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَسِ قَالَ
حَدَّثَنَا الْأَشْعَثُ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْحِجْرِ أَمِنْ الْبَيْتِ هُوَ قَالَ نَعَمْ
قُلْتُ فَمَا لَهُمْ لَمْ يُدْخِلُوهُ فِي الْبَيْتِ قَالَ إِنَّ قَوْمَكَ قَصُرَتْ
بِهِمُ النَّفَقَةُ قُلْتُ فَمَا شَأْنُ بَابِهِ مُرْتَفِعًا قَالَ فَعَلَ ذَلِكَ قَوْمَكَ
لِيَدْخُلُوا مِنْ شَاءُوا وَيَمْنَعُوا مَنْ شَاءُوا وَالْوَلَا أَنْ قَوْمَكَ حَدِيثُ
عَهْدِهِمْ بِالْجَاهِلِيَّةِ فَخَافُوا أَنْ تُنْكَرُ قُلُوبُهُمْ أَنْ أُدْخِلَ الْحِجْرَ
فِي الْبَيْتِ وَأَنْ أَلْصِقَ بَابَهُ فِي الْأَرْضِ

دو روزے رکھے پھر انہوں نے چاند دیکھا تو ان کو تنبیہ کے طور پر فرمایا اگر چاند موخر ہوتا تو میں اور زیادہ
روزے رکھتا (حدیث ۱۸۴۲ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
۶۸۰۴ سے حطیم کعبہ کے متعلق پوچھا کیا وہ کعبہ میں داخل ہے ؟ فرمایا ہاں۔ میں نے
سوال کیا انہوں نے اس کو کعبہ میں داخل کیوں نہیں کیا۔ فرمایا اسے عائشہ تمہاری قوم کے پاس خرچ کم ہو گیا
تھامیں نے کہا اس کا دروازہ اونچا کیوں ہے۔ فرمایا یہ تمہاری قوم نے کیا ہے تاکہ جسے چاہیں کعبہ میں داخل
کریں اور جسے چاہیں منع کر دیں۔ کاش کہ تمہاری قوم جاہلیت کے زمانہ کے قریب نہ ہوتی (ان کے کفر کا
زمانہ قریب نہ ہوتا) مجھے ڈر ہے کہ اگر میں حطیم کو بیت اللہ میں داخل کر دوں تو ان کے دل انکار کرنے لگیں گے
(اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا) تو میں حطیم کو بیت اللہ میں داخل کرتا اور اس کا دروازہ زمین سے ملا دیتا حدیث ۱۸۴۲ ج ۴

۶۸۰۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو أَيْمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْلَا الْهَجْرَةُ لَكُنْتُ إِمْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ
النَّاسُ وَاْدِيَا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ وَاْدِيَا أَوْ شِعْبًا لَسَلَكَتُ وَاْدِي
الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَ الْأَنْصَارِ

۶۸۰۶۔ حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ
يَحْيَى عَنْ عُبَادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَوْلَا الْهَجْرَةُ لَكُنْتُ إِمْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَاْدِيَا
أَوْ شِعْبًا لَسَلَكَتُ وَاْدِي الْأَنْصَارِ أَوْ شِعْبَهَا تَابِعَهُ أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ
أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الشَّعْبِ

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ایک شخص ہوتا اور اگر
لوگ کسی وادی میں چلیں اور انصار کسی اور وادی میں چلیں تو میں انصار کی وادی یا گھاٹی میں چلوں گا۔
(حدیث نمبر ۳۵۳۳ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : عبداللہ بن زید سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ایک شخص ہوتا اور لوگ کسی
وادی یا گھاٹی میں چلیں تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا۔ ابو التیاح نے انس کے ذریعہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم سے شعب روایت کرنے میں عباد بن تمیم کی متابعت کی۔
۶۸۰۶۔ شرح : محی السنہ نے کہا اس سے خاندانی نسب سے انتقال مراد نہیں کیونکہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ اَخْبَارِ الْاَحَادِ

بَابُ مَا جَاءَ فِيْ اِجَازَةِ خَيْرِ الْوَاحِدِ الصَّدُوْقِ فِي
الْاَذَانَ وَالصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالْفَرَائِضِ وَالْاَحْكَامِ

خاندانی نسب کسی دوسری طرف منتقل کرنا حرام ہے بلکہ اپنا نسب افضل ہے۔ حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اگر ہجرت دینی امر اور عبادت مامور بہانہ ہوتی تو میں تمہارے مکان کی طرف منسوب ہوتا اس کا مقصد یہ ہے کہ حضور نے یہ اشارہ دیا "صلی اللہ علیہ وسلم" کہ ہجرت کے بعد نصرت سے اعلیٰ کوئی فضیلت نہیں اور انصار ایسے عظیم مقام کو پہنچے ہیں کہ اگر ہجرت نہ ہوتی تو حضور اپنی ذات کریمہ کو انصار سے شمار کرتے الحاصل اگر مجھے ہجرت کے باعث انصار پر فضیلت نہ ہوتی تو میں انصار میں سے ہوتا (عینی)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ اَخْبَارِ الْاَحَادِ

بَابُ اَذَانَ، نَمَازِ، رَوْزَةِ فَرَائِضِ اور احکام میں

سچے واحد آدمی کی خبر کے جواز میں روایات

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کیوں نہیں ان کے ہر فرقہ میں سے کچھ لوگ نکلتے تاکہ دین میں

وَقَوْلُ اللَّهِ فَلَوْلَا نَفَرٌ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي
 الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ
 وَيُسَمَّى الرَّجُلُ طَائِفَةً لِقَوْلِهِ وَإِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
 اقْتَتَلُوا فَلَوْا قَتَلَا رَجُلًا دَخَلَ فِي مَعْنَى الْآيَةِ وَقَوْلُهُ إِنْ
 جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِمِجَاهِلِهِ وَكَيْفَ بَعَثَ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمْرَأَةً وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ فَإِنْ سَهَا
 أَحَدٌ مِنْهُمْ رُدُّوا إِلَى السَّنَةِ

فقاہت حاصل کریں اور اپنی قوم کو ڈرائیں جب ان کی طرف لوٹیں شاید وہ ڈریں ایک آدمی کو بھی طائفہ
 کہا جاتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر مومنوں کی دو جماعتیں لڑیں، پس اگر دو آدمی لڑیں تو اس آیت کریمہ
 کے مفہوم میں داخل ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تمہارے پاس فاسق خبر لے کر آئے تو اس کی وضاحت کر لو
 اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امراء کو یکے بعد دیگرے بھیجا اور اگر ان میں سے ایک بھول جائے تو
 سنت کی طرف پھیر دیا جائے۔“

تشریح : امام نے اذان اور نماز روزہ وغیرہ کو ذکر کیا تاکہ معلوم ہو کہ خبر واحد عملیات میں نافذ
 ہے، اعتقادات نافذ نہیں اور اذان میں خبر واحد کے قبول کے معنی یہ ہیں کہ اگر وہ 4 میں ہے اور اذان
 دیتا ہے تو وہ دخول وقت کو متضمن ہے لہذا اس وقت میں نماز ادا کرنا جائز ہے۔ اور نماز میں قبلہ کی جہت
 کی خبر دیتا ہے۔ روزہ میں طلوع فجر اور غروب شمس کی خبر دینا ہے۔ فرائض عام ہے اس کا خاص پر عطف
 کیا گیا ہے۔ احکام حکم کی جمع ہے اس کے معنی اللہ کا خطاب ہے جو مکلفین کے افعال کے ساتھ بحیثیت انشائی
 یا تخیری متعلق ہے۔ یہ عام کا خاص پر عطف ہے کیونکہ فرائض احکام کا فرد ہیں۔

قولہ تعالیٰ فَلَوْلَا نَفَرًا لایہ ”امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مراد یہ ہے کہ ”طائفہ“ کا لفظ واحد اور مانوق
 کو شامل ہے۔ یہ کسی خاص عدد کے ساتھ معین نہیں، چنانچہ ایک شخص کو بھی طائفہ کہا جاتا ہے۔ قولہ تعالیٰ
 إِنْ جَاءَكُمْ ”یعنی اگر کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کی جائے تحقیق کا حکم فسق کے باعث ہے۔“

۶۸۰۷۔ حدیثی محدثین المتنی حدیثنا عبد الوہاب قال
 حدیثنا یوب عن ابی قلابہ قال حدیثنا مالک بن الحویرث اتینا النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم ونحن شبہة متقاربون فاقمنا عنده عشرين لیلة
 وكان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ریفًا فلما ظن اننا قد اشتھینا
 او قد اشتقنا سألنا عن ترکنا بعدنا فاخبرنا لا قال ارجعوا الی
 اهلکم فاقموا ینہم وعلموہم وصدروہم و ذکر اشیاء احفظہا
 اولًا احفظہا وصلوا کما رأیتمونی اھلی فاذا حضرت الصلوة
 فلیؤذن لکم احدکم ولیؤمکم اکبرکم

لہذا اگر وہ فاسق نہیں تو تحقیق کی ضرورت نہیں اور اس کی خبر پر عمل کرنا واجب ہے۔ قولہ کیف الخ یعنی سرور
 کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امیروں کو جہاد کے لئے یکے بعد دیگرے بھیجا اگر خبر واحد قبول نہ کی جائے تو ان کو
 یکے بعد دیگرے بھیجے گا کچھ مفہوم نہ ہوگا۔ خبر واحد مقبول ہونے کے باوجود دوسرے کو پہلے کے بعد بھیجنے کا فائدہ
 یہ ہے کہ پہلا اگر بھول جائے یا غلطی کر جائے تو اس کو حق کی طرف رد کیا جائے۔ سنت سے مراد حق راہ ہے۔
 سنت کا اطلاق شریعت محمدیہ واجب و مندوب پر بھی ہوتا ہے۔

ترجمہ : مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

۶۸۰۷

میں حاضر ہوئے جبکہ ہم نوجوان ہم عمر تھے۔ ہم آپ کے پاس بیٹھیں روز چھٹے

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت نرم دل تھے جب حضور نے خیال فرمایا کہ ہمارا گھر جانے کا شوق ہے یا ہم نے
 گھر جانے کا شوق کیا تو ہم سے دریافت فرمایا۔ ہم نے اپنے پیچھے کن کو چھوڑا ہے ہم نے حضور کو بتایا تو فرمایا تم اپنے
 گھروں کو چلے جاؤ اور ان لوگوں میں نماز قائم کرو اور انہیں مسائل سکھاؤ اور انہیں واجبات و مستحبات بجالانے
 کا حکم دو حضور اور اشیاء بھی ذکر کریں جو مجھے یاد ہیں یا نہیں اور ایسے نماز پڑھو جیسے مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے
 جب نماز کا وقت آئے تو تمہارے لئے ایک شخص اذان دے اور تم سے بڑا تمہاری امامت کرے (حدیث شریفہ)

۶۸۰۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَىٰ عَنِ الشَّيْبِيِّ عَنْ أَبِي عُمَرَ
عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَمْتَعَنَّ
أَحَدُكُمْ أَذَانَ بِلَالٍ مِنْ سَحُورِهِ فَإِنَّهُ يُؤَذِّنُ أَوْ قَالَ يُنَادِي
لِيُرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ وَلَيْسَ الْفَجْرُ أَنْ يَقُولَ هَكَذَا
وَجَمَعَ يَحْيَىٰ كَفَيْهِ حَتَّى يَقُولَ هَكَذَا أَوْ مَدَّ يَحْيَىٰ أَصْبَعِيهِ
السَّبَابَتَيْنِ — ۶۸۰۹ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ
ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ بِلَالَ يُنَادِي بِلَيْلٍ فَكُلُوا
وَاشْرَبُوا حَتَّى يُنَادِيَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ

ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کو بظاہر کبھی کھانے سے منع نہ کرے؛ کیونکہ وہ رات کو اذان دیتے ہیں یا فرمایا نداء دیتے ہیں تاکہ نماز پڑھنے والے واپس گھر لوٹائیں اور سونے والے کو بیدار کریں اور فجر اس طرح نہیں ہوتی اور یحییٰ نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اکٹھا کر لیا اور کہا یہاں تک کہ اس طرح ہو اور یحییٰ نے اپنی دونوں شہادت کی انگلیوں کو پھیلا دیا۔

۶۸۰۸ — شرح : سحور کے معنی سحری کا کھانا کھانا ہے "أَوْ قَالَ" یہ راوی کو شک ہے "لِيُرْجِعَ" لازمی اور متعدی دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ قولہ "هَكَذَا" یعنی مستطیل سفیدی جو کناروں میں نہ پھیلے وہ صبح کاذب ہے۔ قولہ حَتَّى يَقُولَ هَكَذَا "یعنی کناروں میں پھیل جائے۔ یہ صبح صادق ہے۔ (حدیث ۵۹۹ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ بلال رات کو اذان دیتے ہیں تم کھاتے پیتے رہو یہاں تک کہ ابن ام مکتوم اذان دے۔

۶۸۱۰۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ صَلَّى بِنَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الظُّهْرَ خَمْسًا فَقِيلَ لَهُ ازِيدَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا صَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ

شرح : ابن ام مکتوم کا نام عبد اللہ بعض عمرو بن قیس قرشی عامری ذکر کرتے ہیں ام مکتوم کا نام عاتکہ بنت عبد اللہ ہے وہ جناب خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کے

ماموں کے لڑکے ہیں انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ منورہ پر تیرہ مرتبہ خلیفہ مقرر کیا تھا وہ نابینا تھے "رضی اللہ تعالیٰ عنہ"

ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پانچ رکعتیں پڑھائی تو آپ سے عرض کیا گیا کیا نماز میں اضافہ ہو گیا ہے۔

فرمایا کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں۔ حضور نے سلام پھیرنے کے بعد سہو کے دو سجدے کئے۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہ حدیث خبر واحد نہیں کیونکہ خبر دینے والے بہت لوگ ہیں لہذا یہ عنوان کے مطابق نہیں۔ اس کا جواب

یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث دو استادوں سے روایت کی ہے ایک میں حفص بن قیس سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں۔ دوسری کتاب الصلوٰۃ میں حدیث ۱۱۵۲

ج: ۲ ہے۔ اس کو ابوالید سے روایت کیا ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں کہ حضور نے فرمایا کیا بات ہے۔ مجھ نے کہا حضور آپ نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں اس کا قائل ایک شخص ہے جس کی حضور نے تصدیق کی ہے؛ کیونکہ وہ آپ کے نزدیک سچا تھا لہذا یہ عنوان کے مطابق ہے۔ چونکہ دونوں حدیثوں کا ایک ہی واقعہ سے تعلق ہے۔

اس لئے ایک روایت کے راوی زیادہ ہونا مضر نہیں؛ کیونکہ دونوں حدیثیں ایک واقعہ میں ایک صحابی سے ایک ہی حدیث ہے۔

۶۸۱۱ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَلِكٌ عَنْ أَيُّوبَ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَيْرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
انْصَرَفَ مِنْ اثْنَتَيْنِ فَقَالَ لَهُ ذُو الْيَدَيْنِ أَقْصَرْتِ الصَّلَاةَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ أَمْ نَسِيتَ فَقَالَ أَصْدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ النَّاسُ
نَعَمْ فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ أُخْرَيْنِ
ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ سَجَدَ مِثْلَ سَجُودِهِ أَوْ أَطْوَلَ ثُمَّ رَفَعَ ثُمَّ
كَبَّرَ فَسَجَدَ مِثْلَ سَجُودِهِ ثُمَّ رَفَعَ

۶۸۱۲ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَلِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَا النَّاسُ بِقُبَاءٍ فِي صَلَاةٍ

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو
۶۸۱۱ — رکعتوں پر سلام پھیر دیا۔ ذوالیدین نے آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کیا نماز چھوٹی ہو گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں فرمایا کیا ذوالیدین سچ کہتا ہے لوگوں نے کہا جی ہاں! پھر
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور دو اور رکعتیں پڑھیں پھر سلام پھیرا پھر تکبیر کی پھر پہلے سجدوں
کی طرح سجدہ کیا یا
ان سے لمبا سجدہ کیا پھر سر مبارک اٹھایا پھر تکبیر کہی پھر اپنے سجدوں کی
طرح سجدہ کیا پھر سر مبارک اٹھایا۔

شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالیدین کی خبر پر عمل کیا وہ واحد ہے لہذا یہ
۶۸۱۱ — حدیث عنوان کے مطابق ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرور کائنات صلی اللہ
علیہ وسلم لوگوں سے پوچھنا خبر کی توثیق کے لئے تھا کیونکہ وہ بیان کرنے میں اکیلا تھا دوسرا کوئی نمازی نہ بولا تھا
بہت ممکن تھا کہ وہ اس میں غلطی کر گیا ہو اس سے اس کی خبر کی تردید نہیں۔ حدیث ۵۷۷ ج ۲ کی شرح میں
۶۸۱۲ — ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن لوگ مسجد قباء میں

الصَّبْرِ إِذْ جَاءَهُمْ آتِ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَدْ أَنْزَلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ قُرْآنٌ وَقَدْ أَمِرَ أَنْ يَسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبَلُوهَا
 فَكَانَتْ وَجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ

۶۸۱۳ — حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ أَبِي اسْحَقٍ عَنْ

الْبَرَاءِ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ صَلَّى
 نَحْوَ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا وَكَانَ
 يُحِبُّ أَنْ يُوَجِّهَ إِلَى الْكَعْبَةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ قَدْ نَرَى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ
 فِي السَّمَاءِ فَلَنُوَلِّينَاكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَجَّهْ نَحْوَ الْكَعْبَةِ وَصَلَّى
 مَعَ رَجُلٍ الْعَصْرَ ثُمَّ خَرَجَ فَمَرَّ عَلَى قَوْمٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ
 هُوَ يَشْهَدُ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَّهُ قَدْ وَجَّهَ إِلَى
 الْكَعْبَةِ فَأُخْرِفُوا وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ

صبح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ اچانک کوئی آنے والا شخص آیا اور کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر آج رات
 قرآن نازل ہوا ہے آپ کو حکم دیا گیا ہے کہ نماز میں کعبہ کی طرف متوجہ ہوں تم کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو ان کے
 چہرے شام کی جانب تھے وہ کعبہ کی طرف پھر گئے تھے۔ (حدیث ۳۹۷ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ: براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ
 تشریف لائے تو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے سولہ یا سترہ ماہ نماز کی

پڑھیں آپ کو یہ پسند تھا کہ کعبہ کی طرف منہ کریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ بے شک ہم آپ کا چہرہ آسمان
 کی طرف بار بار اٹھتے دیکھتے ہیں۔ ہم آپ کا قبلہ وہ کریں گے جس سے آپ خوش ہیں تو آپ کعبہ کی طرف متوجہ
 ہونگے۔ آپ کے ساتھ ایک آدمی نے عصر کی نماز پڑھی پھر وہ گیا اور انصار کی جماعت پر گزرا اور کہا وہ گواہی دیتا

۶۸۱۴۔ حدیثنا یحییٰ بن قزعة حدیثی ملک عن اسحق
ابن عبد اللہ بن ابی طلحة عن انس بن ملک قال کنت استقی ابا
طلحة الانصاری و ابا عبیدة ابن الجراح و ابی بن کعب شراباً
من فضیہ و هو تمر فجاء ہمات فقال ان الخمر قد حُرمت فقال
ابو طلحة یا انس قم الی ہذہ الجرار فاکیسرها قال انس فقمت
الی مہراس لنا فضربتہا باسفلہ حتی انکسرت

دیتا ہے کہ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی ہے اور آپ نے کعبہ کی طرف منہ کیا ہے وہ کعبہ کی طرف پھر گئے حالانکہ وہ عصر کی نماز کے رکوع میں تھے۔

شرح : سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں بیت المقدس کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھا کرتے تھے اور ہجرت کے بعد بھی سولہ یا سترہ ماہ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے رہے لیکن آپ کی دلی خواہش یہ تھی کہ آپ کا قبلہ کعبہ ہو تو اللہ تعالیٰ نے آپ کا قبلہ کعبہ کر دیا یہ تحویل کعبہ ہجرت کے دو سال بعد نصف رجب کو ہوئی اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ ربیع الاول شریف میں تشریف لائے اس حدیث شریف میں عصر کی نماز ذکر کی اور مسلم اور نسائی کی حضرت عبداللہ بن عمر کی روایت میں صبح کی نماز مذکور ہے۔ مگر ان دونوں روایات میں تضاد نہیں؛ کیونکہ یہ خبر ایسے لوگوں تک پہنچی جو مدینہ منورہ میں عصر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ پھر دوسرے روز کی صبح کو یہ خبر اہل قبا کو پہنچی کیونکہ قبا مدینہ منورہ سے باہر ہے اس حدیث کی مزید تحقیق حدیث ج ۱۰ کی شرح میں دیکھیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تحویل قبلہ کے بعد اہل قبا نے مغرب اور عشاء کی نمازیں بیت المقدس کی طرف پڑھی تھیں، حالانکہ اس وقت قبلہ بیت المقدس تھا کیا اہل قبا کی یہ نمازیں صحیح تھیں اس کا جواب یہ ہے جی ہاں صحیح تھیں کیونکہ نسخ کا علم ہونے کے بعد ہی وہ مؤثر ہوتا ہے ان دو نمازوں میں اہل قبا کو نسخ کا علم نہ تھا۔ حل لغات : رکوع راکع کی جمع ہے یعنی وہ رکوع کر رہے تھے۔

۶۸۱۴۔ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا میں ابو طلحہ انصاری، ابو عبیدہ بن جراح

۶۸۱۵ — حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
عَنْ أَبِي اسْحَقَ عَنْ صِلَةَ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لِأَهْلِ نَجْرَانَ لَا بُعْثَنَّ إِلَيْكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ فَاسْتَشَرْنَا
لَهَا أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَ أَبُو عَبْدِ

۶۸۱۶ — حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
عَنْ خَلْدِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ أُمَّةٍ
أَمِينٌ وَأَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ أَبُو عَبْدِ بَنِ الْجَرَّاحِ

اور ابی بن کعب کو فیض شراب پلا رہا تھا (فیض کھجور کی شراب) ان کے پاس کوئی شخص آیا اور کہا شراب حرام ہو گئی ہے ابطلکھنے کے لیے اس اٹھواں مشکوں کو توڑ دو انہوں نے کہا میں اپنے کھل کے پاس کھڑا ہوا اور مشکوں کو نیچے سے مارنا شروع کیا حتیٰ کہ وہ ٹوٹ گئے۔

د فیض کھجور سے شراب بنائی جاتی ہے۔ مہراس، پتھر کا کھل ہے) (حدیث ج ۸ ص ۶۱۲۵ کی شرح دیکھیں) ترجمہ : حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نجران سے فرمایا میں تمہارے پاس امین شخص بھیجوں گا جو حق امین ہوگا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام نے اس کی طرف نگاہیں اٹھائیں تو حضور نے ابو عبیدہ کو بھیجا۔

۶۸۱۵ — شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو عبیدہ بن جراح کو امین فرمایا حالانکہ تمام صحابہ کرام ہدایت کے ستارے ولایت کے مستحق اور امانت دار

میں لیکن بعض حضرات میں بعض صفات غالب ہوتی ہیں اس لئے اس خصوصیت کے سبب ابو عبیدہ کو امین حق امین فرمایا جیسے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیادار تھے لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں یہ صفت غالب تھی۔ اس لئے وہ جیاد کے ساتھ منتخب تھے۔ نجران میں ایک شہر ہے۔ وہاں کے نصاریٰ حضور کے پاس آئے تھے (حدیث ج ۲ ص ۲۴۹۹ کی شرح دیکھیں)

۶۸۱۶ — ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر امت

۶۸۱۷ — حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادُ

ابْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عُمَرَ
قَالَ وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غَابَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَشَهِدَتْهُ آيَاتُهُ بِمَا يَكُونُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَا
غَبْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَتْهُ آيَاتِي بِمَا يَكُونُ مِنْ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۸۱۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ
عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي النَّبْتِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا

میں امین رہا ہے اس امت کا امین ابو عبیدہ بن جراح ہے "رضی اللہ عنہ" (اس حدیث کو پہلی حدیث کی مناسبت کے طور پر ذکر کیا ہے لہذا پہلی حدیث کے اعتبار سے یہ بھی عنہ ان کے مطابق ہے، کیونکہ مناسب مناسبت ہوتا ہے۔
(حدیث ۳۴۹۹ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا انصار میں سے ایک آدمی تھا،
۶۸۱۷ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غائب ہوتا اور میں موجود ہوتا تو جو
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا اس سے بیان کرتا اور جب میں غائب ہوتا اور وہ مجلس شریف میں
موجود ہوتا تو جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا مجھ سے بیان کرتا۔

۶۸۱۸ شرح: یعنی جب ہم میں سے کوئی بھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل شریف میں
موجود ہوتا اور حضور کے اقوال و افعال کا مشاہدہ کرتا تو موجود نہ ہونے والے
سے بیان کر دیا کرتا ہے (حدیث ۳۴۹۹ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

فَأَوْقَدَ نَارًا فَقَالَ ادْخُلُوا فِيهَا فَرَأَوْهَا فَأَنزَلَهُمْ أَصْحَابُ الْمَقَابِلِ
 إِنَّمَا تَوَدُّ نَفْسُهَا أَنْ تَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَذَكَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الَّذِينَ الْاَلِدُوا
 أَنْ يَدْخُلُوا لَوْ دَخَلُوا لَمْ يَزَالُوا فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَقَالَ لِلْآخِرِينَ
 لَطَاعَةٌ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ

۶۸۱۹ — حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ

أَبِرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ
 ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ وَزَيْدَ بْنَ خَلْدٍ أَخْبَرَاهُ أَنَّ جَلِينَ
 اخْتَصَمَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا

ترجمہ : حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۶۸۱۸ —

نے ایک لشکر بھیجا اور ان پر ایک آدمی کو امیر مقرر کیا اس نے آگ
 روشن کی اور شکاریوں سے کہا اس آگ میں کود پڑو انہوں نے آگ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا اور دوسروں
 نے کہا ہم تو آگ سے بھاگے ہیں اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضور نے ان لوگوں سے فرمایا جنہوں نے
 آگ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تھا اگر یہ آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اس میں رہتے اور دوسروں
 درجہ آگ میں داخل نہ ہوتے) سے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں طاعت نہیں طاعت صرف یگی میں ہے

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ جو لوگ آگ

۶۸۱۸ —

میں داخل نہ ہوئے تھے وہ مطیع تھے اس سے مقصود پورا ہوتا

ہے۔ (باب الاحکام کے اوائل میں اس حدیث کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : عبید اللہ بن عبد اللہ نے خبر دی کہ ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما

۶۸۱۹ —

نے انہیں خبر دی کہ دو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا لے

گئے (تحویل) ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ اچانک

شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدِ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ أَبَاهُ مِرَّةً
 قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ قَامَ رَجُلٌ مِنَ
 الْأَعْرَابِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اقْضِ لِي بِكِتَابِ اللَّهِ عَنِّي وَجَلَّ فَقَامَ
 خَصْمُهُ فَقَالَ صَدَقَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اقْضِ لَهْ بِكِتَابِ اللَّهِ وَاشْذَنْ
 لِي فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ فَقَالَ إِنَّ ابْنِي كَانَ عَسِيفًا
 عَلَى هَذَا وَالْعَسِيفُ الْأَجِيرُ فَرَزَنِي بِأَمْرَاتِهِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى ابْنِي
 الرَّجْمَ فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ مِّنَ الْغَنَمِ وَوَلِيْدَةٌ ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ
 الْعِلْمِ فَأَخْبَرُونِي أَنَّ عَلَى امْرَأَتِهِ الرَّجْمَ وَإِنَّمَا عَلَى ابْنِي جَلْدٌ مِائَةٌ
 وَتَغْرِيْبٌ عَامٍ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا أَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمْ بِكِتَابِ
 اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ أَمَّا الْوَلِيْدَةُ وَالْغَنَمُ فَردُّوْهَا وَأَمَّا ابْنُكَ فَعَلَيْهِ

ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کتاب اللہ کے مطابق میرا فیصلہ کریں پھر اس کا
 مقابل کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! یہ سچ کہتا ہے اس کا فیصلہ اللہ کی کتاب کے مطابق فرمایا
 اور مجھے بیان کرنے کی اجازت دیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا بیان کرو اس نے کہا میرا بیٹا اس
 شخص کا ملازم تھا (عسیف کے معنی اجیر اور ملازم کے ہیں) اس نے اس کی بیوی سے زنا کیا تو لوگوں نے مجھے
 خبر دی کہ میرے بیٹے پر رجم ہے۔ میں نے سوچا کہ میں اور ایک لونڈی اس کا فدیہ ادا کر دیا۔ پھر میں نے اہل علم
 سے دریافت کیا تو انہوں نے مجھے خبر دی کہ اس شخص کی بیوی پر رجم ہے اور میرے بیٹے پر صرف سو گورے اور
 ایک سال جلا وطنی واجب ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان
 ہے میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کروں گا لونڈی اور بکریاں تو واپس کر دی جائیں اور تیرے بیٹے
 پر سو گورے اور سال جلا وطنی واجب ہے اے انیس یہ قبیلہ اسلم سے ایک شخص ہے۔ تم کل صبح اس شخص کی

جِلْدُ مِائَةِ وَتَمِيبِ عَامٍ وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ لِرَجُلٍ مِّنْ
 أَسْلَمَ فَأَعْدَّ عَلَى امْرَأَةٍ هَذَا فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَأَرْجَمَهَا فَعَدَا عَلَيْهَا
 أُنَيْسٌ فَأَعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا

بَابُ بَعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الزُّبَيْرِ

طَلِيعَةٌ وَحَدَّثَهُ ٦٨٢٠ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ

حَدَّثَنَا سُفْيَانٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ

ابْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ نَدَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ يَوْمَ

الْمُخْدَقِ فَأَنْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ نَدَبَهُمْ فَأَنْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثُمَّ

نَدَبَهُمْ فَأَنْتَدَبَ الزُّبَيْرُ ثَلَاثًا فَقَالَ لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَحَوَارِيٌّ

بیوی کے پاس جاؤ اگر وہ زنا کا اقرار کرے تو اس کو رجم کر دو۔ انیس صبح اس کے پاس گئے تو اس عورت نے زنا کا اعتراف کر لیا پھر اس کو رجم کر دیا۔ انیس انس کی تصغیر ہے۔ اس حدیث کی عنوان سے مطابقت ایک مخاصم کا دوسرے کی تصدیق کرنے اور اس کی خبر قبول کرنے میں ہے۔

بَابُ نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانِ زُبَيْرٌ كَوْنَهُمَا دُشْمَنَيْنِ كِي خَيْرٍ لِّبِنِي بَهِيْمِنَا

ترجمہ: جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خندق کے روز

لوگوں کو آواز دی تو زبیر نے جواب دیا پھر ان کو پکارا تو حضرت زبیر نے جواب

دیا پھر ان کو پکارا تو حضرت زبیر نے جواب دیا پھر پکارا تو زبیر نے جواب دیا حضور نے فرمایا ہر نبی کا مددگار ہوتا

ہے میرا مددگار زبیر ہے۔ سفیان نے کہا میں نے ابن منکدر سے یہ یاد کیا ہے۔ اور ان سے ایوب نے کہا میں

ابا بکر لوگوں سے جابر کی حدیث بیان کرو تو انہوں نے اسی مجلس میں کہا میں نے جابر سے سنا ہے اور پے در پے

الزُّبَيْرُ وَقَالَ سَفِينٌ حَفِظْتُهُ مِنْ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ وَقَالَ لَهُ أَيُّوبُ
يَا أَبَا بَكْرٍ حَدِّثْهُمْ عَنْ جَابِرٍ فَإِنَّ الْقَوْمَ يُعْجِبُهُمْ أَنْ تُحَدِّثَهُمْ
عَنْ جَابِرٍ فَقَالَ فِي ذَلِكَ الْمَجْلِسِ سَمِعْتُ جَابِرًا فَتَابَعَهُ بَيْنَ إِحَادِيثٍ
سَمِعْتُ جَابِرًا قُلْتُ لِسَفِينٍ فَإِنَّ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ يَوْمَ قُرَيْظَةَ فَقَالَ
كَذَا حَفِظْتُهُ مِنْهُ كَمَا أَنْتَ جَالِسٌ يَوْمَ الْخُنْدُقِ قَالَ سَفِينٌ
هُوَ يَوْمٌ وَاحِدٌ وَتَبَسَّمَتْ سَفِينٌ

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ
لَكُمْ فَإِذَا أُذِنَ لَكُمْ وَاحِدٌ جاز ۶۸۲۱ — حَدَّثَنَا سُلَيْمٌ

ابْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي عُمَرَ عَنْ أَبِي مُوسَى
أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ حَائِطًا فَأَمَرَنِي بِحِفْظِ الْبَابِ

احادیث بیان کرنے لگے کہ میں نے جابر سے سنا علی بن عبداللہ نے کہا میں نے جابر سے سنا علی بن عبداللہ
نے کہا میں نے سفیان عیینہ سے کہا سفیان ثوری نے یوم قرظہ کہا دیوم خندق نہیں کہا، سفیان بن عیینہ نے
کہا میں نے ابن منکدر سے اسی طرح دیوم خندق یاد کیا ہے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا یوم قرظہ اور یوم خندق
ایک ہی دن ہے اور مسکرا پڑے۔

شرح: حواری کے معنی ناصر اور مددگار کے ہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تمام

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناصر اور مددگار تھے

۶۸۲۰ —

تو اس میں زبیر بن عوام کی کیا تخصیص ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ زبیر کا انحصار ساتھیوں پر نصرت میں زیادہ
ہونے کے باعث ہے۔ خصوصاً خندق کے روز جبکہ زبیر کے سوا کسی نے جواب نہ دیا تھا۔ حواری مفرد لفظ
ہے جب اس کو متکلم کی یاد کی طرف مضاف کیا جائے تو اس کی بھی یاد کو حذف کرنا جائز ہے۔ ابو بکر محمد بن مسکرا

فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْأَلُنُ فَقَالَ ائْتَنُّ لَكَ وَبَشْرَةٌ بِالْجَنَّةِ فَإِذَا أَبُو بَكْرٍ
ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَقَالَ ائْتَنُّ لَكَ وَبَشْرَةٌ بِالْجَنَّةِ ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ فَقَالَ
ائْتَنُّ لَكَ وَبَشْرَةٌ بِالْجَنَّةِ

۶۸۲۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا
سُلَيْمُ بْنُ بَدُولٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَبْدِ بْنِ حُنَيْنٍ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ
عَنْ عُمَرَ قَالَ جِئْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَشْرِبَةٍ
لَهُ وَغُلَامٌ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْوَدُ عَلَى رَأْسِ الدَّرَجَةِ
فَقُلْتُ قُلْ هَذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَأَذِنَ لِي

کی کنیت ہے۔ یوم احزاب، یوم خندق اور یوم قرظہ ایک ہی دن ہے؛ کیونکہ یہ تینوں ایک ہی دن واقع ہوئے
ہیں۔ قرظہ یہودیوں کا قبیلہ ہے (حدیث ع ۲۶۵۱ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

**باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! نبی کے گھروں میں اجازت کے بغیر
داخل نہ ہو جب ایک اجازت دیے تو جائز ہے**

۶۸۲۱۔ ترجمہ: ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
ایک باغ میں داخل ہوئے اور مجھے دروازہ کی حفاظت کرنے کا حکم دیا۔ ایک آدمی آیا وہ اجازت طلب
کرتا تھا۔ حضور نے فرمایا اجازت دے دو اور اس کو جنت کی خوشخبری دو وہ ابو بکر صدیق تھے رضی اللہ عنہ،
پھر عمر فاروق آئے تو فرمایا انہیں اجازت دو اور ان کو جنت کی خوشخبری دو پھر حضرت عثمان غنی آئے۔ فرمایا انہیں
اجازت دے دو اور ان کو جنت کی خوشخبری دو (حدیث ع ۲۴۲۹ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

۶۸۲۲۔ ترجمہ: عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں آیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْعَثُ مِنَ الْأُمَرَاءِ
وَالرُّسُلِ وَاحِدًا بَعْدَ وَاحِدٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَعَثَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَحِيَّةَ الْكَلْبِيِّ بِكِتَابِهِ إِلَى عَظِيمِ بَصْرَى
أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى قَيْصَرَ

بالا خانہ میں تشریف فرماتے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کالے رنگ والا غلام سیڑھی کے سر پر بیٹھا تھا
میں نے کہا یہ عمر بن خطاب ہے تو حضور نے مجھے اجازت دے دی۔ (حدیث ۲۵۹۲ ج ۱ کی شرح دیکھیں)
حل لغات : مشرئہ - بالا خانہ ،

بَابُ نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَرَاءٍ أَوْ رِقَاصِدُولٍ كَو
يَكْفِي بَعْدَ دِيْكَرٍ رَوَانَهُ كَرْتَنَهُ ،
سَيِّدِ عَالَمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِ اَمْرَاءِ

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے امراء میں سے عتاب بن اسید انہیں مکہ مکرمہ کا امیر مقرر کیا عثمان بن ابی عاص کو طائف
کا ابن علاء حضرمی کو بحرین کا، عمرو بن عاص کو عمان کا، ابوسقیان بن حرب کو نجران کا، صنعاء اور یمن کے
تمام شہروں کا باذان کو پھر اس کے بیٹے شہر و فیروز اور مہاجر بن ابی امیہ اور ابان بن سعید بن عاص کو سواحل
پر ابوموسیٰ اشعری کو امیر مقرر کیا۔ جند وغیرہ کا معاذ بن جبل کو امیر مقرر کیا۔ ابوموسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل
دونوں میں سے ہر ایک اپنی حدود میں فیصلے کرتے اور اس میں خوش و خرم رہتے تھے اور اسی میں سر کرتے تھے
کبھی کبھار ایک دوسرے سے ملاقات بھی کرتے تھے۔ یزید بن ابی سفیان سفیان کو تیماء کا، ثمامہ بن اثال
کو یامہ کا امیر مقرر کیا۔

سَيِّدِ عَالَمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِ قَاصِدٍ

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ بھری میں چھ قاصد بھیجے۔ عاتب بن ابی بلتعہ کو اسکندریہ کے

کے عالم مقولہ کی طرف بھیجا اس کا نام جریج بن مینا ہے۔ عاطب اس کی طرف پیغام لے کر گئے اس نے خط
 مبارک قبول کیا اور عاطب کا بہت احترام کیا۔ اور اس کی رہنے بسنے میں خوب خاطر داری کی اور اسے نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف واپس کیا اور اس کے ساتھ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کپڑوں کا جوڑا، سامان بہت
 نخر اور دو لوہے کی پیل ایک ماریہ جو ابراہیم علیہ السلام کی والدہ ہیں اور دو برہمی کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے محمد بن قیس عجمی کو ہبہ کر دی۔ شجاع بن وہب کو حارث بن ابی شمر غسانی کی طرف بھیجا جو شام کی ولایت
 میں بلقاء کا حاکم تھا۔ ابن اسحاق نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر شجاع بن وہب کو منذر بن حارث
 ابن ابی شمر کی طرف بھیجا جو دمشق کا حاکم تھا۔ شجاع کا کہنا ہے میں اس کے پاس گیا جبکہ غوطہ دمشق میں تھا اس نے
 جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ پڑھ کر چھینک دیا اور کہا میں ابھی ان کی طرف جاتا ہوں اور اس کا
 عزم بھی کر لیا لیکن قیصر نے اس کو منع کر دیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا اس کا ملک تباہ و
 برباد ہو جائے گا۔ وحیہ بن خلیفہ کہ روم کے بادشاہ قیصر کی طرف بھیجا۔ قیصر نے اس کا بہت اکرام کیا اور جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ اپنی ران پر رکھا اور اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق استفسار کیا
 اور اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا یقین ہو گیا۔ پھر اس نے اسلام قبول کرنے کا
 قصد کیا تو رومیوں نے اس کی موافقت نہ کی تو ملک پر خوف محسوس کرتے ہوئے اسلام قبول نہ کیا۔ اور وحیہ کو
 اکرام و احترام سے واپس کر دیا۔ سلیط بن عمرو عامری کو ہوزہ بن علی کی طرف بھیجا جو یامہ کا حاکم تھا اس نے
 ہوزہ کا بہت اکرام کیا اور اچھی خاطر داری کی اور یہ جواب بھیجا کہ اگر آپ مجھے کچھ اختیار دیں تو میں آپ کے پاس
 حاضر ہو کر اسلام قبول کروں گا اور آپ کی مدد کروں گا اور نہ آپ سے جنگ کروں گا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا اس کا کچھ اکرام نہیں لے لے اللہ مجھے اس سے کفایت دے تو وہ فوراً مر گیا۔ عمرو بن ابی امیہ
 صمری کو حبشہ کے حاکم نجاشی کی طرف بھیجا اس کا نام احمد ہے اس نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا والا نامہ
 پکڑ کر اپنی دونوں آنکھوں پر دکھا اور تخت شاہی سے نیچے اتر آیا اور زمین پر بیٹھ گیا اور حضرت جعفر بن
 ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا جب وہ فوت ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ
 پڑھی۔ عبد اللہ بن حنظلہ کو کسریٰ پر وزیر بن ہرمز کی طرف بھیجا اس نے حضور کا خط مبارک ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور
 کہا میری طرف خط لکھا ہے حالانکہ وہ میرا غلام ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو فرمایا اللہ اس کے
 ملک کے ٹکڑے کر دے گا۔ پھر کسریٰ نے باذان کو خط لکھا وہ میں پر اس کا نائب تھا کہ حجاز میں اس مرد کی طرف اپنی
 طرف سے دو آدمی بھیجو وہ ان کو میرے پاس لائیں۔ باذان نے اپنے وکیل کو بھیجا اور وہ اس کا جواب کتاب
 لیا کرتا تھا اور فارسی زبان میں خط لکھ کر دیا اور فارسی آدمی خرخرہ کو خط دیکر بھیجا اور ان کے ساتھ جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھا کہ ان کے ساتھ کسری کے پاس جائیں وہ دونوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اپنی داڑھیاں منڈھوا کر، مونچھیں بڑھا کر سبب عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں داخل ہوئے حضور نے ان سے فرمایا جاؤ کل آنا اور آسمان سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خبر آئی کہ اللہ تعالیٰ نے کسری پر اس کے بیٹے شیروہ کو مسلط کر دیا ہے اس نے اپنے باپ کو فلاں جہینہ کی فلاں رات کی فلاں گھڑی میں قتل کر دیا ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو بلایا اور انہیں واقعہ سے خبردار کیا۔ خزندہ کو کمر بند دیا جس میں سونے چاندی کا جڑاؤ تھا جو حضور کو کسی حاکم نے نذرانہ بھیجا تھا وہ حضور سے رخصت ہو کر باذان کے پاس آئے اور اس کو کسری کی موت سے آگاہ کیا۔ باذان نے کہا خدا کی قسم یہ بادشاہ کا کلام نہیں میرا خیال ہے کہ وہ یقیناً نبی ہیں جیسا کہ وہ فرماتے ہیں اور جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے یقیناً وہ ہو چکا ہو گا پھر جلد اس کے بعد باذان شیروہ کا خط لے کر آیا جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ کسری فلاں تاریخ کو قتل کر دیا گیا ہے جب یہ دیکھا تو اس کو یقین ہوا کہ یہ شخص اللہ کا رسول ہے، صلی اللہ علیہ وسلم، چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا اور تمام اہل فارس مسلمان ہو گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اسی جگہ مقرر کر دیا وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلا نائب تھا۔

ایک روایت کے مطابق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علاء بن حضری کو منذر بن ساوی العبدی کی طرف بھیجا جو فارس کی طرف سے بحرین کا حاکم تھا وہ مسلمان ہو گیا اور بحرین کے سارے عرب مسلمان ہو گئے۔ عارت بن عمیر کو بصری کے حاکم کی طرف بھیجا جب وہ مؤنہ کی زمین میں پہنچے تو عمرو بن شمر جلیل عسائی اس کے مقابلہ میں آیا اور اسے قتل کر دیا اس قاصد کے سوا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی قاصد قتل نہیں کیا گیا۔ جریر بن عبد اللہ بجلی کو ذی کلاع اور ذی عمرو کی طرف بھیجا۔ وہ دونوں مسلمان ہو گئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرما گئے حالانکہ ان کے پاس تھا۔ سائب بن عوام کو جزیر بن عوام کے بھائی ہیں۔ فرزدہ عمرو بن جندامی کی طرف بھیجا وہ عمان میں قیصر کا عامل تھا وہ مسلمان ہو گیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خط لکھا اور مسعود بن سعد کے ساتھ ہدیہ بھیجا جو سفید خچر تھا اس کو چاندی کہا جاتا تھا اور ایک گھوڑا بھیجا جس کو ظرب کہا جاتا تھا ایک ریشمی کوٹ بھیجا جس میں سونے کا جڑاؤ تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہدیہ قبول فرمایا اور مسعود کو بارہ اوقیہ دیں۔ عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی کو حادثہ فزوخ نعیم کی طرف بھیجا جو قبیلہ حمیر کے عبد کلاب کے بیٹے ہیں،

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کلبی کو والا نامہ دے کر بصری کے حاکم کی طرف بھیجا کہ وہ اسے قیصر کو پہنچا دے۔

۶۸۲۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ

يُونُسَ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنُ عْتَبَةَ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَى كِسْرَى فَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ بَحْرَيْنَ
إِلَى كِسْرَى فَلَمَّا قَرَأَهُ كِسْرَى مَرَّقَهُ فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيْبِ قَالَ
فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَمْزُقُوا كُلَّ مَمْزُقٍ

۶۸۲۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ يَزِيدَ

ابْنِ أَبِي عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَلْمَةُ بْنُ الْأَكْوَعِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لِرَجُلٍ مِنْ أَسْلَمَ أَذِنُ فِي قَوْمِكَ أَوْ فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ إِنَّ

ترجمہ : عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم والا نامہ کسری کو بھیجا اور عبد اللہ بن حذافہ رخط
لے جانے والا کو حکم دیا کہ وہ اسے عظیم بھرن کو پہنچا دے عظیم بھرن اس کو کسری تک پہنچا دے گا جب
کسری نے والا نامہ پڑھا تو اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا میرا خیال ہے کہ ابن مسیب نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان پر بددعا کی کہ ان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔

شرح : قولہ امرہ یعنی حامل خط کو حکم دیا کہ وہ اسے عظیم بھرن تک پہنچا دے
کیونکہ کسری تک خط پہنچنے کا یہی طریقہ تھا؛ چونکہ کسری نے حضور کے
خط کو پھاڑ دیا تھا اس لئے حضور نے ان پر بددعا فرمائی؛ چنانچہ کوئی بھی کسری باقی نہ رہا۔ ان میں
سے آخری کسری یزدجرد تھا وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں قتل ہو گیا۔ اس طرح
فاروق کی شوکت کا خاتمہ ہوا اور وہ ہمیشہ کے لئے نیست و نابود ہو گئے (حدیث ع ۶۲ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۸۲۴ — ترجمہ : سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

مَنْ أَكَلَ فَلَيْتَهُ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلَيْصُمُ
 بَابُ وَسَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَدَّ الْعَرَبُ
 أَنْ يَبْلُغُوا مَنْ وَرَاعَهُمْ قَالَهُ مَلِكُ بْنُ الْحَوِيثِ
 ۶۸۲۵ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
 ح وَحَدَّثَنِي اسْحَقُ قَالَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ
 أَبِي حَمْرَةَ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُقْعِدُنِي عَلَى سَرِيرَةٍ فَقَالَ لِي إِنَّ وَفْدَ
 عَبْدِ الْقَيْسِ نَمَّا اتَّوَارَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ الْوَفْدُ
 قَالُوا رَبِيعَهُ قَالَ مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ أَوْ الْقَوْمِ غَيْرِ خَزَائِيًا وَلَا نَدَاهِي

قبیلہ اسلم کے ایک شخص کو فرمایا کہ عاشورا کے دن اپنی قوم یا لوگوں میں یہ اعلان کر دے کہ جس نے کھا لیا ہے وہ باقی دن پورا کرے کچھ نہ کھائے اور جس نے صبح سے نہیں کھایا وہ روزہ رکھے۔

شرح : یہ شخص بھی قاصدوں میں سے تھا جنہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا تھا اس شخص کا نام ہند بن اسما بن عمارہ تھے۔ حدیث ۱۸۲۴ کی شرح میں

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا عرب کے وفدوں کو وصیت
 کرنا کہ اپنے پھپھلوں کو احکام پہنچادیں

ترجمہ : ابو حمزہ نے کہا ابن عباس مجھے کرسی پر بٹھایا کرتے تھے انہوں نے کہا جب قبیلہ عبد القیس کا وفد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو فرمایا یہ وفد کون سا ہے انہوں نے کہا قبیلہ ربیعہ کے لوگ ہیں فرمایا اس وفد یا قوم کے لئے مرحبا۔ یہ رسوائی اور ندامت کے بغیر آئے ہیں۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلہ مضر کے کافر ہیں ہمیں

قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ كُفْرًا مُضْرَفًا مُرْنَا بِأَمْرٍ نَدْخُلُ
 بِهِ الْجَنَّةَ وَنُخْبِرُ بِهِ مَنْ وَرَائِنَا فَأَلَوْا عَنِ الْأَشْرِبَةِ فَزَفَّهَاهُمْ عَنْ
 أَرْبَعٍ وَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ قَالَ هَلْ تَدْرُونَ
 مَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ شَهَادَةٌ أَنْ لَا إِلَهَ
 إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامُ
 الصَّلَاةِ وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ وَأَخْطُنُ فِيهِ صِيَامُ رَمَضَانَ وَتَوَاتُوا مِنَ
 الْمَغَنَمِ الْخُمْسَ وَنَهَاهُمْ عَنِ الدُّبَاءِ وَالْحَنْتَمِ وَالْمُزَفَّتِ النَّقِيرِ
 وَرَبَّمَا قَالَ الْمُقْبِرِ قَالَ أَحْفَظُوا هُنَّ وَأَبْلِغُوا هُنَّ مَنْ وَرَاءَكُمْ

فیصلہ کن حکم فرمائیں جس کے باعث ہم جنت میں داخل ہوں اور اپنے پھیلوں کو یہ خبر دیں انہوں نے اپنے پینے کی چیزوں کے متعلق پوچھا حضور نے ان کو چار امور سے منع فرمایا اور چار امور کا حکم دیا ان کو اللہ پر ایمان لانے کا حکم دیا اور فرمایا کیا تم جانتے ہو اللہ پر ایمان لانا کیا ہے۔ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں فرمایا اس امر کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا۔ میرا خیال ہے کہ اس میں فرمایا رمضان کے روزے رکھنا اور غنیمتوں سے پانچواں حصہ ادا کرو۔ کدو، سبز مٹکا، تار کول برتن اور لکڑی کو کرید کر برتن سے منع فرمایا ان برتنوں میں نبی نہ بناؤں بسا اوقات مقبیر فرمایا، فرمایا انہیں محفوظ کر لو اور ان لوگوں کو یہ پہنچا دو تو تمہارے پیچھے ہیں۔

شرح : اس حدیث میں حج ذکر نہیں کیا کیونکہ وہ اس وقت فرض نہ

۶۸۲۵

تھا یا مضر قبیلہ کی مزاحمت کے باعث وہ حج کرنے پر قادر

نہ تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا کہ کور پانچ ہیں چار نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ شہادتین کو اربع میں شامل نہیں کیا، کیونکہ وہ اسے جانتے تھے (حدیث عنہ) کی شرح دیجیے

بَابُ خَبَرِ الْمَرْأَةِ الْوَاحِدَةِ

۶۸۲۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ

ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ قَالَ قَالَ لِي
الشَّعْبِيُّ أَرَأَيْتَ حَدِيثَ الْحَسَنِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَاعَدَتِ

ابْنُ عُمَرَ قَرِيبًا مِنْ سِنَتَيْنِ أَوْ سِنَةٍ وَنِصْفٍ فَلَمْ أَسْمَعْهُ رَوَى

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ هَذَا قَالَ كَانَ نَاسٌ مِنْ أَهْلِ بَابِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ سَعْدٌ فَذَهَبُوا يَأْكُلُونَ مِنْ لَحْمِ

فَنَادَتْهُمْ امْرَأَةٌ مِنْ بَعْضِ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ

لَحْمٌ ضَبٌّ فَأَمْسِكُوا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلُوا وَأَطْعَمُوا

فَإِنَّهُ حَلَالٌ أَوْ قَالَ لَا بَأْسَ بِهِ شَكٌّ فِيهِ وَلَكِنَّهُ لَيْسَ مِنْ طَعَامِي

بَابُ اِیْکِ عَوْرَتِ کِی خَبَرِ

۶۸۲۶۔ توبہ عنبری نے کہا مجھے شعبی نے کہا مجھے حسن سے منقول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی

حدیث کی خبر دیں اور میں ابن عمر کے پاس تقریباً دو یا ڈیڑھ سال بیٹھا۔ میں نے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سے حدیث کے بعد کوئی حدیث بیان کرتے ہوئے نہیں سنا انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام

رضوان اللہ علیہم سے چند لوگ جن میں حضرت سعد بھی ہیں۔ وہ گوشت کھا رہے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعض ازواج رضی اللہ عنہن نے آواز دی کہ یہ گوہ کا گوشت ہے۔ پس وہ کھانے سے رک گئے جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھاؤ؛ کیونکہ یہ حلال ہے یا فرمایا ان میں کچھ حرج نہیں لیکن یہ میرا طعام نہیں۔

۶۸۲۶ شرح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ الْاِغْتِصَامِ

بَابُ الْاِغْتِصَامِ بِالْكِتَابِ وَالسَّنَدِ

۶۸۲۷ — حَدَّثَنَا الْحَمِيدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَرَمٌ

سنا تو کھانا ترک کر دیا۔ معلوم ہوا کہ ایک عورت عادلہ کی خبر پر عمل کرنا جائز ہے۔ خاتون نے اس لئے کھانے سے منع کیا کہ وہ جانتی تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گوہ نہیں کھاتے اس بنیاد پر صحابہ کو گوہ کھانے سے منع کیا اسے یہ معلوم نہ تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گوہ کھانے کو اس لئے ترک کیا تھا کہ آپ اس کو طبعاً ناپسند کرتے تھے۔ یہ خاتون میمونہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا تھیں۔ قولہ حدیث الحسن، یعنی حسن بصری کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث ہے کہ الخ حسن بصری تابعی ہیں ان کا نام عامر بن شراحیل ہے کبار تابعین سے ہیں جو حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل روایات کرتے تھے شعبی ان کا انکار کرتے تھے اس میں یہ اشارہ ہے کہ جو شخص مرسل حدیثیں ذکر کرتا ہے۔ وہ حدیثوں میں کثرت کا طالب ہے ورنہ جو موصول حدیث سنے وہی کافی ہے۔ کوئی نے کہا اس سے عرض یہ ہے کہ حسن بصری تابعی ہیں۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت احادیث روایت کرتے ہیں اور اس پر اقدام کرنے میں جرأت کرتے ہیں اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما صحابی ہونے کے باوجود حدیث ذکر کرنے میں احتیاط کرتے ہیں اور حتی الامکان کثرت روایت سے احتراز کرتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

کِتَابُ سُنَّتِ كَوْمُضْبُوطِ بَرْنَا

۶۸۲۷ — ترجمہ: طارق بن شہاب نے کہا ایک یہودی نے حضرت عمر فاروق سے کہا اے امیر المؤمنین

مُسْعَرٍ وَغَيْرِهِ عَنِ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ
 مِنَ الْيَهُودِ لِعُمَرَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَوْ أَنَّ عَلَيْنَا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ الْيَوْمَ
 أَكْمَلْتُ دِينَكُمْ وَآتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمْ الْإِسْلَامَ دِينًا
 لَا تَخْذُنَا ذَلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا فَقَالَ عُمَرُ إِنِّي لَا أَعْلَمُ أَيَّ يَوْمٍ نَزَلَتْ هَذِهِ
 الْآيَةُ نَزَلَتْ يَوْمَ عَرَفَةَ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ سَمِعَ سَفِينُ مِسْعَرًا وَمِسْعَرُ قَيْسًا
 وَقَيْسُ طَارِقًا ٤٨٢٨ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا
 اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ
 سَمِعَ عُمَرَ الْغَدَّاحِينَ بَايِعَ الْمُسْلِمُونَ أَبَا بَكْرٍ وَاسْتَوَى عَلَى مَنبَرٍ

اگر ہم پر یہ آیت کریمہ " الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَآتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي الْآيَةُ نازل ہوتی تو ہم اس دن
 کو عید منایا کرتے عمر فاروق نے فرمایا میں جانتا ہوں یہ آیت کریمہ کس روز نازل ہوئی۔ یہ جمعہ کے دن عرفہ کے دن
 نازل ہوئی۔ سفیان نے مسعر سے مسعر نے قیس سے اور قیس نے طارق سے سماعت کی۔

شرح : اس عنوان کے تحت یہ حدیث ذکر کرنے میں یہ اشارہ ہے کہ آیت کریمہ کا مدلول
 یہ ہے کہ یہ امت مرحومہ نے کتاب و سنت کو مضبوطی سے تمام رکھا ہے۔ — ٤٨٢٨

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت پر اس آیت کریمہ سے یہ احسان فرمایا ہے کہ اللہ نے ان کے دین کو کامل، ان
 پر اپنی نعمت کو پورا کرنے اور ان کے لئے دین اسلام کے سبب ان سے رضامندی فرمائی ہے۔
 قولہ سمع سفیان الخ اس میں یہ اشارہ ہے کہ مذکور بالا حدیث عنعنہ ہونے کے باوجود سماع پر محمول
 ہے کیونکہ ہر ایک راوی نے اپنے شیخ سے سماعت کی ہے (حدیث ع ٢٣ ج ١ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جس روز مسلمانوں نے ابو بکر
 صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی اس کے دوسرے روز صبح کو عمر فاروق سے — ٤٨٢٨

سنا اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف پر بیٹھے تھے۔ انہوں نے ابو بکر صدیق کے خطبہ سے پہلے خطبہ دیا

رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشْهَدَ قَبْلَ أَبِي بَكْرٍ قَدْ آمَنَّا بِدَعْوَةِ
 فَاخْتَارَ اللَّهُ لِرَسُولِهِ الَّذِي عِنْدَهُ عَلَى الَّذِي عِنْدَكُمْ وَهَذَا كِتَابُ
 الَّذِي هَدَى اللَّهُ بِهِ رَسُولَكُمْ فَخُذُوا بِهِ تَهْتَدُوا وَإِلَيْهَا هَدَى اللَّهُ
 بِهِ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۸۲۹۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا وَهَيْبٌ

عَنْ خَلِيدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ضَمَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 إِلَيْهِ وَقَالَ اللَّهُمَّ عَلِّمْنَا الْكِتَابَ

۶۸۳۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ

قَالَ سَمِعْتُ عَوْفًا ابْنَ أَبِي الْمُنْهَالِ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بَرْزَةَ قَالَ إِنَّ
 اللَّهَ تَعَالَى يُغْنِيكُمْ أَوْ نَعَشِكُمْ بِالْإِسْلَامِ وَمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور کہا اما بعد! اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہ پسند کیا جو اس کے لئے ہے اس پر جو
 تمہارے پاس ہے۔ یہ کتاب جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے رسول کو ہدایت کی اس پر مضبوط پکڑو۔
 اس چیز کی ہدایت پاؤ گے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہدایت کی ہے۔

۶۸۲۸۔ شرح: یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت اولیٰ جو مخصوص صحابہ کرام نے
 سنی کے دوسرے روز صبح کو ابوبکر صدیق کے خطاب سے پہلے عمر فاروق

رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطاب کیا۔ الذی عنده سے مراد آخرت اور الذی عندکم سے مراد دنیا ہے یعنی اللہ
 نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دنیا کے مقابلہ میں آخرت کو پسند کیا ہے۔ حدیث صحیحہ کی شرح دیکھیں۔
 ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے مجھے اپنے سینہ مبارک سے لکھایا اور فرمایا: اے اللہ اس کو کتاب اللہ

۶۸۳۱ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَلِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ دِينَارٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ كَتَبَ إِلَى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ يَبَايعُهُ
وَأَقْرَبَكَ بِالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ عَلَى سُنَّةِ اللَّهِ
رَسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا اسْتَطَعْتَ
وَسُنَّةِ

يَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ
۶۸۳۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا
إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي
هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ

کا علم سکھا۔ ج ۲، صفحہ ۷۲ کی شرح دیکھیں۔

۶۸۳۰ — ترجمہ : ابوالمنہال نے بیان کیا انہوں نے ابوہریرہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ
اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ غنی اور
بلند کر دیا ہے (حدیث ع۔ کی شرح دیکھیں)

۶۸۳۱ — ترجمہ : عبد اللہ بن دینار سے روایت ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عبد الملک
ابن مروان کو خط لکھا کہ وہ اس کی بیعت کرتے ہیں اور میں تیرے لئے
جس قدر میری طاقت اللہ تعالیٰ کے فرمان اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سننے اور طاعت کا اقرار
کرتا ہوں، (حدیث ع۔ ج ۲، صفحہ ۷۲ کی شرح دیکھیں)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! میں جو امع کلم کیسے

مبعوث ہوا ہوں ۶۸۳۲ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جو امع کلم

وَنصرتُ بِاللَّحْيِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ
الْأَرْضِ فَوَضَعْتُ فِي يَدَيَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقَدْ ذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتُمْ تَلْعَثُونَهَا أَوْ تَرْغَثُونَهَا أَوْ كَلِمَةٌ تَشْبَهُهَا
٦٨٣٣ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَبْدُ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ

عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَا مِنْ الْأَنْبِيَاءِ بَنِي إِلَّا أُعْطِيَ مِنَ الْآيَاتِ مَا مِثْلُهُ أَوْ مِنْ أَوْامِنَ
عَلَيْهِ الْبَشَرُ وَأَمَّا كَانَ الَّذِي أُوتِيَتْ وَحِيَا أَوْ حَالَهُ اللَّهُ إِلَيَّ فَأَرْجُوا
إِلَى أَكْثَرِهِمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَمَةِ

کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے ایک وقت میں سوار تھا میں نے اپنی ذات کبریٰ
کو دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں دی گئیں۔ ابو ہریرہ نے کہا جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تشریف لے گئے اور تم ان خزانوں کو باہر لا رہے ہو یا جمع کر رہے ہو یا اس
کے مشابہ کلمہ فرمایا بعض نے کہا یہ دونوں لفظ ہم معنی ہیں؟

حل لغات: تَوَعَّثُوْنَهَا، تم ان کو باہر لا رہے ہو۔ تَلْعَثُوْنَهَا، تم انہیں جمع کر رہے ہو۔

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
٦٨٣٣ — نبیوں میں سے کوئی نبی نہیں مگر انہیں وہ معجزات دیئے گئے کہ اس کے

سبب اس کی مثل ایمان لایا گیا یا اس پر لوگ ایمان لائے اور جو مجھے عطاء کیا گیا ہے وہ سچی ہے جو اللہ تعالیٰ
نے میری طرف بھیجی ہے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے پیروکار سب نبیوں کے پیروکاروں سے زیادہ
ہوں گے۔ (حدیث ۴۶۶۲ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

٦٨٣٣ — شرح: یعنی قرآن کریم تمام معجزات سے عظیم تر ہے؛ کیونکہ یہ آخر زمانہ تک باقی رہے گا
کوئی مٹتی فضیلت میں اس کے قریب نہیں۔ چہ جائیکہ اس کے مساوی ہو اس کے

بَابُ الْاِقْتِدَاءِ بِسُنَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَقَوْلِ اللَّهِ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ اِمَامًا قَالَ اُمَّةٌ نَقْتَدِي بِمَنْ قَبَلْنَا
وَيَقْتَدِي بِنَا مِنْ بَعْدِنَا وَقَالَ ابْنُ عَوْنٍ ثَلَاثُ اُجْمَعْنَ لِنَفْسِي وَلَا
خَوَافِي هَذِهِ السُّنَّةُ اَنْ يَتَعَلَّمُوَهَا وَيَسْأَلُوا عَنْهَا وَالْقُرْآنُ اَنْ
يَتَفَهَّمُوهُ وَيَسْأَلُوا عَنْهُ وَيَدْعُوا النَّاسَ اِلَا مِنْ خَيْرٍ

مساوی ہو۔ اس کی نسبت دوسرے کو یا کہ کچھ بھی نہیں اس کے معنی یہ بھی بیان کئے جاتے ہیں کہ ہر نبی کو معجزات دیئے گئے جن کی مثل پہلے نبیوں کے معجزے تھے جن کے سبب لوگ ایمان لائے اور میرا عظیم معجزہ قرآن کریم ہے جس کی مثل کسی کو نہیں دیا گیا اس لئے میرے تابعدار زیادہ ہوں گے۔ بعض علماء نے یہ معنی ذکر کئے ہیں کہ جو مجھے دیا گیا ہے اس کی طرف جادو وغیرہ راہ نہیں پاتے اور میرے سوا دوسرے نبیوں کے معجزات میں تحصیل سحر پائی جاتی ہے جو صورت میں معجزہ کے مساوی ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے مقابل جادوگروں نے سانپ ظاہر کر دیئے جو صورت میں عصائے موسیٰ علیہ السلام کے مشابہ تھے اور خیالی شئی کبھی ناقص العقل عوام پر غالب آجاتی ہے۔

باب۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کی

اقتداء کرنا، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور ہمیں پرہیزگاروں کے امام بنانے

یعنی ہمیں امام بنانا کہ ہم پہلوں کی پیروی کریں اور بعد میں آنے والے ہماری پیروی کریں، ابن عون نے کہا تین چیزوں کو میں اپنے لئے اور اپنے ساتھیوں کے لئے پسند کرتا ہوں ایک یہ سنت کہ اس کو سیکھیں اور اس کے متعلق دریافت کریں۔ دوسرے قرآن کریم کہ اس کو سمجھیں اور اس کے متعلق پوچھیں۔ تیسرے لوگوں کو چھوڑیں مگر نیک کام سے

: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ امام وہ ہوتا ہے جو قوم کا مقتدی ہو اور اس کی پیروی کی جائے

شرح امام کا مقتدی اور پیروی کرنے والا ہونا کہاں سے سمجھا گیا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں کا

مقتدی اور پیشوا ہونا درحقیقت اس وقت ہے کہ پہلوں کی پیروی کریں یعنی جب تک نبیوں کی پیروی نہ کرے

۸۳۲ — حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ وَاصِلِ بْنِ وَائِلٍ
قَالَ جَلَسْتُ إِلَى شَيْبَةَ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ قَالَ جَلَسَ إِلَيَّ عُمَرُ بْنُ
فَجَلَسَ هَذَا فَقَالَ هَمَمْتُ إِلَّا أَدْعُرُ فِيهَا صَفْرَاءَ وَلَا بَيْضَاءَ إِلَّا
قَسَمْتُهَا بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ قُلْتُ مَا أَنْتَ بِفَاعِلٍ قَالَ لِمَ قُلْتُ لِمَ يَفْعَلُهُ
صَاحِبَاكَ هُمَا الْمَرَانِ يُقْتَدَى بِهِمَا

اولیاء اس کی پیروی نہیں کرتے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سنن آپ کے اقوال اور افعال میں۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حکم دیا ہے کہ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں اور آپ کی سنن کی اقتدار کریں اور جو حضور کی راہ مخالفت کرے وہ معتوب ہے اور حضور کی سنت سے اعراض کرنے والے کو سخت وعید و تہدید فرمائی، پس جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال میں آپ کی پیروی کرے وہ بعد میں آنے والے لوگوں کا امام اور پیشوا ہوگا، ابن عون نے تین خصلتوں کو اپنے لئے اور اپنے احباب کے لئے پسند کیا اول یہ کہ سنت سیکھیں اور اس کے مسائل دریافت کریں۔ ابن عون نے قرآن میں تفہیم اور سنت میں تعلم کو اس لئے ذکر کیا کہ مسلمانوں کا غالب حال یہ ہے کہ شروع شروع میں قرآن پڑھتے ہیں اور اس کے تعلم کی وصیت کرنے کی احتیاجی نہیں ہوتی اس لئے اس کے معانی سمجھنے کی وصیت کی۔ تیسری خصلت یہ ذکر کی کہ خیر اور نیکی کے سوا باقی امور میں لوگوں سے علیحدہ رہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی خیر مناد اور عوام کی باتیں چھوڑو۔
توجہ: ابو وائل نے کہا میں اس مسجد حرام میں شیبہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو انہوں نے کہا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ تمہاری اس بیٹھنے کی جگہ میں میرے پاس بیٹھے ہوئے تو انہوں نے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں کعبہ میں سونا اور چاندی نہ چھوڑوں مگر مسلمانوں میں تقسیم کر دوں میں نے کہا آپ یہ نہیں کر سکتے ہیں۔ عمر فاروق نے کہا کیوں؟ میں نے کہا آپ کے دو ساتھیوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق نے یہ نہیں کیا عمر فاروق نے کہا ان دونوں کی پیروی کی جائے گی۔
شرح: ابن بطلان نے کہا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کعبہ کا سونا چاندی

۶۸۳۵ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

قَالَ سَأَلْتُ الْأَعْمَشَ فَقَالَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ سَمِعْتُ حَذِيفَةَ يَقُولُ

حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ مِنَ السَّمَاءِ

فِي جَذْرِ قُلُوبِ الرِّجَالِ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ فَقَرَأُوا الْقُرْآنَ وَعَلِمُوا مِنْ

السَّنَةِ ۶۸۳۶ — حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي أَيَّاسٍ قَالَ حَدَّثَنَا

شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ مَرْثَةَ قَالَ سَمِعْتُ مَرْثَةَ الْهَدَايَةَ

يَقُولُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ وَأَحْسَنُ الْهُدَى

هُدَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا وَإِنَّ مَا

تُوعَدُونَ لَأُوتِيَ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ

مسلمانوں کے مصلح میں تقسیم کرنے کا ارادہ کیا اور جب شبہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ذکر کیا کہ انہوں نے ایسا نہیں کیا تو انہیں ان کی مخالفت کی گنجائش نہ رہی اور یہ اعتقاد کیا کہ ان کی اقتدی واجب ہے۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ بیت اللہ کی دیواریں زمین بوس ہو جائیں یا اس میں ترمیم کی ضرورت پڑے تو یہ مال اس میں خرچ کر سکتے ہیں لیکن اگر مسلمانوں کے منافع پر خرچ کریں گے تو معین شدہ مال اس کی راہ سے دور کریں گے اس لئے لوگوں کے مصلح اور منافع میں کعبہ کا مال خرچ کرنا جائز نہیں۔

توجہ: حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان کی کہ

۶۸۳۵ — امانت آسمان سے لوگوں کے دلوں کی گہرائیوں میں اترتی اور قرآن کریم نازل

ہوا۔ پس لوگوں نے قرآن پڑھا اور سنت کو جانا۔

شرح: امانت سے مراد ایمان اور اس کے احکام ہیں۔ جذر یعنی اصل اور گہرائی ہے۔

۶۸۳۵ — رجال مومن لوگ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جن پر انہیں پیدا کیا اس فطرت

کے اعتبار سے ان کے طباع میں امانت رکھی ہے اور جو شریعت وارد ہے لہذا امانت کی حفاظت میں طبع اور شرع دونوں جمع ہیں

۶۸۳۷۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُهَيْبٌ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَيْدِ بْنِ خَلْدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

۶۸۳۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ

حَدَّثَنَا هَلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى

قَالُوا وَمَنْ يَا أَبَى قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى

ترجمہ : مژہ ہمدانی نے کہا عبد اللہ بن سعید رضی اللہ عنہ نے کہا احسن حدیث اللہ کی کتاب ہے (قرآن) اور بہترین ہدایت جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے۔ اور بڑے امور نئے نئے ہیں اور بس کاتم سے وعدہ کیا گیا ہے وہ ضرور پورا ہوگا اور تم اس کو عاجز نہیں کر سکتے ہو۔

۶۸۳۷۔ شرح : محدثانہما سے مراد بدعت ہے اس سے مراد وہ ہے جس کا شریعت میں اصل نہ ہو اور جس نئے امر کا اصل ہو جس پر شرع دلالت کرے وہ بدعت نہیں۔ (حدیث ع۔ کی شرح دیکھیں)

۶۸۳۷۔ ترجمہ : ابو ہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ آپ نے فرمایا میں تمہارے درمیان اللہ کی کتاب سے فیصلہ کروں گا شرح : یہ لمبی حدیث ہے اس کو حدیث العسیف کہتے ہیں۔ اس حدیث میں عسیف کے والد اور جس نے اس کو ملازم رکھا ہوا تھا ان کو خطاب ہے۔ زید اور ابو ہریرہ کو خطاب نہیں۔

۶۸۳۸۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری ساری امت جنت میں داخل ہوگی مگر وہ شخص

۶۸۳۹۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ

قَالَ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَيَّانَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ

مَيْنَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَوْسَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ جَاءَتْ مَلَائِكَةٌ
إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَائِمٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ نَائِمٌ

وَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبُ يَقْظَانُ فَقَالُوا إِنَّ لِبَصَائِكُمْ

هَذَا مَثَلًا فَاضْرِبُوا لَهُ مَثَلًا فَقَالَ بَعْضُهُمْ إِنَّ نَائِمٌ وَقَالَ بَعْضُهُمْ

إِنَّ الْعَيْنَ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبُ يَقْظَانُ فَقَالُوا مَثَلُهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ

بَنَى دَارًا وَجَعَلَ فِيهَا مَادَّةً وَبَعَثَ دَاعِيًا فَمِنْ أَجَابِ الدَّاعِي

دَخَلَ الدَّارَ وَآكَلَ مِنَ الْمَادَّةِ وَمَنْ لَمْ يُجِبِ الدَّاعِيَ لَمْ يَدْخُلِ

الدَّارَ وَلَمْ يَأْكُلْ مِنَ الْمَادَّةِ فَقَالُوا أَوْ لَوْ هَالَهُ يَفْقَهُهَا فَقَالَ

جنت میں داخل نہ ہوگا جس نے انکار کیا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کون انکار کرتا ہے

فرمایا جس نے میری اطاعت کی جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔

شرح : یعنی جو قبول دعوت امتثال امر سے رکا اس نے انکار کیا۔ اگر یہ

۶۸۳۸

سوال پوچھا جائے کہ گنہگار بھی جنت میں جائیں گے کیونکہ وہ ہمیشہ

دوزخ میں نہ رہیں گے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اول سال میں داخل نہ ہوں گے یا ابلی سے مراد اسلام کا

انکار ہے وہ مخلد فی النار ہے۔

توجہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا چند فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۶۸۳۹

کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ شاہ کونین سو رہے تھے۔ ان میں سے

بعض نے کہا حضور سو رہے ہیں اور بعض نے کہا آنکیوں سو رہی ہیں۔ قلب شریف بیدار ہے۔ انہوں نے کہا

بَعْضُهُمْ أُمَّةٌ نَائِمَةٌ وَقَالَ لِبَعْضِهِمَّانَ الْعَيْنِ نَائِمَةٌ وَالْقَلْبُ
 يَقْظَانُ فَقَالُوا الدَّارُ الْجَنَّةُ وَالِدَاعِيُّ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَمَنْ أَطَاعَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ وَمَنْ
 عَصَى مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ عَصَى اللَّهَ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَّقَ بَيْنَ النَّاسِ تَابِعَهُ قَتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ لَيْثِ
 عَنْ خَلِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ جَابِرٍ خَرَجَ عَلَيْنَا الْبَنِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

آپ کی مثال اس مرد جیسی ہے جس نے مکان بنایا اور اس میں دسترخوان بچھایا پھر داعی کو بھیجا جس نے داعی کو قبول کیا وہ مکان میں داخل ہو گیا اور دسترخوان سے کھایا اور جس نے داعی کو قبول نہ کیا وہ مکان میں داخل نہ ہوا اور دسترخوان سے نہ کھایا انہوں نے کہا اس کی وضاحت کرو کہ اس کو سمجھیں بعض نے کہا حضور سو رہے ہیں اور بعض نے کہا انگلیں سو رہی ہیں۔ قلب شریف بیدار ہے انہوں نے وضاحت یہ کی کہ مکان جنت ہے۔ داعی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جس نے حضور کی طاعت کی اس نے اللہ کی طاعت کی اور جس نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان فارق ہیں۔ قتیبہ نے لیت، خالد، سعید بن ابی ہلال اور جابر سے روایت کرنے میں محمد بن عبادہ کی متابعت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تشبیہ کا مقتضی یہ ہے کہ بانی کی مثل نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل ہے جیسا کہ حدیث شریفین میں ہے "مثله کمثل

۶۸۳۹

رجل بنی داراً" داعی کی مثل نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مفرد کی تشبیہ مفرکے قبیلہ سے نہیں بلکہ طرفین سے (مشبہ اور مشبہ بہ) مفردات کی مطابقت کا لحاظ رکھتے بغیر مرکب کی تشبیہ مرکب کے ساتھ ہے جیسے قرآن حکیم میں إِنَّمَا مَثَلُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَاءٍ ،، یہ ایک تشبیہ ہے جس میں مفرد موصوومہ امور سے جو ایک

۶۸۲۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِينٌ عَنِ

الْوَعْمَشِيِّ عَنْ أَبِيهِمْ عَنْ هَمَامٍ عَنْ حَذِيفَةَ قَالَ يَامَعْشَرَ الْقُرَاءِ

اسْتَقِيمُوا فَقَدْ سَبَقْتُمْ سَبَقًا بَعِيدًا وَإِنِّي أَخَذْتُ مِثْلَنَا وَشِمَالًا لَقَدْ

ضَلَلْتُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا

۶۸۲۱۔ حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ

عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ إِنَّمَا مَثَلِي وَمَثَلُ مَا لِعَتْنِي اللَّهُ بِهِ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا فَقَالَ

دوسرے سے منظم ہوں مجموعی ہیئت منتشر کن جاتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ اس حدیث کی متابعت ایک وہم کے ازالہ کے لئے ذکر کی ہے وہ یہ ہے کہ کوئی کمان کر سکتا تھا کہ سعید بن میںنا کا طوق ہوتوں ہے کیونکہ اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اس حدیث کے رفع کی تصریح نہیں اس متابعت میں رفع کی تصریح کر کے مذکور وہم کا ازالہ کیا۔

ترجمہ : حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ذائقہ جاننے سیدھی راہ اختیار

۶۸۲۰۔ کرو تم بہت پیچھے رہ گئے ہو اگر تم دائیں بائیں مہلان کیا تو بہت

کبری گمراہی میں پڑ جاؤ گے۔

شرح : قراء قاری کی جمع ہے اس سے مراد کتاب و سنت کو جاننے والے

۶۸۲۰۔ علماء کرام ہیں۔ ابتداء اسلام میں جب قرآن مطلق ذکر کیے جاتے تو علماء

مراد ہوتے تھے۔ علماء سے خطاب کیا کہ وہ صراط مستقیم کی اتباع کریں اور دائیں بائیں کے مختلف طرق کی

طرف متوجہ نہ ہوں؛ ورنہ صراط مستقیم سے دور چلے جائیں گے۔ قرآن کریم میں «وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ

بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ» اس حدیث شریف میں علماء کو سیدھی راہ کی تلقین فرمائی؛ کیونکہ اگر عالم گمراہ ہو جائے تو اس کا

عوام پر گہرا اثر پڑتا ہے جبکہ عالم کی موت جہاں کی موت ہے۔

۶۸۲۱۔ ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

وَأَسْتَخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ وَكَفَرَمِنْ كَفَرَمِنْ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ
 لِأَبِي بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أُمِرْتُ أَنْ أَقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ
 إِلَّا اللَّهُ فَمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَصَمَ مِنِّي مَالَهُ وَنَفْسَهُ الْإِحْقَاقِ
 وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ قَالَ وَاللَّهِ لَا قَاتِلِينَ مِنْ فَرَقَ بَيْنَ الصَّالِحِ
 وَالزَّكَاةِ فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ وَاللَّهُ لَوْ مَنَعُونِي كَذَا كَانُوا
 يَتَوَدَّدُونَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنَعِهِ فَقَالَ
 عُمَرُ فَوَاللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ اللَّهَ قَدْ شَرَحَ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ لِلْقِتَالِ
 فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ وَقَالَ لِي ابْنُ بَكْرٍ وَعَبْدُ اللَّهِ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ
 عَقِيلِ عَنَاقًا وَهُوَ أَهْلُ دِرْوَالِ النَّاسِ عَنَاقًا وَعِقالًا هَهُنَا
 لَا يَجُوزُ وَعِقالًا فِي حَدِيثِ الشَّعْبِيِّ مُرْسَلٌ وَكَذَا قَالَ قَتَيْبَةُ

عِقالًا

تو عمر فاروق نے ابو بکر سے کہا آپ ایسے لوگوں سے کیسے جنگ کریں گے، حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا ہے ”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں کافر لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ
 کہیں جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا اس نے اپنا مال اور جان مجھ سے بچا لیا مگر حق اسلام باقی ہے اور اس کا
 حساب اللہ کے ذمہ ہے اور فرمایا اللہ کی قسم میں اس شخص سے جنگ کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں تفریق
 کرتا ہے، کیونکہ زکوٰۃ مالتق ہے اللہ کی قسم اگر انہوں نے مجھ سے ایک رسی روک رکھی۔ جیسے جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے روکیں گے تو اس کے روکنے کے باعث ان سے جنگ کروں گا۔
 عمر فاروق نے کہا بجز! یہ نہیں تھا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جنگ کے لئے ابو بکر کا سینہ کھول دیا۔

۹۸۲۲ — حَدَّثَنَا اسْبَعِيلٌ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ

يُونُسَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
عُتْبَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ عَيْنَةُ بْنُ حِصْنِ بْنِ
حَدَيْفَةَ بْنِ بَدْرِ فَنَزَلَ عَلَى ابْنِ أَخِيهِ الْحُرِّ بْنِ قَيْسِ بْنِ حِصْنٍ وَكَانَ
مِنَ الْفِرَازِيِّينَ يُدِينُهُمْ عُمَرُو كَانُوا الْقُرَاءَ أَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ وَ
مَشَاوَرَتِهِ كَهَوْلًا كَانُوا أَوْشَبًا فَقَالَ عَيْنَةُ لِابْنِ أَخِيهِ يَا ابْنَ
أَخِي هَلْ لَكَ وَجْهٌ عِنْدَ هَذَا الْأَمِيرِ فَتَسْأَلُنِي لِي عَلَيْهِ فَقَالَ
سَأَسْأَلُنِي لَكَ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاسْأَلْنِي لِعَيْنَةٍ فَلَمَّا دَخَلَ
قَالَ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَاللَّهِ مَا تُعْطِينَا الْجَزَلَ وَمَا تُحْكَمُ بَيْنَنَا
بِالْعَدْلِ فغَضِبَ عُمَرُ حَتَّى هَمَّ بِأَنْ يَقْعُرَهُ فَقَالَ الْحُرُّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
إِنَّ اللَّهَ قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ
وَاعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ وَأَنَّ هَذَا مِنَ الْجَاهِلِينَ فَوَاللَّهِ مَا جَاوَزَهَا
عُمَرُ حِينَ تَلَاهَا عَلَيْهِ وَكَانَ وَقَافًا عِنْدَ كِتَابِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

ابن بکیر نے کہا عبد اللہ نے لیت سے عناق روایت کیا ہے یہی صحیح تر ہے۔ (حدیث ۱۳۲۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا عینہ بن حصن بن حدیفہ بن بدر آئے

اور اپنے بھتیجے حُر بن قیس بن حصن کے پاس گھرے حُر ان لوگوں میں تھے جنہیں

عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے دیکھتے تھے۔ فقراء بڑھے ہوں یا نوجوان عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی مجلس کے ساتھی اور

مشیر تھے عینہ نے اسے بھیجے سے کہا اب میرے بھتیجے عینہ تیری اس امیر کے پاس وجاہت ہے کیا میرے لئے

اجازت لے سکتے ہو۔ مرنے کہا میں عنقریب اجازت طلب کروں گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مرنے عینہ کے لئے اجازت لی جب وہ داخل ہوا تو کہا اے خطاب کے بیٹے اشدلی قسم! تم ہم کو زیادہ عیبتے نہیں دیتے ہو اور نہ ہی ہمارے درمیان عدل و انصاف سے فیصلے کرتے ہو۔ عمر فاروق غصہ سے بھر گئے حتیٰ کہ اس کو مارنے کا قصد کیا تو مرنے نے کہا یا امیر المؤمنین اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے معاف کر دیا کرو اور بھلائی کا حکم کرو اور جاہلوں سے پہلو ہٹ کر اور یہ شخص جاہلوں میں سے ہے اللہ کی قسم جس وقت مرنے نے یہ آیت کریمہ پڑھی انہوں نے اس سے تجاوز نہ کیا اور وہ کتاب پر عمل کرنے والے تھے۔

شرح : اس حدیث کی مطابقت عنوان سے اس طرح ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ

— ۶۸۲۳ —

کتاب اللہ کے پاس وقوف تھے کتاب اللہ کے پاس وقوف کے معنی

یہ ہیں کہ کتاب اللہ کے احکام پر عمل کیا کرتے تھے یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کی اقتداء کیا کرتے تھے (حدیث ۲۲۲۸ ج ۶ : و ص ۸۶۲ ج ۶ پر اس کی شرح دیکھیں)

عیینہ بن سناری

صحابہ کرام میں شمار ہوتے ہیں۔ جاہلیت کے زمانہ میں شجاعت، جہالت اور سخت قلب مشہور تھے۔ فتح میں مسلمان ہوئے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوہ حنین میں حاضر ہوئے۔ حضور جن لوگوں کی تالیف قلب کیا کرتے تھے ان میں انہیں حصہ دیا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام ”احسن مطاع“ رکھا یعنی وہ بیوقوفوں جس کی بات تسلیم کی جائے۔ جب طلحہ اسدی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کے موافق ہو گیا جب مسلمانوں نے مرتدین سے جنگ میں ان پر غلبہ کیا تو طلحہ بھاگ گیا اور عیینہ قید کر لیا گیا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے توبہ کروائی تو تائب ہو گیا۔

حزب بن قیس بن حصن سناری

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غزوہ تبوک کے بعد قبیلہ فزارہ کا وفد آیا۔ ان میں حزب بھی تھے۔ یہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مجلس مشاورت کے رکن اور مقرب تھے۔ یہ عالم اور بہت بڑے عابد تھے۔ اسی لئے عمر فاروق رضی اللہ عنہ انہیں اپنا قریبی کیا تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشیر علماء، قاری، عابد اور نیک خوبڑھے اور نوجوان تھے۔ تمام نیک سیرت اور اللہ سے ڈرنے والے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مجلس کے وقت ان کا کوئی حاجب دربان نہ ہوتا تھا ان کی مجلس میں داخل ہونے کے لئے اجازت حاصل

۶۸۴۲ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَلِكٍ عَنْ

هشام بن عروة عن فاطمة بنت المنذر عن أسماء بنت أبي بكر
أنها قالت أتيت عائشة حين خسفت الشمس والناس قيام
وهي قائمة فصلت ما للناس فأشارت بيدها نحو السماء
فقلت سبحان الله فقلت آية قالت برأسها أي نعم فلتما
أنصرف رسول الله صلى الله عليه وسلم حمدا لله وأشنى عليه
ثم قال ما من شيء لم أره إلا وقد رأيت في مقامي هذا
حتى الجنة والنار وأوحى إلي أنكم تفتنون في القبور

کرنے کی مزدورت نہ ہوتی تھی۔ البتہ جب تنہا ہوتے اور آرام کا وقت ہوتا اس وقت ان کے پاس جانے کے
لئے اجازت لینا پڑتی تھی۔ اس لئے عینہ کو تنہائی کے وقت میں اجازت لینا پڑی اس لئے آئے یا ابن
خطاب کہا امیر المؤمنین نہ کہا یہ اس کی سخت قلبی اور اکابر کے مسائل اور مقامات کی عدم معرفت تھی۔
جزل۔ عظیم عطیہ۔ ہم ان یقع بہ، اس کو مارنے کا ارادہ کیا ذاقا
حل لغات
عند کتاب اللہ کے احکام سے تجاوز نہ کرتے تھے۔

۶۸۴۲ — توجہ : اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے کہا جس وقت سورج گرہن ہوا تو
میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی جبکہ تمام لوگ کھڑے تھے میں بھی کھڑی
ہو گئی اور نماز پڑھنے کے لئے کھڑی ہوئی تو میں نے کہا لوگوں کا کیا حال ہے (کہ وہ نماز پڑھ رہے ہیں)۔
ام المؤمنین نے آسمان کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا "سبحان اللہ" میں نے کہا کوئی علامت ہے انہوں
نے اپنے سر سے اشارہ کرتے فرمایا۔ ہاں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ
کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا کوئی ایسی شے نہیں جو میں نے دیکھا نہ ہو مگر اس کو میں نے اس مقام میں دیکھا یہاں تک
کہ جنت اور دوزخ کو بھی دیکھا ہے۔ مجھے وحی کی گئی ہے کہ تمہارا قبروں میں امتحان ہوگا جو دجال کے قتل کے

قَرِيبًا مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَالِ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ اَوِ الْمُسْلِمُ لَا اُدْرِى اَتَى ذَاكَ
 قَالَتْ اَسْمَاءُ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ جَاءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ فَاجْبُنَا وَ اَمَّا فَيُقَالُ نَمُ
 صَالِحًا عَلِمْنَا اَنَّكَ مُوقِنٌ وَ اَمَّا الْمُنَافِقُ اَوِ الْمُرْتَابُ لَا اُدْرِى اَتَى
 ذَاكَ قَالَتْ اَسْمَاءُ فَيَقُولُ لَا اُدْرِى سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ شَيْئًا
 فَقُلْتُهُ ٤٥٢٥ - حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَلِكٌ عَنْ
 اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ دَعَوْنِي مَا تَرَكْتُمْ اِنَّمَا اُهْلِكُ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ سُوَالَهُمْ وَ
 اخْتِلَافُهُمْ عَلَيَّ اَنْبِيَاءُهُمْ فَاِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَلَجْتَنِيوَةٌ وَاِذَا
 اَمَرْتُكُمْ بِاَمْرٍ فَاَتَوَّأَمْتُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ

قریب ہوگا۔ بہر حال مؤمن یا مسلمان میں نہیں جانتی کہ اسماء نے مومن کہا یا مسلمان کہا وہ کہتا ہے یہ محمد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو ہمارے پاس معجزات لائے ہم نے قبول کیا اور ایمان بلائے پھر اسے کہا جائے گا آرام سے سو
 رہو ہم جانتے تھے کہ تجھے یقین ہے۔ بہر حال منافق یا شک کرنے والا (فاطمہ بنت منذر نے کہا) میں نہیں جانتی کہ
 اسماء نے منافق کہا یا مرتاب کہا۔ وہ کہے گا میں نہیں جانتا لوگوں کو میں نے کچھ کہتے سنا تو میں نے بھی کہہ دیا تھا۔

شرح : اس حدیث کی عنان سے مطابقت ان الفاظ میں ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ

٤٨٢٢

علیہ وسلم معجزات لائے۔ ہم نے قبول کیا اور ایمان لائے۔ مومن وہ ہے جو

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اقتدار کرے۔ (حدیث ۸۴ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

٤٨٢٥

جب تک میں تمہیں چھوڑوں تم مجھے چھوڑے رکھو؛ کیونکہ تم سے پہلے زیادہ سوال

کرنے اور اپنے نبیوں سے اختلاف کرنے کے سبب ہلاک ہوئے جب میں تم کو کسی شئی سے منع کروں تو رک جاؤ اور
 جب تمہیں کسی شئی کا حکم دو تو اپنی طاقت کے مطابق وہ بجالاؤ۔ (یعنی ضرورت کے بغیر کوئی سوالی نہ کرو)

بَاب مَا يَكْرَهُ مِنْ كَثْرَةِ السُّؤَالِ وَكُلِّفَ مَا لَا يُعْنِيهِ
وَقَوْلُهُ لَا تَسْأَلُوا عَنِ أَشْيَاءَ إِنْ تَبَدَّلَكُمْ تَسْوُكُمْ

۶۸۲۶ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقَرِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ
قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ
أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَعْظَمَ الْمُسْلِمِينَ جُرْمًا مَنْ
سَأَلَ عَنْ شَيْءٍ لَمْ يَحْرَمْ فَحَرَّمَ مِنْ أَجْلِ مَسْأَلَتِهِ

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ جس سے نبی کریم صلی اللہ
۶۸۲۵ — علیہ وسلم منع کریں اس سے اور رکے گا جس کا حکم دیں اس کو وہ کرے گا

جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے گا۔ امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ حدیث جو جامع الکلام اور قواعد اسلام سے ہے
یعنی اس میں کلمات جامع ہیں اور اسلام کے اصول ہیں۔ اس میں بہت احکام داخل ہیں ایسے نماز کہ جو اس کے رکن
یا شرط پر قادر نہ ہو تو حسبِ مقدور استطاعت بجالائے ایسے ہی دنوں، تر عورت، بعض سورہ فاتحہ کا یاد ہونا، رمضان میں
اس شخص کو کھانے پینے سے رکنا جو عذر کے باعث روزہ افطار کر دے ایسے بے شمار احکام پر یہ حدیث شامل ہے۔

بَاب كَثْرَتِ سُّؤَالٍ أَوْ غَيْرِ مَقْصِدٍ بَانِيں كَرِيْمِي كَرَابِيْت

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد زیادہ اشیاء سے متعلق سوال نہ کرو اگر تمہارے لئے

ظاہر کی گئیں تو تمہیں بُرا لگے گا " ۶۸۲۶ — ترجمہ : عامر بن سعد بن ابی وقاص
رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ

سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں سے بہت بڑا مجرم وہ شخص ہے جس نے کسی شئی
سے متعلق سوال کیا جو حرام نہ تھی وہ اس کے سوال کرنے کے سبب حرام ہو گئی۔

شرح : ۶۸۲۶ — عینی نے اپنے دادا استناز طیبی سے نقل کیا اس حدیث میں مبالغہ ہے
کہ اسے عظیم کہا پھر اس کی تفسیر حرام سے کی تاکہ دلالت کرے کہ وہ نفس

۶۸۴۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا
 وَهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا النَّضْرِ يُحَدِّثُ
 عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أَخَذَ حَجْرَةً فِي الْمَسْجِدِ مِنْ حَصِيرٍ فَصَلَّى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فِيهَا لَيْلًا حَتَّى اجْتَمَعَ إِلَيْهِ نَاسٌ ثُمَّ فَقَدُوا وَاصْوَتْهُ لَيْلَةً وَظَنُّوْا أَنَّهُ

جرم ہے یعنی مسلمانوں کے حق میں مجرم وہ شخص ہے جس نے کسی شئی سے متعلق سوال کیا جو مسلمانوں پر حرام نہ لگتی
 معنی وہ اس کے سوال کرنے سے حرام کی گئی، ابن بطال نے کہا اس حدیث سے قدر یہ ہے استدلال کیا کہ اللہ تعالیٰ
 کے افعال معتدل بالاغراض میں یعنی اللہ کوئی شئی کسی اور شئی کے سبب کرتا ہے دراصل وہ شئی مقدر نہیں۔ اس کا
 جواب یہ ہے کہ اللہ ہر شئی پر قادر ہے۔ سبب اور مسبب پہلا کرنے والا وہی ہے اور ہر شئی اس کے مقدر کرنے
 سے ہے لیکن یہ حدیث تہدید و تنذیر پر محمول ہے کہ نبیوں سے زیادہ اشیاء کا سوال نہ کر د جس نے سوال کیا اور
 شئی حرام ہو گئی وہ مجرم ہے کیونکہ بکثرت لوگ اس کے اس فعل کو پسند نہیں کرتے کیونکہ اس سے تمام مسلمانوں
 پر امر سخت ہو جاتا ہے۔ کرمانی نے کہا اشعری امکان تعلیل کے منکر نہیں بلکہ وہ وجوب کا انکار کرتے ہیں ہو سکتا
 ہے کہ کوئی شئی مقدر ہو اس حرمت کا تعلق کسی کا سوال کرنا ہو حالانکہ اس کا فیصلہ پہلے ہو چکا ہے یہ نہیں کہ تحریم کی
 علت سوال ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا سَأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ
 لَا تَعْلَمُونَ « اگر تم نہ جانو تو جاننے والوں سے پوچھو۔ امر کا مقتضی وجوب یا استحباب ہے یعنی سوال
 کرنا واجب یا مستحب ہے۔ بہر حال گناہ کیسے ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی حکم
 ثابت ہے لیکن یہ معلوم نہیں کہ وہ حلال ہے یا حرام ہے۔ اس وقت علماء سے تحقیق کی جاتی ہے اسی سے فرمایا فَاسْئَلُوا
 أَهْلَ الذِّكْرِ الْآيَةَ اور جو حکم ثابت نہیں اس کے متعلق پوچھنا اس قبیلہ سے ہے جس طرف آیت کریمہ میں اشارہ
 کیا ہے کہ سوال کرنے سے حرام کی گئی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سوال کرنا گناہ نہیں اگر گناہ ہے تو کیسے نہیں اگر کیسے
 تو اکبر الکبار نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ کسی شئی سے متعلق سوال کرنا کہ وہ مباح شئی کی تحریم کا سبب بن جانے سے بڑا
 جرم ہے کیونکہ یہ مسلمانوں کی تنگی کا سبب بن جاتا ہے۔

۶۸۴۷۔ توجہ ا زید بن ثابت سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سمیعین فرمائی

قَدْ نَامَ فَجَلَّ بَعْضُهُمْ وَيَتَخَمَّرُ لِيُخْرِجَ إِلَيْهِمْ فَقَالَ مَا زَالَ بِكُمْ
الَّذِي رَأَيْتُمْ مِنْ صُنْعِكُمْ حَتَّى خَشِيتُمْ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ فَلَوْ كُتِبَ
عَلَيْكُمْ مَا قُتِمْتُمْ بِهِ فَصَلُّوا أَيُّهَا النَّاسُ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّ أَفْضَلَ
صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ

۶۸۴۸۔ حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو اسْمَاءَ

عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ
قَالَ سَأَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا فَلَمَّا أَكْثَرُوا
عَلَيْهِ الْمَسْأَلَةَ غَضِبَ وَقَالَ سَكُونِي فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ

کا حجر بنا یا اس میں چند راتیں حضور نے نماز پڑھی "صلی اللہ علیہ وسلم" یہاں تک کہ بہت لوگ جمع ہو گئے پھر انہوں نے ایک
رات حضور کی آواز شریف نہ سنی تو گمان کیا کہ حضور سو گئے ہیں۔ بعض نے کھنکارنا شروع کیا تاکہ آپ ان کے پاس تشریف
لا میں جب باہر تشریف لائے تو فرمایا جو تم کرتے تھے میں دیکھا رہا ہوں حتیٰ کہ مجھے خوف لاحق ہوا کہ تم پر یہ فرض ہو گیا
اور اگر تم پر فرض ہو گئی تم اس پر قائم نہ رہ سکو گے۔ اے لوگو! تم گھروں میں نماز پڑھو کیونکہ فرض نماز کے سوا آدمی کی افضل
نماز گھر میں ہے۔ ۶۸۴۷۔ شرح: کرمانی نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ایک جگہ چٹائی
کا حجر تیار کیا تاکہ اس میں نماز پڑھیں اور لوگ نہ دیکھیں۔ یہ واقعہ رمضان مبارک میں تراویح کی نماز کے متعلق ہے۔ اگر
یہ سوال پوچھا جائے کہ عید کی نماز، مسجد میں باجماعت پڑھی جاتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ نماز فرض نماز
کے حکم میں ہے کیونکہ یہ اسلام کے شعار سے ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا تھیہ المسجد اور طواف کی دو رکعتیں گھر میں
پڑھنا افضل نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ عام سے دلائل خارجیہ سے مخصوص ہیں۔ یہ مسجد میں ہی ادا کرنی افضل
ہیں۔ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ کے علاوہ عام مخصوص البعض ہوتا ہے (حدیث عن ج کی شرح دیکھیں)

۶۸۴۸۔ توجہ: ابو موسیٰ اشعری نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے چند اشیاء سے متعلق
سوال پوچھا گیا جن کو حضور نے پسند نہ فرمایا۔ جب لوگوں نے زیادہ سوالات

مَنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ حَذَافَةٌ ثُمَّ قَامَ أَخْرَفَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ
 أَبِي فَقَالَ أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا يَوْجِبُهُ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَضَبِ قَالَ إِنَّا نَتُوبُ إِلَى اللَّهِ
 ۶۸۲۹ — حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا

عَبْدُ الْمَالِكِ عَنْ وَرَادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ مَعُونَةَ
 إِلَى الْمُغِيرَةِ الْكُتُبَ إِلَى مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَقَالَ فَكُتِبَ إِلَيْهِ أَنْ نَبِيَّ اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ فِي
 دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ
 وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اللَّهُمَّ لَا مَا نَعْرَلِمَا أَعْطَيْتَ
 وَلَا مَعْطَيْتَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ وَكُتِبَ إِلَيْهِ

پوچھنے شروع کر دیئے تو حضور کو غصہ آگیا اور فرمایا مجھ سے پوچھو ایک آدمی کھڑا ہو گیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ پھر دوسرا کھڑا ہو گیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ شیبہ کا آزاد کردہ غلام سالم ہے۔ جب عمر فاروق نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر غیظ و غضب دیکھا تو عرض کیا ہم اللہ کے حضور توبہ کرتے ہیں (کی شریعت میں)۔
 ترجمہ: مغیرہ بن شعبہ کے مولیٰ و زاد سے روایت ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

۶۸۲۹ — نے مغیرہ بن شعبہ کو لکھا کہ میری طرف لکھ بھجو جو تم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ مغیرہ نے ان کی طرف لکھ بھیجا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" پین اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک اور حمد ہے اور وہ ہر جا ہے پر قادر ہے اسے اللہ جس کو

إِنَّه كَانَ يَمَانِي عَنِ قَبِيلٍ وَقَالَ وَكَثْرَةُ السُّؤَالِ وَإِصَاعَةُ الْمَالِ وَ
كَانَ يَنْهَى عَنِ عُقُوقِ الْأَهْمِيَّاتِ وَوَادِ الْبَنَاتِ وَمَنْعٍ وَهَاتِ قَالَ
أَبُو عَبْدِ اللَّهِ كَانُوا يَقْتُلُونَ بَنَاتِهِمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَحَرَّمَ اللَّهُ ذَلِكَ
۴۸۵۰ — حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادُ

أَبْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ هَيْبْنَا عَنِ التَّكْلِيفِ
۴۸۵۱ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تو عطا کرے اسے کوئی منع نہیں کر سکتا اور جس سے تو منع کرے اسے کوئی عطا نہیں کر سکتا۔ تیسرے حضور صاحب غنا کو
اس کی غنا تیری طاعت کے بدلہ نفع نہیں دے سکتی اور اس کی طرف لکھ بھجیا کہ حضور قیل قال دھجکڑا سے زیادہ
سوال کرنے اور مال ضائع کرنے سے منع فرماتے تھے اور ماووں کی نافرمانی، لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے اور
اور خیر رکھنے اور مجھے دے سے منع فرماتے تھے بخاری نے کہا لوگ جاہلیت میں اپنی بیٹیوں کو قتل کر دیتے تھے ایشہ ثانی نے انکو حرام کیا۔

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا ہم عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس تھے
۴۸۵۰ — انہوں نے فرمایا ہمیں تکلف کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

شرح : ابو نعیم نے مستخرج میں ابوسلم کے طریق سے سلیمان بن حرب شیخ بخاری
۴۸۵۰ — کے ذریعہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم عمر فاروق رضی اللہ عنہ

کے پاس بیٹھے تھے ان پر جو قمیص تھی اس کی پشت پر چار میوند تھے۔ انہوں نے ” وَفَاكِهَةٌ ذَا أَبَا“ پڑھا اور
فرمایا اس فاکہ کو تو ہم نے پہچان ہے۔ اب کیا شئی ہے۔ پھر فرمایا ٹھہرو ہم تکلف کرنے سے منع کئے گئے ہیں۔ امام بخاری
کا اس باب میں یہ حدیث ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ صحابی کا قول ” وَأَمْرَنَا وَهَيْبْنَا“ مرفوع حدیث کے حکم میں
ہے اگر اس کے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مذکور نہ ہوں۔ اس لئے وہاں لفظ هَيْبْنَا عَنِ التَّكْلِيفِ پر

اصحبت عاصم بن حذافہ عن ابي نعیم

خَرَجَ حِينَ زَاعَتِ الشَّمْسُ فَصَلَّى الظُّهْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ
فَذَكَرَ السَّاعَةَ وَذَكَرَانَ بَيْنَ يَدَيْهَا أُمُورًا عَظَامًا ثُمَّ قَالَ مَنْ
أَحَبَّ أَنْ يُسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ فَلْيَسْأَلْ عِنْدَهُ فَإِنَّهُ لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ
إِلَّا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ مَا دُمْتُ فِي مَقَامِي هَذَا قَالَ أَنَسٌ فَأَكْثَرَ النَّاسُ
الْبُكَاءَ وَأَكْثَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي
قَالَ أَنَسٌ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ أَيْنَ مَدُ خَلِي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ
النَّارُ فَقَامَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ حُذَافَةَ فَقَالَ أَيْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ أَبُوكَ
حُذَافَةَ قَالَ ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ سَلُونِي سَلُونِي قَالَ فَبَرَكَ عُمَرُ
عَلَى رُكْبَتَيْهِ فَقَالَ رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا
قَالَ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ عُمَرُ ذَلِكَ

اقتصار کیا اور باقی قصہ حذف کر دیا۔

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جس وقت سورج ڈھلا تو نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھنے لگے جب سلام پھیرا تو منبر تشریف

— ۶۸۵۱ —

پر کھڑے ہو کر قیامت کو ذکر کیا اور یہ بھی ذکر کیا کہ اس سے پہلے بڑے بڑے امور میں پھر فرمایا جو کوئی کسی شئی سے

متعلق پوچھنا چاہتا ہے وہ پوچھے اللہ کی قسم تم مجھ سے کسی شئی سے متعلق نہ پوچھو گے مگر میں جب تک اس مقام میں

ہوں تمہیں اس کی خبر دوں گا۔ انس نے کہا لوگ بہت زیادہ رونے لگے جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت

فرما رہے تھے۔ پوچھو، حضرت انس نے کہا ایک آدمی آپ کے پاس کھڑا ہو گیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے

داخل ہونے کا مکان کیا ہے فرمایا دوزخ ہے پھر عبد اللہ بن حذافہ کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

میرا باپ کون ہے؟ فرمایا حذافہ، پھر بار بار فرماتے رہے مجھ سے پوچھو پھر عمر فاروق کھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور

ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ عُرِضْتُ
 عَلَى الْجَنَّةِ وَالنَّارِ أَنْفَا فِي عُرْضِ هَذَا الْحَايِطِ وَأَنَا أَصِلُّ فَلَمَّا رَكَ لِيَوْمٍ
 فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ أَخْبَرَنَا رُوْحُ
 ابْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ النَّسِّ قَالَ سَمِعْتُ النَّسَّ بْنَ
 مَلِكٍ قَالَ رَجُلٌ يَا نَبِيَّ اللَّهُ مَنْ أَبِي قَالَ أَبُوكَ فَلَا تَنْزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ
 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِلَّا تَسَاءَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبَدِّلُكُمْ تَسْوُكُمْ الْآيَةُ
 ٤٨٥٣ — حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ صَبَّاحٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَابَابَةُ
 قَالَ حَدَّثَنَا دُرُقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ سَمِعْتُ النَّسَّ بْنَ
 مَلِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَبْرَحَ النَّاسُ
 يَتَسَاءَلُونَ هَذَا اللَّهُ خَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَمَنْ خَلَقَ اللَّهُ

کہا ہم اللہ سے اس کے رب ہونے سے راضی ہیں اور اسلام سے دین ہونے سے راضی ہیں اور جناب محمد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے سے راضی ہیں پھر جس وقت عمر فاروق نے یہ کہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 خاموش ہو گئے پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میرے سامنے ابھی ابھی جنت
 اور دوزخ اس دیوار کے عرض میں پیش کی گئی جبکہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ میں آج کے دن کی طرح خیر و شر میں کوئی
 شئی نہیں دیکھی۔ ٤٨٥١ — شرح: جس شخص نے یہ پوچھا کہ میرے داخل ہونے کی جگہ کیا ہے وہ منافق
 تھا۔ انصار اس لئے زیادہ رو رہے تھے کہ انہوں نے قیامت سے پہلے ہونا ک امور سنے تھے۔ (حدیث ٤٨٥١ کی شرح دیکھیے)
 ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی نے کہا یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 ٤٨٥٢ — میرا باپ کون ہے۔ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے اور یہ آیت کریمہ ہے اے ایمان
 والو! اشیاء کے متعلق سوال نہ کیا کرو،

۶۸۵۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ حَدَّثَنَا
عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيهِمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ
قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرْثٍ بِالْمَدِينَةِ وَهُوَ
يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيبٍ فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ لِبَعْضِهِمْ سَلُواهُ عَنِ
الرُّوحِ وَقَالَ لِبَعْضِهِمْ لَا تَسْأَلُوهُ لَا يُسْمِعُكُمْ مَا تَكْرَهُونَ فَقَامُوا
إِلَيْهِ فَقَالُوا يَا أَبَا الْقَسِيمِ أَخْبِرْنَا عَنِ الرُّوحِ فَقَامَ سَاعَةً يَنْظُرُ فَعَرَفْتُ
أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ فَتَأَخَّرْتُ عَنْهُ حَتَّى صَعَدَ الْوُحْيُ ثُمَّ قَالَ وَيَسْأَلُونَكَ
عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ
۶۸۵۳ — ہمیشہ یہ سوال کرتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ کہیں گے اللہ ہر شئی کا خالق ہے
اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے ؟
شرح : اللہ تعالیٰ کا غیر مخلوق ہونا بدیہی ہے یا نظری ہے جو بدیہی کے بہت قریب ہے۔
۶۸۵۳ — اس کے متعلق سوال کرنا لغت ہے ورنہ یہ اذعان کرنا ضروری ہے کہ کسی
ایسی ذات پر تسلسل کا انتفاع ضروری ہے جو خالق ہے مخلوق بہتر، وہ اللہ ہے۔ قولہ "ہذا" یہ مفعول ہے
اس تقدیر پر معنی یہ ہے کہ "حَتَّى يَقُولُوا هَذَا الْقَوْلُ" یہاں تک کہ یہ بات کہیں ہے۔ یہ بھی احتمال ہے
کہ "هَذَا مَبْتَدَأُ مَحْذُوفٍ اَخْبِرْهُ" اور وہ "هَذَا الَّذِي قَدْ عَلِمَ" یعنی یہ امر پہچانا گیا ہے۔ یوں بھی کہہ سکتے ہیں
کہ "هَذَا مَبْتَدَأُ اللّٰهِ خَيْرٌ مَّا هُوَ اَوْ خَالِقٌ خَلِي شَيْءٌ مَبْتَدَأُ مَحْذُوفٍ كِي خَيْرٌ مَّا هُوَ لَعْنِي هُوَ خَالِقٌ خَلِي شَيْءٌ" وہ ہر شئی کا خالق
ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ "هَذَا مَبْتَدَأُ" اور اللہ اس کا عطف بیان ہو اور "خَالِقٌ خَلِي شَيْءٌ" اس کی خبر ہو۔ ابوداؤد
کی روایت میں ہے کہ جب کوئی یہ کہتا ہے تو سورہ اخلاص پڑھنا شروع کر دے۔
۶۸۵۴ — ترجمہ : بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ منورہ

بَاب مَا يَكْرَهُ مِنَ التَّعَمُّقِ وَالنَّازِعِ وَالغُلُوِّ فِي الدِّينِ
 وَالْبِدْعِ لِقَوْلِهِ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا
 عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ٤٨٥٦ — حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ
 قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَوَاصِلُوا
 قَالُوا إِنَّكَ تَوَاصِلٌ قَالَ إِنْ لَسْتُ مِثْلَكُمْ إِنْ إِيَّتِ يُطْعِمُنِي رَبِّي
 وَيُسْقِينِي فَلَمْ يَنْتَهُوا عَنِ الْوِصَالِ قَالَ فَوَاصِلٌ بِهَمِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَيْنِ أَوْ لَيْلَتَيْنِ ثُمَّ رَأَوْا الْهَلَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَأَخَّرَ الْهَلَالُ لَزِدْتُكُمْ كَالْمُنْكَرِ لَهُمْ

باب علم میں تشدد کرنا (حد سے بڑھنا) اور اس میں جھگڑا
 کرنا اور دین میں غلو اور بدعت کی کراہت
 اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو نہ کرو اور
 حق کے سوا اللہ پر کچھ نہ کہو،

”علم میں تعق و تشدد یعنی حد سے بڑھ جانا مکروہ ہے ایسے ہی جب دلیل کی وضاحت نہ ہو تو حکم میں
 جھگڑا کرنا مکروہ ہے غلو کے معنی حد سے تجاوز کرنا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّا كُمْ
 وَالغُلُوِّ فِي الدِّينِ“ (الحمد) اپنے دین میں غلو سے بچنا، جن لوگوں نے دین میں غلو کیا وہ
 ہلاک ہو گئے جیسے روبریت میں بیت و تمبھوں کرتے ہیں اسطرح دخل اندازی کرتے اور حق سمجھنے سے باہر ہو جاتے

۴۸۵۷ — حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ بْنُ عِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا
 أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو رَاهِمٍ الشَّيْبِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي
 أَبِي قَالَ خَطَبْنَا عَلَى عَلِيٍّ مِنْ مَنَابِرٍ مِنْ أَجْرٍ وَعَلَيْهِ سَيْفٌ فِيهِ هَجِيْفَةٌ
 مَعْلَقَةٌ فَقَالَ وَاللَّهِ مَا عِنْدَنَا مِنْ كِتَابٍ يُقْرَأُ إِلَّا كِتَابُ اللَّهِ وَمَا
 فِي هَذِهِ الصَّحِيفَةِ فَتَشْرَهَا فَإِذَا فِيهَا أَسْنَانُ الْإِبِلِ وَإِذَا فِيهَا
 الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مِنْ غَيْرِ إِلَى كَذَا فَمَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَّثًا فَعَلَيْهِ
 لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرْفًا
 وَلَا عَدْلًا وَإِذَا فِيهِ ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ لِيَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ فَمَنْ
 أَخْفَرُ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پے در پے
 روزے نہ رکھو۔ لوگوں نے کہا آپ تو پے در پے روزے رکھتے ہیں،
 فرمایا میں تمہاری مثل نہیں ہوں میں رات بسر کرتا ہوں میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔ لوگ پے در پے روزہ رکھنے
 سے نہ رُکے۔ ابو ہریرہ نے کہا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ساتھ پے در پے دو روزے رکھے
 پھر لوگوں نے چاند دیکھ لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاند نظر نہ آتا تو میں اور زیادہ روزے رکھتا
 جیسے ان کو زجر اور تنبیہ فرما رہے۔

شرح : قولہ لَطْعَمِنِي وَيَقْبِنِي الخ اطعام سے اس کا لازم یعنی تقویت مراد ہے یا
 جنت کا طعام مراد ہے اس سے روزہ افطار نہیں ہوتا۔ حضرات صحابہ کرام

رضی اللہ عنہم نے حضور کی مخالفت نہ کی تھی بلکہ اُن کا خیال تھا کہ پے در پے روزے رکھتے حرام نہیں۔

حل لغات : منکل، عذاب دینا۔ (حدیث ۱۸۴۲ ج : ۳ کی شرح دیکھیں)

۴۸۵۷ — ترجمہ : ابو راہیم تمی نے بیان کیا کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ حضرت علی کریم اللہ وجہہ

مِنْهُ صَرَفًا وَلَا عَدْلًا وَإِذَا فِيهَا وَمَنْ وَ إِلَى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ
 فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ صَرَفًا
 وَلَا عَدْلًا ۶۸۵۸ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا
 أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ
 قُلْتُ عَائِشَةَ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا تَرَخَّصَ فِيهِ وَتَنَزَّهَ

نے اینٹوں کے منبر پر خطبہ پڑھا آپ کے پاس تلوار تھی جس کے ساتھ صحیفہ لٹکا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا بجز اہم پاس کوئی کتاب نہیں صرف اللہ کی کتاب ہے جو اس صحیفہ میں ہے پھر اسے کھولا تو اس میں اونٹوں کی عمریں لکھی تھیں (جو دیت میں دیتے ہیں) اور اس میں یہ بھی تھا۔ مدینہ منورہ غیر سے فلاں جگہ تک حرم ہے جس نے اس میں کوئی نیا کام شروع کیا اس پر اللہ کی لعنت، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے کوئی فرض اور نفل عبادت قبول نہیں کرے گا اس میں یہ بھی تھا کہ مسلمانوں کا عہد واحد ہے ان میں ادنیٰ شخص بھی پورا کرنے میں سعی کیے جس نے کسی مسلمان کے عہد کو توڑا۔ اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے کوئی فرض اور نفل عبادت قبول نہ کرے گا اس میں یہ بھی تھا جس نے اپنے مالکوں کی اجازت کے بغیر کسی قوم سے موالات کی اس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرض اور نفل عبادت قبول نہ کرے گا۔

شرح: یعنی مسلمان کا کافر کو امان دینا صحیح ہے اور تمام مسلمان ایک جان میں لہذا

۶۸۵۷

ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان غلام ہو یا عورت وغیرہ کا کافر کو امان دینا درست

ہے اور جس نے اپنی نسبت اپنے باپ کے سوا کسی اور طرف کی یا آزاد شدہ غلام نے اپنی نسبت آزاد کرنے والے کے غیر کی طرف کی اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، کیونکہ اس میں کفرانِ نعمت اور ارث و ولایت کے حقوق کی رضاعت اور قطع رحمی ہے اور لفظ بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ، حکم کی قید نہیں یہ صرف اس لئے ذکر کیا کہ غالباً ایسے لوگ بدون اجازت ہی کرتے ہیں؛ ورنہ اجازت کے ساتھ بھی مذکور نسبت جائز نہیں۔

(حدیث ۱۷۵۱، ۳ کی شرح دیکھیں)

حل لغات: اجتر، اینٹیں۔ صرف فرض عبادت۔ عدل نفل عبادت۔ الذمہ۔ عہد و امان۔

عَنْهُ قَوْمٌ فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمِدَّ اللَّهُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ
ثُمَّ قَالَ مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَزَهَوْنَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعَهُ فَإِنَّ اللَّهَ إِنِّي لَأَعْلَمُهُمْ
بِاللَّهِ وَأَشَدَّهُمْ لَهُ خَشْيَةً

۶۸۵۹ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ قَالَ أَخْبَرَنَا وَكَيْعٌ

عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ عَنْ ابْنِ أَبِي مُيَيْكَةَ قَالَ كَادَ الْخَيْرَانِ أَنْ يَهْلِكََا
أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ لَمَّا قَدِمَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفَدَى بَنِي تَمِيمٍ
أَشَارَ أَحَدُهُمَا بِالْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْخَطَلِيِّ أَخِي بَنِي مُجَاشِعٍ وَأَشَارَ
الْآخَرَ بِغَيْرِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ لِعُمَرَ إِنَّمَا أَرَدْتُ خَلَا فِي فَقَالَ عُمَرُ مَا أَرَدْتُ

توجہ: مسروق نے کہا ہم المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
۶۸۵۸ — نے کوئی کام کیا اور لوگوں کو اس میں رخصت دے دی۔ بعض لوگوں نے اس

سے احتراز کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو حضور نے اللہ کی حمد و ثناء کی پھر فرمایا ان لوگوں کا حال کیسا
بے جو اس شئی سے پرہیز کرتے ہیں جسے میں کرتا ہوں اللہ کی قسم! میں ان تمام سے اللہ کو زیادہ جانتا ہوں اور
ان سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں۔

شرح: یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کام کیا اور لوگوں کو اس میں رخصت
۶۸۵۸ — دے دی کہ وہ نہ کریں۔ یعنی اس میں آسانی کر دی جیسے رمضان مبارک کے

علاوہ بعض دنوں میں روزہ افطار کرنا اور بعض دنوں میں روزہ رکھنا لیکن بعض لوگوں نے پرہیز کرتے ہوئے رخصت
نہ چاہی اور پے درپے روزے رکھتے رہے اور بیویوں سے دور رہنا پسند کیا۔ مسیحا عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ جو کام میں نے کیا ہے اور انہیں رخصت دی ہے وہ یہ اس لئے کرتے ہیں کہ اللہ کے نزدیک
یہ ان کے لئے افضل ہے؛ یہ گمان درست نہیں کیونکہ ان تمام سے افضل کو جانتا ہوں اور عمل میں ان سے بہتر ہوں
یعنی مجھ میں قوتِ ثلیمہ اور قوتِ عملیہ ان سے زیادہ ہے (حدیث ۱۷۵۱ کی شرح دیکھیں)

خَلَافَكَ فَأَرْفَعَتْ أَصْوَاتَهُمَا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَلَّتْ
يَايَهُمَا الَّذِينَ آمَنُوا لِأَنَّهُ تَرَفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ إِلَى
قَوْلِهِ عَظِيمٌ وَقَالَ ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ فَكَانَ عُمَرُ بَعْدُ
وَلَمْ يَذْكُرْ ذَلِكَ عَنْ أَبِيهِ يَعْنِي أَبَا بَكْرٍ إِذَا حَدَّثَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَدِيثٍ حَدَّثَهُ كَأَخِي السِّرَارِ لَمْ يُسْمِعْهُ حَتَّى يَسْتَفْهِمَهُ

توجہ : ابن ابی ملیکہ نے کہا قریب تھا کہ دو بہتر آدمی ابو بکر اور عمر ہلاک ہو جاتے
جسکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنی تمیم کا وفد آیا ان میں سے ایک
دعمر فاروق نے اقرع بن حابس تمیمی حنظلی کا مشورہ دیا کہ اس کو امیر بنایا جائے اور دوسرے (ابو بکر صدیق) نے
اس کے غیر کی طرف اشارہ کیا۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق سے کہا تم میری مخالفت ہی کرتے ہو۔
عمر فاروق نے کہا میری خواہش آپ کی مخالفت نہیں (اس گفتگو میں) ان کی آوازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس بلند ہو گئیں تو یہ آیت کریمہ ”اے ایمان والو! تم اپنی آوازیں نبی کریم ”صلی اللہ علیہ وسلم“ کی آواز سے
بلند نہ کرو“ عظیم تک، ”ابن ابی ملیکہ نے کہا ابن زبیر نے کہا اس کے بعد عمر فاروق، عبد اللہ بن زبیر نے
یہ اپنے جد امجد ابو بکر صدیق سے ذکر نہیں کیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی کلام کرتے تو ایسے بات
کرتے جیسے کوئی راز بیان کرتے ہیں۔ حضور کو نہ سنا سکتے یہاں تک کہ حضور ان سے پوچھتے (کہ کیا کہا ہے)

۶۸۵۹

شرح : حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا یہ تنازع سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کی موجودگی میں ہوا جسکے عمر فاروق نے کہا اقرع بن حابس حنظلی جو بنی مجاشع میں
سے ہے کو امیر بنایا جائے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا قعقاع بن معبد بن زرارہ تمیمی کو امیر بنایا جائے جو بنی تمیم
کا وفد تھا اور وہ دونوں امیر بننا چاہتے تھے۔

۶۸۵۹

اس تولیت کے اختیار میں ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما میں تنازع ہو گیا اور ان کی آواز
بلند ہو گئیں تو مذکور آیت کریمہ نازل ہوئی۔

حل لغات سرار بھید۔ اخی السرار، رازدان

۶۸۶۰۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَلِكٌ عَنْ هِشَامِ
 ابْنِ عَمْرٍوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرَضِهِ مَرُّوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ قَالَتْ عَائِشَةُ
 قُلْتُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ فَمَرُّ
 عُمَرَ فَلْيُصَلِّ فَقَالَ مَرُّوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ
 بِحَفْصَةَ قَوْلِي إِنَّ أَبَا بَكْرٍ إِذَا قَامَ فِي مَقَامِكَ لَمْ يُسْمِعِ النَّاسَ مِنَ الْبُكَاءِ
 فَمَرُّ عُمَرَ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَفَعَلْتُ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِتَّكُنْ لَأَنْتِ صَوَابُ يَوْسُفَ مَرُّوا
 أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ لِلنَّاسِ فَقَالَتْ حَفْصَةُ لِعَائِشَةَ مَا كُنْتُ لِأُصِيبَ مِنْكَ
 خَيْرًا ۶۸۶۱۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
 ابْنُ أَبِي ذَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ
 جَاءَ عُمَيْرٌ إِلَى عَائِشَةَ بِنْتِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ أَهْلِهِ رَجُلًا

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
 ۶۸۶۰۔ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرض میں فرمایا ابو بکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں
 ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جب ابو بکر آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کے سبب وہ لوگوں کو نہیں سنا سکیں گے
 آپ عمر کو حکم فرمائیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں فرمایا ابو بکر کو کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ام المؤمنین عائشہ نے کہا میں نے حفصہ
 سے کہا تم کہو کہ جب ابو بکر آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو رونے کے سبب وہ لوگوں کو نہیں سنا سکیں گے آپ عمر کو حکم
 فرمائیں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ام المؤمنین عائشہ نے یہ عرض کر دیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم یوسف کی
 ساتھنوں سے ابو بکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ ام المؤمنین حفصہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے

فَيَقْتُلُهُ اَتَقْتُلُوْنَهٗ بِهٖ سَلِّ لِيْ يَا عَاصِمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَسَالَهٗ فِكْرَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا فَرَجَعَهَا عَاصِمُ
 فَاخْبَرَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ الْمَسَائِلَ فَقَالَ عُوْمَيْرُ وَاللّٰهِ
 لَآتَيْنِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ وَقَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ الْقُرْآنَ خَلْفَ عَاصِمِ
 فَقَالَ لَهُ قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْكُمْ قُرْآنًا فِدَعَاهُمَا فَتَقَدَّ مَا فَتَلَا عِنَّا ثُمَّ قَالَ
 عُوْمَيْرُ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ اَمْسَكْتُمُهَا فَفَارَقَهَا وَلَمْ يَأْمُرْهُ
 النَّبِيُّ بِفِرَاقِهَا فَجَرَّتِ السَّنَةُ فِي الْمَتَلَا عَيْنَيْنِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْظُرُوْهَا فَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اَحْمَرٌ قَصِيْرًا مِثْلَ وَحْرَةٍ فَلَا
 اِرَاةَ الْاِقْدَاكِذِبِ وَاِنْ جَاءَتْ بِهٖ اَسْحَمٌ اَعْيَنَ ذَا الْاَلْيَتَيْنِ فَلَا
 اَحْسِبُ الْاِقْدَا صَدَقَ عَلَيْهَا فَجَاءَتْ بِهٖ عَلٰى الْاَمْرِ الْمَكْرُوْهِ

میں نے تم سے کبھی مہبلاتی نہیں پائی۔ (حدیث ۶۲۹-۶۳۰ ج: ۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ: سہل بن سعد ساعدی نے کہا عومیر عجلانی عاصم بن عدی کے پاس آئے اور کہا

مجھے ایک آدمی کی خبر دو کہ وہ کسی آدمی کو اپنی بیوی کے ساتھ پائے اور اس کو

قتل کر دے تو کیا تم اس کا بدلہ اسے قتل کرو گے؟ اے عاصم تم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو۔ عاصم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مسائل کو مکروہ جانا اور معیوب سمجھا۔ عاصم واپس چلے گئے اور عومیر کو خبر دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان سوالات کو اچھا نہیں سمجھا۔ عومیر نے کہا۔ اللہ کی قسم! میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا ہوں۔ وہ آئے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے عاصم کے جانے کے بعد قرآن نازل فرمادیا تھا حضور

نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں قرآن نازل کیا اور ان دونوں (میاں بیوی) کو بلایا وہ دونوں آئے اور لعان کیا پھر عومیر نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر میں اس کو اپنے پاس رکھوں تو میں نے اس پر جھوٹ بولا ہوگا؛

۶۸۶۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ
 حَدَّثَنِي عُقَيْلٌ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُلِكُ بْنُ أَوْسٍ النَّصْرِيُّ
 وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرٍ بْنُ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِي ذِكْرًا مِنْ ذَلِكَ فَدَخَلْتُ عَلَى
 مُلِكٍ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ انْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى عُمَرَ أَيْتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَأُ
 فَقَالَ هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدِ يُسْتَأْذِنُونَ
 قَالَ نَعَمْ فَدَخَلُوا فَسَلَّمُوا وَجَلَسُوا قَالَ هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَأَذِنَ
 لَهُمَا قَالَ الْعَبَّاسُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ الظَّالِمِ اسْتَبْنَا
 فَقَالَ الرَّهْطُ عُثْمَانَ وَأَصْحَابَهُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ اقْضِ بَيْنَهُمَا وَارْحُ
 أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخِرِ فَقَالَ اتَّبِدُوا وَأَنْشِدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي بَاذَنَ
 تَقَوْمَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اس کو جدا کر دیا، حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جدا کرنے کا حکم نہ فرمایا تھا۔ پھر لعان کرنے والوں کا یہی طریقہ جاری ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس عورت کو دیکھو اگر اس نے چھوٹے قندو الاسرخ رنگ بچہ کچھنم دیا۔ جیسے زمین کا کھرا ہوتا ہے تو میں عویر جھوٹا خیال کروں گا اور اگر اس نے کالا موٹی آنکھوں والا اور موٹے سر نیوں والا بچہ جنا تو میں اس کو یہی خیال کروں گا کہ اس نے عورت کے متعلق سچ کہا ہے، چنانچہ اس نے مکروہ حالت پر بچہ جنا حدیث ۴۹۷۱ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

حل لغات : دحرہ سرخ رنگ کا چھوٹا سا جانور ہے۔ کھلنے میں گر کر اس کو خراب کر دیتا ہے۔ اسحم سیاہ رنگ۔ اُعْتِنَ، کشادہ چشم، ذالیتین، موٹے موٹے سر نیوں والا۔

ترجمہ : محمد بن جبیر بن مطعم نے مجھ سے حدیث سے ذکر کیا کہ مالک کے پاس گیا اور

۶۸۶۲۔ ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا میں چلا یہاں تک کہ عمر فاروق کے

قَالَ لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَفْسَهُ قَالَ الرَّهْطُ قَدْ قَالَ ذَلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلَى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ أَشَدُّ

كَمَا بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَلِكَ
قَالَ نَعَمْ قَالَ عُمَرُ فَإِنِّي مُحَدِّثُكُمْ عَنْ هَذَا الْأَمْرِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ نَحَصَ رَسُولَهُ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهَذَا الْمَالُ بَشْيَءٌ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ قَالَ اللَّهُ مَا آفَاءَ
اللَّهِ عَلَى رَسُولِهِ مِنْهُمْ فَمَا آوَحَفْتُمْ عَلَيْهِ الْآيَةَ فَكَانَتْ هَذِهِ خَاصَّةً

لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَاللَّهِ مَا احْتَازَهَا دُونَكُمْ وَلَا
اسْتَأْثَرَهَا عَلَيْكُمْ وَقَدْ أَعْطَاكُمْوهَا وَبَثَّهَا فِيكُمْ حَتَّى بَقِيَ مِنْهَا هَذَا

الْمَالُ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلَى أَهْلِهِ نَفَقَةً سَنَتِهِمْ
مِنْ هَذَا الْمَالِ ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ فَيَجْعَلُ مَا لِاللَّهِ فَعَمِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِذَلِكَ حَيَاتِهِ أَشَدُّكُمْ بِاللَّهِ هَلْ تَعْلَمُونَ ذَلِكَ قَالُوا نَعَمْ ثُمَّ قَالَ

پاس پہنچا ان دربان یرفا ان کے پاس آیا اور کہا کیا آپ عثمان غنی، عبدالرحمن بن عوف، زبیر بن عوام اور سعد بن
ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو اندر آنے کی اجازت دیتے ہیں۔ فرمایا ہاں (اجازت ہے) وہ اندر آئے اور سلام کہہ کر
بیٹھ گئے پھر اس نے کہا کیا علی اور عباس رضی اللہ عنہما کو اندر آنے کی اجازت ہے۔ عمر فاروق دونوں کو داخل
ہونے کی اجازت دیدی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے کہا یا امیر المؤمنین میرے اور اس ظالم کے درمیان فیصلہ
کر دیں پھر وہ دونوں آپس میں الجھ گئے اور ایک دوسرے کو برا بھلا کہا۔ حضرت عثمان اور ان کے ساتھیوں نے
کہا یا امیر المؤمنین ان کے درمیان فیصلہ کر دیجئے اور ایک کو دوسرے سے راحت پہنچائیں۔ عمر فاروق نے فرمایا
مخوڑا سا صبر کرو میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے زمین و آسمان قائم ہے۔ کیا تم جانتے
ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کریمہ مراد لی تھی۔ ان حضرات نے کہا حضور پر فرمایا ہے پھر

فرمایا ہمارا کوئی وارث نہیں جو ہم ترکہ چھوڑیں وہ صدقہ ہے اس سے حضور نے ۲

لَعَلِّي وَعَبَّاسٍ اَللّٰهُمَّ كَمَا بَالَيْتَ عَلِيَّ تَعْلَمَنَّ ذٰلِكَ قَالَا نَعَمْ ثُمَّ تَوَفَّى
 اَللّٰهُ نَبِيَّهٗ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُو بَكْرٍ اَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقبَضَهَا اَبُو بَكْرٍ فَعَمِلَ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ فِيْهَا رَسُوْلُ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتُمْ اَجْنَبِدُ فَاَقْبَلَ عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ تَزْعُمَانِ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ
 فِيْهَا كَذٰبٌ وَاَللّٰهُ يَعْلَمُ اَنَّ فِيْهَا صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ ثُمَّ تَوَفَّى
 اَللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ فَقُلْتُ اَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِي بَكْرٍ
 فَقبَضَهَا سَنَتَيْنِ اَعْمَلُ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَاَبُو بَكْرٍ ثُمَّ جِئْتَانِيْ وَكَلِمَتُكُمْ عَلٰى كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ وَاَمْرُكُمْ اَجْمَعٍ
 جِئْتِنِيْ تَسْأَلْنِيْ نَصِيْبَكَ مِنْ اِبْنِ اَخِيْكَ وَاَتَانِيْ هٰذَا يَسْأَلْنِيْ
 نَصِيْبَ اُمْرَاتِهِ مِنْ اَيْمَانِهَا فَقُلْتُ اِنْ شِئْتُمْ اَدْفَعُهَا اِلَيْكُمْ حَتّٰى اَنْ

عمر فاروق حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں
 کیا تم جانتے ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا جی ہاں! عمر فاروق نے فرمایا
 میں تمہیں اس امر کی خبر دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس مال سے ایک شے کے ساتھ مخصوص
 کر دیا تھا جو آپ کے سوا کسی کو نہ دی، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو فقی اللہ نے ان میں سے اپنے رسول کو دی پس تم
 نے اس پر گھوڑے اونٹ نہیں دوڑائے، یہ آیت کریمہ خالصاً جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تھی۔ بخند!
 پھر یہ مال تمہارے سوا محفوظ نہیں کیا اور نہ ہی تم پر اس مال میں کسی کو ترجیح دی۔ وہ حضور نے تم کو دیا اور تم ہی
 میں تقسیم کر دیا۔ یہاں تک اس مال سے یہ باقی بچ گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کے لئے اس مال
 سے ایک سال کا خرچہ لیتے اور باقی مال بچو کر اللہ کے مال کی طرح خرچ کر دیتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے عمر بھر اسی پر عمل کیا میں تم کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم یہ جانتے ہو؟ انہوں نے کہا جی ہاں! پھر اللہ تعالیٰ

عَلَيْكُمْ عَهْدُ اللَّهِ وَمِيثَاقَ تَعْمَلَانِ فِيهِ بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا عَمِلَ فِيهِ أَبُو بَكْرٍ وَبِمَا عَمِلْتُ فِيهَا مِنْذُ وَلِيْتَهَا وَإِلَّا فَلَا تُكَلِّمَانِي فِيهَا فَقُلْتُمَا ادْفَعُهَا إِلَيْنَا بِذَلِكَ قَدْ دَفَعْتُمَا إِلَيْنَا بِذَلِكَ أَنْشَدُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ دَفَعْتُمَا إِلَيْهَا بِذَلِكَ قَالَ الرَّهْطُ نَعَمْ فَأَقْبَلَ عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ فَقَالَ أَنْشَدُكُمْ بِاللَّهِ هَلْ دَفَعْتُمَا إِلَيْنَا بِذَلِكَ قَالَا نَعَمْ قَالَ أَفْتَلْتُمَا مَنِي قَضَاءَ غَيْرِ ذَلِكَ فَوَالَّذِي بَأَذَنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَاءَ غَيْرِ ذَلِكَ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَأَدْفَعُهَا إِلَيَّ فَأَنَا أَكْفِيكُمْ مَا هَا

نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفات دی، تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ولی ہوں اور اس مال کو ابو بکر نے اپنے قبضہ میں لے کر اس میں وہی عمل کیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل کیا تھا اور تم دونوں اس وقت موجود تھے اور حضرت علی اور عباس کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا تم دونوں یہ گمان کرتے تھے کہ ابو بکر نے ان اموال میں ایسا ایسا کیا۔ اللہ جانتا ہے کہ وہ ان مالوں میں سچے تھے نیک تھے۔ راستی پر تھے، حق کے تابع تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے ابو بکر کو وفات دی تو میں نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق کا ولی ہوں۔ میں نے ان اموال کو دو سال اپنے قبضہ میں رکھا اور ان میں وہی عمل کرتا رہا جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق کرتے رہے۔ پھر تم دونوں میرے پاس آئے اور تمہاری بات ایک ہی تھی اور تمہارا کام بھی ایک ہی تھا (اے عباس) آپ میرے پاس آئے اپنے بھتیجی کی جانب سے اپنا حصہ مانگتے اور یہ میرے پاس آئے یہ اپنی بیوی کا ان کے والد کی طرف سے حصہ مانگتے تھے۔ تو میں نے کہا تھا اگر تم چاہتے ہو تو میں یہ تمہیں دے دیتا ہوں اور تم پر اللہ کا عہد اور وعدہ ہے کہ ان میں وہ عمل کرو گے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمل کیا ہے، ورنہ ان کے بارے میں مجھ سے بات نہ کرو تو تم نے کہا اس شرط پر یہ مال ہمارے حوالہ کر دیں تو میں نے اس شرط پر تمہیں دے دیئے میں تمہیں اللہ کی قسم دیکھ پوچھتا ہوں کیا میں نے اس شرط پر تمہیں دیا تھا؟ انہوں نے

☆ اور جو ابو بکر نے ان میں عمل کیا اور جو میں نے جب سے ولی بنا ہوں ان میں عمل کیا

بَابِ اِثْمٍ مِنْ اَوْءِ كُحْدِنَا رَوَاهُ عَلِيُّ بْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۸۶۳۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ اِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَّاحِدِ

کہا جی ہاں! عمر فاروق نے کہا کیا تم مجھ سے اس کے سوا فیصلہ طلب کرتے ہو اس ذات کی قسم جس کے حکم سے آسمان اور زمین قائم ہیں۔ ان اموال میں اس کے سوا میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گا۔ یہاں تک کہ قیامت آجائے۔ اگر تم ان میں عمل کرنے سے عاجز ہو گئے ہو تو یہ میرے حوالہ کر دو میں تمہاری طرف سے ان اموال کے انتظام کی کفالت کرتا ہوں۔

۶۸۶۳ — شرح : حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت علی کے حقیقی چچا تھے اور بھتیجہ اپنے بیٹے کی طرح ہوتا ہے۔ اس لئے انہوں نے اگر حضرت علی کو ظالم کہا تو اس میں حرج نہیں اور کسی کے لئے ایسا کہنا جائز نہیں۔ نیز یہ ایسا کلمہ ہے کہ اس سے حقیقی معنی مراد نہیں؛ کیونکہ ظلم کے معنی ہیں۔ ایک شئی کو اس کے محل کے غیر میں رکھنا یہ مباح خصلت کو شامل ہے جو عرف میں اس کے لائق نہ ہو اور یہ محال ہے کہ معاذ اللہ حضرت علی ظالم ہوں؛ لہذا اس کی تاویل کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زجر کے طور پر یہ کہا تھا اور یہ وضاحت کرنا چاہتے تھے کہ میں اپنے کلام میں غلطی نہیں کرتا ہوں۔ اسی لئے موجود حضرات کرام اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم نے اس کو بُرا نہ سمجھا؛ حالانکہ منکر شئی کو وہ بہت بُرا جانتے تھے۔ انہوں نے حال کے قرینہ سے سمجھا تھا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی مراد ظالم کا حقیقی معنی نہ تھا۔ قولہ کذا و کذا یعنی وہ حق پر نہ تھے اور نہ حق کام کرتے تھے۔

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں ایسا اعتقاد کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عباس و علی رضی اللہ عنہما نے "لَا فُؤَادَ لَنَا" کی حدیث ان تک نہ پہنچی تھی۔ اپنے اجتہاد سے ایسی بات کہی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے اس سے رجوع کر لیا تھا اور یہ اعتقاد کر لیا تھا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حق پر ہیں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں اس میں کوئی تغیر اور تبدیلی نہ کی تھی۔ (حدیث ۲۸۸۵ ج ۲، کی شرح دیکھیں)

استبأ، آپس میں سخت کلام کیا۔ اِتَّبِعُوا، بھڑو اور صبر کرو۔

حَلِّ لُغَاتٍ : استأثر، ترجیح دی۔ بَثَّنَا، تقسیم کر دیا۔

قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قُلْتُ لِأَنَسِ أَحْرَمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 الْمَدِينَةَ قَالَ نَعَمْ مَا بَيْنَ كَذَا إِلَى كَذَا لَا يَقْطَعُ شَجْرَهَا مِنْ أَحَدٍ
 فِيهَا حَدَّثَنَا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ قَالَ عَاصِمٌ
 فَخَبَرَنِي مُوسَى بْنُ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ أَوْ أَوْى مُحَدَّثًا

بَابُ مَا يُذَكَّرُ مِنْ ذِمِّ الرَّأْيِ وَتَكْلِيفِ الْقِيَاسِ
 وَقَوْلِ اللَّهِ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ

باب اس کو گناہ جو بدعتی کو پناہ دے

ترجمہ : عاصم نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو حرم بنایا ہے۔ انس نے کہا جی ہاں

یہاں سے وہاں تک اس کے درخت نہ کاٹے جائیں جس نے اس میں کوئی بدعت جاری کی اس پر اللہ ورسول
 اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ عاصم نے کہا مجھے موسیٰ بن انس نے کہا یا بدعتی کو پناہ دی۔

(حدیث ۱۷۲۸ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

باب رائے کی مذمت اور قیاس کے تکلف میں جو مذکور ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد اور اس کا پیچھا نہ کر جس کا تجھے علم نہیں

رائے اور قیاس ایک ہی شی ہیں۔ اس جگہ رائے اور قیاس سے وہ مراد ہے جو کتاب اللہ یا سنت رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا اجماع سے مستنبط نہ ہو جاہل لوگ اپنی طرف سے کہہ دیتے ہیں یہ مذموم ہے اور جو قیاس

ان اصولوں سے مستنبط ہو وہ مذموم نہیں یہ جو تھا اصل ہے جو پہلے تین اصول سے مستنبط ہے۔ قیاس مامور ہے

کیونکہ یہ اعتبار ہے اور اعتبار مامور بہ ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **وَقَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ**، لہذا

۶۸۶۲ — حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ تَلَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ

قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُمَرَ وَغَيْرُهُ عَنْ ابْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عُمَرَةَ قَالَتْ
 حَجَّرَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ رَحِمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ أَنْ أُعْطِيَ كُمُوهُ انْتِزَاعًا وَلَكِنْ يَنْتَزِعُهُ
 عَنْهُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَاءِ بِعِلْمِهِمْ فَيُبْقِي نَاسًا جُهَالًا يُسْتَفْتُونَ فَيُفْتُونَ
 بِرَأْيِهِمْ فَيُضِلُّونَ وَيُضِلُّونَ فَحَدَّثْتُ عَائِشَةَ زَوْجَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 ثُمَّ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرٍو حَجَّرَ بَعْدُ فَقَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي انْطَلِقْ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ
 فَاسْتَثْبِتْ لِي مِنْهُ الَّذِي حَدَّثْتَنِي عَنْهُ فَحَدَّثْتُهَا فَسَأَلَتْهُ فَحَدَّثْتَنِي بِهِ
 كَمَا حَدَّثْتَنِي فَأَيْتُ عَائِشَةَ فَأَخْبَرْتُهَا فَعَجِبْتُ فَقَالَتْ وَاللَّهِ لَقَدْ
 حَفِظَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو

قیاس مامور یہ ہے اور حجت و دلیل ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یہی نے مجاہد کے طریق سے حضرت عمر فاروق سے روایت کی۔ انہوں نے فرمایا اصحابِ رائے سے بچو وہ سنتوں کے دشمن ہیں ان کو احادیث نے مستغنی کر دیا ہے وہ انہیں یاد کریں لیکن انہوں نے رائے سے کام لیا خود گمراہ ہو گئے اور لوگوں کو گمراہ کیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ وہ رائے ہے جو کتاب و سنت سے مستنبط نہ ہوں نص کے ہوتے ہوئے رائے سے کام لینا گمراہی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: «لَا لَقْفٌ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ» وہ بات مت کرو جس کا تجھے علم نہ ہو۔ بظاہر اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ قیاس ممنوع ہے اس کا جواب یہ ہے کہ «فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْأَبْصَارِ» اور دیگر آیات سے یہ منوع ہے۔

ترجمہ: عروہ سے روایت ہے انہوں نے کہا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے حج کیا

اس حال میں وہ ہمارے پاس سے گزرے تو میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا

کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ تم کو علم دینے کے بے علم نہیں اٹھائے گا لیکن

۶۸۶۵۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو حَمْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ
 الْأَعْمَشَ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا وَائِلٍ هَلْ شَهِدْتَ صِفِينَ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ
 سَهْلَ بْنَ حَنِيفٍ يَقُولُ ح وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا
 أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ قَالَ سَهْلُ بْنُ حَنِيفٍ يَا أَيُّهَا
 النَّاسُ أَهْمُوا رَأْيَكُمْ عَلَى دِينِكُمْ لَقَدْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ لَوْ
 اسْتَطِيعَ أَنْ أُرَدَّ أَمْرَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَرَدَدْتُهُ وَمَا
 وَضَعْنَا سِيوفَنَا عَلَى عَوَانِقِنَا إِلَى أَمْرٍ يُفْطِنُنَا إِلَّا أَسْهَلُنَا إِلَى أَمْرٍ
 نَعْرِفُهُ غَيْرَ هَذَا الْأَمْرِ قَالَ وَقَالَ أَبُو وَائِلٍ شَهِدْتُ صِفِينَ وَ
 بَدِئْتُ صِفُونَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ إِيَّاهُمْ وَأَرَأَيْكُمْ يَقُولُ مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ
 كِتَابٌ وَلَا سُنَّةٌ وَلَا يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يُفْتَى

اُن سے علماء کو علم سمیت قبض کرنے کے ساتھ علم اٹھائے گا اور جاہل لوگ باقی رہ جائیں گے وہ فتویٰ پوچھیں تو
 ان کو وہ اپنی رائے سے جواب دیں گے اور لوگوں کو گمراہ کریں گے اور خود بھی گمراہ ہوں گے میں نے یہ حدیث
 ام المؤمنین زوجہ محترمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کی پھر اس کے بعد عبد اللہ بن عمرو نے حج
 کیا تو ام المؤمنین نے فرمایا انے میرے بھانجے عبد اللہ بن عمرو کے پاس جاؤ تم نے جو حدیث مجھ سے بیان کی تھی اس
 کا ثبوت طلب کرو میں ان کے پاس آیا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے مجھ سے اسی طرح حدیث بیان کی جیسے
 مجھے عبد اللہ بن عمرو نے بتائی تھی میں ام المؤمنین کے پاس آیا اور انہیں خبر دی تو انہوں نے تعجب کیا اور کہا بخدا!
 عبد اللہ بن عمرو نے حدیث یاد رکھی ہے (حدیث ۹۹ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

توجہ : سہل بن حنیف نے کہا اے لوگو تم اپنے دین پر اپنی رائے کو کمزور جانو میں نے

اپنے آپ کو ابو جندل کے روز اگر مجھے طاقت ہوتی کہ میں جناب رسول اللہ

۶۸۶۵

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْأَلُ بِمَا
 لَمْ يُنَزَّلْ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي أَوْلَمُحِبِّ
 حَقِّي يُنَزَّلْ عَلَيْهِ الْوَحْيُ وَلَمْ يَقُلْ بِرَأْيِ لِقَوْلِهِ بِمَا آرَاكَ اللَّهُ وَ
 قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ سِئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّوحِ فَسَكَتَ حَتَّى نَزَلَتْ

صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم رد کر سکتا تو ضرور رد کر دیتا ہم نے اپنی تلواریں اپنے کندھوں پر تلواریں کسی کام کے لئے
 نہ رکھتے جو ہم کو گھبراہٹ میں ڈالتا مگر وہ آسانی اور آسان امر تک پہنچاتیں جسے ہم بہتر جانتے تھے سوا اس امر
 کے جس میں اب ہیں۔ ابو داؤد نے کہا میں صفین میں حاضر ہوا۔ صفین بہت بُرا تھا،

شرح : صفین کی جنگ میں سہل کو لڑائی میں تقصیر کرنے سے مُتہم کیا جاتا تھا
 اس لئے انہوں نے کہا تم اپنی رائے کو مُتہم کرو کیونکہ میں ضرورت سے

تقصیر نہیں کرتا ہوں جیسے حدیبیہ کے روز میں نے تقصیر نہیں کی تھی؛ کیونکہ اس روز میں نے اپنی حالت دیکھی تھی کہ
 اگر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت کرنے پر قادر ہوتا تو سخت جنگ کرتا جس کی مثال نہ ہوتی
 میں آج مسلمانوں کی مصلحت کے لئے توقف کرتا ہوں اور جنگ صفین میں شریک نہیں ہوتا۔ بعض شراح نے اِتَمُّوا
 مَا يَكُمُ، کے یہ معنی ذکر کئے ہیں کہ دین کے امر میں محض رائے پر عمل نہ کرو جو دین کے کسی اصول کی طرف منسوب
 نہ ہو۔ صفین بکسر الصاد و تشدید الفاء و سکون الیا شام اور عراق کے درمیان دریا کے کنارے ایک مقام ہے
 جہاں حضرت علی اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہما میں عظیم جنگ ہوئی تھی۔ جس میں ہزاروں صحابہ کرام شہید ہوئے تھے۔

اس جنگ میں سہل بن حنیف شریک نہیں ہوئے تھے تو لوگوں نے کہا تم نے اچھا نہیں کیا اس لئے سہل نے کہا صفین کی جنگ
 میں شریک نہ ہونا تقصیر نہیں کیونکہ میں لڑائی سے خوفزدہ نہیں ہوں؛ چنانچہ یوم ابی جندل یعنی حدیبیہ میں اگر ہم حضور کے
 حکم کی مخالفت پر قادر ہوتے تو بڑی جرأت کر سکتے تھے، اس کی مختصر سی تفصیل یہ ہے۔

چھ ہجری کے رمضان مبارک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کی جانب ہدی لے کر نکلے اور عمرہ کا احرام
 باندھنا کہ مکہ والوں کو معلوم ہو جائے کہ ہم لڑنے نہیں آئے جبکہ آپ کے ہمراہ مہاجرین اور انصار کی کثیر تعداد تھی۔
 ہدی سترادنٹ تھے اور لوگ سات سو تھے ہر دس کے لئے ایک اونٹ تھا جب قریش کو خبر پہنچی تو وہ مقابلہ
 کے لئے نکلے اور ذی طوی مقام میں اکٹھے ہوئے اور انہوں نے اللہ سے عہد کیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ میں

داخل ہونے دیں گے پھر بدیل بن ورقاء قبیلہ خزاعہ کے لوگوں کو ساتھ لے کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضور سے پوچھا کہ آپ کس لئے مکہ آئے ہیں؟ حضور نے فرمایا ہم جنگ کرنے نہیں آئے بلکہ بیت اللہ کی زیارت کرنے آئے ہیں، چنانچہ وہ واپس چلے گئے اور قریش کو بتایا کہ وہ جنگ کرنے نہیں آئے اس کے بعد قریش اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کافی مراسلات ہوتے رہے حتیٰ کہ آخر میں قریش نے سہیل بن عمرو کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مصالحت کے لئے بھیجا کہ اس سال آپ واپس چلے جائیں اور کثیر گفتگو کے بعد اس شرط پر صلح ہوئی کہ دس برس جنگ نہیں کریں گے اور قریش کا کوئی شخص اپنے ولی کی اجازت کے بغیر مدینہ منورہ آجائے تو اسے واپس کیا جائے گا۔ اور جو مسلمان مکہ مکرمہ آجائے اس کو واپس نہیں جانے دیں گے۔ صلح نامہ لکھا جا رہا تھا کہ اسی اثناء میں اچانک ابو جندل سہیل بن عمرو بن یوسف زنجیروں میں جکڑے ہوئے جو اہل مکہ کی قید سے بندر چھوٹ کر آئے تھے جب سہیل نے ابو جندل کو دیکھا تو اس کے قریب آ کر اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور اس کا گریباں پکڑ لیا اور کہا اس کو واپس کر دیا جائے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابھی صلح مکمل نہیں۔ یہ تمام شرائط صلح کے بعد کی ہیں لیکن سہیل نہ مانا اور ابو جندل کی واپسی کا اصرار کیا۔ حضور نے ابو جندل سے فرمایا واپس مکہ چلے جاؤ۔ ابو جندل زور زور سے چلانے لگا اور کہا اے مسلمانوں کیا میں مشرکوں کی طرف واپس کیا جاؤں گا؟ وہ میرا دین خراب کریں گے اس سے مسلمان بہت غمناک ہوئے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو جندل صبر کرو اور ثواب کے طالب رہو عنقریب تم سب کے لئے کوئی راہ نکال دے گا جب صلح سے فارغ ہوئے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بدی کے پاس گئے اور اس کو نخر کیا اور حلق کیا پھر تمام صحابہ کرام نے ہدایا نھر کئے اور حلق کر کے عمرہ کا احرام کھول دیا اور مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

لوگوں نے جنگ صفین میں سہیل بن حنیف کو شہم کیا تھا جبکہ وہ اس جنگ میں شریک نہ ہوئے تھے ان پر یہ کلام گراں گنہ تو ان سے کہا میں نے جنگ میں شرکت سے تقصیر نہیں کی اور نہ میری یہ عادت ہے۔ میں ضرورت کے وقت شرکت سے تقصیر نہیں کرتا ہوں۔ جب ابو جندل مسلمان ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور حضور نے صلح کی شرط کے مطابق اس کو مشرکوں کی طرف واپس کر دیا تو سہیل پر یہ بہت گراں گزر لوگوں نے جب اس کو جنگ میں تقصیر کرنے سے شہم کیا تو کہا مجھ میں ابو جندل کو واپس کرنے کی طاقت ہوتی تو ضرور اس کو واپس کر دیتا؛ لیکن میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق تقصیر کی تھی کیونکہ آپ نے اس کو واپس کر دینے کا حکم دیا تھا اور حضور کا حکم مسترد کرنے کی مجھ میں طاقت نہ تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ یوم کی نسبت ابو جندل کی طرف کی ہے۔ حدیبیہ کی طرف کیوں نہیں کی اس کا جواب یہ ہے کہ ابو جندل کو مشرکوں کے خوالہ کرنا مسلمانوں پر بہت شاق تھا اور یہ تمام امور پر ان کے لئے تکلیف دہ امر تھا۔ ابو جندل کی وجہ سے انہوں نے کہا تھا کہ انہیں مشرکوں کے

حوالہ نہیں کریں گے اور لڑائی کریں گے صلح پر راضی نہ ہوں گے (حدیث ع ۲۹۴ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

باب جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز سے متعلق

پوچھا جاتا جس کے متعلق وحی نازل نہیں ہوئی ہوتی تو

فرماتے میں نہیں جانتا یا جواب ہی دیتے یہاں تک کہ آپ پر وحی

نازل ہوتی اور اپنی رائے اور قیاس سے کچھ نہ فرماتے تھے، کیونکہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”بِمَا أَرَاكَ اللَّهُ“ جو اللہ نے آپ کو دکھایا،

اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روح سے متعلق پوچھا گیا تو
آپ خاموش رہے حتیٰ کہ آت نازل ہوئی،

شرح : رائے اور قیاس ایک ہی شے ہے۔ بعض کہتے ہیں رائے وہ علم ہے جو نظر و فکر سے حاصل

ہو یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فکر و عقل کے مقتضی کے مطابق کلام نہ فرماتے تھے اور قیاس کے

ساتھ اجتہاد نہ کرتے تھے حضور جو فرماتے تھے بذریعہ وحی فرماتے تھے۔ کرمانی نے کہا معلق اور موصول حدیث میں بخاری

کے قول ”لا ادری“ پر دلیل ہیں اور نہ ہی یہ اس کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ لہذا بخاری

کا لا ادری کہنا بے محل ہے۔ مہلب نے کہا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان اشیاء سے سوال کے جواب میں سکوت

فرماتے تھے جن کا شریعت مطہرہ میں اصل نہیں۔ ان میں وحی کی اطلاع ضروری ہے۔ اس کے علاوہ سید عالم

صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے قیاس مشروع کیا ہے اور جن مسائل کے اصول میں ان کے استنباط کی کیفیت

بھی بیان فرمائی ہے۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ جہاں شرعی نفس نہ ہو وہاں مسائل کا حل کیا ہے۔ قیاس کی تعریف

یہ ہے کہ جس میں کوئی حکم نہ ہو اس کو اس سے تشبیہ دینا ہوتا ہے جس میں حکم ہوتا ہے اور دونوں میں علت مشترکہ

ہوتی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی قیاس فرماتے تھے۔ ایک عورت نے پوچھا کہ اس کے والد نے حج نہیں کیا

کیا وہ اس کی طرف سے حج کر سکتی ہے؟ حضور نے فرمایا یہ تو بتا اگر تیرے والد پر قرضہ ہو تو کیا وہ ادا کرے گی

اللہ تعالیٰ کا حق زیادہ ہے کہ اس کا قرض ادا کیا جائے۔ یہ عین قیاس ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مسائل

میں سکوت فرمایا تھا جن کا شریعت میں اصل نہ تھا۔ جس پر قیاس کریں کیونکہ آپ اس آیت کریمہ فَاَعْتَابُوا لِأُولَى الْأُبْصَارِ

۶۸۶۶ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ
 سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ يَقُولُ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ مَرِضْتُ
 فَجَاءَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَأَبُوبَكْرٍ وَهُمَا شِيَانِ
 فَأَتَانِي وَقَدْ أُعْجِبُ عَلَى فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَبَّ
 وَضُوءَهُ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَرَبِّمَا قَالَ سُفْيَانُ فَقُلْتُ
 أَيُّ رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَقْضَى فِي مَالِي كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي قَالَ فَمَا
 أَحَابَنِي بِشَيْءٍ حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ

کے عموم کے مطابق مامور میں جب آپ اولی الالبصار سے افضل ہیں اور باب من شبهه اصلاً معلوماً اس پر دلالت کرتا ہے۔ قولہ لقوله بما ادراك الله .. امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لتتحكمم بين الناس بما اراك الله سے استدلال کیا کہ حضور رٹے اور عقل سے مسائل بیان نہ فرماتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں قیاس کے ساتھ فیصلہ کرتے تھے وہ فیصلہ اللہ ہی آپ کو بتاتا تھا لہذا یہ قیاس کے مخالفت نہیں۔
 قولہ قال ابن مسعود الخ امام بخاری نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تعلق عنوان میں لخص يجب، کی دلیل ذکر کی ہے کہ جب روح سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے جواب نہ دیا اور جواب نہ دینا سکوت ہے لیکن یہ تعلق بخاری کے دعویٰ کی دلیل نہیں ہے، کیونکہ ایسے مروج میں سکوت اس لئے فرماتے تھے کہ ان مسائل کا شریعت میں اصل نہ تھا جس پر قیاس فرماتے لہذا ایسے مقامات میں وحی کا نزول ضروری تھا۔ اللہ ورسول اعلم۔

ترجمہ : جابر رضی اللہ عنہ نے کہا میں بیمار ہو گیا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم پیدل چلتے ہوئے میری عیادت کرنے تشریف لائے

۶۸۶۶

جب میرے پاس آئے تو مجھ پر غشی طاری تھی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا پھر میرے اوپر پانی

ڈالا تو میں ہوش میں آیا میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بسا اوقات سفیان بن عیینہ نے کہا، میں نے

عرض کیا اے رسول اللہ! میں اپنے مال میں کیسے فیصلہ کروں کہا حضور نے مجھے کچھ جواب نہ دیا۔

یہاں تک کہ آیت میراث نازل ہوئی۔ (حدیث ۴۲۶۳ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

بَابُ تَعْلِيمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ

مِمَّا عَلَّمَهُ اللَّهُ لَيْسَ بِرَأْيٍ وَلَا تَمْثِيلٍ

۶۸۶۷ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَوْصِيَّةِ عَنِ أَبِي صَالِحٍ ذُكِرَ أَنَّ عَن

أَبِي سَعِيدٍ قَالَ جَاءَتْ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِحَدِيثِكَ فَاجْعَلْ لَنَا

مِنْ نَفْسِكَ يَوْمًا نَأْتِيكَ فِيهِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَكَ اللَّهُ فَقَالَ

اجْتَمِعْنَ فَاتَاهُنَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَّمَهُنَّ مِمَّا

بَابُ نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا أَتَتْهُنَّ مِنْ الرِّجَالِ

أَوْ رِجَالٍ كَوْنَهُنَّ كَوْنَهُنَّ تَعْلِيمِ دِينِ اللَّهِ تَعَالَى لِيَأْتِيَهُنَّ مِمَّا كَرَّمَ

أَوْ تَمْثِيلٍ نَهَى، اس عنوان سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں

میں سے ہیں جو قیاس نہیں مانتے، حالانکہ ابھی ابھی ہم نے ذکر کیا ہے کہ قیاس اعتبار ہے اور اعتبار مامور بہ

ہے جبکہ اعتبار کرنے میں ساری مخلوق سے افضل میں تمثیل قیاس ہی ہے اور وہ معلوم حکم کی مثل کو

دوسرے معلوم میں ثابت کرنا جبکہ وہ حکم کی نسلت میں مشترک ہوں۔

ترجمہ: ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مرد

آپ کی حدیثیں سن کر چلے جاتے ہیں اپنی طرف سے ہمارے لئے بھی کوئی دن معین فرمادیں کہ اس دن میں ہم آپ کی

عَلَّمَ اللَّهُ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْكُمْ إِمْرَأَةٌ تُقَدِّمُ بَيْنَ يَدَيْهَا مِنْ وَلَدِهَا
 ثَلَاثَةَ أَلْوَانٍ لَهَا حِجَابًا مِنَ النَّارِ فَقَالَتْ إِمْرَأَةٌ مِنْهُمْ يَا رَسُولَ
 اللَّهِ اثْنَيْنِ قَالَ فَأَعَادَتْهُمَا مَرَّتَيْنِ ثُمَّ قَالَ وَاثْنَيْنِ وَاثْنَيْنِ
بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي
ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ وَهُوَ أَهْلُ الْعِلْمِ ٤٨٦٨ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ
 ابْنُ مُوسَى عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ

کی خدمت میں حاضر ہوں آپ ہمیں وہ تعلیم دیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھایا ہے فرمایا فلاں فلاں دن فلاں
 فلاں مقام میں جمع ہو جاؤ وہ جمع ہوئیں تو ان کے پاس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے
 اور انہیں وہ سکھایا جو اللہ نے آپ کو سکھایا ہے۔ پھر فرمایا تم میں سے کوئی عورت نہیں جس نے اپنے سامنے تین
 بچے بھیجے ہوں مگر وہ اس کے لئے دوزخ سے حجاب ہو جاتے ہیں ان میں سے ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم دو بھی، یہ اس نے دوبارہ کہا پھر حضور نے فرمایا اور دو بھی، دو بھی، دو بھی۔

شرح : استفسار کرنے والی عورت حدیث میں بہم ہے، لیکن یہ احتمال ہے

٤٨٦٤

کہ اسماء بنت یزید بن سکن ہو۔ قولہ من نفسک من اوقات نفسک

تَقَدِّمُ تَقَدِّمُ سے ہے یعنی قیامت کے دن کی طرف بظاہر یہ حکم عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے لیکن واقعہ یہ
 ہے کہ چھوٹا بچہ فرط کا حکم رکھتا ہے۔ قیامت میں اسے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو وہ کہے گا جب تک
 میرا باپ جنت میں داخل نہ ہوگا میں جنت میں نہیں جاؤں گا۔ یہ عام ہے۔ اسی لئے اس کو فرط کہتے ہیں اس
 حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شریعت مطہرہ کے تمام احکام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد ہیں جسے
 چاہیں کسی حکم کے ساتھ مخصوص کر دیں۔ حدیث عن ج : ۱ اور احادیث عن ۱۱۷۹ ج : ۲ اور
 عن ۱۱۸۱ ج : ۲ کی شرح دیکھیں۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ
حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرٌ مِنَ اللهِ فَهُمْ ظَاهِرُونَ

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! میری امت کا ایک گروہ حق پر غالب رہے گا اور جنگ کریگا اور وہ علماء ہیں

سلم نے تو بان کے ذریعہ یہی حدیث ذکر کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری
امت ایک گروہ حق پر غالب رہیں گے جو ان کو رسوا کرنا چاہے گا وہ انہیں ضرر نہیں پہنچا سکے گا حتیٰ کہ
وہ اسی حال میں ہوں گے اور قیامت قائم ہو جائے گی۔ عنوان میں ”ہم اهل العلم“ یہ
بخاری کا کلام ہے۔ ہو سکتا ہے یہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام حدیث میں داخل ہو یہ
بھی احتمال ہے کہ علی الحق لایزال کی خبر ثانی ہو یعنی میری امت سے ایک گروہ ہمیشہ غالب
رہے گا اور حق پر رہیں گے۔

۶۸۶۸ — ترجمہ : بغیر بن شعبہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میری امت سے ایک گروہ ہمیشہ غالب رہے گا حتیٰ کہ ان پر اللہ کا امر آجائے (قیامت قائم ہو جائے)
اور وہ غالب رہیں گے۔

۶۸۶۸ — شرح : اس حدیث میں تجتنب اجماع کی دلیل ہے اور قیامت تک مجتہدین
سے زمانہ خالی نہ ہوگا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سلم میں عبد اللہ

ابن عبد اللہ بن عمرو کی حدیث اس حدیث کے معارض ہے کہ قیامت شرارتی لوگوں پر قائم ہوگی اور وہ جاہلیت
کے کافروں سے زیادہ شرارتی ہوں گے وہ کوئی دعاء اللہ سے نہ مانگیں گے مگر اللہ اس کو مسترد کر دے گا،
اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شرارتی خاص مقام میں ہوں گے اور دوسرے مقام میں حق پر لڑنے والا گروہ
ہوگا ان کے مخالفین انہیں کچھ ضرر نہیں پہنچا سکیں گے چنانچہ ابو امامہ نے مرفوع حدیث ذکر کی کہ جب رسول اللہ

۶۸۶۹ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ

عَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حَمِيدٌ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي

سُفْيَانَ يَخْطُبُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ

يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفْقِهْهُ فِي الدِّينِ وَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ وَيُعْطِي اللَّهُ

وَلَنْ يَزَالَ أَمْرُ هَذِهِ الْأُمَّةِ مُسْتَقِيمًا حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ أَوْ حَتَّى

يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت سے ایک گروہ حق کے ساتھ غالب و معاون رہے گا حتیٰ کہ قیامت آجائے گی وہ اسی طرح دشمنوں پر غالب ہوں گے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کہاں ہوں گے فرمایا وہ وہ بیت المقدس اور اس کے فوجی میں ہوں گے (یعنی)

اقول: یہ جواب اس تقدیر پر ہے جبکہ غالب طائفہ سے مخصوص لوگ مراد ہوں اور وہ ابدال ہیں جو شام میں ہیں لیکن ترجمہ البابت اور حدیث کے الفاظ عام ہیں اور وہ اہل علم ہیں اس تقدیر پر جواب یہ ہے کہ جن لوگوں پر قیامت قائم ہوگی وہ اس وقت صفحہ ارض پر موجود ہوں گے اور اللہ اللہ کہنے والا کوئی نہ ہوگا۔ ظاہر ہے کہ شام میں ابدال زمین پر ہیں اور اللہ اللہ بھی کرتے ہیں لہذا حدیث میں قیامت کے مراد قرب قیامت ہے یعنی قیامت کے قرب تک غالب رہیں گے اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا اس کے بعد کسی کا ایمان معتبر نہ ہوگا اور صرف بے ایمان لوگ ہوں گے جن پر قیامت قائم ہوگی، واللہ در سولہ اعلم!

ترجمہ: حمید بن عبد الرحمن بن عوف نے کہا میں نے معاویہ بن ابی سفیان کو

خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے

۶۸۶۹ —

ہوئے سنا کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھاری کا ارادہ کرتا ہے اس کو دین میں سمجھ دے دیتا ہے میں تو صرف

قاسم ہوں عطاء اللہ کرتا ہے اس امت کا معاملہ ہمیشہ مستقیم رہے گا یہاں تک کہ قیامت ہو جائے یا فرمایا یہاں

تک کہ اللہ کا امر آجائے (حدیث ۶۸۶۹ ج: ۱ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيْعًا

۶۸۶۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

قَالَ عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ لَمَّا نَزَلَ عَلِيٌّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلُّهُوَ الْقَادِرُ عَلَيَّ أَنْ يَبْعَثَ

عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ قَالَ أَعُوذُ بِوَجْهِكَ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْضِكَ
قَالَ أَعُوذُ بِوَجْهِكَ فَلَمَّا نَزَلَتْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيْعًا وَ يَذِيْقُ بَعْضَكُمْ

بِأَسِّ بَعْضٍ قَالَ هَاتَانِ أَهْوَنُ أَوْ أَيْسَرُ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا إِشْرَادِ يَا تَمْهِيْنَ مَخْتَلَفِ كَرُوْهُ كَرُوْهُ

ترجمہ: جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ
آیت کریمہ فرمادیں اللہ اس پر قادر ہے کہ تم پر عذاب اوپر سے بھیجے نازل ہوگا۔

تر حضور نے فرمایا میں تیری ذات کی پناہ چاہتا ہوں یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے عذاب بھیجے تو حضور نے
فرمایا اے اللہ میں تیری ذات کی پناہ چاہتا ہوں اور جب یہ ارشاد نازل ہوا اور یا تمہیں گروہ گروہ کر دے جو
ایک دوسرے کو عذاب دیں فرمایا یہ آسان ہے یا ائیسر (راوی کو شک ہے)

شرح: یعنی تم پر آسان سے عذاب آئے جیسے قوم لوط پر پتھر برسے تھے جو زمین
سے عذاب آئے جیسے قارون کو زمین میں دھنسا یا گیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما

نے کہا اوپر کا عذاب برے حاکم میں اور نیچے کا عذاب برے خدشگار میں یا تمہیں مختلف گروہ بنا دے جو باہم لڑتے
رہیں۔ پہلی دونوں سے حضور نے پناہ مانگی تیسرے کو آسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاء قبول فرمائی۔
کہ آپ کی امت عذاب سے ہلاک نہ ہوگی اور ان کے مختلف فرقے اور گروہ ہوں گے جو آپس میں
جنگ و جدل کرتے رہیں گے اس کو حضور نے آسان فرمایا؛ کیونکہ اس میں مومن کے لئے کفارہ ہے۔

بَابُ مَنْ شَبَّهَ أَصْلًا مَعْلُومًا بِأَصْلِ مُبَيَّنٍّ
قَدْ بَيَّنَّ اللَّهُ حُكْمَهَا لِيَفْهَمَ السَّائِلُ

۶۸۷۱۔ حَدَّثَنَا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ

عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي

هُرَيْرَةَ أَنَّ أَعْرَابِيًّا أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ امْرَأَتِي

وَلَدَتْ غُلَامًا أَسْوَدًا وَإِنِّي أَنْكَرْتُهُ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَمَا أَلْوَانُهَا قَالَ حُمْرٌ قَالَ فَهَلْ فِيهَا مِنْ أَوْرَقٍ قَالَ فِيهَا لَوْرَقَاتٌ

قَالَ فَإِنِّي تَرَى ذَلِكَ جَاءَهَا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عِرْقٌ نَزَعَهَا قَالَ

وَلَعَلَّ هَذَا عِرْقٌ نَزَعَهُ وَلَمْ يُرَخِّصْ لَهُ فِي الْإِنْتِفَاءِ مِنْهُ

باب جس نے معلوم اصل کو واضح اصل کے

کے ساتھ تشبیہ دہی اللہ تعالیٰ نے دونوں کا حکم بیان

فرمایا تاکہ سائل سمجھ لے، ۶۸۱۱۔ ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میری بیوی نے کالا بچہ جنا ہے اور میں نے اس کا انکار کر دیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کیا تیرے پاس اونٹ ہیں عرض کیا جی ہاں! فرمایا ان کے رنگ کیسے ہیں عرض کیا سرخ رنگ ہیں فرمایا کیا ان میں کچھ بھورے بھی ہیں۔ عرض کیا ان میں بھورے بھی ہیں فرمایا تو کیا گمان کرتا ہے وہ کیسے آیا عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی رنگ نے اس کو کھینچا

۶۸۶۲۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ

أَبِي بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ
إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تَحْرِمَنِي
قَبْلَ أَنْ تَحْرِمَ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُرِّمْتُ عَنْهَا آيَاتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكَ
دَيْنٌ أَكُنْتُ قَاضِيَةً قَالَتْ نَعَمْ قَالَ اقْضُوا الَّذِي لَكُمْ فَإِنَّ اللَّهَ
أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ

فرمایا شاید یہ رگ ہے جس نے اس کو نکالا ہے اور اس کو اپنے نسب سے بچے کے انکار کرنے کی اجازت نہ تھی
شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے پہلے باب میں قیاس کی مذمت اور کراہت بیان کی
۶۸۶۱۔ ہے یہاں اس کا جواز ذکر کیا ہے اس کا جواب یہ ہے۔ قیاس کے دو
فروع ہیں۔ ایک صحیح جو فنِ اصول میں مذکور قیاس کی تمام شرائط پر مشتمل ہے۔ دوسرا فاسد جو اس کے خلاف
ہے۔ مذہوم قیاس فاسد ہے۔ صحیح قیاس مامور بہ ہے۔

حَلَّ لُغَاتٍ : وَرَقٌ بَهْمِ الْوَادِ أَوْ رَقٌ كِي جَمْعُ مَعْنَى سِيَاهٍ سَفِيدٍ دَبُورًا، عَرَقٌ رِجِّ

توجہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک عورت بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۶۸۶۲۔ کے پاس آئی اور کہا میری والدہ نے نذرمانی تھی کہ وہ حج کرے گی وہ حج

کرنے سے پہلے فوت ہو گئی ہے کیا میں اس کی طرف سے حج کر سکتی ہوں؟ فرمایا ہاں کر سکتی ہو یہ تو بتا اگر تیری
ماں پر قرضہ ہوتا کیا تو اس کو ادا کرتی عرض کیا جی ہاں! فرمایا جو اللہ کا قرضہ ہے ادا کرو اس لئے کہ اللہ زیادہ
حق دار ہے کہ اس کا قرضہ ادا کیا جائے۔

شرح : قوله فاقضوا الخ اس خطاب میں مرد اور عورتیں داخل ہیں۔ اگر یہ سوال

۶۸۶۲۔ پوچھا جائے کہ آدمی کا حق اللہ کے حق پر مقدم ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ

آدمی کا حق اس لئے مقدم ہے کہ وہ محتاج و مفتقر ہے۔ آدمی کے محتاج ہونے کے سبب اس کے حق کی تقدیم
وفاء کی احقیقت کے منافی نہیں ہے۔ ہر جہت قائم ہے اور کہا ہے پہلے قیاس نے ان دو حدیثوں سے منکرین قیاس
ان دو حدیثوں سے منکرین قیاس نے استدلال کیا

بَابُ مَا جَاءَ فِي اجْتِهَادِ الْقَضَاءِ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ

لِقَوْلِهِ وَمَنْ لَمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ وَ
مَدَحَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبَ الْحِكْمَةِ حِينَ يَقْضِي بِهَا وَيُعَلِّمُهَا
لَا يَتَكَلَّفُ مِنْ قَبْلِهِ وَمُشَاوَرَةَ الْخُلَفَاءِ وَسُؤَالَ هِمَّ أَهْلِ الْعِلْمِ

۶۸۷۳۔ حَدَّثَنَا شَيْخُ شَهَابُ بْنُ عِبَادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ

ابن حميد عن اسمعيل عن قيس عن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم لا حسد الا في اثنتين رجل اتاه الله ما لا فسلطه على
هلكته في الحق واخراتاه حكمة فهو يقضي بها ويعلمها

ابراہیم نظام داؤد بن علی اور بعض معتزلوں نے قیاس کا انکار کیا لیکن حق یہ ہے کہ امت کا اس پر اتفاق ہے۔ حضرات صحابہ کرام، تابعین عظام اور دنیا کے فقہاء نے قیاس کیا۔ (حدیث ۷۲، ۷۳ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ كَيْفَ نَازَلَ كَيْفَ هُوَ كَيْفَ مَطَابِقُ قَاضِيُونَ كَيْفَ اجْتِهَادُ كَرْنَا

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرمانا ہے جو کوئی اللہ کے نازل کرنے کے مطابق فیصلے نہ کریں وہ
ظالم لوگ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاحبِ حکمت کی مدح کی جو حکمت سے
فیصلہ کرے اور اس کی تعلیم دے اور اپنی طرف سے تکلف نہ کرے خلفاء کا
علماء سے مشورہ کرنا اور ان سے پوچھنا،

۶۸۷۳۔ ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا صرف دو آدمیوں پر حسد ہے ایک وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس کو حق میں خرچ کرنے

۶۸۶۲ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعْوِيَّةَ قَالَ
 حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْمُغِيرَةِ قَالَ سَأَلَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عَنْ
 إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ وَهِيَ الَّتِي يُضْرَبُ بَطْنُهَا فَتُلْقَى جَنِينًا فَقَالَ أَتَيْتُكُمْ
 سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ شَيْءٌ فَقُلْتُ أَنَا فَقَالَ مَا هُوَ قُلْتُ
 سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِيهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ فَقَالَ
 لَا تَبْرُحْ حَتَّى تَجِيئَنِي بِالْمُخْرَجِ فِيمَا قُلْتُ فَخَرَجْتُ فَوَجَدْتُ مُحَمَّدَ
 ابْنَ مَسْلَمَةَ فَحِثْتُ بِهِ فَشَهِدَ مَعِيَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَقُولُ فِيهِ غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ تَابَعَهُ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ أَبِيهِ
 عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ

مسئلہ کیا گیا دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے علم دیا وہ اس کے ساتھ فیصلے کرتا ہے۔ (حدیث ع کی شرح دیکھیں)

توجہ : مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عورت کے

۶۸۶۲ —

املاص کے متعلق پوچھا اور یہ وہ عورت ہے جس کے پیٹ پر

ضرب ماری جائے اور وہ ناتمام بچہ گرا دے) فرمایا تم میں سے کس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں کچھ سنا
 ہے۔ میں نے کہا میں نے سنا ہے فرمایا وہ کیا ہے۔ میں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے بارے
 میں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس میں غرہ ہے اور وہ غلام یا لونڈی ہے۔ عمر فاروق نے کہا اسی جگہ رہو گے
 یہاں تک جو تو نے کہا ہے اس پر شہادت لاؤ پس میں باہر نکلا اور محمد بن مسلمہ کو پایا اور اسی کو ساتھ لے
 آیا اس نے میرے ساتھ گواہی دی کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس کی
 دیت غرہ ہے عبد یا لونڈی ہے۔ ابن ابی الزناد نے اپنے باپ عروہ اور مغیرہ سے روایت کرنے میں ہشام
 ابن عروہ کی روایت کیا۔

۶۸۶۲ — شرح : قولہ "صی التي يضرب بطنها" املاص کے معنی میں جملہ معترضہ ہے۔ یعنی وہ عورت

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَتَتَّبِعَنَّ سُنَنَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ

۶۸۷۵ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ

أَبِي ذَيْبٍ عَنِ الْمُقْبِرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَأْخُذَ أُمَّتِي بِأَخْذِ الْقُرُونِ قَبْلَهَا شَبْرًا

بِشْبُرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ فَيَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَفَّارِسَ وَالرُّومِ قَالَ وَ

مَنْ النَّاسُ إِلَّا أَوْلِيكَ

جس کے پیٹ کچھ مارا جائے اور وہ خلقت میں ناتمام بچہ پیٹ سے باہر نکال دے اس کو جنین بھی کہا جاتا ہے۔ یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنین کی دیت غرہ فرمائی ہے اور وہ غلام یا لونڈی ہے۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ حدیث کی روایت میں ایک گواہ کافی ہے۔ ممکن ہے کہ محمد بن مسلمہ کے ساتھ دو گواہ ہوں گے اور مدعی قاضی اور حاکم ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ خبر واحد حجت ہے اس پر عمل کرنا واجب ہے۔ حضرت عمر فاروق نے گواہ کیوں ضروری قرار دیا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تاکید کئے گئے تھے تاکہ انہیں پورا اطمینان ہو جائے۔ علاوہ ازیں اگر اور بھی ساتھ ہو تو جب بھی یہ خبر واحد ہی ہے۔

حل لغات : املاص " ناتمام بچہ پیٹ سے گر جائے۔

بَابُ نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَا ارشاد

تم پہلے لوگوں کے طریقوں کی ضرور پیروی کرو گے

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ میری امت پہلے لوگوں کے

۶۸۷۵ —

۶۸۷۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عُمَرَ

الصَّنْعَانِيُّ مِنَ الْيَمَنِ عَنْ زَيْدِ بْنِ إِسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ

سَعِيدِ الْخَدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتَتَّبِعَنَّ سُنَنَ مَنْ

قَبْلَكُمْ شِبْرًا شِبْرًا وَذِرَاعًا ذِرَاعًا حَتَّى لَوْ دَخَلُوا خَجْرَ صَبَّ تَبِعْتُمُوهُمْ

قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَةَ قَالَ فَمَنْ

کے طریقوں پر برابر چلنے لگے گی بالشت کے برابر بالشت اور ذراع کے برابر ذراع چلے گی۔ عرض کیا گیا
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارس و روم کی مانند فرمایا وہ یہی لوگ تو ہیں۔

۶۸۷۵ شرح : یعنی یہ لوگ جو بالشت و ذراع کی برابری کی مانند ان کی پیروی
کریں گے اور وہ فارس و روم کے دو عظیم گروہ ہیں۔ فارس فارسی

ہیں ان کا بادشاہ کسریٰ ہے اور روم کا بادشاہ قیصر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ بظاہر حدیث سے
معلوم ہوتا ہے کہ لوگ صرف فارس و روم میں منحصر ہیں؛ چنانچہ حضور نے ارشاد فرمایا لوگ صرف یہی تو
ہیں اس کا جواب یہ ہے کہ لوگوں کے ان دو میں منحصر ہونے سے مراد معلوم قبوع میں جو گذر چکے ہیں
کیونکہ اس وقت وہی عظیم ملوک تھے اور ان کی رعیت بکثرت تھی اور دور دراز تک ان کی حکومت تھی۔

۶۸۷۶ ترجمہ : ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تم پہلے لوگوں کے طریقوں کے برابر ایسی پیروی کر دو

جیسے بالشت بالشت کے برابر ہے اور ذراع ذراع کے برابر ہے۔ یہاں تک کہ اگر وہ گاوہ کے بل میں
داخل ہوئے ہوں گے تو تم ان کی پیروی کر دو گے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ یہود و
نصاریٰ ہیں؟ فرمایا اور کون؟

بَابُ إِثْمٍ مَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالَةٍ أَوْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً

لِقَوْلِ اللَّهِ وَمَنْ أَوْذَارَ الَّذِينَ يُضِلُّونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ

۶۸۶۶۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا

الْأَعْمَشُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا إِلَّا كَانَ

عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْهَا وَرَبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ مِنْ دَمِهَا

لَوْنُهُ سَنُّ الْقَتْلِ أَوَّلًا

باب اس شخص کو گناہ جو گمراہی کی طرف بلائے

یا جس نے برا طریقہ نکالا،

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور ان لوگوں کے گناہوں کا بوجھ

اُٹھائیں گے جس کو علم کے بغیر گمراہ کیا،

۶۸۶۶۔ ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی علیہ وسلم نے فرمایا کوئی جان

نہیں تو ظلمہ قتل کی جائے مگر آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے (قابیل) پر اس کے گناہ سے حصہ ہوگا بسا اوقات

سفیان نے کہا اس کے خون سے، کیونکہ وہ پہلا شخص تھا جس نے سب سے پہلے قتل کا طریقہ جاری کیا۔

شرح: آدم علیہ السلام کا پہلا بیٹا قابیل تھا جس نے اپنے بھائی قابیل کو بلا وجہ

۶۸۶۶۔ قتل کیا تھا زمین پر سب سے پہلے یہ قتل ہوا تھا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا جو کوئی اسلام اچھا طریقہ اور رواج نکالے جو شریعت سے متصادم نہ ہو اس کو اس کے اجر اور کا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ الْجُزْءُ الثَّلَاثُونَ

بَابُ مَا ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَضَّ عَلَى اتِّفَاقِ
أَهْلِ الْعِلْمِ وَمَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْحَرَمَانِ مَكَّةُ وَالْمَدِينَةُ وَمَا
كَانَ بِهَا مِنْ مَشَاهِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُهَاجِرِينَ
وَالْأَنْصَارِ وَمُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمِنْبَرِ وَالْقَبْرِ

ثواب ملے گا اور اس پر عمل کرنے والوں کے ثواب کے برابر اسے ثواب ملتا ہے۔ کسی کے ثواب سے کچھ کم نہ ہوگا اور جس نے کوئی بُرا طریقہ وضع کیا اس کو اس کا گناہ ہوگا اور قیامت تک اس پر عمل کرنے والوں کے گناہ کے برابر اس کو گناہ ہوگا اور کس کے گناہ سے کچھ کم نہ کیا جائے گا۔
حل لغات : کفل یعنی حصہ ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تیسواں پارہ

باب جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا اور علماء کے اتفاق

پر رغبت دلائی اور جس پر حرمان (مدینہ منورہ) نے اتفاق کیا اور جو مدینہ منورہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین و انصار کے متبرک مقامات میں اور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

اور مہاجرین و انصار کے متبرک مقامات ہیں اور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی جگہ اور منبر و قبر میں مذکور ہے :

قولہ ذکر و حصّ یعنی ذکر فرمایا اور رغبت دلائی یہ دو فعل ہیں جو اپنے معمول و علی اتفاق اہل علم میں عمل کرنے میں متنازع ہیں جب زمانہ کے علماء کا کسی مسئلہ پر اتفاق ہو جائے اور اسی پر قوت ہو جائے ان میں سے کسی نے اختلاف نہ کیا ہو وہ اجماع ہے اور اگر صحابہ کرام کا اس میں اختلاف ہو پھر ان کے اقوال میں سے کسی قول پر بعد میں آنے والے نے اتفاق کر لیا ہو تو صحیح یہ ہے کہ یہ اجماع نہیں اور اگر جماعت کے اتفاق کے بعد کسی ایک کی رائے مختلف ہو تو اس اجماع میں اختلاف ہے بعض اس کی رائے کو اجماع میں مؤثر کہتے ہیں بعض کے نزدیک اس کی رائے غیر مؤثر ہے۔ حرمین مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں تشریفہما اللہ تعالیٰ، یعنی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ والے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جس مسئلہ پر اتفاق کیا ان کے علاوہ کسی صحابی نے اختلاف نہیں کیا۔ یہ بھی اجماع ہے۔ سخمون نے کہا اگر ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اختلاف ہو تو وہ اجماع نہیں یعنی ابن بطال سے نقل کیا کہ جس مسئلہ میں مدینہ منورہ کے صحابہ کا اتفاق ہو وہ دوسرے شہروں کے رہنے والوں کے لئے نہ تو نقل کے طور پر حجت ہے اور نہ ہی استنباط کے طور پر حجت ہے (اخاف) ابہری نے کہا اہل مدینہ منورہ کا اجماع دوسرے شہروں کے لئے بطریق نقل حجت ہے اور اجتہاد میں وہ اور دوسرے سب برابر ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ یہی فرماتے ہیں۔

مہلب نے کہا اس باب کے انعقاد سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی عرض یہ ہے کہ مدینہ منورہ کو اللہ تعالیٰ نے دین کے معالم کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور یہ دارِ وحی اور رحمت کے فرشتوں کے نازل ہونے کا مقام ہے۔ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم میمنت سے اس بقعہ کو مقدس کیا اور حضور کی سکونت کا اس کو شرف بخشا اور اس میں حضور کی قبر شریف اور منبر بنایا اور ان دونوں کے درمیان جنت کا باغ رکھا۔ اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور مہاجرین و انصار کے متبرک مقامات ہیں۔ اسی میں سید کونین کا مصلى منبر اور قبر شریف ہے۔ یہ وہ امور ہیں جن کے باعث مدینہ منورہ کو مولیٰ تعالیٰ نے شرف فضیلت سے نوازا ہے۔ تشریفہما اللہ تعالیٰ۔

۶۸۷۸ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَلِكٌ عَنْ

مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ السَّلَمِيِّ أَنَّ أَعْرَابِيًّا
بَايَعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَأَصَابَ
الْأَعْرَابِيَّ وَعَكَتْ بِالْمَدِينَةِ فَجَاءَ الْأَعْرَابِيُّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ جَاءَهُ فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى ثُمَّ جَاءَهُ
فَقَالَ أَقِلْنِي بَيْعَتِي فَأَبَى فَخَرَجَ الْأَعْرَابِيُّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْمَدِينَةُ كَالْكَبِيرِ تَنْفِي خَبَثَهَا وَيَنْصَعُ طِبِهَا

ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اعرابی نے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی اسلام پر بیعت کی پھر مدینہ منورہ میں اس کو
سخت بخار ہو گیا تو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری
بیعت واپس لے لیں۔ حضور نے انکار فرمایا وہ پھر دوبارہ آیا اور کہا میری بیعت واپس لے لیں حضور نے بیعت
توڑنے سے انکار فرمایا پھر تیسری بار آیا اور کہا میری بیعت توڑ دوں بسید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت توڑنے
سے انکار فرمایا وہ باہر چلا گیا تو حضور نے فرمایا مدینہ منورہ آگ کی بھیڑی کی طرح ہے کہ اس کے زنگار (میل کپیل) کو دور
کرتا ہے اور پاک کو خالص کرتا ہے۔

۶۸۷۸ — شرح : اس نادان اعرابی کا خیال تھا کہ مدینہ منورہ میں رہنا بیعت کو لازم ہے
اگر بیعت نہ ہو تو مدینہ منورہ سے باہر جاسکتا ہے اور مدینہ منورہ کی

ناموافق آب و ہوا سے بخار دور ہو جاتا ہے۔ اس لئے وہ بار بار بیعت توڑنے کا اعادہ کرتا رہا۔ لفظ ہر حدیث
کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرتد ہو گیا تھا لیکن ہو سکتا ہے کہ اعرابی کا مقصد مدینہ منورہ کی اقامت ہو،
کیونکہ وہ بیعت اور اقامت میں ملازمہ خیال کرتا تھا اور حضور سے باہر جانے کی رخصت طلب کرتا تھا اسی لئے

۶۸۷۹ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ
 قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ
 حَدَّثَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ أَقْرَبُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فَلَمَّا كَانَ
 أَخْرَجَنِي حَجَّهَا عُمَرُ فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ مِمَّنِي لَوْ شِئْتُ لَمِيتُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
 أَنَا هُوَ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّ فُلَانًا يَقُولُ لَوْ مَاتَ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَبَايَعْنَا فُلَانًا
 قَالَ عُمَرُ لَا قَوْمَ مِنَ الْعَشِيَّةِ فَأَحْذَرُهُ لَأَعْرِضَ الرَّهْطَ الَّذِينَ يُرِيدُونَ
 أَنْ يَغْضِبُوهُمْ قُلْتُ لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رِعَاعَ النَّاسِ وَيَغْلِبُونَكَ
 عَلَى مَجْلِسِكَ فَآخَافُ أَنْ يُنْزِلُوهَا عَلَيَّ وَجْهَهَا فَيَطِيرُ بِهَا كُلُّ مُطِيرٍ
 فَأَمْهَلُ حَتَّى تَقْدَمَ الْمَدِينَةَ دَارَ الْهَجْرَةِ وَدَارَ السُّنَّةِ فَتَمْتَلِصُ
 بِأَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ

جناب رسالتاب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ارتداد کا حکم جاری نہ فرمایا ذہن بھی اسی طرف جاتا ہے کیونکہ اگر وہ مرتد ہوتا تو یا رسول اللہ نہ کہنا معلوم ہوا کہ وہ اسلام میں رہتے ہوئے مدینہ منورہ سے رخصت چاہتا تھا اور بیعت کے اقالہ کے الفاظ کو رخصت کے لئے استعمال کر رہا تھا۔ واللہ تعالیٰ در سولہ الاعلیٰ اعلم!

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں عبد الرحمن بن عوف کو پڑھایا کرتا تھا جب آخری حج کا وقت تھا جو انہوں نے حج کیا (عبد الرحمن نے) منیٰ میں کہا کاش میں امیر المؤمنین کے پاس موجود ہوتا جس وقت ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا فلاں شخص کہتا ہے اگر امیر المؤمنین فوت ہو گئے تو میں فلاں بیعت کروں گا۔ عمر فاروق نے کہا میں آج شام کو خطبہ دوں گا اور ان لوگوں کو ڈوانڈا جو یہ ارادہ کرتے ہیں کہ سمانزل کے حق غضب کریں۔ میں نے کہا یہ کام نہ کریں کیونکہ موسم حج چھوٹے چھوٹے اور رذیل لوگوں کو جمع کرتا ہے وہ آپ کی مجلس میں آئیں گے۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ آپ کے خطبہ کو صحیح طریقہ پر نہ دیکھیں گے۔

وَيَحْفَظُوا مَقَالَاتِكَ وَيَذَرُوهَا عَلَىٰ وَجْهِهَا فَقَالَ وَاللَّهِ لَا قَوْمَ مِثْلَ
 بِهِ فِي أَوَّلِ مَقَامِ أُمَّةٍ بِالْمَدِينَةِ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ
 فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ
 فَكَانَ فِيمَا أَنْزَلَ آيَةُ الرَّجْمِ

۶۸۸۰۔ — حَدَّثَنَا سُلَيْمُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ

عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ
 مُشْتَقَانِ مِنْ كَثَّانٍ فَتَخَطَّفَ فَقَالَ بَخِ بَخِ أَبُو هُرَيْرَةَ يَتَخَطَّفُنِي
 الْكَثَّانُ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي لَأَخْرَفِي مَا بَيْنَ مَنبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور ہر نقل کرنے والے سوچے سمجھے نقل کرے گا۔ آپ ذرا ٹھہریں یہاں تک کہ مدینہ منورہ آئیں وہ دارِ عیث اور دارِ سنت ہے وہاں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام مہاجرین و انصار سے آپ ملیں گے وہ آپ کا کلام محفوظ کریں گے اور اس کو اپنے طریقہ پر لکھیں گے عمر فاروق نے کہا اللہ کی قسم! میں مدینہ منورہ میں سب سے پہلے یہی خطبہ دے گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہم مدینہ منورہ آئے تو عمر فاروق نے کہا اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور حضور پر قرآن نازل کیا اور جو نازل کیا ہوا ہے اس میں رجم کی آیت کریمہ سے

شرح : قوله فلما كان آخر حجة حجها، لما اجاب محذوف ہے یعنی جس وقت عمر فاروق

نے احسری حج کیا تو عبد الرحمن بن عوف عمر فاروق سے رخصت ہو کر واپس آئے۔ قوله منی، یہ کنت افروی سے متعلق ہے یعنی میں منی میں ان کو تعلیم دیتا تھا۔ قوله لو شهدت، کلمہ لو یعنی کے لئے ہے اگر شہد کے لئے ہو تو حزاء محذوف ہے۔ یعنی وہ لوگ ایسے امور کا قصد کرتے ہیں جو ان کے لائق نہیں اور نہ ہی ان کا یہ مرتبہ ہے کہ ان کا اہتمام کریں۔ وہ چاہتے ہیں ظلم ان کو اپنے قبضہ میں کر لیں اور انہیں غصب کریں۔

حدث عن ج : کی شرح دیکھیں، حل لغات : راع الناس، ردیل لوگ۔ کل میٹر ہر طرف

۶۸۸۰۔ — ترجمہ : محمد بن سیرین نے کہا ہم ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے ان کے کندھے پر

إِلَى حُجْرَةِ عَائِشَةَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ فَبِحَيِّ الْجَابِي فَيَضَعُ رِجْلَهُ عَلَى عُنُقِي
وَيُرِي أُنِي بَجُونٍ وَمَا بِي مِنْ جُونٍ مَا بِي إِلَّا الْجَوْعُ

۶۸۸۱ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَابِسٍ قَالَ سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَشْهَدُ أَنَّ الْعِيدَ
مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ وَلَوْلَا مَنْزِلَتِي مِنْهُ مَا شَهِدْتُ
مِنَ الصَّغَرِ فَإِنِّي أَلْعَمُ الَّذِي عِنْدَ دَارِ كَثِيرِ ابْنِ الصَّلْتِ فَصَلَّى

کٹان لے دو کپڑے تھے جو سرخ مٹی (گیری) سے رنگے ہوئے تھے۔ انہوں نے کٹان میں ناک سنکا اور کہا تعجب ہے کہ ابوہریرہ کٹان میں ناک صاف کر رہا ہے میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف اور ام المؤمنین کے حجرہ شریفہ کے درمیان بیہوش پڑا ہوتا تھا کوئی آنے والا آتا وہ اپنا پاؤں میری گردن پر رکھتا اور گمان کرتا کہ میں مجنون ہوں، حالانکہ مجھے جنون نہ تھا صرف بھوک کی وجہ سے دیوانہ وار گر پڑتا تھا۔

شرح : عنوان سے حدیث کی مطابقت ان الفاظ میں ہے کہ میں منبر شریف جناب

۶۸۸۰

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حجرہ شریفہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے

درمیان بیہوش گواہ ہوتا تھا۔ اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ طلب علم کے لئے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کریمہ کا ملازمہ کرنے میں سخت شدت برداشت کرنے پر صبر کرتے تھے اور مدینہ منورہ میں سکونت کرنے کی برکت سے انہوں نے کثیر احادیث یاد کی تھیں۔

مُغْشِيًّا عَلَيْهِ : گیری سے رنگے ہوئے کپڑے۔ مَشَقُّ سَرخِ مِطِي (گیری)

حَلِّ لُغَاتٍ : ناک صاف کیا۔ بَخْبَخُ : خوشی اور تعجب کے وقت کہا جاتا ہے۔

لاخِرَ، البتہ میں گر پڑتا تھا۔

ترجمہ : عبد الرحمن بن عباس نے کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا کیا تم

۶۸۸۱

بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عید میں حاضر تھے۔ انہوں نے کہا جی ہاں!

اگر میں حضور کا قریبی نہ ہوتا تو بچپن کے باعث حاضر نہ ہو سکتا۔ حضور اس علم کے پاس تشریف لائے جو کثیرین صلت

ثُمَّ خَطَبَ وَلَمْ يَذْكُرْ إِذَا نَا وَلَا إِقَامَةً ثُمَّ أَمَرَ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَ
النِّسَاءَ يُشِيرْنَ إِلَى إِذَا بَيْنَ وَحُلُوقِهِنَّ فَأَمَرَ بِبِلَالٍ لَا فَاتَاهُنَّ ثُمَّ
رَجَعَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۸۸۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو لَعِينٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِينٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

ابْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِي قُبَاءَ
مَا شِئَا وَرَأَى كِبَا

۶۸۸۳۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ

عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ادْفِنِي
مَعَ صَوَاحِبِي وَلَا تَدْفِنِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْبَيْتِ

کے گھر کے پاس تھا۔ حضور نے نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا اذان اور اقامت ذکر نہ کیا پھر صدقہ کا حکم دیا تو عورتیں
اپنے کانوں اور گریبانوں کی طرف ہاتھ بڑھانے لگیں۔ حضور نے بلال کو حکم دیا کہ وہ ان عورتوں کے پاس جائیں
پھر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس آگئے، (حدیث ۸۲۵ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قبہ میں

پھیل اور سوار تشریف لاتے تھے (حدیث ۱۱۲۲ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۸۸۲۔

ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے عبد اللہ بن زبیر سے فرمایا مجھے میری

سہیلیوں کے ساتھ دفن کرنا کیونکہ میں یہ پسند نہیں کرتی ہوں کہ میرا

۶۸۸۳۔

تذکیہ کیا جائے۔ ہشام نے اپنے والد سے روایت کی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا
کو پیغام بھیجا کہ وہ مجھے اجازت دیں کہ میں اپنے دونوں ساتھیوں کے پاس دفن ہوں۔ ام المؤمنین نے فرمایا ہاں
اللہ کی قسم۔ راوی نے کہا صحابہ کرام میں سے کوئی انہیں پیغام بھیجتا تو وہ فرماتیں اللہ کی قسم! میں کسی اور کو ترجیح
نہ دے دوں گی۔

فَاتِي أَسْرَهُ أَنْ أُزَكِّيَّ وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ أُرْسِلَ إِلَى عَائِشَةَ
 إِذْ ذُنِي لِي أَنْ أُدْفِنَ مَعَ صَاحِبَتِي فَقَالَتْ أَيُّ دَابَّةٍ قَالَ وَكَانَ الرَّجُلُ
 إِذَا أُرْسِلَ إِلَيْهَا مِنَ الصَّحَابَةِ قَالَتْ لَا وَاللَّهِ لَا أُوتِرُهُمْ بِأَحَدٍ نَأَى
 ٦٨٨٢ — حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ
 ابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ عَنْ صَدْرِ بْنِ كَيْسَانَ قَالَ قَالَ ابْنُ
 شَهَابٍ أَخْبَرَنِي النَّسَبِيُّ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَنَاتِي الْعَوَالِي وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ زَادَ اللَّيْلُ عَنْ يُونُسَ
 وَبُعْدًا إِلَى أَرْبَعَةِ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةً

شرح : قولہ اَنْ اُزَكِّيَّ، یعنی ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے یہ پسند نہ کیا کہ ان کے
 متعلق یہ گمان کیا جائے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین کے بعد
 صحابہ کرام سے افضل ہیں جبکہ وہ اس خطہ مقدسہ میں تیسری مدفون ہیں۔ قولہ لَا اُوْتِرُهُمْ بِاَحَدٍ نَأَى اس
 عبارت میں قلب ہے۔ اصل عبارت یہ ہے دلا او ترہم احداء۔ ان کے ساتھ میں اور کہ ترجیح نہ دوں گی اگر یہ
 سوال پوچھا جائے کہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے عمر فاروق کے واقعہ میں فرمایا میں ان کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی
 ہوں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ حجرہ مقدسہ میں اس کے سوا اور کسی کے دفن کی جگہ نہ دی اس کا جواب یہ ہے
 کہ جو جگہ عمر فاروق کے لئے پسند کی تھی یہ وہ جگہ تھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ
 کے پیچھے تھی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ حجرہ شریفہ میں اور قبر کی گنجائش تھی۔ اگر سوال پوچھا جائے کہ حدیث شریفہ میں
 ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجرہ شریفہ میں مدفون ہوں گے کیا ان کے لئے جگہ ہے؟
 اس کا جواب یہ ہے کہ حجرہ شریفہ میں تینوں قبور کے علاوہ چوتھی قبر کی جگہ باقی ہے جہاں عیسیٰ علیہ السلام مدفون ہوں گے
 ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 عصر کی نماز ادا فرماتے پھر حوالی مدینہ تشریف لاتے، حالانکہ سورج بلند
 ٦٨٨٣ —
 ٦٨٨٢ —

۴۸۸۵۔ حَدَّثَنَا عُمَرُو بْنُ دُرَّادَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْقُسَيْمُ
ابْنُ مَلِكٍ عَنِ الْجَعِيدِ قَالَ سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ كَانَ
الصَّاعُ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَدًّا وَثَلَاثًا مَدًّا كَمَا الْيَوْمَ
وَكَذَلِكَ فِيهِ سَمِعَ الْقُسَيْمُ بْنُ مَلِكٍ الْجَعِيدَ -

۴۸۸۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَلِكٍ عَنْ
اسْحَقَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَلِكٍ أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِي مَكِيلِهِمْ
وَبَارِكْ لَهُمْ فِي صَاعِهِمْ وَمَدْيِهِمْ لِعَنِي أَهْلَ الْمَدِينَةِ

ہوتا تھا۔ کیت نے یونس سے بیان کیا کہ عوالی مدینہ منورہ سے تین یا چار میل دور ہیں۔

شرح : حدیث کی عنوان سے مناسبت فیاتی الخوالی، میں ہے کیونکہ حضور
کا عوالی میں تشریف لانے کا مدلول یہ ہے کہ عوالی مدینہ منورہ میں حضور

کا شہد ہے۔ عوالی عالیہ کی جمع ہے۔ یہ مدینہ منورہ کے قریب چند اونچے مواضع ہیں۔

ترجمہ : سائب بن یزید رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں
صاع ایک مد اور تمہارے مد کا تہائی تھا۔ اب اس میں اضافہ کیا گیا ہے

شرح : یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صاع جس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
میں اہل حرمین نے اتفاق کیا تھا۔ وہ مد اور تہائی مد ہے یعنی ۱/۳ مد

حدیث ع۔ ج ۲۰ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! ان کے تاپ میں برکت فرما ان کے صاع میں

برکت فرما ان کے مد میں برکت فرما یعنی مدینہ منورہ والوں کے۔ حدیث ع۔ ج ۳۰ کی شرح دیکھیں)

۶۸۸۷ — حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابُو ضَمْرَةَ
 قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ الْيَهُودَ جَاءُوا
 اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ وَامْرَاةٍ زَنِيَا فَاَمْرًا فَرَجَحَا قَرِيْبًا
 مِنْ حَيْثُ تُوَضَعُ الْجَنَائِزُ عِنْدَ الْمَسْجِدِ

۶۸۸۸ — حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَلِكٌ عَنْ عَمْرِو
 مَوْلى الْمُطَّلِبِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَلِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 طَلَعَ لَهُ اِحْدٌ فَقَالَ هَذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ اَللّهُمَّ اِنَّا اِبْرَاهِيْمَ
 حَرَّمْ مَكَّةَ وَاِنِّي اُحْرِمُ مَا بَيْنَ لَا يَدِيْهَا تَابِعَهُ سَهْلٌ عَنِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اِحْدٍ

ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 کے پاس ایک مرد اور ایک عورت کو لے کر آئے جنہوں نے زنا کیا تھا۔ حضور نے
 دونوں کے متعلق حکم فرمایا تو ان کو مسجد کے پاس جناز گاہ کے قریب رجم کیا گیا۔ (حدیث ۶۸۸۷ جلد ۱۰: کی شرح دیکھیں)
 ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب سہلؓ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اُحد ظاہر ہوا تو فرمایا یہ پہاڑ ہم سے
 محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ اے اللہ! ابراہیم علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کو حرم کیا اور میں
 مدینہ منورہ کے دونوں کناروں کے درمیان کو حرم قرار دیتا ہوں۔ انس بن مالک کی سہل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 سے اُحد میں متابعت کی۔

شرح : پہاڑ کا محبت کرنا حقیقی میں ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس میں زندگی پیدا کرے
 اور اس کو اور اک و محبت دے جیسے سون حنانہ کو اور اک و محبت دی تھی اور وہ
 حضور کے فراق کو برداشت نہ کر سکا اور بلند آواز سے رونا شروع کیا (حدیث ۶۸۸۷ ج ۱۰: کی شرح دیکھیں)

۶۸۸۹۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَثَانَ قَالَ
 حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ أَنَسٍ أَنَّ بَنِي جِدَارٍ الْمَسْجِدِ مَا يَلِي الْقِبْلَةَ
 وَبَنِي الْمُنْبَرِ مَرُّ الشَّاةِ

۶۸۹۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ

ابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مَلِكٌ عَنْ خَبِيبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ مَخْضُ
 ابْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مَا بَيْنَ بَيْتِي وَمَنْبَرِي لَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَمَنْبَرِي عَلَى حَوْضِي
 ۶۸۹۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ

نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْخَيْلِ
 فَأُرْسِلَتِ الَّتِي أُضْمِرَتْ مِنْهَا وَأَمَدَهَا الْحَفِيَاءُ إِلَى شَيْئَةِ الْوَدَاعِ وَالَّتِي

ترجمہ : ابو حازم نے سہل سے روایت کی کہ مسجد کی دیوار کے جو قبلہ کو ملتی
 ۶۸۸۹۔ ہے اور منبر شریف کے درمیان بکری گزرنے کی جگہ تھی۔

حدیث ۲۷۷ ج ۱، اکی شرح دیکھیں

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ۶۸۹۰۔ فرمایا میرے گھر اور میرے منبر شریف کے درمیان جنت کے باغات

سے ایک باغ ہے اور میرا منبر شریف حوض پر ہے۔

شوح : اس بقعہ بلکہ کا حقیقتہً باغ ہونا بھی ممکن ہے اور آخرت میں جنت میں منتقل
 ۶۸۹۱۔ ہو جائے گا اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس بقعہ میں عمل کرنا جنت میں داخل

کاسبب ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دینہ مستحبہ افضل ہے کیونکہ جب اس جگہ کو باقی جگہ پر فضیلت ہے تو اس کے

لَمْ تَضُمَّرْ أَمْدَهَا ثِنْيَةَ الْوِدَاعِ إِلَى مَسْجِدِ بَنِي زُرَيْقٍ وَأَنَّ عَبْدَ اللَّهِ
كَانَ فِيمَنْ سَابَقَ

۶۸۹۲۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَيْسَى وَابْنُ إِدْرِيسَ
وَابْنُ أَبِي عَيْنِيَّةَ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ
عَلَى مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ماسوا پر بطریق اولیٰ فضیلت ہوگی (حدیث ۱۱۲۶ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
گھوڑوں کی دوڑ میں مقابلہ کرایا جو گھوڑے مضمر چھوڑے گئے اور

۶۸۹۱۔ اُن کی انتہا حفیاء سے ثنیۃ الوداع تک تھی اور جو گھوڑے مضمر نہ کئے گئے تھے۔ ان کی دوڑ ثنیۃ الوداع
سے مسجد بنی زریق تک تھی اور عبد اللہ ان لوگوں میں تھے جنہوں نے مسابقت میں شرکت کی تھی۔

۶۸۹۱۔ شرح : مسابقت گھوڑوں کی دوڑ کرانا، گھوڑے کی تضمیر یہ ہے کہ گھوڑے کو کچھ
مدت کے لئے خوب چارہ کھلایا جاتا ہے پھر اس پر جل ڈال دی جاتی

ہے۔ پھر اس کا چارہ آہستہ آہستہ کم کیا جاتا ہے حتیٰ کہ اس کا موٹاپا ختم ہو جاتا ہے وہ سخت اور مضبوط ہو جاتا
ہے۔ یہ گھوڑا بہت دوڑتا ہے اس کے قوی ہونے کے باعث دوڑنے کی مسافت زیادہ کی اور غیر مضمر گھوڑے کی
مسافت اس کے کمزور ہونے کے باعث کم کی۔ کیونکہ وہ مضمر گھوڑے کے میدان میں دوڑنے سے قاصر ہوتا ہے
مسابقت میں اللہ تعالیٰ کے کلام **وَأَعِدُّوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ** پر امتثال کرتے ہوئے مضمر اور غیر مضمر گھوڑوں
کی دوڑ کرانے میں قوت کی تیاری ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے۔

۶۸۹۲۔ اَمْدٌ، غَاثٌ، حَفِيَاءٌ ایک مقام ہے جو ثنیۃ الوداع سے پانچ سجدہ میل پر ہے۔
حَلَّ لُغَاتٍ ثِنْيَةَ الْوِدَاعِ ایک گھاٹی ہے۔ جہاں تک لوگ باہر جانے والے کو الوداع کہنے کے

لئے جاتے تھے۔ (حدیث ۴۱۲ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر
۶۸۹۲۔ تریف پر عمر فاروق سے سنا۔

۶۸۹۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

قَالَ أَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ خَطِيبًا

عَلَى مَنبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۸۹۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى

قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ أَنَّ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ

عَائِشَةَ قَالَتْ قَدْ كَانَ يُوضَعُ لِي وَلِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

هَذَا الْمِرْكَنُ فَنَشَرَعُ فِيهِ جَمِيعًا

۶۸۹۵۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ

حَدَّثَنَا عَاصِمُ الْأَحْوَلُ عَنْ أَنَسِ حَالَتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَيْنَ الْأَنْصَارِ وَقُرَيْشٍ فِي دَارِي الَّتِي بِالْمَدِينَةِ وَقَدَّتْ شَهْرًا يُدْعَوْنَ

عَلَى أَحْيَاءٍ مِّنْ بَنِي سُلَيْمٍ

۶۸۹۲۔ شرح : ۱۔ یت میں صرف ان الفاظ پر اقتصار کیا ہے، کیونکہ اتنی مقدار کی ضرورت

نہی ہو گی۔ (حدیث ۶۱۳ ج ۸ کی شرح دیکھیں)

۶۸۹۳۔ ترجمہ : سائب بن یزید نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر شریف پر

حضرت عثمان غنی سے خطبہ سنا۔ (منبر کے لفظ کے لئے حدیث میں اس مقدار پر اقتصار کیا)

۶۸۹۴۔ ترجمہ : عروہ نے اپنے والد سے بیان کیا کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میرے لئے

اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ بڑا برتن رکھا جاتا تھا۔ ہم اس میں

اکٹھے غسل شروع کرتے تھے (حدیث ۲۴۹-۱۹۴ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۸۹۵۔ ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں انصار اور

۶۸۹۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا

بُرَيْدٌ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ فَلَقِينِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَلَامٍ
فَقَالَ لِي انْطَلِقْ إِلَى الْمَنْزِلِ فَاسْقِيكَ فِي قَدْحٍ شَرِبَ فِيهِ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتُصَلِّيَ فِي مَسْجِدِ صَلَّى فِيهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ فَاسْقَانِي سَوِيْقًا وَأَطْعَمَنِي ثَمْرًا وَصَلَّيْتُ فِي مَسْجِدِهِ
۶۸۹۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ

الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عِكْرِمَةُ قَالَ حَدَّثَنِي
ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ عُمَرَ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ أَتَانِي اللَّيْلَةَ أَتٍ مِنْ نَبِيِّ وَهُوَ بِالْحَقِيقِ أَنْ صَلَّى فِي هَذَا

قریش کے درمیان بھائی چارہ کروایا اور ایک ہینہ قنوت پڑھی جس میں بنی سلیم کے قبیلوں پر بددعا فرماتے تھے
شرح : عَالِفٌ مُخَالَفَةٌ سے ہے یہ لوگوں کے درمیان اور ایک دوسرے کی مدد
کرنے کا معاہدہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث میں ہے :

لَاخْلَفَ فِي الْإِسْلَامِ " اسلام میں عقد حلف جائز نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ قتل و غارت پر ایک دوسرے
کی موافقت کرنے کا عہد کیا جاتا تھا۔ اسلام میں اس سے منع فرمایا ہے۔ بھائی چارہ اور شہیہ ہے (حدیث ۲۱۴۸ کی
ترجمہ : ابو بردہ نے کہا میں مدینہ منورہ آیا تو مجھے عبد اللہ بن سلام ملے اور کہا
۶۸۹۶۔ گھر چلو میں تمہیں اس پیالہ میں پانی پلاتا ہوں جس میں جناب رسول اللہ

نے پانی پیاتھا اور اس مسجد میں نماز پڑھو گے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کی تھی۔ میں ان کے
ساتھ چلا تو انہوں نے مجھے سترو پلائے اور کھجور کھلائے اور میں نے اس کی مسجد میں نماز ادا کی۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق نے بیان کیا کہ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حدیث بیان فرمائی کہ آج رات میرے پاس

الْوَادِي الْمُبَارَكِ مَقْلَ عُمَرَةَ وَحَجَّةً وَقَالَ مَارُونُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ
حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عُمَرَ بْنِ حَجَّةٍ

۶۸۹۸ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ وَقَّتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَرْنَ لِأَهْلِ نَجْدٍ وَالْحِجْفَةَ لِأَهْلِ الشَّامِ وَذَا الْحَلِيفَةَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ
قَالَ سَمِعْتُ هَذَا مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَلَغَنِي أَنَّ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِأَهْلِ الْيَمَنِ يَلْمَلَمَ وَذِكْرَ الْعِرَاقِ فَقَالَ
لَمْ تَكُنْ عِرَاقٌ يَوْمَئِذٍ

میرے رب کی طرف سے کوئی آنے والا آیا جبکہ آپ عقیق مقام میں تھے کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھیں
اور فرمائیں عمرہ اور حج کی نیت کرتا ہوں۔ مارون بن اسماعیل نے کہا ہم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حج میں عمرہ
روایت کیا ہے (حدیث ۱۳۲۲ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۶۸۹۸ —

نجد والوں کے لئے قرن شامیوں کے لئے ححیفہ اہل مدینہ منورہ کے

لئے ذوالحلیفہ میقات مقرر کیے اور کہا یہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ مجھے یہ حدیث پہنچی

ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل یمن کے لئے یلملم ہے۔ عراق ذکر کیا گیا تو فرمایا اس وقت عراق

نہ تھا ۶۸۹۸ — شرح : حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تمام عادل اور ہدایت کے ستارے

تھے اور بلغنی "میں اگرچہ مجہول سے روایت ہے لیکن اس میں قدر نہیں کیونکہ ابن عمر دوسرے صحابی سے

روایت کرتے ہیں اور صحابہ تمام عادل ہیں۔ عراق کے لئے میقات مقرر نہیں کیا کیونکہ لوگ اس وقت مسلمان

نہ تھے اور عراق کسری کے قبضہ میں تھا۔ حج سات ہجری میں فرض ہوا تھا اور دس ہجری میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نے حج کیا تھا حج کی فرضیت اور حجۃ الوداع کے درمیان چار برس کی مدت ہے اس وقت شام وغیرہ کے بلاد

۶۸۹۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا

مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ أَرَى وَهُوَ فِي مَعْرَسِهِ بَدِيَّ الْحَلِيفَةَ
فَقِيلَ لَهَا إِنَّكَ بِبَطْحَاءٍ مُبَارَكَةٍ

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ

۶۹۰۰۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ

اسلام میں داخل ہو چکے تھے اس لئے ان کا میقات حجہ معین کیا تھا۔

ترجمہ : سالم بن عبد اللہ اپنے والد سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت

۶۸۹۹۔

کرتے ہیں کہ حضور کو خواب میں دکھایا گیا جبکہ آپ ذوالحلیفہ میں آخر

رات آرام فرماتے تھے۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ مبارک وادی میں ہیں۔ رمعس وہ مقام ہے جہاں آخرت

کو آرام فرماتے تھے (حدیث ۱۴۴۵ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا إِرْشَادِ إِيَّاهُ بِبَاتِ تَمَّهَارِ سَ مَا تَهْدِي فِي نَهْرٍ

” یعنی لوگوں کے معاملات اور ان میں فیصلے کرنا صرف میری قدرت میں ہیں جیسے چا سوں

کرتا ہوں۔ کافروں کی توبہ قبول کروں یا دیناؤ آخرت میں عذاب دوں سب میرے ہتھ میں ہے

اس باب کو کتاب الاعتصام میں اس وجہ سے داخل کیا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکور

قبائل پر بددعا فرمائی تھی کیونکہ انہوں نے ایمان کا یقین نہ کیا تھا تا کہ اللہ کی لعنت سے نکل

جانے۔ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ کے معنی اور اس آیت کریمہ لَيْسَ عَلَيْكَ هَذَا هَمٌّ وَلَكِنَّ

اللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ کے معنی واحد میں یعنی کافروں کو بالفعل ہدایت دینا آپ کے ذمہ نہیں لیکن

اللہ جسے چاہے منزل مقصود تک پہنچاتا ہے۔ آپ کے ذمہ صرف ان کی رہنمائی ہے۔ ان کو مطلوب تک

أَخْبَرَنَا مَعْمَرُ بْنُ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ وَرَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا ذَلِكَ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ الْعَنْ فُلَانًا وَفُلَانًا فَإِنَّ زَلَّ اللَّهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ

بَابُ قَوْلِهِ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا
وَقَوْلِهِ وَلَا تَجَادِلُوا أَهْلَ الْكِتَابِ الْآيَةَ
۶۹۰۱— حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ

پہچانا ہمارے ذمہ ہے۔ عنوان کی آیت میں دلالت موصولہ کی نفی ہے۔

اس آیت کریمہ کی مفصل شرح تفہیم البخاری جلد دوم کے صفحہ ۷۱۵، ۱۴۹ پر اور حدیث ج ۳۸۱ کی شرح بھی دیکھیں
ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فجر کی نماز میں یہ فرماتے ہوئے سنا جبکہ اپنا سر مبارک رکوع سے

۶۹۰۰

اٹھایا اور فرمایا: اے اللہ آخرت میں تیری ہی حمد و ثنا ہے۔ پھر فرمایا اے اللہ! فلاں، فلاں پر لعنت فرما تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ لیس لیس لک من الامر شیء نازل فرمائی یہ بات تمہارے ہاتھ میں نہیں یا انہیں توبہ کی توفیق دے یا ان پر عذاب کرے کہ وہ ظالم ہیں (حدیث ج ۳۸۱ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا إِرْشَادِ الْإِنْسَانِ سَبْ زِيَادَهُ جَهَنَّمَ أَوْ هُوَ

أَوْ اللَّهُ تَعَالَى كَا إِرْشَادِ إِبْلِ كِتَابِ جَهَنَّمَ أَنْهَ كَرُو مَكَرَ اس طَرِيقَةَ سَ جَوَاسِنَ هُوَ

۶۹۰۱— ترجمہ: زہری سے روایت ہے کہ علی بن حسین نے خبر سنائی کہ حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے

ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَتَّابُ بْنُ بَشِيرٍ
عَنْ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ
أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُمُ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا تَصَلُّونَ قَالَ عَلِيُّ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
إِنَّا نَفْسَانِ بَيْدِ اللَّهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَأَنْصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ لَهُ ذَلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيْهِ شَيْئًا ثُمَّ
سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُدْبِرٌ يُضْرِبُ فِجْدَاهُ وَهُوَ يَقُولُ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ
شَيْءٍ جَدًّا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مَا آتَاكَ لَيْلًا هُوَ طَارِقٌ وَيُقَالُ
الطَّارِقُ الْجَمْدُ وَالثَّاقِبُ الْمُضِيُّ يُقَالُ أَثْقَبَ نَارَكَ لِلْمَوْقِدِ

بیان کیا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو ان کے پاس اور سیدہ
فاطمہ علیہا السلام بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے گئے تو ان سے فرمایا کیا تم نماز نہیں پڑھتے
ہو حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری رو میں اللہ کے دستِ قدرت میں ہیں جب ہمیں
اٹھانا چاہے گا ہم اٹھیں گے جس وقت حضرت علی نے یہ کہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس چلے گئے
اور انہیں کچھ جواب نہ دیا پھر آپ سے سنا جب کہ پشت پھیر کر تشریف لے جا رہے تھے۔ اس حال میں کہ
ران تشریف پر ہاتھ مارنے ہوئے فرماتے تھے۔ انسان بہت جھگڑا کرتا ہے۔

شرح : سرودِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نماز کی رغبت دلائی کہ اٹھ کر نماز

۶۹۰۱

پڑھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قضا و قدرت کے اعتبار سے جواب

دیا۔ علماء کا کہنا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کا فوری جواب سن کر تعجب کرتے ہوئے اپنی ران تشریف

۶۹۰۲ — حَدَّثَنَا تَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ انْطَلِقُوا إِلَيَّ يَهُودَ فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتَّى جِئْنَا بَيْتَ
الْمِدْرَاسِ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنادَاهُمْ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ
الْيَهُودِ اسْلِمُوا اسْلِمُوا فَقَالُوا قَدْ بَلَغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ أُرِيدُ
اسْلِمُوا اسْلِمُوا فَقَالُوا قَدْ بَلَغْتَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَلِكَ أُرِيدُ ثُمَّ قَالَهَا الثَّلَاثَةَ فَقَالَ اعْلَمُوا
أَنَّ مَا الْأَرْضُ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ وَإِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُجْلِبِكُمْ مِنْ هَذِهِ
الْأَرْضِ فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالٍ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ وَإِلَّا فاعْلَمُوا أَنَّمَا

پر ہاتھ مارا تھا۔ اس سے اثنا عشر یہ کا ماتم کے جواز پر استدلال کرنا بغیر محل ہے کہ ماتم میں تعجب نہیں ہوتا افسوس ہوتا ہے
اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اولی فعل ترک کیا تھا اگرچہ جو انہوں نے توجیہ بیان کی تھی صحیح
مغنی اسی لئے حضور نے آیت کریمہ تلاوت فرمائی اور ان کو نماز پڑھنے پر مجبور نہیں کیا تھا۔ اگر حضرت علی حضور کے ارشاد پر عمل
کرتے اور نماز پڑھنے کھڑے ہو جاتے تو اچھا تھا اس سے واضح ہوتا ہے کہ فعل یا قول سے دفاع کرنا انسان کی فطرت
میں داخل ہے۔ ہر کتاب ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور کے ارشاد پر عمل کیا ہو، کیونکہ حدیث میں یہ تصریح نہیں ہے کہ
حضرت علی نے نماز نہ پڑھی تھی۔ انہوں نے صرف نیند کے غلبہ کے باعث ترک قیام سے عذر خواہی کی تھی اور یہ ممکن نہیں
کہ حضور کی مراجعت کے بعد نماز پڑھی ہو کیونکہ حدیث میں اس کی نفی نہیں۔ اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ نافل کو یاد
دلانا مشروع ہے کیونکہ غفلت انسان کی طبعی امر ہے۔ قولہ قال ابو عبد اللہ الخ بخاری نے کہا کہا جاتا ہے جو رات تیرے
پاس آتے وہ طارق ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ طارق ستارہ ہے ثاقب کے معنی میں روشنی کرنے والا۔ آگ سلگانے والے کو کہا
جاتا ہے۔ ثاقب نازک آگ روشن کر دو۔ وضاحت: طریقہ کے دراصل معنی یہ ہیں وہ رات آیا۔ دراصل طریق
طرق یعنی کھٹکھٹانا۔ رات آنے والے کو طارق اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ دروازہ کھٹکھٹانے کا محتاج ہے۔

الْأَرْضُ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ

بَابُ قَوْلِهِ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ

عَلَى النَّاسِ وَمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلُزُومِ الْجَمَاعَةِ
وَهُمْ أَهْلُ الْعِلْمِ

۶۹۰۲ توجہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ایک وقت ہم مسجد میں تھے جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا یہودیوں کے پاس چلو ہم
آپ کے ہمراہ نکلے یہاں تک کہ بیت المدراس آئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے پھر ان کو آواز دی
اور فرمایا اے یہودیوں کی جماعت مسلمان ہو جاؤ سلامتی سے رہو گے انہوں نے کہا اے ابا القاسم آپ نے
تبلیغ کر دی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں یہی چاہتا تھا مسلمان ہو جاؤ سلامتی سے رہو گے انہوں
نے کہا اے ابا القاسم آپ نے پہنچا دیا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں یہی چاہتا تھا۔ پھر
تیسری بار فرمایا اور فرمایا یقین کرو زمین صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس
زمین سے جلا وطن کروں تم میں سے جو کوئی اپنے مال کے بدلہ کوئی شئی پاتا تو وہ اس کو فروخت کر دے ورنہ یقین
کرو زمین صرف اللہ اور اس کے رسول کی ہے

۶۹۰۲ شرح : اس حدیث کی مطابقت اس طرح ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم
نے یہودیوں کو تبلیغ کی اور انہیں اسلام کی دعوت دی انہوں نے کہا آپ نے

پہنچا دیا ہے انہوں نے حضور کی طاعت پر یقین نہ کیا تو آپ نے بار بار انہیں تبلیغ کی یہ اچھا محباد لہ ہے۔
بیت المدراس یہودیوں کا مدرسہ ہے جہاں وہ تورات پڑھا کرتے تھے۔ (حدیث ۲۹۵۵ ج ۴ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَاإِرْشَادٍ أَسَى طَرَحٍ هَمْنِي تَمَكُو عَادِلِ امْت بِنَايَا

اور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کو لازم پکڑنے کا حکم دیا اور وہ علماء ہیں
جماعت سے مراد ہر زمانہ میں اہل حل و عقد ہیں۔ امام کرمانی نے کہا جماعت کو لازم پکڑنے کا مقتضی یہ ہے کہ
مکلف کو لازم ہے کہ اس کی پیروی کرے جس پر مجتہدین کا اتفاق ہے۔ اہل علم سے یہی مراد ہیں۔

۴۹۰۳ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو اسْمَاءَةَ

قَالَ الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجَاءُ بَنُو حِرِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُ هَلْ

بَلَغْتَ فَيَقُولُ نَعَمْ يَا رَبِّ فَتُسْأَلُ أُمَّتَهُ هَلْ بَلَغَكُمْ فَيَقُولُونَ مَا

جَاءَنَا مِنْ نَذِيرٍ فَيُقَالُ مَنْ شُهِدَكَ فَيَقُولُ مُحَمَّدٌ وَأُمَّتُهُ فَقَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجَاءُ بِكُمْ فَتَشْهَدُونَ تَمَرًا أَوْ رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا قَالَ عَدُوُّ

لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا

وَعَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَوْنٍ قَالَ أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي

سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا

ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا قیامت کے روز "نوح علیہ السلام" کو لایا جائے گا اور ان سے

۴۹۰۳

کہا جائے گا کیا تم نے تبلیغ کی ہے؟ وہ کہیں گے جی ہاں! اسے ہمارے پروردگار! پھر ان کی امت سے

پوچھا جائے گا کیا تمہیں تبلیغ کی ہے وہ کہیں گے ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔ اللہ فرمائے گا،

اے نوح! تمہارے گواہ کون ہیں؟ وہ کہیں گے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی امت میرے

گواہ ہیں پھر تمہیں لایا جائے گا اور تم در نوح کے حق میں، "گو اہی دو گے پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے پڑھا اور اسی طرح ہم نے تمہیں عادل امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو۔ اور رسول "صلی اللہ علیہ وسلم"

تم پر گواہ ہوں گے۔ جعفر بن عون نے کہا ہم سے اعمش نے ابو صالح اور ابو سعید خدری کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سے یہ روایت کی، (حدیث ۳۱۲۴ ج ۵: ۵ کی شرح دیکھیں)

يَا رُءُوسَ الْأُمَمِ إِذَا اجْتَهَدَ الْعَامِلُ أَوِ الْحَاكِمُ فَأَخْطَا خِلَافَ
الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ عِلْمٍ فَحُكْمُهُ مَرْدُودٌ لِقَوْلِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرٌ نَاهُوْرُدُّ
۶۹ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ أَخِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ

عَبْدِ الْمَجِيدِ ابْنِ سَهْمِيلِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَعِيدَ
ابْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ أَنَّ أَبَا سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ وَأَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَا أَنَّ
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ أَخَابِي عَدِيَّ الْأَنْصَارِيَّ وَاسْتَعْمَلَهُ
عَلَى خَيْبَرَ فَقَدِمَ بِثَمَرِ جَنِيْبٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكُلْ
ثَمْرَ خَيْبَرَ هَذَا قَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا لَنَشْتَرِي الصَّاعَ
بِالْصَّاعَيْنِ مِنَ الْجَمْعِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَفْعَلُوا
وَلَكِنْ مِثْلًا بِمِثْلٍ أَوْ بِيَعُوا هَذَا وَاشْتَرُوا بِثَمَنِهِ مِنْ هَذَا أَدَاكَ
الْمِيزَانَ

باب جس وقت عامل یا حاکم اجتہاد کرے اور حکم میں خطا

کرے اور جہالت کی وجہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کا خلاف
کرے اس کا حکم مردود ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو لوئی ایسا

عمل کرے جس میں ہمارا حکم نہیں وہ عمل مردود ہے۔

شرح الباب : جب حاکم حکم یا اجتہاد کرے اور وہ صحیح ہو تو اس کو دو گنا ثواب حاصل ہے اگر حکم

بَابُ أَجْرِ الْحَاكِمِ إِذَا اجْتَهَدَ فَأَصَابَ أَوْ أَخْطَأَ

۴۹۰۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِيُّ الْمَكِّيُّ قَالَ

حَدَّثَنَا حَيْوَةُ بْنُ شُرَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْهَادِ
عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي هَيْمٍ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي قَيْسٍ مَعْنَى

عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ فَأَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا

حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ قَالَ فَحَدَّثْتُ هَذَا الْحَدِيثَ أَبَا بَكْرٍ
ابْنَ مُحَمَّدِ ابْنَ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ فَقَالَ هَكَذَا حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ

عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَقَالَ عَبْدُ الْعَزِيزِ ابْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ

میں خطا کرے تو اسے ایک ثواب ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ محضی کو ثواب کس لئے ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ اصابت کا مثلہ تھا۔ اس کو طلب ثواب پر اجر ملتا ہے خطا پر نہیں۔ ابن منذر نے کہا حاکم اگر حکم میں خطا کرے تو اس کو ثواب حاصل ہوگا جبکہ اجتہاد کا علم رکھتا ہو اور اجتہاد کرنے میں غلطی کر جائے اور جب عالم نہ ہو تو کچھ ثواب نہ ہوگا۔ ۴۹۰۴ — ترجمہ: ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: "اگر کوئی شخص کو خیر کا حکم بنا کر بھیجا دے بہت عمدہ کھجور لایا تو اسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا خیر کے تمام کھجور ایسے ہیں؟ اس نے کہا: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم" تمام کھجور ایسے نہیں ہیں لیکن ہم کھجور کے دو صواع کے بدلہ اس کا ایک صاع خریدتے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ نہ کہو لیکن برابر کر دو ان کو بیچ کر ان کے دلوں سے اچھے خرید لیا کرو۔" ورنہ اشیاء کی خرید و فروخت اسی طرح کیا کرو۔

۴۹۰۴ شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حدیث ۲۰۶۳ میں "وَكُلُّ الْكَلْبِ الْمَيْزَانِ" مذکور نہیں حالانکہ وہ یہی حدیث ہے اس جو کا معنی کیا ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ورنہ اشیاء کا وہی حکم ہے جو ناپ والی اشیاء کا حکم ہے۔ ورنہ اشیاء میں بھی نفاذ جائز نہیں ان میں تو کھجوروں کو بیچ کر عمدہ خرید کریں۔ یہی عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ورنہ امد عمدہ کھجوریں ہمسای میں جنیب عمدہ کھجوریں اور جمع "وَدَى الْكَلْبِ" ہیں۔ اصحی نے کہا جس قسم کی کھجور کا نام معلوم نہ ہو اس کو جمع "کچھ" میں۔ فرزانہ نے کہا مختلف اجناس کی ملی ملی کھجوروں کو جمع کہا جاتا ہے

حدیث ۲۰۶۳ ج ۲ کی شرح دیکھیں

بَابُ الْحُجَّةِ عَلَى مَنْ قَالَ إِنَّ أَحْكَامَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَتْ ظَاهِرَةً وَمَا كَانَ يَغْيِبُ بَعْضُهُمْ عَنْ مَشَاهِدِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمُورِ الْإِسْلَامِ

باب حاکم کو ثواب جب اجتہاد سے فیصلہ کرے صحیح کرے یا خطا کرے

توجہ : عمر بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب حاکم فیصلہ کرتے وقت
اجتہاد کرے اور صواب کو پہنچے تو اسے دوگنا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اور اگر فیصلہ کرتے وقت اجتہاد کرے
اور خطا کرے تو اسے صرف ثواب ہے۔ راوی نے کہا میں نے یہ حدیث ابو بکر بن عمرو بن حزم سے بیان
کی تو انہوں نے کہا اسی طرح مجھ سے ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کی اور عبد العزیز
بن مطلب نے عبد اللہ بن ابی بکر اور ابو سلمہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح بیان کیا۔

باب اس شخص پر حجت و دلیل جو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے احکام ظاہر تھے اور بعض صحابہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے محافل سے غائب اور
امور اسلام کے مکمل واقف نہ تھے

شرح : یعنی بکثرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے محافل طیبہ سے غائب
ہوتے تھے اور جو یہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال تکلیفہ ان سے رہ جاتے تھے تو اپنی احوال پر ہمیشہ
قائم رہتے تھے جن پر وہ مطلع تھے اور ناسخ و غیرہ پر مطلع نہ ہونے کے باعث فسوخ پر عمل پیرا ہوتے تھے پھر ایک
دوسرے سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اخذ کرتے تھے۔ پناچہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے
استیذان کے مسئلہ میں ابو موسیٰ اشعری کی طرف رجوع کیا۔ علیٰ ہذا القیاس کثیر مثالیں پائی جاتی ہیں۔ اس باب
میں رافضیوں اور خارجوں کا رد ہے۔ وہ کہتے ہیں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام اور سنتیں نقل
متواتر سے منقول ہیں اور جو نقل متواتر سے منقول نہیں اس پر عمل واجب نہیں۔ اس پر عمل واجب نہیں۔ ان کا

۶۹۰۵ شرح : اس حدیث کی باب سے ثابت اس طرح ہے کہ باب میں ثواب کی مقدار اور کیفیت کی اہمیت ہے اور حدیث میں اس حدیث سے علوم و کتب کتبہ میں احکام و سنتیں منقول ہیں۔
خطا و کفر سے اس نے اپنے گمان میں یا حکم نفس الامر کے مطابق ہے اور یہی حق ہے کیونکہ نفس الامر کے موافق نہ تھا۔ اس حدیث سے علوم و کتب کتبہ میں احکام و سنتیں منقول ہیں۔

قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنْ عَبْدِ بْنِ عَمِيرٍ قَالَ اسْتَأْذَنَ أَبُو مُوسَى
عَلَى عُمَرَ فَكَانَتْ وَجَدَهُ مَشْغُولًا فَرَجَعَهُ فَقَالَ عُمَرُ لِمَا سَمِعْتُ
عَبْدَ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ إِذْ نُوِّلَ لَهُ فِدْعَى لَهُ فَقَالَ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ
فَقَالَ إِنَّا كُنَّا نُؤَمِّرُ هَذَا قَالَ فَأْتِنِي عَلَى هَذَا بَيِّنَةٍ أَوْ لَا فَعَلَنَّا بِكَ
فَانْطَلَقَ إِلَى مَجْلِسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالُوا لَا لَيْشْ هَذَا إِلَّا أَصْغَرَ نَاقِمًا
أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ فَقَالَ قَدْ كُنَّا نُؤَمِّرُ هَذَا فَقَالَ عُمَرُ خَفِيَ عَلَيَّ هَذَا
مِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلْهَانِي الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ

یہ زعم فاسد ہے کیونکہ یہ امر مسلم الثبوت ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ایک دوسرے سے مسائل اخذ کرتے تھے اور بعض کسی سے مرفوع منقول روایت پر عمل کرتے تھے اور اخبار احاد کے ذریعہ عمل کے قول پر اجماع منعقد ہے۔

ترجمہ : عبید بن عمیر سے روایت ہے کہ ابو موسیٰ اشعری نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی اور عمر فاروق کو کسی کام میں مشغول پا کر واپس چلے

گئے عمر فاروق نے فرمایا کیا میں نے عبد اللہ بن قیس کی آواز نہیں سنی؟ انہیں اجازت دے دو، چنانچہ انہیں بلایا گیا تو عمر فاروق نے فرمایا ایسا تم نے کیوں کیا ہے؟ واپس کیوں چلے گئے؟ ابو موسیٰ نے کہا ہمیں یہی حکم دیا گیا ہے۔ عمر فاروق نے فرمایا اس پر کوئی گواہ پیش کرو کہ تمہیں یہی حکم دیا گیا ہے، ورنہ میں تمہارے ساتھ ایسا ایسا کروں گا "عذاب دواں گا" ابو موسیٰ انصار کی مجالس میں گئے تو انہوں نے کہا اس کے ہمارے چھوٹے چھوٹے لوگ گواہ ہیں؛ چنانچہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا ہمیں یہی حکم دیا گیا ہے "جو ابو موسیٰ نے کہا ہے" عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم مخفی رہا ہے۔ مجھے منڈیوں میں تجارت نے مشغول کر رکھا تھا،

۶۹۰۷۔۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفَيْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا
 الزُّهْرِيُّ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنَ الْأَعْرَجِ يَقُولُ أَخْبَرَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ
 إِنَّكُمْ تَزْعُمُونَ أَنَّ أَبَاهُ رِيَّةَ يُكْثِرُ الْحَدِيثَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاللَّهُ الْمُوَعِدُ إِنِّي كُنْتُ إِمْرًا مَسْكِينًا أَلْزَمَ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مِلِّ بَطْنِي وَكَانَ الْمُهَاجِرُونَ
 يُشْغَلُهُمُ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ وَكَانَتْ الْأَنْصَارُ يُشْغَلُهُمُ الْقِيَامُ عَلَى
 أَمْوَالِهِمْ فَشَهِدْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ
 فَقَالَ مَنْ يَبْسُطُ رِدَاءَهُ حَتَّى أَقْضِيَ عَقَابَتِي ثُمَّ يَقْبِضَهُ فَلَمْ

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ حضرت عمر فاروق
 رضی اللہ عنہ پر اجازت لینے کا مسئلہ مخفی رہا حتیٰ کہ ابو موسیٰ اشعری

کی طرف رجوع کرنا پڑا معلوم ہوا کہ خبر واحد معمول یہ ہے اور بعض سنن بعض جلیل القدر صحابہ پر مخفی رہ جاتی
 تھیں اور جو حضور کی مجلس میں ہوتے تھے وہ ان تک مسائل پہنچاتے تھے جو غائب ہوتے تھے اور غائب ان کی
 خبر قبول کر لیتے تھے اور اس پر اعتماد کر کے عمل کرتے تھے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ
 کا استیذان کے مسئلہ پر گواہ طلب کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خبر واحد کو حجت نہیں جانتے تھے اس کا جواب
 یہ ہے کہ یہی توجہ و دلیل ہے کیونکہ ابو سعید خدری کی خبر ملنے سے خبر واحد ہی رہتی تھی متوازن نہ ہوتی تھی نیز
 یہ منقول ہے کہ حضرت عمر فاروق سے کہا گیا کہ اے امیر المؤمنین اس طرح صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عذاب
 نہ کیا کرو تو انہوں نے کہا میں خبر کی توثیق چاہتا ہوں۔ اس سے واضح ہے کہ وہ خبر واحد پر عمل کو جائز کہتے تھے۔
 (حدیث صحیحہ ۶۷۵۸ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم خیال کرتے ہو کہ ابو ہریرہ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت حدیثیں ذکر کرتا ہے۔ اللہ کے حضور جانا ہے۔

يُنْسَ شَيْئًا سَمِعَهُ مِنِّي فَبَسَطَتْ بُرْدَةً كَانَتْ عَلَى فَوَالَّذِي بَعَثَهُ
بِالْحَقِّ مَا نَسِيتُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْهُ

بَابُ مَنْ رَأَى تَرْكَ النَّكِيِّ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حُجَّةٌ لِأَمِنْ غَيْرِ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۶۹۰۸ — حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ حَمِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ

میں مسکین آدمی تھا۔ پیٹ پھر کر کھانے پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود رہتا تھا۔ مہاجرین کو منڈیوں میں تجارت مشغول رکھتی تھی اور انصار کو اپنے مالوں پر قائم رکھنے نے مشغول رکھتا تھا۔ ایک دن میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ حضور نے فرمایا جو کوئی اپنی چادر پھیلائے رکھے یہاں تک کہ میں اپنا کلام پورا کر لوں پھر اس کو اکٹھا کر لے جو کچھ اُس نے مجھ سے سنا ہوگا اس کو ہرگز نہ بھولے گا میں نے اپنی چادر پھیلا دی۔ اللہ کی قسم جس نے حضور کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں نے جو شئی آپ سے سنی تھی اس کو نہیں بھولا۔

شرح: اس حدیث کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کی خبر دی جس سے کثیر صحابہ کرام

رضوان اللہ علیہم غائب تھے جب ان کو ابو ہریرہ نے خبر دی تو انہوں نے اسے قبول کیا اور اس پر عمل کیا معلوم ہوا کہ خبر دا حد مقبول ہے اور معمول بہ ہے۔ اس حدیث میں ان لوگوں پر محبت ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اخبار پر عمل کرنے کے لئے تواتر سے منقول شرط قرار دیتے ہیں۔ قولہ واللہ الموعدا الخ یہ جملہ معترضہ ہے اس سے مراد قیامت کا دن ہے یعنی قیامت کے دن ظاہر ہو جائے گا کہ مجھ پر انکار کرنے میں تم حق پر تھے یا زیادہ حدیثیں بیان کرنے میں تم حق پر تھے۔ قولہ علی اموالہم یعنی انصار کھیتی باڑی میں مصروف رہتے تھے اموال سے مراد کھیتی باڑی ہے (حدیث ۱۹۲۱ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

ابن معاذ قال حدثنا ابي قال حدثنا شعبة عن سعد بن ابراهيم
 عن محمد بن المنكدر قال رأيت جابر بن عبد الله يحلف بالله
 ان ابن الصائد الدجال قلت تحلف بالله قال اني سمعت عمر
 يحلف على ذلك عند النبي صلى الله عليه وسلم فلم ينكره النبي صلى الله
 عليه وسلم

باب جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار ترک کرنے کو حجت اور دلیل خیال کیا،

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اور کسی کا انکار ترک کرنا حجت نہیں
 توجہ : محمد بن منکدر نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ کو دیکھا کہ وہ اللہ
 کی قسم کھاتے تھے کہ ابن صیاد دجال ہے۔ میں نے کہا تم اللہ کی قسم
 کھاتے ہو۔ انہوں نے کہا میں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے سنا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس پر
 قسم کھاتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انکار کیا۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ایک روایت میں ہے کہ عمر فاروق نے جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا مجھے مہلت دیں میں ابن صیاد
 کی گردن اڑاتا ہوں تو حضور نے فرمایا۔ اگر یہ دجال ہی ہے تو اس پر تم مسلط نہیں ہو سکتے۔ اگر یہ دجال
 نہیں تو تمہارے لئے اس کو قتل کرنے میں خیر نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ابن
 صیاد کے بارے میں شک کرتے تھے اور حتمی طور پر اس کو دجال نہیں کہا۔ اس کا جواب یہ ہے سید عالم صلی اللہ
 علیہ وسلم کا کلام شریف اگر معرین شک میں ہے لیکن کبھی اس سے یقین مراد ہوتا ہے جیسے قرآن کریم میں ہے
 اگر تو نے شرک کیا تو تیرے عمل باطل ہو جائیں گے، "علا نکه اللہ کے علم میں ہے کہ حضور سے شرک ہونا محال ہے
 یہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرب کے محاورات کے مطابق مذکور ہے وہ اپنے مقالات میں اس طرح کلام کرتے ہیں۔

بَابُ الْأَحْكَامِ الَّتِي تُعْرَفُ بِالذَّلَائِلِ وَكَيْفَ
 مَعْنَى الدَّلِيلِ وَتَفْسِيرُهَا وَقَدْ أَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أَمْرَ الْخَيْلِ وَغَيْرَهَا ثُمَّ سُئِلَ عَنِ الْحُمْرِ فَدَلَّهُمْ عَلَى قَوْلِهِ فَمَنْ
 يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 عَنِ الضَّبِّ فَقَالَ لَا أَكَلُهُ وَلَا أَحْرَمُهُ وَأَكَلَ عَلَى مَا يَدَّ النَّبِيُّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الضَّبُّ فَاسْتَدَّلَ ابْنُ عَبَّاسٍ بِأَنَّهُ لَيْسَ بِحَرَامٍ

باب جو احکام دلائل سے پہچانے جاتے ہیں۔ دلالت کا

معنی اور تفسیر کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے اور اس کے غیر کے حکم کی خبر دی پھر گدھوں سے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے اس آیت کریمہ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ، کی طرف ان کی رہنمائی کی۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گوہ کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا میں اسے نہ کھاتا اور نہ حرام کرتا ہوں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان پر گوہ کھانی گئی اس سے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے استدلال کیا کہ گوہ حرام نہیں۔

شرح : دلائل ملازمات شرعیہ اور عقلیہ میں۔ ابن حجب نے کہا صحیح ادلہ جن پر اتفاق ہے پانچ ہیں۔ کتاب، سنت، اجماع، قیاس اور استدلال۔ استدلال کی صورت یہ ہے کہ ملزوم کا ثبوت شرعاً یا عقلاً معلوم ہو جائے تو اس کے لازم کا ثبوت شرعاً اور عقلاً معلوم ہو جاتا ہے۔ دلالت کے معنی یہ ہیں جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو خاص کا حکم اور وہ گدھے میں عام کے حکم کے تحت داخل ہے اور وہ "فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ" ہے کیونکہ جو کوئی ان کو اللہ کی راہ میں باندھے رکھے وہ خیر کا عامل ہے وہ خیر کی جزاء دیکھ لے گا اور جو فحور یا دیکھے لے باندھتا ہے وہ شر کا عامل ہے وہ اس کی جزاء دیکھے

جَسَنَاتٍ لَهُ دَمِي لِيذَلِكَ الرَّجُلُ أَجْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغْنِيًا وَتَعَفُّا وَلَمْ
يُنْسَ حَقَّ اللَّهِ فِي رِقَابِهَا وَلَا ظُهُورِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ وَرَجُلٌ رَبَطَهَا خَدْرًا
وَرِيَاءً فَهِيَ عَلَى ذَلِكَ وَرَزُّ وَسِئَلُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ
الْحُمْرِ فَقَالَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيَّ فِيهَا إِلَّا هَذِهِ الْآيَةُ الْفَاذَةُ الْجَامِعَةُ فَمَنْ
يَعْمَلُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ

کا سبب ہے اور کسی کے لئے گناہ کا سبب ہے۔ ثواب کا موجب اس شخص کے لئے ہے جس نے اسے
اللہ کی راہ میں باندھا اور اس کی رستی چراگاہ یا باغ میں لمبی کر دی جس قدر وہ چسپراع گاہ یا باغ میں
چارہ کھائے گا وہ اس کے لئے نیکیاں ہوں گی اور اگر اس کی رستی ٹوٹ جائے اور وہ ایک یا دو
بلندیاں دوڑ جائے تو اس کے قدموں کے آثار اور اس کی پید اس شخص کے لئے نیکیاں ہوں گی اور اگر
وہ نہر کے پاس سے گزرے اور اس سے پانی پیئے حالانکہ اس کا پانی پینے کا ارادہ نہیں تھا یہ اس کی نیکیاں
ہوں گی پس یہ گھوڑا اس کے ثواب کا موجب ہے اور جس شخص نے اس کو مال داری کی وجہ سے اور لوگوں سے
سوال سے بچاؤ کے لئے باندھا پھر اس کی گردن اور پیٹھ کے متعلق اللہ کا حق نہ بھولا وہ اس کے لئے
بچاؤ کی سورت ہوگا اور جس نے فخر اور ریاء کے طور پر اور مسلمانوں سے دشمنی کے لئے باندھا وہ
اس کے لئے گناہ کا باعث ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گدھوں سے متعلق پوچھا گیا تو
فرمایا اس کے متعلق مجھ پر کوئی آیت نہیں اتنی سوا اس جامع تنہا آیت کے فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ
شَرًّا يَرَهُ (حدیث ۲۲۱۶ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

حل لغات : مَرَجٌ "چراگاہ جہاں مویشی چرتے ہیں۔ طَبِيلٌ "لمبی رسی۔ ثَرْنٌ "بلندی
تَغْنِيًا، "لوگوں سے مستغنی۔ تَعَفُّا، "سوال سے بچنا۔ حُمْرٌ، "حماسک
جمع ہے گدھے۔ اسْتَنْتُ، "دوڑا۔

۶۹۱۰۔ حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُورِ

ابْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُقَبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضِيلُ بْنُ سُلَيْمَانَ التَّمِيمِيُّ

الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي

أُمِّي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ

الْحَيْضِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْهُ قَالَ تَأْخُذِينَ فِرْصَةً هَمْسَكَةً فَتَوْضِئِينَ

بِهَا قَالَتْ كَيْفَ اتَّوَضَّأُ بِهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

تَوْضِئِينَ قَالَتْ كَيْفَ اتَّوَضَّأُ بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوْضِئِينَ

بِهَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَعَرَفْتُ الَّذِي يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَجَذَبْتُهَا إِلَىٰ فَعَلَّمْتُهَا

ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال عرض کیا سلاں حدیث کے دو طریق ہیں ایک طریق

۶۹۱۰۔

یچھلی کا ہے جو مختصر ذکر کیا۔ دوسرا طریق محمد بن عقبہ کا ہے وہ یہ ہے

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حیض کے متعلق

سوال عرض کیا کہ اس سے کیسے غسل کرے فرمایا مشک لگا کر اٹھ کر اٹھ کر اس سے پاکی حاصل کر عرض کیا یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ کیسے پاکی حاصل کروں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پاکی حاصل کر۔ عرض کیا یا رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم! کیسے پاکی حاصل کروں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پاکی حاصل کر۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا

نے فرمایا میں نے وہ پہچانا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارادہ فرماتے تھے میرے اس کو اپنی طرف کھینچا اور اس کو کھایا

شرح: اس حدیث کی مطابقت اس طرح ہے کہ جب عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے

۶۹۱۰۔

غسل کی کیفیت پوچھی تو اس کو دلیل کے ساتھ سکھایا۔ یہ عورت اس حدیث کی شرح دیکھیں

۶۹۱۱۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ

عَنْ أَبِي بَشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ أُمَّ حَفِيدِ بِنْتَ
الْحَارِثِ بْنِ حَزْنٍ أَهَدَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمْنًا وَإِقْطًا
وَأُضْبًا فَدَعَا هُنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَكَلْنَ عَلَى مَا يَدِيهِنَّ فَتَرَكَهُنَّ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْمُقَدَّرَةِ وَلَوْ كُنَّ حَرَامًا مَا أَكَلْنَ عَلَى
مَا يَدِيهِنَّ وَلَا أَمَرَ بِأَكْلِهِنَّ

۶۹۱۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ

قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رِيَّاحٍ

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام حنفیہ بنت حارث بن حزن

۶۹۱۱۔

نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھی، پیسیر اور گوہیں بدیہ بھیجا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ان کو منگوا یا اور وہ حضور کے دسترخوان پر کھائی گئیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ترک کیا جیسے
ان سے نفرت کرتے ہیں۔ اگر یہ حرام ہوتیں تو حضور کے دسترخوان پر نہ کھائی جاتیں اور نہ ہی آپ کھانے
کا حکم فرماتے۔

شرح : اس کی مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو

۶۹۱۱۔

نفرت کرتے ہوئے ترک کر دیا لوگ ان کے کھانے سے کٹ گئے تو

حضور نے وہ منگوائیں اور آپ کے دسترخوان پر کھائی گئیں یہ ان کی اباحت کی دلیل ہے۔

ام حنفیہ کا نام ہنرلیہ بنت ہلالیہ ہے۔ یہ ام المؤمنین میمونہ کی ہمیشہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور خالد

ابن ولید کی خالہ ہیں (حدیث ۵۰۳۳ ج : ۸ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۶۹۱۲۔

جو مقوم یا پیاز کھاے وہ ہم سے علیحدہ رہے یا فرمایا ہماری سجد سے

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ
 أَكَلَ تَوْمًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتِزْ لَنَا أَوْ لِيَعْتِزْ لَنَا مَسْجِدًا نَأْوِيكَ
 فِي بَيْتِهِ وَأَنْتَ أَتَى بِبَدْرِ قَالَ ابْنُ وَهْبٍ يَعْنِي طَبَقًا فِيهِ خَضِرَاتٌ
 مِنْ بُقُولٍ فَوَجَدَ لَهَا رِيحًا فَسَأَلَ عَنْهَا فَأُخْبِرَ بِمَا فِيهَا مِنَ الْبُقُولِ
 فَقَالَ قَرَّبْتُهَا إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ كَانَ مَعَهُ قَلَسًا رَأَى كَرَةً أَكَلَهَا
 وَقَالَ كُلْ فَإِنِّي أَنَا حِيٌّ مِنْ لَاتِنَا حِيٌّ قَالَ ابْنُ عُفَيْرٍ عَنْ ابْنِ وَهْبٍ
 بِقَدْرِ فِيهِ خَضِرَاتٌ وَلَمْ يَذْكُرِ اللَّيْثُ وَأَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُونُسَ قِصَّةَ
 الْقَدْرِ فَلَا أَدْرِي هُوَ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ أَوْ فِي الْحَدِيثِ

علیحدہ رہے اور اپنے گھر میں بیٹھا رہے ایک تھال لایا گیا۔ ابن وہب نے کہا یعنی طبق لایا گیا جس میں
 سبزیاں تھیں حضور کو اس کی بو معلوم ہوئی تو ان سے متعلق دریافت کیا آپ کو اس میں سبزیوں سے
 متعلق خبر دی گئی فرمایا اس کو صحابی کے قریب کرو جو آپ کے ہمراہ تھا جب اس کو دیکھا کہ وہ
 اس کو کھانا پسند نہیں کرتا تو فرمایا کھاؤ میں اس سے مناجات کرتا ہوں جس سے تم مناجات نہیں کرتے ہو۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ تمام صحابہ کرام اللہ سے مناجات کرتے تھے

تو اس کلام کا معنی کیا ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ مناجات خفیہ گفتگو

۶۹۱۲

ہے اور لفظ ”مَنْ“ موصولہ ہے اس سے مراد جبرائیل علیہ السلام ہے۔ بعض روایات میں اس کی تصریح
 موجود ہے۔ مخوم اور پیاز میں ہر وہ شئی داخل ہے جس کے کھانے سے بو آئے اس میں مولیٰ، گندھنا اور تمباکو
 والا پان سگریٹ اور حشہ وغیرہ داخل ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ جس سے انسان بو محسوس کرتے ہیں اور اذیت
 پاتے ہیں اس سے فرشتوں کو بھی اذیت پہنچتی ہے۔ کراما کا تبیین ان میں داخل نہیں۔

وَقَالَ ابْنُ عُفَيْرٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ رِوَايَةِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ ابْنُ وَهْبٍ يَعْنِي طَبَقًا فِيهِ خَضِرَاتٌ

سبزیاں تھیں لیث اور ابو صفوان نے یونس سے ہندی کا قصہ ذکر نہیں کیا میں نہیں جانتا کہ یہ نہ ہری کا قول ہے یا

۶۹۱۲۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي رَاهِمٍ قَالَ
 حَدَّثَنَا أَبِي وَعَمِّي قَالَا حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ
 جَبْرِ أَنَّ أَبَا جَبْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أُمَّةً أُمَّةً رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ فَأَمَرَهَا بِأَمْرِ فَقَالَتْ
 أَرَأَيْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ لَمْ أَجِدْكَ قَالَ إِنْ لَمْ تَجِدْنِي فَأْتِي
 أَبَا بَكْرٍ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ زَادَنَا الْحَمِيدِيُّ عَنْ أَبِي رَاهِمٍ بْنِ سَعْدٍ
 كَانَتْ تَعْنِي الْمَوْتَ بَابٌ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْأَلُوا أَهْلَ

حدیث میں ہے یعنی زہری نے اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل ذکر کیا ہے اسی لئے اس کو یونس نے روایت نہیں کیا یا مسند ذکر کیا ہے اس لئے یونس نے اسے نقل کیا ہے۔ (حدیث ۸۱۷/۸۱۸/۸۱۹ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ: محمد بن جبیر نے بیان کیا کہ ان کے والد جبیر بن مطعم نے انہیں

خبر سنائی کہ انصار قبیلہ کی ایک عورت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس آئی اور کسی شے کے بارے میں حضور سے گفتگو کی حضور نے اس کو کوئی حکم فرمایا تو اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "اگر میں آپ کو نہ پاؤں تو؟" حضور نے فرمایا اگر مجھے نہ پائے تو ابو بکر کے پاس آ جانا۔ حمیدی نے ابراہیم بن سعد سے اضافہ کیا۔ گویا کہ اس کی مراد موت تھی۔

شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ان دونوں حدیثوں کی عنوان سے کیا

مناسبت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی سے یہ استدلال کیا

ہے کہ فرشتے بدبودار شے سے اذیت پاتے ہیں اور دوسری شے سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حسدافت پر استدلال کیا ہے۔ (حدیث ۳۲۲۵ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد
 اہل کتاب سے کسی شے سے متعلق مت پوچھو!

وَقَالَ أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ
ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ سَمِعَ مَعْوِيَةَ يُحَدِّثُ رَهْطًا مِنْ قُرَيْشٍ
بِالْمَدِينَةِ وَذَكَرَ كَعْبَ الْأَجْبَارِ فَقَالَ إِنْ كَانَ مِنْ أَصْدَقِ
هَؤُلَاءِ الْمُحَدِّثِينَ الَّذِينَ يُحَدِّثُونَ عَنِ الْكِتَابِ وَإِنْ كُنَّا مَعَهُ
ذَلِكَ لَنَبْلُو عَلَيْهِ الْكِنَافَةَ ۶۹۱۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ

ابو الیمان نے کہا مجھے شعیب نے زہری سے خبر دی انہوں نے کہا مجھ سے حمید بن
عبدالرحمن نے بیان کیا کہ انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ مدینہ منورہ
میں قریش کی ایک جماعت سے گفتگو کر رہے تھے۔ انہوں نے کعب الاجار کا ذکر
کیا اور کہا وہ ان محدثین میں سب سے زیادہ سچے تھے جو اہل کتاب سے روایت
کرتے تھے لیکن بایں ہمہ ہم اس کے کلام میں جھوٹ پاتے ہیں۔

شرح : اس حدیث کی مطابقت کعب الاجار کے ذکر میں ہے جو پہلی کتابوں سے خبر نقل کرتے تھے
اور اس سے ان کی خبروں کے متعلق دریافت کیا جاتا تھا۔ کعب الاجار اہل کتاب کے علماء اور فضلاء میں سے تھے
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلافت میں ایمان لائے بعض نے کہا: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں یہ نبوئے ہے اسے
فضلاء تابعین میں شمار کیا جاتا ہے۔ حضرت امیر معاویہ کا بیان ہے کہ کعب الاجار تمام اہل کتاب سے زیادہ سچے
تھے تو رات و انجیل سے خبریں دیتے تھے لیکن بایں ہمہ نے جھوٹ میں کعب کا امتحان لیا ہے کہ ان کے کلام
میں جھوٹ پایا جاتا ہے۔ ابن حبان نے کتاب الثقات میں ذکر کیا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ ہے
کہ وہ جو خبریں دیتے ہیں ان میں بسا اوقات غلطی کر جاتے ہیں ان کی یہ مراد نہیں کہ وہ کذاب ہے چونکہ علماء
یہود نے تورات وغیرہ میں بہت تغیر و تبدیل کر رکھی تھی اور وہ تحریف شدہ خبریں دیتے تھے اس لئے خبر جھوٹی
ہوتی تھی وہ عمدًا جھوٹ نہ بولتے تھے۔

۶۹۱۴ — ترجمہ : ابوریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اہل کتاب تورات عبرانی زبان میں پڑھتے تھے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي
 كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرُونَ
 التَّوْرَةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفْسِرُونَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تَكْذِبُوا
 وَقُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا الْآيَةَ

۶۹۱۵۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ

قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ
 قَالَ كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ وَكِتَابُكُمْ الَّذِي أُنزِلَ
 عَلَى رَسُولِهِ أَحَدٌ تُقْرُونَهُ فَحُضًا لَمْ يُشَبَّ وَقَدْ حَدَّثَكُمْ أَنَّ
 أَهْلَ الْكِتَابِ بَدَّلُوا كِتَابَ اللَّهِ وَغَيَّرُوهُ وَكَتَبُوا بِأَيْدِيهِمْ

اور مسلمانوں کے لئے عربی زبان میں اس کی تفسیر کرتے تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل کتاب کی
 تصدیق نہ کرو اور نہ ہی ان کی تکذیب کرو اور کہو ہم اللہ پر ایمان لائے اور جو ہماری طرف نازل ہوا اور
 جو تمہاری طرف نازل ہوا اس پر ایمان لائے

۶۹۱۴۔ شرح : اس کی مطابقت اس طرح ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام
 کو اہل کتاب کی عدم تصدیق اور عدم تکذیب کا حکم دیا اس کا مقتضی
 اُن سے سوال نہ کرنا ہے۔ (حدیث ۴۱۷۳ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

۶۹۱۵۔ ترجمہ : عبید اللہ سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تم اہل کتاب
 سے کسی شے سے متعلق کیوں پوچھتے ہو، حالانکہ تمہاری کتاب (قرآن کریم)
 جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی کتاب ہے جسے تم پڑھتے ہو حالانکہ یہ خالص ہے اس میں کوئی غلطی

الْكِتَابَ وَقَالُوا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ لِيُثَرِّقُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أَلَا يَتَذَكَّرُ
مَا جَاءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسْأَلَتِهِمْ لَوْلَا اللَّهُ مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ رِجَالًا لَكُمْ
عَنِ الَّذِي عَلَيْكُمْ

بَابُ نَهْيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّحْرِيمِ الْأَمَّا
يُعْرَفُ أَبَا حَتَّةَ وَكَذَلِكَ أَمْرُهُ نَحْوُ قَوْلِهِ حِينَ أَحَلُّوا
أَصِيبُوا مِنَ النَّسَاءِ وَقَالَ جَابِرٌ لَمْ يُعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ
أَحَلَّهُمْ لَهُمْ وَقَالَتْ أُمُّ عَطِيَّةَ نُهَيْتُنَا عَنْ اتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ
وَلَمْ يُعْزِمْ عَلَيْنَا

۴۹۱۴ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ
قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ
جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ فِي

نہیں کی گئی اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں خبر سنائی ہے کہ اہل کتاب نے اللہ کی کتاب کو بدل دیا ہے اور اس میں
تغییر کر دی ہے۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھی اور کہا یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس وجہ سے
وہ قبیل ثمن حاصل کریں خبردار سنو! تمہارے پاس جو علم آیا ہے یہ ان سے سوال پوچھنے سے تم کو منع
کرتا ہے بخدا! ہم نے ان میں سے کسی آدمی کو نہیں دیکھا کہ وہ تم سے اس کے متعلق پوچھے جو نہی
طرف نازل کیا گیا ہے۔

شرح: قولہ اُجِدَّتْ، یعنی نزول کے اعتبار سے نئی کتاب ہے اور اس کے الفاظ عادت میں
قدیم وہ معنی ہے جو اللہ کی ذات کے ساتھ قائم ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ ہے کہ وہ تم
سے نہیں پوچھتے، حالانکہ ان کی کتاب محزون ہے۔ لہذا بطریق اولیٰ ان سے کچھ نہیں پوچھنا چاہیے۔

باب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا منع کرنا تحريم کا موجب ہے مگر جس کی اباحت پہ چانی جائے

ایسے ہی آپ کا حکم ہے جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد! جب وہ عمرہ سے فارغ ہو گئے کہ بیویوں کے پاس جاؤ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا ان پر واجب نہ کیا تھا لیکن ان کے شجاع حلال اور جائز کیا تھا۔ ام عطیہ نے کہا ہم کو جنازہ کے پیچھے جانے سے منع کیا گیا اور ہم پر واجب نہیں کیا کہ ہم نہ جائیں۔

شرح الباب: یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی شئی سے منع کرنا اس کی تحريم کا سبب ہوتا ہے۔ نبی کا یہ حقیقی معنی ہے البتہ جس کی اباحت حال کے قرینہ سے یا کسی دلیل سے یا دلالتِ سیاق سے پہچانی جائے تو وہ جائز و مباح ہوتا ہے۔ اسی طرح سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نبی کے حکم جیسا ہے یعنی جب تک ندب وغیرہ کی دلیل نہ پائی جائے تو حضور کا ارشاد و جوب پر محمول ہوتا ہے۔ اور اس کی مخالفت حرام ہے۔ جیسے حجۃ الوداع میں جب لوگ عمرہ سے فارغ ہو گئے تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ بیویوں کے پاس جائیں اور ان سے جماع کریں۔ حضور کا امر "ایجاب پر محمول ہے جو امر کا حقیقی مدلول ہے لیکن جس وقت کوئی قرینہ پایا جائے جو ایجاب سے منع کرے؛ چنانچہ اس صورت میں جو لوگ عمرہ سے فارغ ہو گئے تھے ان کو بیویوں کے پاس جانے کا حکم دیا تھا حضرت جابر نے کہا ان پر جماع واجب نہیں کیا تھا، لیکن ان کے لئے جماع کرنا حلال اور جائز فرمایا تھا۔ دوسری ایک اور صورت ہے کہ ام عطیہ نے کہا کہ حضور نے عورتوں کو جنازوں کے ہمراہ جانے سے منع کیا لیکن ان پر یہ واجب نہ کیا تھا کہ وہ برگز نہ جائیں۔ علماء اصول نے کہا نبی کے آٹھ معانی ہیں اور وہ تحريم میں حقیقت اور باقی سات میں مجاز ہے اور امر سولہ معانی کے لئے ہے وہ ایجاب میں حقیقت اور باقی پندرہ میں مجاز ہے۔

ترجمہ: عطاء نے بیان کیا کہ میں نے جابر بن عبد اللہ کو چند لوگوں میں جو

۶۹۱۶

ان کے ہمراہ تھے۔ یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے صرف حج کا احرام باندھا اس کے ساتھ عمرہ نہ تھا۔ عطاء نے کہا جابر بن عبد اللہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

أَنَا سِ مَعَهُ قَالَ أَهْلَنَّا أَصْحَابَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فِي الْحَجِّ خَالِصًا لَيْسَ مَعَهُ عُمُرَةٌ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ فَقَدِمَ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُبْحَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ
 فَلَمَّا قَدِمْنَا أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَحِلَّ وَتَالَ
 أَحِلُّوْا وَأَصِيبُوا مِنَ النِّسَاءِ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ وَلَمْ
 يُعْزِمْ عَلَيْهِمْ وَلَكِنْ أَحَلَّهُمْ لَهُمْ فَبَلَّغْنَا نَا نَقُولُ لَمَّا لَمْ
 يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ الْإِخْمَسُ أَمَرْنَا أَنْ نَحِلَّ إِلَى نِسَائِنَا
 فَنَأْتِي عَرَفَةَ تَقَطَّرْنَا كَبِيرًا الْمَذْيَ قَالَ وَيَقُولُ جَابِرٌ بِيَدِهِ هَكَذَا
 وَحَرَكَهَا فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتُمْ
 أَنِّي أَتُّقَاكُمْ لِلَّهِ وَأَصْدُقُكُمْ وَأَبْرُكُمْ وَلَوْ لَا هَدَيْتُ لِحَلَّتْ كَمَا

ذی الحجہ کی چوتھی صبح کو مکہ مکرمہ تشریف لائے جب ہم آئے تو ہمیں حضور نے حکم دیا کہ ہم حج کا احرام کھول دیں
 اور فرمایا تم حج کا احرام کھول دو اور بیویوں کے پاس جاؤ۔ عطاء کا بیان ہے کہ حضرت جابر نے کہا بیویوں سے جماع
 کرنا ان پر واجب نہ کیا تھا لیکن عورتوں کو ان کے لئے حلال کیا تھا جو احرام کے باعث حرام تھیں (پھر جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ ہم لوگ کہتے ہیں کہ جب ہمارے اور عرفہ کے درمیان صرف پانچ دن باقی رہ گئے ہیں
 تو ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنی بیویوں سے جماع کر سکتے ہیں۔ اب ہم عرفہ جائیں گے اور ہمارے ذکروں سے منی
 ٹپک رہی ہوگی۔ عطاء کا بیان ہے کہ حضرت جابر اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتے تھے اور اپنے ہاتھ کو
 حرکت دیتے تھے۔ پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور فرمایا تم نے جانا ہے کہ میں تم سے
 ارشے زیادہ ڈرنے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ سچا اور نیک ہوں اگر میری ہدی نہ ہوتی تو میں احرام
 کھول دیتا جیسے تم نے احرام کھول دیئے ہیں لہذا تم احرام کھول دو اور اگر میں اپنے امر کی طرف پہلے متوجہ

بَابُ كَرَاهِيَةِ الْأُخْتِلَافِ

۶۹۱۸۔ حَدَّثَنَا اسْحَقُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ سَلَامِ بْنِ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَأُوا الْقُرْآنَ مَا اتَّلَفْتُمْ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ سَمِعَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ سَلَامًا

۶۹۱۹۔ حَدَّثَنَا اسْحَقُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اقْرَأُوا الْقُرْآنَ مَا اتَّلَفْتُمْ قُلُوبُكُمْ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمْ فَقُومُوا عَنْهُ وَقَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ هَارُونَ الْأَعْوَرِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ عَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ خِلَافِ مَكْرُوهٍ

۶۹۱۸۔ ترجمہ : جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پڑھو جب تک تمہارے دل لگے رہیں جب تمہارے دل نہ لگیں تو اس کی تلاوت سے کھڑے ہو جاؤ ابو عبد اللہ بخاری نے کہا عبد الرحمن نے سلام سے سماعت کی ہے۔ (حدیث علیہ السلام کی تشریح دیکھیں)

۶۹۱۹۔ ترجمہ : جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن پڑھتے رہو جب تک اس پر تمہارے رہیں

۶۹۲۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَمْرٍو قَالَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ

عَنْ مَعْمَرِ بْنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ لَمَّا حَضَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَفِي الْبَيْتِ رِجَالٌ فِيهِمْ
عَمْرُو بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ هَلُمَّ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ قَالَ
عُمَرَانُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَلَبَهُ الْوَجَعُ وَعِنْدَكُمْ الْقُرْآنُ
فَحَبْنَا كِتَابَ اللَّهِ وَاخْتَلَفَ أَهْلُ الْبَيْتِ وَاخْتَصَمُوا فِيهِمْ مَنْ
يَقُولُ قَرِيبًا يَكْتُبْ لَكُمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِتَابًا
لَنْ تَضِلُّوا بَعْدَهُ وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ مَا قَالَ عُمَرُو فَلَمَّا أَكْثَرُوا اللَّغَطَ وَ

بین اور جب تھکنے لگو تو اس سے کھڑے ہو جاؤ۔

شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو قرآن کے

۶۹۱۹

ساتھ محبت کا حکم دیا اور فرقت سے ڈرایا اور کسی شبہ کے باعث

جھگڑا کا احتمال ہو تو اس میں اختلاف ترک کر دیں اور اگر قرآن کی تاویل میں اختلاف ہو تو اس کی قرأت
ترک کرنے کا حکم نہیں دیا کیونکہ قرآن پڑھنے پر امت کا اجماع ہے اس کو سمجھے یا نہ سمجھے معلوم ہوا کہ قوموا
عندکم معنی یہ ہیں کہ استجباً کھڑے ہو جاؤ اور پڑھنا چھوڑ دو۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ اختلاف کے وقت
پڑھنا حرام ہے۔ قال ابو عبد اللہ الخ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یزید بن مارون نے مارون
اعور سے روایت کی کہ ہم سے ابو عمران نے جذب کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۶۹۲۰

کی وفات قریب آئی۔ ابن عباس نے کہا گھر میں بہت لوگ تھے ان میں

عمر فاروق بھی تھے۔ حضور نے فرمایا آؤ میں تمہارے لئے تحریر لکھ دوں اس کے بعد تم نہیں پھیلو گے۔ عمر فاروق
نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر بیماری کا غلبہ ہے تمہارے پاس قرآن ہے میں اللہ کی کتاب کافی ہے۔ گھر میں

وَالْاِخْتِلَافَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَوْمُوا عَنِّي
 قَالَ عَبْدُ اللهِ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُولُ اِنَّ الرَّزِيَّةَ كُلَّ الرَّزِيَّةِ
 مَا حَالَ بَيْنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ اَنْ يُكْتَبَ
 لَهُمْ ذَلِكَ الْكِتَابَ مِنْ اِخْتِلَافِهِمْ وَلَغَطِهِمْ

بَابُ قَوْلِ اللهِ وَامْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ وَشَاوِرُهُمْ
 فِي الْاُمُورِ اِنَّ الْمَشَاوِرَةَ قَبْلَ الْعَزْمِ وَالتَّشْبِيْهِ لِقَوْلِهِ فَاِذَا
 عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللهِ فَاِذَا عَزَمَ الرَّسُوْلُ لَمْ يَكُنْ لِبَشَرٍ
 اَلْتَّقَدُّمُ عَلَى اللهِ وَرَسُوْلِهِ وَشَاوَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 اَصْحَابَهُ يَوْمَ اُحُدٍ فِي الْمَقَامِ وَالْخُرُوْجِ فَرَاوَالَ الْخُرُوْجِ
 فَلَمَّا لَبَسَ لَأُمَّتِهِ وَعَزَمَ قَالُوْا قِمِّ فَلَمْ يَمِلْ اِلَيْهِمْ بَعْدَ الْعَزْمِ

لوگوں نے اختلاف کیا اور وہ جھگڑنے لگے۔ ان میں سے بعض کہتے تھے ”قلم دوات“ آپ کے قریب کرو تہا سے
 لئے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تحریر لکھ دیں اس کے بعد تم نہیں پھسلو گے ان میں سے بعض وہی کہتے تھے
 جو عمر فاروق نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شور و غل اور اختلاف زیادہ ہو گیا تو فرمایا میرے پاس
 سے اٹھ جاؤ۔ عبید اللہ نے کہا ابن عباس کہتے تھے۔ مصیبت ہے بہت بڑی مصیبت یہ بھی کہ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے لئے تحریر لکھنے کے درمیان اختلاف اور جھگڑا حائل ہوا۔

شرح : یعنی اس نازک وقت میں لوگوں کا اختلاف کرنا اور آوازیں بلند کرنا

۶۹۲۰

جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آزر دگی کا موجب تھے تحریر کرنے میں حائل

واقع ہوئے۔ اس حدیث کے دیگر الفاظ یہ ہیں کہ حضور نے فرمایا میں جس حال میں ہوں اس سے بہتر ہے جو تم تکلیف کرتے
 ہو کہ میں ضرور لکھوں۔ حدیث ۱۱۴۷ : میں ہم نے بسط سے تحریر کیا ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

وَقَالَ لَا يُدْبِعِي لِنَبِيِّ يَلْبَسُ لَأُمَّتَهُ فَيَضَعُهَا حَتَّى يُحْكُمَ اللَّهُ وَشَأُورَ
 عَلِيًّا وَأَسَامَةَ فَيَمَارِهُ بِهِنَّ أَهْلُ الْإِفْكِ عَائِشَةَ فَسَمِعَ مِنْهَا حَتَّى نَزَلَ
 الْقُرْآنُ فَجَلَدَ الرَّامِيْنَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ إِلَى تَنَازِعِهِمْ وَلَكِنْ حَكَمَ بِمَا
 أَمَرَهُ اللَّهُ وَكَانَتْ الْاَيُّمَةُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَسْتَشِيرُونَ الْأُمَمَاءَ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فِي الْأُمُورِ الْمُبَاحَةِ لِيَأْخُذُوا
 بِأَسْهَلِهَا فَإِذَا وَضَعَ الْكِتَابُ أَوِ الشُّنَّةُ لَمْ يَتَعَدُّوهُ إِلَى غَيْرِهِ
 إِقْتِدَاءً بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَأَى أَبُو بَكْرٍ قِتَالَ مَنْ مَنَعَ
 الزُّكُوتَ فَقَالَ عُمَرُ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَقُولُوا الْاِلَٰهَ الْاِلَٰهَ اللَّهُ
 فَإِذَا قَالُوا الْاِلَٰهَ الْاِلَٰهَ اللَّهُ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ اِلَٰهَ

مقصود حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی تصریح کرنا تھی، لہذا حدیث نمبر ۱۱۳ جلد ۱۱ کی شرح دیکھیں

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ان کے معاملات باہم مشورہ سے ہوتے ہیں، معاملات میں ان سے مشورہ کر لیا کریں

مشورہ عزم اور وضاحت سے مقدم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب عزم کر لو تو اللہ پر توکل کرو۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عزم کر لیں تو کسی بشر کو حق حاصل نہیں کہ اللہ اور اس کے رسول سے آگے بڑھے۔“

بِحَقِّهَا وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَاللَّهِ لَا قَاتِلِينَ مِنْ فَرَقٍ
بَيْنَ مَا جَمَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَابَعَهُ بَعْدَ عَمْرٍو فَلَمْ
يَلْتَفِتْ أَبُو بَكْرٍ إِلَى مَشْوَرَةٍ إِذْ كَانَ عِنْدَهُ حُكْمُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدِّينِ فَرَفَّقُوا بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَأَرَادُوا تَبْدِيلَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے روز صحابہ کرام سے مدینہ منورہ میں اقامت کرنے اور اُحد میں جنگ کے لئے باہر نکلنے میں مشورہ لیا۔ جب آپ نے زرہ پہن لی تو صحابہ نے کہا مدینہ منورہ میں ہی ٹھہرنا چاہیے تو حضور نے اُن کے کلام کی طرف التفات اور توجہ نہ کی اور فرمایا نبی کے لئے مناسب نہیں کہ زرہ پہننے پھر اس کو کندھے سے اتار دے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ حکم کرے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے افک کے بارے میں جو ام المؤمنین عائشہ پر بہتان گھڑا گیا تھا علی اور اسامہ سے مشورہ کیا۔ اور ان کے مشورہ کی سماعت کرتے رہے یہاں تک کہ دام المؤمنین کی برأت میں قرآن نازل ہوا، تو بہتان لگانے والوں کو حد لگائی اور اُن کے جھگڑے کی طرف توجہ نہ فرمائی لیکن وہی فیصلہ کیا جو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرات صحابہ اور تابعین مباح امور میں دیانت دار علماء سے مشورے کرتے تھے تاکہ زیادہ آسان کو اختیار کریں اور اگر کتاب یا سنت حکم واضح کر دیتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اقتداء کرتے ہوئے غیر کی طرف نہ جاتے تھے! ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ منع کرنے والوں سے جنگ کا ارادہ کیا تو عمر فاروق نے کہا آپ اُن سے کیسے جنگ کریں گے حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہیں جب وہ لا الہ الا اللہ کہیں گے تو مجھ سے اپنے خون اور مال بچا لیں گے۔ سوائے اُن کے حقوق کے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اللہ کی قسم! میں اپنی لوگوں سے جنگ کروں گا۔ جنہوں نے اس میں تفریق کی جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع کیا ہے پھر اس کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کی متابعت کی اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کسی مشورہ کی طرف توجہ نہ کی جبکہ ان کے پاس اُن لوگوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا۔ جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا تھا اور دین اور اس کے احکام تبدیل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنا دین بدل دیا اس کو قتل کر دو اور حضرات علمائے کرام بوڑھے ہوں یا نوجوان۔ عمر فاروق

الدِّينَ وَأَحْكَامِهِ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ
فَأَقْبَلَتْهُ وَكَانَ الْقُرَاءَةُ أَصْحَابَ مَشُورَةٍ عَمْرُكَهُؤَلَا كَانُوا أَوْ
شَبَابًا وَكَانَ وَقًا فَأَعْنَدَ كِتَابَ اللَّهِ

رضی اللہ عنہ کے مشیر تھے اور وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب سے حکم پر بھڑکتے تھے۔

قوله أمورة شورى بينهم الخ یعنی معاملات میں مشورہ کرتے ہیں

شرح الباب

صرف اپنی رائے میں منفرد نہیں ہوتے حتیٰ کہ اس پر اتفاق کرنے کے

بعد کوئی اقدام کرتے ہیں۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خوش کرنے اور امت مرحومہ کے لئے مشورہ کے

طریقہ کی تہیہ کے لئے فرمایا۔ حروب و کروب کے امور میں صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا کریں تاکہ وہ خیال

کریں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی باتیں سنتے ہیں اور ان سے استعانت کرتے ہیں اگرچہ اللہ تعالیٰ نے حضور

کو ان کی رائے سے مستغنی کر رکھا تھا اور بذریعہ وحی مقیبات پر مطلع فرمادیتا تھا۔ بعض علماء نے کہا جہاں وحی

نہ آئی ہو حضور صحابہ سے اس مشورہ فرماتے تھے کہ صحیح بات سامنے آجائے حسن اور ضحاک نے کہا اللہ تعالیٰ نے

اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کی رائے معلوم کرنے کے لئے مشورہ لینے کا حکم دیا تاکہ انہیں معلوم ہو کہ

مشورہ لینا افضل ہے۔ بعض علماء نے کہا چونکہ اللہ تعالیٰ حضور کے تمام امور کی تدبیر کرتا ہے بایں وجہ آپ ان

کے مشورہ سے مستغنی تھے۔ بایں ہمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مشورہ لینے کا حکم دیا تاکہ آنے والے لوگ آپ کی اقتدار

کرتے ہوئے معاملات اور حوادث میں باہم مشورہ کر لیا کریں کئی مقامات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

صحابہ کرام سے مشورہ لیا۔ اُساری بدر میں ابو بکر صدیق اور عمر فاروق سے مشورہ لیا اور اس پر عمل بھی کیا۔ ام المومنین

عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان کے بارے میں حضرات صحابہ کرام سے مشورے لئے قوله ان المشاورة یعنی کس

شیء پر عزم کرنے اور مقصود کی وضاحت سے پہلے مشورہ کیا جائے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے پہلے مشورہ کا حکم دیا پھر

عزم پر توکل اور بھروسہ کو مرتب کیا؛ چنانچہ فرمایا جب کسی شیء پر عزم کر لیں تو اس کے کرنے میں اللہ پر توکل کریں

قوله فاذا عزم یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی امر میں مشورہ کر لینے کے بعد اسے سرانجام دینے میں

مُشروع ہوں تو کسی انسان کے لئے جائز نہیں کہ اس کے خلاف کوئی بات کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے

رسول کے سامنے تقدم کرنے سے منع کیا ہے۔ فرمایا لا تُقَدِّمُوا بَيْنِي يَدَايِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ۔ چنانچہ

سردیکانائت صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے روز جنگ کرنے یا نہ کرنے میں صحابہ سے مشورہ لیا تو صحابہ نے

جنگ کرنے کا مشورہ دیا۔ جب حضور نے زہ پہن لی اور جنگ کا عزم کو لیا تو انہوں نے جنگ سے رکنے کو کہا تو حضور نے ان کی بات کی طرف توجہ نہ کی اور یہ فرما کر ان کی رائے کو مسترد کر دیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مناسب نہیں کہ زہ پہن کر اُتار دے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی فرمان آجائے کیونکہ عزم کے بعد رکن جلنے میں توکل کا خلاف ہوتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے عزم کے بعد حکم دیا ہے۔

قولہ شاور علیاً، یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگانے والوں کے متعلق حضرت علی اور اسامہ رضی اللہ عنہما سے مشورہ لیا اور دونوں کا کلام سنا اور اس پر عمل نہ کیا حتیٰ کہ قرآن نازل ہوا اور بہتان باندھنے والوں پر حد جاری کی؛ چنانچہ مسطح بن اثاثہ، حسان بن ثابت اور حمزہ بنت جحش کو حد قذف لگائی۔ امام احمد نے عذرہ کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ ام المؤمنین نے فرمایا جب میری برآء نازل ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر تشریف لائے اور بہتان باندھنے والوں کو بلا کر انہیں حد لگائی (حدیث ۲۲۱۵ کی شرح دیکھیں) قولہ کانت الائمہ یعنی صحابہ کرام اہل تابعین اور ان کے بعد ہونے والے خلفاء اور امراء و دیانتدار علماء سے بباح امور میں مشورے لیتے تھے تاکہ آسان راہ اختیار کریں جبکہ ان میں کوئی معین نص نہ ہو اور اگر کتاب و سنت سے کسی شئی کی وضاحت ہو تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے ہوئے کسی دوسری طرف دھیان نہ کرتے تھے۔ قولہ درای ابو بکر، اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث کی مشورہ سے مناسبت نہیں اس کا جواب یہ ہے کہ شائد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ ہوگا کہ علماء کی رائے ان کے موافق ہو اور فیصلہ زیادہ قوی ہو جائے۔

قولہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الفارقین، فارقین وہ لوگ تھے جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتے تھے کہ نماز فرض ہے، زکوٰۃ فرض نہیں کیونکہ زکوٰۃ اس مال میں فرض ہے جس میں ہمارے لئے دعاء سکن ہو اور وہ صرف نبی کی دعاء ہے؛ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ان کے مالوں سے صدقہ لیں اس سے ان کو پاک کریں اور ان کے لئے دعاء کریں بے شک آپ کی دعائیں ان کے لئے سکین ہے اور ابو بکر صدیق کی دعاء ان کے لئے سکین نہیں اس لئے زکوٰۃ فرض نہیں۔ اس طرح انہوں نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا۔ یہ دین میں تبدیلی ہے۔ ایسے لوگوں کے لئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم قتل ہے؛ چنانچہ فرمایا مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ جَوَابًا دِينَ تَبْدِيلِ كَرْدِے۔ اسے قتل کر دو۔ قولہ کان الصراء، شروع اسلام میں علماء پر قراد کا اطلاق کرتے تھے۔ اس لئے کہا کہ قراد بوزھے ہوں یا نوجوان عمر فاروق کے مشیر تھے یعنی عمر کا اعتبار نہیں علم کا اعتبار ہے۔ عام اگرچہ کمسن ہو اس کو شیخ کہا جاتا ہے۔

۶۹۲۱۔ حَدَّثَنَا الْأَوْسِيُّ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ

ابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعَبِيدُ اللَّهِ بْنُ

عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْلَاحِ مَا قَالُوا قَالَتْ وَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأَسَامَةَ بْنَ زَيْدِ جَيْنٍ

أَسْتَلْبَثَ الْوَحْيَ يَسْأَلُهُمَا وَهُوَ يَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ فَأَمَّا أُسَامَةُ

فَأَشَارَ بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ وَأَمَّا عَلِيٌّ فَقَالَ لَنْ يُصِيقَ اللَّهُ

عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ وَسَلِ الْجَارِيَةَ تُصَدِّقُكَ فَدَعَا رَسُولُ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيْرَةَ فَقَالَ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيْبُكَ قَالَتْ

مَا رَأَيْتِ أَمْرًا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ فَتَنَامُ عَنْ عَجَبِيْنَ

أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَقَامَ عَلِيٌّ الْمُنْبِرُ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ

مَنْ يُعَذِّبُنِي مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِي إِذَا هِيَ فِي أَهْلِي فَوَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي

۶۹۲۱۔ ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جس وقت بہتان

باندھنے والوں نے ان پر بہتان باندھا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے علی بن ابی طالب اور اسامہ بن زید کو بلایا جس وقت وحی آنے میں تاخیر ہوئی ان سے حضور پوچھتے

تھے اور اپنی زوجہ محترمہ کے فراق میں ان سے مشورہ لیتے تھے بہر حال اسامہ نے وہ مشورہ دیا جو وہ آپ کی

رفیقہ حیات کے متعلق ان کی پاکدامنی جانتے تھے اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر تنگی نہیں

کرے گا عائشہ کے علاوہ عورتیں بہت ہیں آپ پر یہ سے پوچھیں وہ آپ سے سچی بات کرے گی۔ سید عالم صلی اللہ

الْأَخْبِرُوا وَذَكَرَ بَرَاءَةَ عَائِشَةَ وَقَالَ أَبُو سَامَةَ عَنْ هِشَامِ حَدَّثَنِي
 مُحَمَّدُ بْنُ جَرِبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي زَكْرِيَاءَ الْغَسَّالِيُّ عَنْ هِشَامِ
 ابْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 خَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ مَا تُشِيرُونَ عَلَيَّ فِي دِقْمٍ
 يُسْتَبُونَ أَهْلِي مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ سُوءٍ قَطُّ وَعَنْ عُرْوَةَ قَالَ لَمَّا
 أَخْبَرْتُ عَائِشَةَ بِالْأَمْرِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَأْذِنُ لِي أَنْطَلِقَ إِلَى
 أَهْلِي فَأَذِنَ لَهَا فَأَرْسَلَ مَعَهَا الْغُلَامَ وَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ
 سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ

علیہ وسلم نے برید سے فرمایا کیا تو نے عائشہ میں کوئی شئی دیکھی ہے جس سے تجھے شک پیدا ہوا ہو۔ برید نے کہا
 میں نے کوئی شئی اس سے زیادہ نہیں دیکھی کہ وہ کسن لڑکی ہے اپنے گھر والوں کا آٹا گوندھ کر سو رہتی ہے اور
 بکری آکر آٹا کھا جاتی ہے یہ سن کر سرور کائنات منبر شریف پر تشریف لائے اور فرمایا اے مسلمانو وہ کون ہے
 جو مجھے اس مرد کو سزا دینے میں معذور جانے جس نے میری بیوی کے بارے میں مجھے اذیت پہنچائی ہے۔ اللہ کی قسم
 میں نے اپنی بیوی کے متعلق سو اخیر کے کچھ نہیں جانا پھر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی برأت ذکر فرمائی ابو سامہ نے
 اپنے اسناد سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ
 پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور فرمایا تم مجھے ایسے لوگوں کے متعلق کیا مشورہ دیتے ہو جو میری بیوی کو گالی
 مگلوچ کرتے ہیں میں نے اپنے اہل و عیال میں کوئی بُرائی نہیں دیکھی۔ عروہ نے کہا جب ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا
 کو بہتان کی خبر پہنچی تو کہا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ مجھے اجازت فرماتے ہیں کہ میں اپنے میکے جاؤں تو حضور نے
 انہیں اجازت فرمادی اور ان کے ساتھ غلام بھیجا ایک انصاری آدمی نے کہا اے اللہ تو پاک ہے ہمارے لئے جائز
 نہیں کہ ہم ایسی بات زبان پر لائیں لے اللہ تو پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے۔

۶۹۲۱ — شرح : اس حدیث کی مفصل تقریر ہم حدیث ۶۹۱۵ کی شرح میں ذکر کر آئے ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ كِتَابُ الرَّدِّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ وَعَنْبَرِهِمُ التَّوْحِيدَ

یہاں ایک بات قابل غور ہے وہ یہ کہ حضرت علی المرتضیٰ نے کہا لَمْ يُضَيِّقِ اللَّهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ مِنْوَاهَا كَثِيرٌ، اللہ تعالیٰ آپ پر تنگی نہیں کی۔ عائشہ کے سوا عورتیں بہت ہیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مشورہ ام المؤمنین کے خلاف نہ تھا یعنی حضرت علی نے کہا گھر میں عورتیں بہت ہیں جو نیک سے نیک تر ہیں ان سے حال معلوم ہو سکتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کیساتھ محبت سے چشم پوشی کی اور منافقوں نے جو اس واقعہ میں حضور کی امانت کی تھی اس کو اچھا نہ دیکھا اور بیان کا یہ طریقہ اختیار کیا اور بربرہ کی شہادت کا صدق ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کی برأت کا نشان قرار دیا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ كِتَابُ الرَّدِّ عَلَى الْجَهْمِيَّةِ وَعَنْبَرِهِمُ التَّوْحِيدَ

جہمیہ وغیرہ پر توحید رد کرنا یعنی وہ توحید کے قائل نہیں ہیں۔ جہمیہ جہم بن صفوان کی طرف منسوب ہیں۔ یہ شخص ہشام بن عبد الملک کے زمانہ میں مرو میں مر گیا تھا۔ اس کا مذہب یہ تھا کہ بندے کو اپنے فعل میں قدرت نہیں اور وہ اپنے افعال میں مجبور محض ہے نہ اس میں قدرت ہے اور نہ کسب ہے۔ ان کو جبر یہ کہتے ہیں بعض نسخوں میں کتاب التوحید ہے۔ اس کے معنی اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات و صفات میں ایک جانا ہے

بَابُ مَا جَاءَ فِي دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّتَهُ إِلَى تَوْحِيدِ اللَّهِ تَبَارَكَتْ أَسْمَاؤُهُ وَتَعَالَى حَبْدُهُ

اس کی کوئی نظیر اور شبیہ نہیں۔ عارف جنید رحمت اللہ علیہ نے کہا توحید کے معنی قدم کو حدت سے جدا ماننا ہے۔ حدت بمعنی حدوت ہے اس کی تین صورتیں ہیں۔ ایک حدوت ذاتی وہ یہ ہے کہ کوئی مسبوق بالغیر ہو دوسرے حدوت زمانی وہ یہ ہے کہ کوئی شئی مسبوق بالعدم ہو۔ تیسرے حدوت اضافی یہ ہے کہ گزرے وقت میں اس کا وجود دوسرے سے قلیل تر ہو۔ اللہ تعالیٰ ان تینوں معانی سے پاک و صاف ہے یہ اعتبارات عقلیہ ہیں جن کا خارج میں وجود نہیں۔ کتاب الفتن میں خوارج کا رد کیا۔ کتاب الاحکام میں رافضیوں کا رد کیا اور کتاب التوحید میں جبر یہ کا رد ہے۔ یہ تینوں بدعتی فرقے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ جب اصول فقہ کے مسائل سے فارغ ہوئے تو اصول کلام کے مسائل اور ان کے متعلقات میں شروع ہوئے اس پر کتاب ختم کی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کلامیات باقی تمام مسائل سے جو بخاری میں ہیں مقدم کرنا اولیٰ اور بہتر تھا کیونکہ کلامیات تمام مسائل کا اصل اور مبنیٰ ہیں۔ وضع طبعی کا مقتضی یہ ہے کہ اصول کلام کے مسائل اصول فقہ سے مقدم ہوں ہو پھر وہ مسائل فقہ اور باقی عملیات پر مقدم ہو اس ترتیب پر کتاب کی تالیف ہونا چاہیے تھی۔ اس کا جواب یہ ہے بخاری کی ترتیب ترقی کے باب سے ہے تاکہ کتاب کا اختتام اشرف داعیٰ پر ہو اور اس کی مہر مسک ہو پھر توحید کو دوسروں پر مقدم کیا کیونکہ توحید اصل الاصول اور کلمہ شہادت جو شعائر اسلام ہے کا یہی معنی ہے۔ پھر اللہ کی صفات عدمیٰ ہیں جیسے نقائص کی نفی یا وجودی ہیں جیسے کمالات کا اثبات۔ صفات عدمیہ کا نام صفات جلال ہے اور صفات وجودیہ کا نام صفات اکرام ہے۔ ارشاد الہی ہے تَبَارَكَ اسْمُ ذِي الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ، پھر صفات عدمیہ کو وجودیہ پر اس لئے مقدم کیا کہ عقل کا مقتضی یہ ہے کہ شئی سے نقصان کی نفی کی جائے پھر اس کے لئے کمال ثابت کیا جائے جیسے کسی شئی پر نقش و نگار کرنے کے لئے پہلے اس کی صفائی کی جاتی ہے اور تخلیہ تخلیہ سے مقدم ہوتا ہے۔ اشرف الجلالیات کو تہذیبات کہا جاتا ہے اور وہ شریک کی نفی ہے۔ یہی توحید ہے اسی لئے اس کو مقدم رکھا اور وہ اگرچہ واجبات سے مقدم ہیں لیکن وہ اس اعتبار سے آخر ہے کہ مقاصد اس کی طرف کھلتے ہیں پھر صفات وجودیہ سات ہیں وہ حیث، ارادہ، علم، قدرت، سمع، بصر اور کلام ہیں ان کے علاوہ باقی صفات صفات رحمت اور خلق وغیرہ ہیں۔ تمام کا مرجع یہی صفات سبعہ ہیں۔ ان سے باہر نہیں۔ مؤلف نے بخاری کو صفت

۶۹۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ بْنِ إِسْحَاقَ عَنْ

يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ أَبِي مَعْبُدٍ عَنْ ابْنِ

عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ ح

وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْعَلَاءِ

قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ

صَيْفِيٍّ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا مَعْبُدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ

عَبَّاسٍ يَقُولُ لَمَّا بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ

نَحْوَ أَهْلِ الْيَمَنِ قَالَ لَهُ إِنَّكَ تَقْدُمُ عَلَى قَوْمٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ

فَلْيَكُنْ أَوَّلُ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَى أَنْ يُوحِدُوا اللَّهَ فَإِذَا عَرَفُوا ذَلِكَ

فَاخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خُمْسَ صَلَوَاتٍ فِي يَوْمِهِمْ وَلِيَلْتَهُمْ

کلام پر ختم کیا کیونکہ یہ وحی کا دار مدار ہے۔ اس کے ساتھ شرائع اور احکام ثابت ہوتے ہیں اسی لئے ابتداء بدع الوحی سے کی اور انتہا اس پر کی جس سے ابتداء ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے بخاری کا اختتام میزان کی حدیث پر ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہاں میزان کا ذکر مقصود بالذات نہیں بلکہ وہ اس ارادہ سے ہے کہ آخری کلام اللہ کی تسبیح و تحمید سے جو جیسے اول میں انما الاعمال بالنیات کی حدیث اس ارادہ سے ذکر کی ہے کہ اس میں اخلاص کا بیان ہے۔ اس میں مؤلف کی دونوں حالتوں اول آخر اور ظاہر و باطن کا اشارہ ہے اللہ تعالیٰ اسے اچھی جزاء دے (کرمانی)

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

معاذ کو یمن بھیجا۔ عبد اللہ بن اسود نے فضل بن علا، اسماعیل بن اُمیة، یحییٰ

ابن عبد اللہ بن محمد بن صیفی کے ذریعہ کہا کہ ابو معبد مولیٰ ابن عباس نے کہا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے

فَإِذَا صَلَّوْا فَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ زَكَاةً فِي أَمْوَالِهِمْ تَتَّخِذُ
مِنْ غَنِيِّهِمْ فَتُرَدُّ عَلَىٰ فُقَيْرِهِمْ فَإِذَا اقْرَأُوا بِذَلِكَ فَخُذْ مِنْهُمْ وَتَوَقَّ
كَرَائِمَ أَمْوَالِ النَّاسِ

۶۹۲۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ
حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي حَصِينٍ وَالْأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ سَمِعَا الْأَسْوَدَ
ابْنَ هِلَالٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَا مُعَاذُ أَتَدْرِي مَا حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ قَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ
أَنْ يَعْبُدُوهُ وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا أَتَدْرِي مَا حَقُّهُمْ عَلَيْهِ قَالَ اللَّهُ وَ
رَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ أَلَا يُعَذِّبُهُمْ

سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو یمن کی طرف بھیجا اور انہیں فرمایا تم ایسی قوم کے پاس جا رہے ہو جو
اہل کتاب ہیں سب سے پہلے ان کو یہ دعوت دو کہ وہ اللہ کو ایک جانیں (توحید کا اقرار کریں) جب
یہ پہچان لیں تو ان کو خبر دو کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں جب وہ نماز
پڑھنے لگیں تو ان کو بتاؤ ان پر ان کے مالوں میں زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان میں سے مال داروں سے لی جائے گی اور
ان کے غریب لوگوں پر خرچ کی جائے گی جب اس کا اقرار کر لیں تو ان سے زکوٰۃ لو اور لوگوں کے اعلیٰ مال سے بچو۔

شرح: حدیث کی مناسبت اس طرح ہے حضور نے فرمایا ان کو سب سے پہلے یہ دعوت دو

۶۹۲۲

کہ وہ اللہ کو ایک مانیں۔ یمن کے دو حصے ہیں ایک حصہ کی طرف ابوموسیٰ اشعری کو

بھیجا تھا اور دوسرے کی طرف حضرت معاذ بن جبل کو بھیجا تھا۔ حدیث میں بعض پر کل کا اطلاق کیا ہے کیونکہ
معاذ کل یمن کی طرف نہیں بھیجے گئے تھے۔ اہل کتاب یہودی ہیں وہ یمن میں سب سے پہلے بیعت اصغر اسعد ذی کرب کے
زمانہ میں داخل ہوئے تھے۔ وہاں دین اسلام جاری ہوا، حالانکہ یمن کے بعض لوگ یہودی تھے۔ اس کے بعد
نصرانیت یمن میں داخل ہوئی جبکہ یمن پر حبشیوں کا غلبہ تھا ان میں سے ابراہیم تھا جس نے بائیسوں کے ساتھ مکہ مکرمہ

۶۹۲۳۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
 ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعْصَعَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي
 سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا سَمِعَ رَجُلًا يَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ
 يُرَدِّدُهَا فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ
 لَهُ وَكَانَ الرَّجُلُ يَتَقَالهَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي
 نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ زَاوِ إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ مَالِكٍ
 عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَخِي قَبَادَةَ
 ابْنُ النُّعْمَانِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

پر حملہ کیا تھا۔ اس کے بعد میں کوئی نصرانی باقی نہ رہا۔ صرف مکہ مکرمہ اور یمن کے درمیان نجران میں اور یمن
 کے بعض شہروں میں کچھ بچے کچھے یہودی رہ گئے تھے (حدیث ع ۱۳۱۶ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 اے معاذ اجانتے ہو اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے ؟ معاذ نے کہا اللہ

اور اس کا رسول ہی جانے فرمایا بندے اللہ کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں کیا تو جانتا
 ہے بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے۔ عرض کیا اللہ اور اس کا رسول جانے فرمایا وہ ان کو عذاب نہ دے گا۔

ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک
 آدمی کو قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھتے سنا کہ وہ اس کو بار بار پڑھتا ہے

جب صبح ہوئی تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حضور سے یہ واقعہ ذکر کیا گو یا کہ وہ اس کو کم شمار کر
 رہا تھا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے یہ
 سورت ایک تہائی قرآن کے برابر ہے۔ ۶۹۲۴۔ شرح : یہ سورت تہائی قرآن کے برابر اس لئے ہے کہ
 قرآن میں انواع پر مشتمل ہے۔ احکام، قصص اور صفات سورہ اخلاص میں صفات مذکور ہیں۔

۶۹۲۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ

قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو عَنْ ابْنِ أَبِي هِلَالٍ أَنَّ

أَبَا الرَّجَالِ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَهُ عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ

عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَكَانَتْ فِي حَجْرٍ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا عَلَى سَرِيَّةٍ

وَكَانَ يَقْرَأُ لِأُمَّهَا فِي صَلَاتِهِمْ فَيَخْتِمُ بِقُلِّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ فَلَمَّا

ذَكَرُوا ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَلُوهُ لِأَيِّ شَيْءٍ

يَصْنَعُ ذَلِكَ فَسَأَلُوهُ فَقَالَ لِأَنَّهَا صِفَةُ الرَّحْمَنِ وَأَنَا أَحِبُّ أَنْ أُقْرَأَ

بِهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبِرُوهُ أَنَّ اللَّهَ يُحِبُّهُ

قولہ زاد اسماعیل، یعنی اسماعیل بن جعفر نے مالک سے انہوں نے عبدالرحمن سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابوسعید خدری سے ذکر کیا کہ ابوسعید نے کہا میرے بھائی قتادہ بن نعمان نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ زیادہ ذکر کیا وہ یہ کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صبح تک قُلِّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ پڑھتا رہا اس پر کچھ زیادہ نہ پڑھا۔ جب صبح ہوئی تو وہ آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوری حدیث ذکر کی۔

(حدیث ۴۶۹۲ ج : ۷ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ایک چھوٹے شکر کا امیر بنا کر بھیجا وہ نماز میں قرأت کرتا اور

”قُلِّ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ“ کے ساتھ ختم کرتا جب وہ واپس آئے تو یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو حضور نے فرمایا اس سے پوچھو کس لئے یہ کرتا ہے انہوں نے پوچھا تو اس نے کہا یہ رحمن کی صفت ہے مجھے محبت ہے کہ میں اس کو پڑھتا رہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو خبر دو کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔

يَا ب قُلْ ادْعُوا اللَّهَ أَوْ ادْعُوا الرَّحْمَنَ أَيًّا مَا

تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ

۶۹۲۶۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مَعْوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ

عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهَبٍ وَأَبِي ظَبْيَانَ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَرْحَمُ اللَّهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ

شرح : سورۃ اخلاص رحمن کی صفت اس طرح ہے کہ اس میں اللہ کے اسماء اور اس کی صفات ہیں اور اس کے اسماء اس کی صفات سے مشتق ہیں اللہ کی محبت سے مراد ثواب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بندوں میں موجود محبت و مودت نہیں ہوتا۔ (ص ۱۱۲ ج : ۱ پر اس کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد! فرمادیں اللہ کو
پکارو یا رحمن کو جس کو بھی پکارو اس کے

سب نام اچھے ہیں ۶۹۲۶۔ ترجمہ : جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا اللہ اس شخص پر رحم نہیں کرتا جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا۔

شرح : مؤلف کا اس باب میں مقصد رحمت کو ثابت کرنا ہے اور یہ صفات ذات سے ہے اور رحمن وصف ہے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی

ذات کی وصف کی ہے اور وہ رحمت کے معنی کو متضمن ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے کہا اب ہم دو کو پکاریں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بتایا کہ اللہ کے غیر کو نہ پکارو۔ اللہ کے نام بہت ہیں اور سب اچھے ہیں۔

۶۹۲۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ

زَيْدٍ عَنْ عَاصِمِ الْأَحْوَلِ عَنْ أَبِي عُمَرَ التَّمِيمِيِّ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ

قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ جَاءَهُ رَسُولٌ إِحْدَى

بَنَاتِهِ يَدْعُوهُ إِلَى ابْنِهَا فِي الْمَوْتِ فَقَالَ ارْجِعْ فَأَخْبِرْهَا أَنَّ لِلَّهِ

مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَمُرُّهَا فَلْتَصْبِرْ

وَلْتَحْتَسِبْ فَأَعَادَتِ الرَّسُولَ أَنَّهَا أَقْسَمَتْ لَتَأْتِيَنَّهَا فَقَامَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَامَ مَعَهُ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ

فَدَفِعَ الصَّبْرَ إِلَيْهِ وَنَفْسَهُ تَقَعَّقِعُ كَأَنَّهَا فِي شَيْءٍ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ

فَقَالَ لَهُ سَعْدُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ هَذِهِ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللَّهُ فِي قُلُوبِ

عِبَادِهِ وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مِنَ عِبَادِهِ الرَّحَمَاءَ

ترجمہ : اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے

۶۹۲۷۔ تو حضور کی ایک شہزادی کا قاصد آپ کے پاس آیا اور وہ حضور کو ان کے بچے کے

لئے بلانا تھا جو موت کی حالت میں تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واپس جاؤ اور انہیں کہو جو اللہ کا تھا

وہ اُس نے لے لیا ہے جو اُس نے دیا ہے وہ بھی اس کا ہے اور ہر شئی اللہ کے نزدیک مقررہ وقت تک

ہے۔ انہیں کہو صبر کرے اور ثواب کی طالب رہے۔ شہزادی نے قاصد کو واپس بھیجا کہ وہ آپ کو قسمت دیتی ہیں

کہ ضرور تشریف لائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور آپ کے ہمراہ سعد بن عبادہ اور معاذ بن جبل بھی اٹھے پچھ

حضور کو دیا گیا جبکہ اس کی سانس بے قرار تھی گویا کہ وہ پُرانی مشکیزہ میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں

سے آنسو بہہ پڑے سعد بن عبادہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ کیا؟ فرمایا یہ رحمت ہے جس کو اللہ نے

اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالا ہے۔ جزا میں نیست۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے رحم کرنے والوں پر ہی رحم

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ إِنِّي أَنَا الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ

۶۹۲۸۔ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السَّلَمِيِّ عَنْ أَبِي مُوسَى

الْأَشْعَرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحَدٌ صَبَرَ عَلَى

أَذَى سَمِعَهُ مِنَ اللَّهِ يَدْعُونَ لِمَا لَوْلَدَ ثُمَّ يُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ

أَحَدًا وَإِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَإِنزَالُهُ

بِعِلْمِهِ وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أَنْثَى وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ إِلَيْهِ

يُرْدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ يُخْفِي الظَّاهِرَ عَلَى

كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا وَالْبَاطِنَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا

کرتا ہے۔ (حدیث ۱۲۱۲ ج ۲: کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ هِيَ رِزْقِي دِينِي وَآلِي

بہت بڑی قوت والی ہے

۶۹۲۸۔ ترجمہ: ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کوئی شخص اذیت پہنچانے والی بات سن کر اس پر اللہ سے زیادہ صبر کرنے والا نہیں لوگ اس کی

طرف اولاد منسوب کرتے ہیں اور وہ ان کو عافیت دیتا ہے اور رزق عطا کرتا ہے (میشیم، ص ۱۱۱ کی شرح دیکھیں)

۶۹۲۰۔ حَدَّثَنَا خَلْدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمٌ
ابْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا
إِلَّا اللَّهُ لَا يَعْلَمُ مَتَى يَأْتِي الْمَطْرُ أَحَدًا إِلَّا اللَّهُ وَلَا تَدْرِي نَفْسٌ
بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِلَّا اللَّهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللَّهُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ غیب جاننے والا ہے وہ

اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا،

بے شک اللہ کے پاس قیامت کا علم ہے اور اس نے اپنے علم سے نازل
کیا۔ کوئی عورت حاملہ نہیں ہوتی اور نہ بچہ جنم ہی ہے مگر اللہ کے علم سے۔

قیامت اسی کی طرف رد کیا جائے۔ یحییٰ نے کہا اسے اشیاء کے ظاہر و باطن کا علم ہے
یحییٰ : وہ یحییٰ بن زیاد بن عبد اللہ بن منظور دیلمی کوئی مولیٰ بنی اسد ہے اسی کو فرزند نوحی
کہا جاتا ہے۔ وہ دوسو سات ہجری کو مکہ مکرمہ جا رہے تھے کہ راستہ میں انتقال کر گئے
ان کی عمر تریسٹھ (۶۳) برس تھی۔ ان کو فرزند اس لئے کہتے تھے کہ وہ کلام کی بہت تحقیق کرتے تھے۔ ان کو اس لئے
فرزند نہیں کہتے تھے کہ وہ پوستین بناتے تھے یا بیچتے تھے۔

ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

غیب کی کنجیاں پانچ ہیں۔ اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا اس کے

سوا کوئی نہیں جانتا جو ارحام کمی و بیشی کرتے ہیں اور اس کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا اس کے سوا
کوئی نہیں جانتا کہ بارش کب ہوگی اس کے سوا کوئی نفس نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں فوت ہوگا اور اس کے
سوا کوئی نہیں جانتا کہ قیامت کب قائم ہوگی

۶۹۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفِينُ
عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَنْ حَدَّثَكَ
أَنَّ مُحَمَّدًا رَأَى رَبَّهُ فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُولُ لَا تُدْرِكُ الْإِبْصَارُ
وَمَنْ حَدَّثَكَ أَنَّهُ يَعْلَمُ الْغَيْبَ فَقَدْ كَذَبَ وَهُوَ يَقُولُ لَا يَعْلَمُ

شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کائنات میں موجود کو اللہ کے علم میں منحصر کیا اور
 ۶۹۲۹۔ اس کو خزانوں کے محل سے تشبیہ دی اور محل کے دروازہ کے لئے کنجیاں
 استعارہ کیں لہذا مغایع الغیب استعارہ مَلَكِيَّةٍ يَأْمُرُ بِهَا ہے۔ کیونکہ کنجیوں کے ذریعہ خزانوں کے محل کے اندر
 جاسکتے ہیں جن کے دروازے قفلوں کے ساتھ مضبوط بند ہیں۔ جس کو ان کی کنجیوں کا علم ہوگا اور ان کے کھولنے
 کی کیفیت جانتا ہوگا وہ خزانوں تک پہنچ سکے گا۔ اللہ ہی مغیبات جانتا ہے۔ ان کو اس کا علم احاطہ کئے ہوئے
 ہے اُس کے سوا کوئی وہاں نہیں پہنچ سکتا وہی اُن کے اوقات اور حکم کی تعجیل و تاخیر جانتا ہے اور اپنی حکمت
 کے مقتضی کے مطابق ان کو ظاہر کرتا ہے اور جیسی اس کی مشیت ایزدی کا اظہار کرتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے
 کہ اللہ تعالیٰ اشیاء کو ان کے وجود سے پہلے جانتا ہے اور پانچ میں حکمت یہ ہے کہ تمام جہاں ان میں محصور ہے۔
 لہذا نفس میں جو کمی بیشی ہوتی ہے ”لَا يَعْلَمُ مَا يَغِيضُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللَّهُ“ سے اس کی طرف اشارہ کیا
 اور ”لَا يَعْلَمُ مَا فِي الْعَدِيدِ“ سے زمانہ کے انواع اور ان میں ہونے والے حوادث کی طرف اشارہ کیا کیونکہ عند
 بہت قریب ہے اور جو مستقبل قریب میں ہونے والے حادثات کو نہیں جانتا وہ مستقبل بعید میں کیا جانے لگا
 اور ”لَا يَعْلَمُ مَتَى يَأْتِي الْمَطَرُ“ سے عالم بالا کی طرف اشارہ کیا اور ”لَا تَدْرِي نَفْسُ الْخَيْرِ“ سے عالم
 زیرین کی طرف اشارہ کیا یعنی کوئی نفس نہیں جانتا وہ کہاں مرے گا۔ بسا اوقات ایک علاقہ میں انسان مستحکم
 رہتا ہے لیکن قدر اس کو کہاں کی کہاں لے جاتی ہے اور وہاں فوت ہوتا ہے۔ طبرانی میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما
 سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے کسی کی موت کسی مقام میں واقع
 کرنا ہو تو وہاں اس کی حاجت پیدا کر دیتا ہے۔ اور ”لَا يَعْلَمُ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ“ سے علوم آخرت کی طرف
 اشارہ کیا لہذا غیب کوئی نبی مرسل اور مقرب فرشتہ نہیں جانتا، البتہ اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور ولیوں کو غیب
 پر مطلع کرے تو وہ بھی غیب کی خبریں دیتے ہیں۔ قرآن کی آیات اس پر شواہد ہیں اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صحابہ

الْغَيْبِ إِلَّا اللَّهُ

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ السَّلَامُ الْمُؤْمِنِ

۶۹۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ

قَالَ حَدَّثَنَا مَعْبُودُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْقُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ قَالَ
عَبْدُ اللَّهِ كُنَّا نَصَلِّيُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَقُولُ
السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلَامُ
وَلَكِنْ قُولُوا التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ

میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ ہم نے اسی آیت کریمہ کے تحت تفہیم البخاری کی جلد اول کی حدیث ۷۷۷ ج ۱
میں مفصل بحث کی ہے جو پیاسے کو مطمئن کرتی ہے۔ واللہ البہادی۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جس نے تمہیں خبر دی کہ محمد مصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔ اُس نے جھوٹ بولا حالانکہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کا ابصار احاطہ نہیں کرتیں اور جس نے یہ بیان کیا کہ حضور غیب (بذات خود) جانتے ہیں اُس نے
جھوٹ بولا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا۔

۶۹۳۔ شرح : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ کو دیکھنے کا
انکار کیا لیکن اس میں منقول دلیل ذکر نہیں کی صرف اجتہاد پر اکتفاء کی

اس مسئلہ مکمل تفصیل تفہیم البخاری جلد ششم کے ص ۸۵۴-۸۵۵ پر ہے۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَارِشَادِ! اللَّهُ سَلَامَتِي أَوْ أَمِنْ دِينِي وَاللَّهِ

۶۹۳۔ ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز

پڑھتے تھے ہم کہتے تھے اللہ پر سلام ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ عین سلام ہے، لیکن تم کہو

إِيَّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةً وَبَرَكَاتِهِ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ مَلِكِ النَّاسِ فِيهِ ابْنُ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ٤٩٣٢ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ
حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ

التَّجِيَّاتُ لِلَّهِ الْخِزْيُ قَوْلِي عِبَادَتِي، فَعَلِي عِبَادَتِي أَوْ مَالِي عِبَادَتِي سَبَّحَ اللَّهُ لِي فِي يَوْمِي يَوْمِي اللَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةٌ
سَلَامَتِي هُوَ أَوْرَاقُ اللَّهِ كِي رَحْمَتِي أَوْرَاقُ اللَّهِ كِي سَلَامَتِي هُوَ أَوْرَاقُ اللَّهِ كِي سَلَامَتِي هُوَ أَوْرَاقُ اللَّهِ كِي سَلَامَتِي هُوَ أَوْرَاقُ اللَّهِ كِي
دِي تَا هُوَ كِي اللَّهُ كِي سَوَا كُوْنِي حَقِّ مَعْبُودِي هُوَ أَوْرَاقُ اللَّهِ كِي سَلَامَتِي هُوَ أَوْرَاقُ اللَّهِ كِي سَلَامَتِي هُوَ أَوْرَاقُ اللَّهِ كِي سَلَامَتِي هُوَ
كِي رَسُولِي هُوَ

شرح : قوله ان الله هو السلام يعني الله تعالى نقائص من منزلة اور عيوب سے
مبرا ہے۔ یہ صفت عدی ہے یا معنی یہ ہے کہ اللہ جنت میں بندوں پر سلامتی

کرے گا؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے "سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَبِّكَ جَلِيلٍ۔ یہ صفت کلامی ہے۔ شیخ نے خطاب
سے نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ مخلوق پر ظلمت سے سلامتی کرتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ وہ اپنے بندوں کو سلامتی دینے والا
ہے۔ یہ صفت فعلی ہے۔ قوله السلام عليك ايها النبي الخ شيخ محقق نے کہا۔ عرفا کہتے ہیں یہ خطاب حقیقت
عہد سے ہے جو تمام کائنات علوی، سفلی، انفسی اور آفاقی کے حقائق میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ پس آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم در ذات مصیٰب موجود و حاضر است پس مصلیٰ را بائد کہ ازین معنی آگاہ باشد و ازین شہاد
غافل نبود تا بانوار قرب و اسرار معرفت مستفید و قائلین گردد۔ (حدیث ۴۹، ج ۲، کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَىٰ كَا رِشَادًا لِّلرَّسُولِ كَا بَادِشَاهٍ !

اس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی
۴۹۳۲ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ابن ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یقبض اللہ الارض
یوم القیمۃ ویطوی السماء بیمینہ ثم یقول انا الملک ابن ملک
الارض وقال شعیب و الزبیدی وابن مسافر و اسحق بن یحیی
عن الزہری عن ابی سلمۃ

باب قول اللہ وهو العزیز الحکیم سبحان ربک
رب العزۃ ولله العزۃ ولرسوله ومن حلف

بعزۃ اللہ وصفاتہ وقال انس قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
تقول جہنم قط و عن ربک وقال ابو ہریرۃ عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم یبقی رجل بین الجنۃ والنار اذ اهل النار دخولوا
الجنۃ فیقول یارب اصرف وجهی عن النار لا وعزۃ لا اسألك

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی قدرت کی بیٹھی میں لے گا اور قدرت کے دائیں ہاتھ میں آسمان کو لپیٹ لے گا
پھر فرمائے گا۔ میں بادشاہ ہوں دنیا کے بادشاہ کہاں ہیں؟

شرح : ملک الناس میں دو وجہیں ہیں ایک یہ کہ اس کا مرجع ذات کی صفت ہے

جو قدرت کیونکہ ملک بمعنی قدرت ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ اس کا مرجع

۶۹۳۲

فعل کی صفت ہے یہ بمعنی قہر ہے اور لوگوں کو ان کے ارادے سے اپنے ارادے کی طرف پھیرنا ہے۔

قولہ یقبض، یعنی زمین کو اکٹھی کرے گا اور وہ ایک شئی ہو جائے گی اور آسمانوں کو دائیں ہاتھ میں لپیٹ

لے گا۔ یہ مشابہات اس سے مراد جو اس کی شان کے لائق ہے یا اس کی قدرت سے تاویل کرتے ہیں۔ یہ

اللہ کی ذات کی صفت ہے پکڑنے کا آلہ نہیں جیسے لوگوں میں ہاتھ سے ہتھیار پکڑنے کے لئے ہیں۔ جہمید اس کے

خلاف کہتے ہیں وہ اللہ کا جسم کہتے ہیں اور اس کے لئے ہاتھ ثابت کرتے ہیں۔ قولہ وقال شعیب الخ یعنی شعیب

غَيْرَهَا قَالَ أَبُو سَعِيدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ
اللَّهُ لَكَ ذَلِكَ وَعَشْرَةٌ أَمْثَالَهُ وَقَالَ أَيُّوبُ وَعِزَّتِكَ لَا غِنَى
بِي عَنْ بَرَكَتِكَ

زبیدی، ابن مسافر اور اسحق بن یحییٰ نے زہری کے ذریعہ ابوسلمہ سے اس جیسی روایت کی، یعنی ان
چار شخصوں شعیب وغیرہ نے اس کو زہری سے روایت کیا اور اس نے ابوسلمہ سے روایت کیا۔
(حدیث — کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اور وہ غالب حکمت والا ہے

پاکی ہے تمہارے رب کو عزت والے رب کو ان کی باتوں سے جو کافر اس
کی شان میں کہتے ہیں۔ اللہ اور اس کے لئے ہی عزت ہے اور جن نے اللہ کی
عزت اور اس کی صفات کی قسم کھائی۔

شرح : اس باب مختلف آیات سے تین ٹکڑے ذکر کئے جو اللہ کی صفات کو متضمن ہیں؛ چنانچہ
وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ، "عزیز" عزت کو متضمن ہے اور یہ ذات کی صفت یعنی قدرت
اور عظمت ہے اور فعل کی صفت یعنی قہر بھی ہو سکتی ہے یعنی وہ اپنی مخلوق پر غالب ہے "حکیم" حکمت کے معنی کو
متضمن ہے۔ یہ ذات کی صفت یعنی علم ہے اور وہ صفات ذات سے ہے یا فعل کی صفت یعنی احکام ہے

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ

عزت سے مراد قہر و غلبہ ہے یعنی پاکی ہے۔ تمہارے رب کو جو قہر و غلبہ والا ہے۔ ہو سکتا ہے رب کی عزت
کی طرف اختصاص کے لئے ہو یعنی وہ عزت والا ہے اور یہ صفات ذات سے ہے۔ یعنی جو بھی کسی کو عزت حاصل
ہے اللہ اس کا مالک ہے۔

وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ

یہ یعنی غلبہ ہے، کیونکہ یہ اس شخص کا رد ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ بہت عزت والا ہے اور اس کا

فدہ اور مخالف ذیل تر ہے اس قبیح دعویٰ کو اس طرح رد کیا کہ عزت اور غلبہ صرف اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے لئے ہے اور رسول اور مومن اللہ کے نزدیک بہت عزیز ہیں اسی لئے فرمایا لاَ غَلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِي اِنَّ اللّٰهَ قُوِيٌّ عَزِيْزٌ، میں اور میرے رسول غالب ہیں اور اللہ قوی غالب ہے۔

مَنْ حَلَفَ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهِ

یعنی جو کوئی اللہ کی عزت کی قسم کھائے جو ذات کی صفت ہے وہ حانت ہو جائے گا اور جو کوئی اللہ کی عزت کے فعل کی صفت ہے کی قسم کھائے وہ حانت نہ ہوگا بلکہ یہ قسم کھانا ممنوع سے جیسے حتیٰ آسمان اور حتیٰ زید کی قسم کھانا ممنوع ہے لیکن جب قسم کھانے والا مطلقاً عزت اللہ کی قسم کھائے تو اس سے مراد صف ذات کی قسم ہوتی ہے لہذا قسم منعقد ہو جائے بشرطیکہ اس کا خلاف مقصود نہ ہو۔

(حدیث ع ۲۷۱ کی شرح دیکھیں)

قَوْلُهُ قَالَ اَنْسٌ : یعنی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ کہے گی قَطُّ قَطُّ تیری عزت کی قسم، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کا

کلمہ نقل کیا جبکہ اللہ تعالیٰ اس میں قدرت کا قدم رکھے گا تو وہ کہے گی اے اللہ تیری عزت کی قسم بس بس میں بھر گئی ہوں وہ اپنی زبان سے حقیقتہً بولے گی۔ قیامت میں اللہ تعالیٰ جمادات کو بھی نطق عطا فرمائے گا جیسے قرآن کریم میں ہے: آج ہم ان کے مونہوں پر مہریں لگا دیں گے اور ان کے ہاتھ ہم سے باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے، اس کے نظائر کثیر ہیں۔

قَوْلُهُ قَالَ اَبُو هُرَيْرَةَ : یعنی ابو ہریرہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت اور دوزخ کے درمیان ایک آدمی باقی رہ جائے گا جو دوزخیوں میں سے

سب سے آخر دوزخ سے نکلے گا اور سب سے آخر جنت میں داخل ہوگا۔ وہ کہے گا اے میرے رب میرا چہرہ دوزخ سے پھیر دے تیری عزت کی قسم میں اس کے علاوہ تجھ سے کوئی سوال نہیں کروں گا۔ ابو سعید نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے لئے یہ جنت اور اس کی دس شبلیں ہیں یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکور حدیث روایت کرنے میں ابو سعید نے ان کی موافقت کی ہے لیکن دس امثال کی زیادتی ابو ہریرہ کی حدیث میں نہیں جو ابو سعید نے ذکر کی ہے (حدیث ع کی شرح دیکھیں)

قوله وقال ايوب، یعنی ایوب نے کہا اے اللہ! تیری عزت کی قسم میں تیری برکت سے مستغنی نہیں ہوں۔

(حدیث ع ۲۷۷ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۶۹۳۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ
 قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمُعَلِّمِ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَرِيدَةَ عَنْ
 يَحْيَى بْنِ يَعْمُرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
 يَقُولُ أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الَّذِي لَا يَمُوتُ وَ
 الْجَنُّ وَالْإِنْسُ يَمُوتُونَ

۶۹۳۲۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا
 حَرَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُلْقَى فِي النَّارِ وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا
 يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ ح وَعَنْ
 مُعْتَمِرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ لَا يُزَالُ يُلْقَى فِيهَا وَهِيَ تَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ حَتَّى يَضَعَ فِيهَا

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے

۶۹۳۳۔ تھے اے اللہ میں تیری عزت کی پناہ چاہتا ہوں تو وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی
 حق معبود نہیں تو وہ ہے جو فوت نہ ہوگا اور جن انسان سب مر جائیں گے۔ قوله الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ
 اگر یہ سوال پوچھا جائے موصول کا صلہ جملہ ہو تو صلہ میں ضمیر ہوتی ہے جو موصول کی طرف لوٹی ہے۔ یہاں
 ضمیر کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ صلہ میں ضمیر اس لئے ہوتی ہے کہ صلہ کا موصول سے رابطہ ہو جائے لیکن جب
 نفس مخاطب یا متکلم مرجع ہوں تو ارتباط حاصل ہو جاتا ہے جیسے متکلم کی صورت میں ہے "أَنَا الَّذِي سَمَعْتَنِي
 أُمَّي حَيْدَرَةَ" اس وقت ضمیر کی حاجت نہیں۔

رَبُّ الْعَالَمِينَ قَدَمَهُ فَيَنْزِي بِبَعْضِهَا إِلَى بَعْضٍ ثُمَّ تَقُولُ قَدْ قَدَّ
بِعِزَّتِكَ وَكَرَمِكَ وَلَا يَزَالُ الْجَنَّةُ تَفْضُلُ حَتَّى يُنْشِئَ اللَّهُ لَهَا خَلْقًا
فَيُسْكِنُهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ
وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ ۶۹۳۵ — حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ

قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ
ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو مِنَ اللَّيْلِ
اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
۶۹۳۴ — نے فرمایا دوزخ میں لوگ ڈالے جائیں گے (دوسرا اسناد) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا لوگ دوزخ میں ڈالے جائیں گے اور وہ کہتی جائے گی کچھ اور زیادہ ہے ؟ یہاں تک پروردگار عالم اس
میں قدرت کا قدم رکھے گا تو اس کا ایک حصہ دوسرے سے مل جائے گا پھر وہ کہے گی بس تیری عزت اور
کریم کی قسم ! اور جنت بچ رہے گی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کے اور مخلوق پیدا کرے گا اور ان کو زندہ بھی ہونے جنت
میں بسائے گا۔ ۶۹۳۴ — شرح : قولہ قدمہ، قدم سے مراد متقدم ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس میں
وہ لوگ لائے گا جو عذاب کے مستحق ہونے والے ہیں یا ایک مخلوق ہے جس کا نام قدم ہے یا وضع قدم سے مراد
ذہب و تشدید ہے اور دوزخ کو خاموش کرنا ہے جیسے کسی چیز کو مٹانے کا ارادہ ہو تو کہتے ہیں اس کو میں نے
اپنے قدم کے تحت رکھا ہے یا اس کی مراد اللہ ہی جانتا ہے۔

حل لغات : قط قط، قد قد، مجھے کافی ہے میں بھر گئی ہوں۔ ینزوی، انزوار
معنی جمع ہوتا ہے۔ یعنی دوزخ کا بعض کے ساتھ مل جائے گا۔

ینشی، پیدا کرے گا۔

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا فِيهِنَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ
 وَالْأَرْضِ قَوْلِكَ الْحَقُّ وَعُودُكَ الْحَقُّ وَلِقَاءُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ
 حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ أَمَنْتُ
 وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أُنَبِّتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ
 فَاعْفُرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَآخَّرْتُ وَأَسْرَرْتُ وَأَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلَهِي
 لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

۶۹۳۶ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا
 سَفِينٌ بِهَذَا وَقَالَ أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلِكَ الْحَقُّ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہ وہی ذات ہے جس نے آسمان اور زمین حق پیدا کئے

۶۹۳۵ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات یہ دعا

کرتے تھے۔ اے اللہ تیری حمد ہے تو آسمانوں اور زمین کا رب ہے۔ تیری حمد ہے تو آسمانوں اور زمین
 اور جو کچھ ان میں ہے کو قائم کئے ہوئے ہے تیری حمد ہے تو آسمانوں اور زمین کو روشن کرنے والا ہے تیرا
 قول حق تیرا وعدہ حق ہے۔ تیری ملاقات حق ہے، جنت حق ہے، دوزخ حق ہے اور قیامت حق ہے اے اللہ
 میں تم پر اسلام لایا اور تیرے ساتھ ایمان لایا مجھ ہی پر توکل کیا تیری طرف لوٹا ہوں اور تیرے سبب
 میں جگرتا ہوں اور تجھ کو حاکم ماننا ہوں مجھے بخش جو میں نے پہلے کیا اور جو مؤخر کیا جو خفیہ کیا اور جو علانیہ کیا
 تو میرا معبود ہے تیرے سوا کوئی حق معبود نہیں (حدیث ۱۰۵۸ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

حل لغات : نور السموات " ان کو روشن کرنے والا ہے۔ ان کی تدبیر کرنے والے۔ بک خاصمت تیرے

بَابُ قَوْلِهِ وَكَانَ اللَّهُ سَمِيعًا بَصِيرًا وَقَالَ الرَّعْمَشُ
عَنْ تَمِيمٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي
وَسِعَ سَمْعُهُ الْأَصْوَاتَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا

دینے ہوئے دلائل و براہین کے ساتھ میں دشمنوں سے مخالفت کرتا ہوں۔ ایک حاکمت، تجھے میں نے حاکم بنا دیا۔
ترجمہ: ثابت بن محمد نے کہا سفیان نے ہم سے یہ بیان کیا اور کہا:
۶۹۳۶ — فَأَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشادِ اللَّهِ سُنَنِي وَاللَّهِ يَكْفِي وَاللَّهِ

الرعمش نے تميم، عروہ کے ذریعہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کی کہ انہوں نے فرمایا اللہ کی حمد ہے جو تمام آوازیں سنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت کریمہ قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا اللہ نے اس عورت کی بات سنی ہے جو اپنے شوہر کے بارے میں آپ سے جھگڑتی ہے نمازل فرمائی۔

؛ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد معتزلہ کا رد ہے۔ معتزلہ کا عقیدہ ہے اللہ شریع کے سمیع ہے۔ نیز ان لوگوں کا بھی رد ہے جو کہتے ہیں۔ سمیع کے معنی صرف

سموعات کو جاننے والا ہے۔ ان کے قول کے مطابق لازم آئے گا کہ نابینا اور بہرہ اللہ کے مساوی ہو جائے کیونکہ نابینا جانتا ہے کہ آسمان سبز ہے اور اس کو دیکھتا نہیں اور جہان میں آوازیں ان کو سنتا نہیں۔ یہ عقیدہ ظاہر الفساد ہے لہذا یہ ضروری امر ہے کہ سمیع و بصیر عالم ہونے کے علاوہ زائد معنی کے مفید ہیں اور وہ سمیع و بصیر ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے سمیع کیسے متصور ہے، حالانکہ سمیع کان کے سوراخ کے آخر میں باریک سی جھلی تک آواز سے ملی ہوئی ہوا کا پہنچنا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے لئے متصور نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سمیع یہ نہیں بلکہ وہ ایک حالت ہے جسے اللہ تعالیٰ زندہ شخص میں پیدا کرتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی یہ عادت یہ ہے

۶۹۳۷۔ حَدَّثَنَا سَلِيمُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي عُمَرَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فُكِّنَا إِذَا عَلَوْنَا كَبَّرْنَا فَقَالَ ارْجِعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمًّا وَلَا غَائِبًا تَدْعُونَ سَمِيعًا بَصِيرًا قَرِيبًا ثُمَّ أَتَى عَلِيٌّ وَأَنَا أَقُولُ فِي نَفْسِي لَأَحُولَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَقَالَ لِي يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ قُلْ لَأَحُولَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ فَإِنَّهَا كُنْزٌ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ أَوْ قَالَ إِلَّا أَدُلُّكَ بِهِ

ہے کہ وہ اس کو ہوا کے ذمے تک پہنچنے پر پیدا فرماتا ہے۔ ان میں عقلاً ملازمہ نہیں اور اللہ ان وسائل عادیہ کے بغیر سنتا ہے جیسے عادیہ دیکھنے کے لئے شئی کا سامنے ہونا اور زیادہ قرب و بعد میں نہ ہونا اور دیکھنے والے کی آنکھ سے شعاع کے نکلنے اور سامنے والی شئی پر پھیل جانا ضروری ہے اس کے بغیر البصائر نہیں ہوتا لیکن اللہ تعالیٰ مواجہہ مقابلہ اور خروج شعاع وغیرہ کے بغیر دیکھتا ہے۔

ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم

۶۹۳۷

صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے جب ہم کسی گھاٹی پر چڑھتے تو بلند آواز

سے تکبیر کہتے حضور نے فرمایا اپنے پر میں نہ روی کرو تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے ہو تم ہر شئی

سننے اور دیکھنے والے قریب کو پکارتے ہو پھر حضور میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں اپنے دل میں لَأَحُولُ

وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کیونکہ جنت کے خزانوں سے خزانہ ہے یا فرمایا کیا میں جنت کے خزانہ کی طرف تیری رہنمائی نہ کروں

شرح : ارجعوا کے معنی ہیں آواز بلند کرو لیکن اس میں مبالغہ نہ کرو بلکہ میاندہی

۶۹۳۷

اختیار کرو۔ حدیث میں قریباً کو اس لئے ذکر کیا کہ بسا اوقات سننے دیکھنے

والا اس شئی کو نہیں دیکھ سکتا جو محسوس سے دور ہو قریب کر کرنے سے مقتضی کا وجود اور عدم مانع واضح

ہو گیا۔ قرب سے مراد مسافت کا قرب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی مکان میں حلول ہونے سے پاک ہے بلکہ قرب سے

علمی قرب مراد ہے۔ ابن بطال نے کہا اس حدیث سے سمع و بصر سے مانع آفت کی نفی کرنا اور اللہ کا سمیع و بصیر

کہہ لیا۔ فرمایا اے عبد اللہ بن قیس لَأَحُولُ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ جو کونکہ یہ

۶۹۳۸ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ
 قَالَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ سَمِعَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ وَأَنَّ
 أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ عَلِمَنِي
 دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي قَالَ قُلِ اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا
 كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ فَاعْفِرْ لِي مِنْ عِنْدِكَ وَغُفْرَةً
 أَنْتَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

۶۹۳۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُونُسَ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ
 وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ
 أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ جَبْرِيْلَ
 نَادَانِي قَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ

دقرب ثابت کرتا ہے کہ ان صفات کے ضد اللہ کے لئے صحیح نہیں ہے

ترجمہ : ابوالخیر نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے سنا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے دعاء سکھائیں جو

۶۹۳۸ — میں نماز میں پڑھا کروں فرمایا کہو : اے اللہ میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے۔ گناہوں کو تیرے سوا کوئی
 بخشنے والا نہیں ہے۔ مجھے اپنے پاس سے مغفرت عطا کر بے شک تو بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

شرح : اس حدیث کی مناسبت یہ ہے کہ گناہ دیکھے سنے جاتے ہیں اور اس دعاء

۶۹۳۹ — کا مقصد یہ ہے کہ اللہ ان کی دعاء کو سنے گا اور اس کے مطابق قبولیت ہوگی۔

(حدیث ۷۹۹ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۹۳۹ — ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

بَابُ قَوْلِهِ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ

۶۹۲۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا
 مَعْنُ بْنُ عِيْسَى قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الْمَوَالِي قَالَ سَمِعْتُ
 مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْكَدِرِ يُحَدِّثُ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ الْحَسَنِ يَقُولُ أَخْبَرَنِي جَابِرُ
 ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ السَّلَمِيُّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُ
 أَصْحَابَهُ الْأُسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُورِ كُلِّهَا كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ
 يَقُولُ إِذَا هُمْ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيُرْكَعْ رَكَعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ
 ثُمَّ لِيَقُلْ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَجِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ
 وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ
 وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ هَذَا الْأَمْرَ تُسَمِّهِ

نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی بات سنی اور جو کچھ انہوں نے آپ کو جواب دیا وہ بھی سنا ہے۔

شرح : جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے طالب سے واپس آنے کے بعد
 ۶۹۳۹۔

جبکہ ان کے ایمان لانے سے ناامید ہوئے تھے جبرائیل علیہ السلام نے

یہ آواز دی تھی (حدیث ۳۰۱۹ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَمَا ارشاد! فرما دیجئے اللہ قادر ہے

قدرت اور قوت ہم صفات ذات سے ہیں،

۶۹۲۔ ترجمہ : جابر بن عبد اللہ سلمی نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام

بَعَيْنِهِ خَيْرًا لِي فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَاجِلِهِ قَالَ أَوْفِي دِينِي وَمَعَاشِي
 وَعَاقِبَةِ أَمْرِي فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ اللَّهُمَّ وَإِنْ
 كُنْتُ تَعْلَمُ أَنَّ شَرِّي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ قَالَ فِي
 عَاجِلِ أَمْرِي وَاجِلِهِ فَأَصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ
 ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ

بَابُ مُقَلِّبِ الْقُلُوبِ

وَقَوْلُ اللَّهِ وَنُقَلِّبُ أَفْعَادَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ

کو تمام امور میں استخارہ کی نماز کی تعلیم دیتے تھے جیسے انہیں قرآن کی سورۃ کی تعلیم دیتے تھے۔ حضور فرماتے تھے جس وقت تم میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرے تو دو رکعت نفل پڑھے پھر کہے اے اللہ میں تیرے علم کے ذریعہ تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت سے قدرت طلب کرتا ہوں اور تجھ سے تیرے عظیم فضل میں سے سوال کرتا ہوں۔ بے شک تو قادر ہے میں قادر نہیں تو جانتا ہے میں نہیں جانتا تو غیوب جاننے والا ہے اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (اس کام کا بعینہ نام لے) میرے لئے دنیا و آخرت میں یا حال اور مستقبل میں بہتر ہے جابر نے نبی عَاجِلِ أَمْرِي وَاجِلِهِ، کی بجائے میرے دین، میری زندگی اور میرے آخری امر کہا ہے۔ مجھے اس کی قدرت دے اور وہ میرے لئے آسان کر دے۔ پھر اس میں میرے لئے برکت کر۔ اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لئے میرے دین اور میری زندگی اور میرے آخری امر میں اچھا نہیں یا کہا میرے لئے دنیا یا آخرت میں، تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھے خیر کی قدرت دے جہاں بھی وہ ہے۔ پھر مجھے اس کے ساتھ راضی کر دے۔

شرح : استخارہ کے معنی نماز استخارہ اور اس کی دعاء بمعنی طلب خیر ہے۔

۶۹۴۱ — اُسْتَقْدِرُ کے معنی ہیں۔ میں تجھ سے اس پر قدرت طلب کرتا ہوں اور

تَمَّ رَضِّنِي کے معنی ہیں۔ پھر مجھے اس کے ساتھ خوش کر دے۔

(حدیث ع ۱۰۹۷ ج ۲۱ کی شرح دیکھیں)

۶۹۲۱۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ
مُوسَى بْنِ عَقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَكْثَرُ مَا كَانَ النَّبِيُّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْلِفُ لَا وَمَقَلِبِ الْقُلُوبِ

بَابُ إِنَّ لِلَّهِ مِائَةَ أَسْمَاءٍ لِوَاحِدًا
قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ ذُو الْجَلَالِ الْعُظْمَاءِ الْبِرِّ اللَّطِيفِ

۶۹۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ
حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةَ وَتِسْعِينَ أَسْمَاءً لِوَاحِدٍ مِنْ
أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ أَحْصَيْنَا لَا حِفْظْنَا

باب اللہ دلوں کو پھیرنے والا ہے

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہم ان کے دلوں اور نظروں کو پھیرتے ہیں

۶۹۲۱۔ ترجمہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت یہ
قسم کھایا کرتے تھے لَا وَمَقَلِبِ الْقُلُوبِ، دلوں کو پھیرنے والے کی قسم!

۶۹۲۱۔ شرح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ قلب کا ارادہ وغیرہ اللہ تعالیٰ کے
پیدا کرنے سے ہے اور یہ صفت فعلی ہے۔ اس کا مرجع قدرت ہے

قلب کو قلب اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بکثرت پھرتا رہتا ہے۔ جیسے انسان
کو انسان۔ اس لئے انسان کہا جاتا ہے اس میں اُنس ہے (حدیث ع ۶۲۱۵ کی شرح دیکھیں)

بَابُ السُّؤَالِ بِأَسْمَاءِ اللَّهِ وَالِاسْتِعَاذَةِ بِهَا

۶۹۲۳- حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي

مَلِكٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جَاءَ أَحَدُكُمْ فَرَأَى شَيْئًا فَلْيَنْفُصْهُ

باب اللہ تعالیٰ کے ایک سے کم سونامیوں میں

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ذوالجلال کی تفسیر عظمت سے کی ہے اور برک کی لطیف سے ، اللہ عظمت والا اور لطف والا ہے ،

ترجمہ . ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے ننانوے نام ہیں سو سے ایک کم جو کوئی ان ناموں کو یاد کرے وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ا حصیناہ کے معنی ہیں حَفِظْنَاہ میں نے اسے یاد کیا۔

شرح : اس باب کی غرض اللہ کے لئے اسماء ثابت کرنا ہے۔ پھر اس بات میں اختلاف ہے کہ اسم عین مسٹی ہے یا اس کا غیر ہے۔ بعض کہتے ہیں کم

مسٹی کا نہ عین ہے نہ غیر، یہی صحیح تر ہے۔ جہیہ کہتے ہیں اللہ کے اسماء مخلوق ہیں کیونکہ اسم مسٹی کا غیر ہے ان کا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ تھا اور ان اسماء کا وجود نہ تھا پھر ان کو پیدا کیا۔ ان کو اپنا نام بنایا۔ ان کا رد اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سُبْحٰنَ اسْمِ رَبِّكَ الْاَعْلٰی ، اور فرمایا ذٰلِکُمْ اللّٰهُ رَبُّکُمْ فَاَعْبُدُوْهُ ، اس میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ معبود ہے تو اس کے کلام نے اس کے اسم پر دلالت کی جبکہ وہ اس کی ذات پر بھی دلالت کرتا ہے لہذا جو یہ کہتا ہے کہ اللہ کا نام مخلوق ہے تو اس کا یہ گمان ہے کہ اللہ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ مخلوق کی تسبیح کہیں

بَصِيفَةً تَوْبَهُ تَلْتِ كَرَابٍ وَلِيَقُلْ بِاسْمِكَ رَبِّي وَكَسَعَتْ
 جَنِّي وَبِكَ اَرْفَعُهُ اِنْ اَمْسَكَتَ نَفْسِي فَاغْفِرْ لَهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا
 فَاَحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ تَابَعَهُ يَحْيَىٰ وَابْنُ
 اَبْنِ الْمُفْضِلِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَادَ زُهَيْرٌ وَأَبُو صَمْرَةَ وَأَسْمَعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّا عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
 عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَدَوَاةُ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

باب اللہ کے اسماء کی طفیل سوال کرنا اور ان کے ذریعہ پناہ چاہنا،

۶۹۲۳ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر جائے تو اس کو چاہیے کہ اپنے کپڑے کے کنارے سے اس کو تین بار جھاڑے اور کہے اے اللہ! تیرے نام سے میں نے اپنا پہلو رکھا اور تیری طفیل اس کو اٹھاؤں گا۔ اگر تو نے میری جان روک لی تو اسے بخش دے اور اگر اس کو چھوڑ دیا تو اس کی طفیل حفاظت کر جس کی طفیل اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔ یحییٰ، بشر بن مفضل نے عبید اللہ، سعید اور ابو ہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں عبدالعزیز کی بالک سے روایت کرنے میں متابعت کی۔

۶۹۲۳ — شرح : اس حدیث کی باب سے مناسبت بِاسْمِكَ رَبِّي وَكَسَعَتْ جَنِّي میں ہے کیونکہ اس میں وضع کی نسبت اسم کی طرف اور رفع کی نسبت ذات کی طرف کی ہے۔ معلوم ہوا کہ اسم سے مراد ذات ہے اور وضع اور رفع میں ذات سے استعانت کی جاتی ہے۔ لفظ سے نہیں کی جاتی۔ بستر جھاڑنے میں حکمت یہ ہے کہ بسا اوقات اس میں سانپ یا بچھو وغیرہ داخل ہو جاتے ہیں اور ان کا پتہ

۶۹۴۴۔ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ

عَنْ رَبِيعٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى

إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ اللَّهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ

۶۹۴۵۔ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ

عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رَبِيعِ بْنِ جِرَاشٍ عَنْ خَرِشَةَ بْنِ الْحَرِّ عَنْ أَبِي

ذَرٍّ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ

اللَّيْلِ قَالَ بِاسْمِكَ أَمُوتُ وَنَحْيُ فَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي

أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُورُ

نہیں ہوتا اور ہاتھ کپڑے میں مستور ہونا چاہیے تاکہ اگر کوئی شئی ہو تو اس سے اذیت نہ پہنچے۔ اساک کے ساتھ مغفرت کو اور ارسال کے ساتھ حفظ کو ذکر کیا کیونکہ اساک موت سے کنایہ ہے۔ مغفرت اس کے مناسب ہے اور ارسال سے زندگی کی بقا کی طرف اشارہ ہے۔ حفظ اس کے مناسب ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

قولہ زاد زہیر و البضمرۃ الخ یعنی زہیر، البضمرہ اور اسماعیل بن زکریا نے عبید اللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابو ہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ذکر کیا۔ قولہ رواہ ابن عجلان، یعنی ابن عجلان نے سعید اور ابو ہریرہ کے ذریعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکور حدیث کی روایت کی اور محمد بن عبدالرحمن، در اور دی اور اسامہ بن حفص نے محمد بن عجلان کی متابعت کی

ترجمہ: حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر تشریف

لائے تو فرماتے اے اللہ! تیرے نام کی طفیل میں زندہ ہوں اور فوت ہوں گا اور جب صبح ہوتی تو

۶۹۴۴۔

فرماتے۔ اللہ کی حمد ہے جس نے ہم کو فوت کرنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف جمع ہونا ہے۔ (حدیث ۶۹۴۴ کی شرح دیکھیں)

۶۹۴۵۔ ترجمہ: ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات اپنے بستر پر تشریف

۶۹۲۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ

مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا الْأَادَانُ يَأْتِي أَهْلَهُ فَقَالَ بِسْمِ اللَّهِ اللَّهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا

فَانْتَرَانُ يُقَدَّرُ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذَلِكَ لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا

۶۹۲۷۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ

عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِيهِمْ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ أُرْسِلُ كِلَابِي الْمَعْلَمَةَ

لاتے تو فرماتے تیرے نام سے ہم فوت اور زندہ ہوتے ہیں اور جب بیدار ہوتے تو فرماتے اللہ کی حمد ہے جس نے ہم کو فوت کرنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف جمع ہونا ہے۔

(حدیث ۶۸۱۳ جلد ۹ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۶۹۲۶۔

نے فرمایا۔ اگر تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جانے کا ارادہ

کرے تو کہے۔ تیرے نام کی طفیل اے اللہ ہم سے شیطان کو دور کر اور جو ہمیں عطاء کرے اس سے شیطان

دور کر اور جو ہمیں عطاء کرے اس سے شیطان کو دور رکھ کیونکہ ان کے درمیان اس جماع میں بچہ

مقتدر ہو تو اس کو شیطان ضرر نہیں دے گا۔ (حدیث ۱۴۱ ج ۱ : اکی شرح دیکھیں)

ترجمہ : عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۶۹۲۷۔

سے سوال عرض کیا کہ اپنے سکھائے ہوئے کتے (شکار پر) چھوڑنا

ہوں۔ حضور نے فرمایا جب تو اپنے سکھائے ہوئے کتے شکار پر چھوڑے اور ان پر اللہ کا نام ذکر کرے

اور انہوں نے شکار روک رکھا ہو تو کھالو اور اگر بے پرو پیمان تیرے پھینکے اور وہ زخم کر دے تو شکار کھالو۔

قَالَ إِذَا أُرْسِلَتْ كِلَابُكَ الْمُعَلَّمَةَ وَذَكَرْتَ اسْمَ اللَّهِ فَأَمْسَكَنَ
فَكُلْ وَإِذَا رَمَيْتَ بِالْمُعْرَاضِ فخرق فكل

۶۹۴۸۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ

الْأَحْمَرُ قَالَ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ عَائِشَةَ

قَالَتْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ هَذَا قَوْمًا حَدِيثُ عَهْدِهِمْ بِشَرِكِ

يَا تُوتَانًا بِلُحْمَانٍ لَا نَدْرِي يَذْكُرُونَ عَلَيْهَا اسْمَ اللَّهِ أَمْ لَا قَالَ

اذْكُرُوا أَنْتُمْ اسْمَ اللَّهِ وَكَلُوا تَابِعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ

وَالدَّرَاوَرْدِيُّ وَأَسَامَةُ بْنُ حَفْصٍ

شرح : معراض بکسر المیم تیر کی لکڑی ہے جس کو گزہ کہتے ہیں اس میں پیرو پیکان

نہیں ہوتا۔ غالب یہی ہے کہ وہ تیزی سے نہیں چڑھائی سے شکار کو

پہنچتا ہے۔ اگر وہ تیزی سے شکار کو زخم کر دے تو وہ ذبح ہو جائے گا۔ اسے کھانا حلال ہے۔ اگر وہ چڑھائی کے بل شکار کو مار دے تو وہ حلال نہیں۔

حل لغات : معلمہ سکھلاتے ہوئے معراض تیر کی لکڑی جو پرہ کے بغیر ہو۔ خرق ، زخم کر دے۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا لوگوں نے کہا یا رسول اللہ!

صلی اللہ علیہ وسلم! یہاں گھنٹوں کا زمانہ بشرک کے قریب ہے۔ ہمارے پاس

گوشت لے کر آتے ہیں ہم نہیں جانتے ہیں کہ وہ ان پر ذبح کے وقت اللہ کا نام لیتے ہیں یا نہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اللہ کا نام لو اور کھا لو! محمد بن عبد الرحمن، دراوردی اور اسامہ بن حفص نے ابو خالد کی متابعت کی۔

شرح : اس حدیث کی عنوان سے مطابقت " اذکر انتم اسم اللہ " میں ہے

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے خیال فرمایا

۶۹۲۹۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ

عَنْ قَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشَيْنِ
يَسَعِي وَيَكْبُرُ

۶۹۵۰۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ النَّحْرِ صَلَّى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ مَنْ ذَبَحَ قَبْلَ
أَنْ يُصَلِّيَ فَلْيَذُبْ بِحَرْفٍ مَكَانَهَا أُخْرَى وَمَنْ لَمْ يَذُبْ فَلْيَذُبْ بِاسْمِ اللَّهِ

کہ گوشت لانے والے لوگ نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں اور احکام سے واقف نہیں ہو سکتا ہے کہ وہ ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ ذکر کرتے ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان اللہ کے نام سے ہی ذبح کرتا ہے۔ ان پر اچھا لگان کرنا چاہیے لہذا تم اللہ کا نام لو اور کھاؤ۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جو ذبیحہ اللہ کے نام سے ذبح نہ کیا ہو وہ بسم اللہ پڑھ کر کھا لینا جائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَأْكُلُوا أَمْثَالَهُ يَذُكُرْ بِاسْمِ اللَّهِ عَلَيْهِ، جس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام نہ ذکر کیا گیا ہو وہ نہ کھاؤ۔ لہذا ذبح کے وقت متروک التسمیہ حرام ہے۔

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

دو سینڈے تیر بانی کئے جن پر آپ نے بسم اللہ اکبر کہا،

۶۹۲۹۔

(یعنی بسم اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا)

ترجمہ : جندب سے روایت ہے کہ وہ نحر کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس حاضر تھے۔ حضور نے نماز پڑھی پھر خطبہ پڑھا اور فرمایا

۶۹۵۰۔

جس نے نماز عید سے پہلے ذبح کیا وہ اس کی جگہ اور ذبح کرے اور جس نے ذبح نہیں کیا وہ اللہ کے نام سے ذبح کرے (حدیث ۹۳۹ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

۶۹۵۱ — حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا وَدْقَاءُ عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَا تَخْلِفُوا بِأَبَائِكُمْ فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللَّهِ

بَابُ مَا يُذَكَّرُ فِي الذَّاتِ وَالنُّعُوتِ

وَأَسَاءَ فِي اللَّهِ وَقَالَ خُبَيْبٌ وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْإِلَهِ فَذَكَرَ الذَّاتِ

بِاسْمِهِ ۶۹۵۲ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ أَبِي سُفْيَانَ بْنِ أَسِيدِ بْنِ

جَارِيَةَ الثَّقَفِيِّ حَلِيفٌ لِبَنِي زُهْرَةَ وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ أَبِي هُرَيْرَةَ

ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے باپ دادا کی قسم نہ کھاؤ جو کوئی قسم کھانا چاہے وہ اللہ کی قسم کھائے۔

شرح : لوگ اپنے آباؤ اجداد کی بکثرت قسمیں کھایا کرتے تھے اس لئے حضور نے ان کو باپ دادا کی قسم کھانے سے منع کر دیا کیونکہ جس کی قسم کھائی

جائے اس کی تعظیم ہوتی ہے اور عظمت درحقیقت اللہ تعالیٰ کی ہے۔ بعض اوقات کلام کی استقامت کے لئے زبان پر قسم جاری ہو جاتی ہے۔ اس سے قسم مقصود نہیں ہوتی۔ لہذا یہ نہ کہا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَفْلَحَ وَ اَبِيهِ ، (حدیث ج ۲۸۲۸ کی شرح دیکھیں)

باب جزات و صفات اور اللہ کے اسماء

کے متعلق ذکر کیا جاتا ہے۔

اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ نے کہا اور یہ اللہ کی ذات میں ہے اللہ کے نام کے ساتھ

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَةَ
 مِنْهُمْ خَيْبُ الْأَنْصَارِيِّ فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عِيَّاضٍ أَنَّ
 ابْنَةَ الْحَارِثِ أَخْبَرَتْ أَنَّهُمْ حِينَ اجْتَمَعُوا اسْتَعَارَ مِنْهَا مَوْسَى
 يَسْتَعِدُّ بِهَا فَلَمَّا خَرَجُوا بِهِ مِنَ الْحَرَمِ لِيَقْتُلُوهُ قَالَ خَيْبُ شَعْرَى
 مَا أَبَالِي حِينَ أُقْتَلُ مُسْلِمًا : عَلَى أَيِّ شَيْءٍ كَانَ لِلَّهِ مَصْرَعِي
 وَذَلِكَ فِي ذَاتِ الْأَلْدَوَانِ يَشَأُ : يُبَارِكُ عَلَى أَوْصَالِ شِلْوِ مُمَزَّعٍ
 فَقَتَلَهُ ابْنُ الْحَارِثِ فَأَخْبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَ حَايَةَ خَبَرَهُمْ
 يَوْمَ أُصَيْبُوا

ذات ذکر کی یعنی ذات کا اطلاق اسامی کے اطلاق کی طرح جائز ہے۔ ذات کو اللہ کے نام کے ساتھ
 ملا کر ذکر کیا، حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیب رضی اللہ عنہ کا یہ کلام سنا اور انکار نہ کیا
 لہذا اس کے علم کا طریق شارح علیہ السلام سے توفیق ہے (حدیث ۳۷۳۷ ج ۶ کی شرح دیکھیں
 ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دس
 صحابی بھیجے ان میں سے خیب انصاری تھے۔ زہری نے کہا مجھے عبد اللہ

۶۹۵۲

ابن عیاض نے خبر دی کہ حارث کی بیٹی نے انہیں خبر سنائی کہ جس وقت حارث کے بیٹے جمع ہوئے تو
 خیب نے اس سے ستر اطلب کیا تاکہ زیر ناف بال اُتارے جب وہ حرم سے باہر نکلے تاکہ
 اس کو قتل کریں تو خیب انصاری نے کہا یہ

جس وقت میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جاؤں تو مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ اللہ کے لئے
 میرا گنا کس کروٹ پر ہوگا اور۔ گنا اللہ کی ذات میں ہے اگر وہ چاہے ٹکڑے کئے ہوئے
 عضو کے جوڑوں پر برکت کرے، پھر عقبہ بن حارث نے اسے قتل کر دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے اپنے صحابہ کو ان کی خبر سنائی جس روز وہ قتل کئے گئے۔

حل لغات : مویہ استراء استعداد، استرے سے بال منڈانا۔ سن، کنارہ۔ مضرع، زمین پر گنا

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ وَيُحَذِّرُكُمْ اللَّهُ نَفْسَهُ وَقَوْلُهُ
تَعَلَّمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ
۶۹۵۳ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ
حَدَّثَنَا الْأَوْعَمِيُّ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ أُغْبِرَ مِنَ اللَّهِ مِنْ أَجْلِ ذَلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ
وَمَا أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللَّهِ

کیا گیا حدیث ۲۸۳۸ ج ۲: کی شرح دیکھیں

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ اپنی ذات سے تمہیں ڈراتا ہے
اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تو میرے دل کی بات جانتا ہے
اور جو تیری ذات میں ہے میں نہیں جانتا ہوں۔“

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے زیادہ غیور کوئی نہیں اسی

لئے اس نے فواحش حرام کئے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کو مدح پسند نہیں۔

شرح: اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ وہ بے حیائی کی باتیں پسند نہیں کرتا
اور نہ اس سے راضی ہوتا ہے بعض علماء نے کہا غیرت کو غضب

لازم ہے اور غضب کو لازم عذاب دینا ہے۔ اس حدیث کی عنوان سے مناسبت اس طرح ہے کہ احد
کو نفس کے قائم مقام کیا ہے کیونکہ ایک دوسرے کے مقام میں استعمال ہونے کے باعث ان میں ملازمہ
ہے (حدیث ۴۲۲۳ ج ۶: کی شرح دیکھیں)

۴۹۵۲ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ
عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللَّهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِي كِتَابِهِ وَهُوَ يَكْتُبُ عَلَى نَفْسِهِ
وَهُوَ وَضِعُ عِنْدَهُ عَلَى الْعَرْشِ إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي

۴۹۵۵ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا

أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ أَنَا عِنْدَ خَلْقِ
عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ إِذَا ذَكَرَنِي فَإِنْ ذَكَرَنِي فِي نَفْسِهِ ذَكَرْتُهُ فِي

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی تو اپنی کتاب میں لکھا
وہ اپنی ذات پر لکھتا ہے اور وہ اس کے پاس عرش پر رکھا ہوا ہے کہ میری رحمت میرے غضب
پر غالب ہے۔

شرح : مسلم نے اپنی اسناد سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق
پیدا کی تو اپنی کتاب میں لکھا اور وہ اس کے پاس عرش سے اوپر ہے کہ میری رحمت میرے غضب
پر غالب ہے۔ وضع بمعنی موضوع ہے یعنی رکھا ہوا، چنانچہ مسلم کی دوسری روایت میں یہو
موضوع عنہ ہے۔

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں
جو وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے۔ جب وہ مجھے یاد کرے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اگر وہ مجھے

نَفْسِي وَإِنْ ذَكَرْتَنِي فِي مَلَأٍ ذَكَرْتُكَ فِي مَلَأٍ خَيْرٍ مِنْهُمْ وَإِنْ
تَقَرَّبَ إِلَيَّ بِشِبْرِ تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَإِنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا
تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا وَمَنْ أَتَانِي مِثْلَ أَتَيْتُهُ هَرُولَةً

اپنے دل میں یاد کرے تو میں اس کو اپنی ذات میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے محفل میں یاد کرے تو میں اس کو اس کی محفل سے بہتر محفل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ ایک بانٹ میرے قریب آئے تو میں ایک گز اس کے قریب آتا ہوں اور اگر وہ ایک گز میرے قریب آئے تو میں دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کی مقدار اس کے قریب آتا ہوں جو کوئی میری طرف چل کر آئے میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

شرح : یعنی اگر میرا بندہ میرے ساتھ یہ گمان رکھتا ہے کہ میں اس کے گناہ

معاف کروں گا تو میں اس کے گناہ معاف کر دیتا ہوں اور اگر وہ

عقوبت کا گمان کرے تو میں عقوبت کرتا ہوں اس میں یہ اشارہ ہے کہ خوف پر امید کی جانب راجح ہے

بننے کی محفل اس کے اجاب ہیں اور اللہ کی محفل اس کے فرشتے ہیں اس حدیث میں تقرب سے مراد

طاعت اور عبادت ہے یعنی بندہ کی طرف سے طاعت اور عبادت ہے اور حق تعالیٰ کی طرف سے رحمت

ثواب ہے۔ یعنی ہر قدر کہ بندہ طاعت اور عبادت میں زیادتی کرتا ہے۔ میں اس کا ثواب بڑھاتا ہوں۔

اس حدیث سے بعض نے استدلال کیا کہ فرشتے بشر سے افضل ہیں اس مقام کی تفصیل یہ ہے

خاص بنی آدم خاص فرشتوں سے افضل ہیں اور عوام بنی آدم عوام فرشتوں سے افضل ہیں۔ خواص

بنی آدم سے انبیاء کرام مراد ہیں جبکہ عوام بنی آدم سے اولیاء اللہ مراد ہیں اور خواص ملائکہ عوام بنی آدم

سے افضل ہیں اور ملائکہ کی بشر پر تفصیل پر استدلال صحیح نہیں کیونکہ یہ احتمال ہے کہ ملائکہ سے مراد

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام ہوں اللہ کا چنا یا دور کرنا وغیرہ کا اللہ پر اطلاق مجازی ہے؛ کیونکہ

عقلی براہین و دلائل سے واضح ہوتا ہے کہ ان اطلاق کا اللہ پر اطلاق محال ہے۔ لہذا معنی یہ

ہی کہ جو حقوڑی عبادت اور طاعت کرے میں اس کو زیادہ ثواب دیتا ہوں اور اللہ پر نفس کا

اطلاق بطور مشاکلت ہے جیسے اس آیت کریمہ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ

میں ہے اور نفس سے مراد اللہ کی ذات ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

بَابُ قَوْلِ تَعَالَى كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ

۶۹۵۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ

عَنْ عَمْرِو بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ

قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ قَالَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعُوذُ بِوَجْهِكَ فَقَالَ أَوْ مِنْ تَحْتِ

أَرْجُلِكُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعُوذُ بِوَجْهِكَ قَالَ أَوْ

يَلِيْسَكُمْ شَيْعًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذَا الْيُسْرُ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كِي ذَاتِ كِ سَوَا هِرْشِي فَا نِي هِي

ترجمہ : جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا جب یہ آیت کریمہ
۶۹۵۶۔ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا

مِنْ فَوْقِكُمْ، کہہ دیں اللہ اس پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیجے، نازل ہوئی

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تیری ذات کی پناہ چاہتا ہوں اور فرمایا تمہارے پاؤں سے

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تیری ذات کی پناہ چاہتا ہوں اور فرمایا یا تم کو گروہ گروہ ملا

دے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ آسان ہے۔

شرح : اس آیت اور حدیث کی اس بات پر دلالت ہے کہ
۶۹۵۶۔ اللہ کا وجہ ہے اور وہ اس کی ذات کی صفت ہے

اللہ کا وجہ لوگوں کے چہرہ جیسا نہیں جیسے اللہ عالم ہے لیکن ان علماء کی طرح نہیں جو ہم دیکھتے ہیں۔

علامہ کرمانی نے کہا وجہ سے مراد ہی ذات ہے۔ اس کی شرح ص ۸۲ ج ۶ پر دیکھیں۔

بَابُ قَوْلِهِ وَلِتُصْنَعَ عَلَيَّ عَيْنِي تَغْذِي
وَقَوْلِهِ تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا ،

۶۹۵۷۔ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةٌ
عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ ذَكَرَ الدَّجَالَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَخْفَى عَلَيْكُمْ إِنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِأَعْوَرٍ وَ
أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى عَيْنِهِ وَإِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَالَ أَعْوَرٌ عَيْنِ الْمُنَى
كَانَ عَيْنُهُ عِنَبَةً طَافِيَةً

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَالرَّشَادِ إِنَّكَ تَوْهَمَارِي حَفَاطَتِ فِي
پَرُورِش پائے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! کشتی ہماری

حَفَاطَتِ فِي حَبَارِي مَحْتَى ، شَرَح : ان دونوں آیات میں یہ
اشارہ ہے کہ اللہ کی صفت

عین ہے وہ نہ اس کا عین ہے اور نہ اس کا غیر ہے۔ جیسا کہ مجتہد کہتے ہیں کہ اللہ جسم ہے لیکن دیگر
اجسام جیسا نہیں۔ یہ عقیدہ قبیح تر ہے کیونکہ اللہ کے جسم کے استحالة پر براہین قائم ہیں لہذا عین سے مراد
وہ ہے جو اس کی شان کے لائق ہے۔

ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہاں

۶۹۵۷

ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر مخفی نہیں اللہ کا نام نہیں

اور اپنے دستِ اقدس سے اپنی آنکھوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ مسیح دجال کی دائیں آنکھ سے کانٹا ہے
گویا کہ اس کی آنکھ انگور کا دانہ ہے جو باہر نکلا ہوا ہے۔

۶۹۵۸۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

قَالَ أَخْبَرَنَا قَتَادَةُ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَلِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ مَا بَعَثَ اللَّهُ مِنْ بَنِي الْأَنْدَلُومَةِ الْأَعْوَرِ الْكَذَّابِ أَنَّهُ
أَعْوَرٌ وَأَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ

۶۹۵۹۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا

وَهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ
أَبْنِ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَيْمُونِ بْنِ حَيْلَانَ عَنِ ابْنِ مَجَازٍ

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ دلائل عقلیہ سے ثابت ہے کہ اللہ جسم نہیں
۶۹۵۷۔ اور جسمانی صورت والا نہیں۔ دجال کی الوہیت کی اس طرح نفی کرنا کہ

وہ کانا ہے اللہ کانا نہیں اس کے معنی کیا ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جسم کے استحالہ پر لائل
علماء کے نزدیک ہیں۔ عوام ان سے بے خبر ہیں ان کے لئے یہی قدر کافی ہے کہ دجال کانا ہے

ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
۶۹۵۸۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی بنی نہیں بھیجا۔ مگر اُس نے اپنی قوم کو

کانے کذاب سے خوف دلایا ہے کہ وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں اس کی دونوں کے درمیان
کافر لکھا ہوا ہے۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ متعدد دلائل سے یہ معلوم ہے کہ وہ
۶۹۵۸۔ رب نہیں تو اس کو کانا کہہ کر اس کے رب ہونے کی نفی کا معنی کیا

ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ علماء کو معلوم ہے۔ مقصد یہ ہے کہ ایسی محسوس شئی کی طرف اشارہ کریں
جس کو عوام بھی معلوم کر سکیں۔

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ فِي غَزْوَةِ بَنِي الْمُصْطَلِقِ أَنَّهُمْ أَصَابُوا
 سَبَايَا فَأَرَادُوا أَنْ يَسْتَمْتِعُوا بِهِمْ وَلَا يَحْمِلُنَ فَسَأَلُوا النَّبِيَّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْعَزْلِ فَقَالَ مَا عَلَيْكُمْ إِلَّا تَفْعَلُوا
 فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ كَتَبَ مِنْهُ هُوَ خَالِقٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ
 عَنْ قَزَعَةَ سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ فَقَالَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 لَيْسَ نَفْسٌ مَخْلُوقَةٌ إِلَّا اللَّهُ خَالِقُهَا

**باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! وہی ہے اللہ بنانے والا پیدا
 کرنے والا ہر ایک کو صورت دینے والا**

۶۹۵۹ — ترجمہ: ابو سعید خدری سے غزوہ بنی مصطلق میں روایت ہے کہ صحابہ کرام نے
 قیدی لونڈیاں پائیں اور ارادہ کیا کہ ان سے جماع کریں اور وہ حاملہ بھی نہ ہوں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم سے عزل کے متعلق پوچھا تو حضور نے فرمایا تجھ پر حرج نہیں کہ عزل نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے وہ لکھ دیا
 ہے جو وہ قیامت تک پیدا کرنے والا ہے۔

۶۹۵۹ — شرح: عزل کے معنی ہیں بیوی سے جماع میں انزال کے وقت اس کی شرمگاہ
 سے آلہ تناسل نکال لینا۔ تاکہ نطفہ رحم میں نہ جاسکے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا عزل ترک کرنے میں تم پر کوئی ضرر نہیں یا حکم فحتم پر واجب نہیں۔ (حدیث ۲۸۴۲ کی شرح دیکھیں)
 قولہ وقال مجاہد الخ یعنی مجاہد نے قزاعہ سے روایت کی انہوں نے کہا میں نے ابو سعید کو یہ کہتے ہوئے
 سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی جان مخلوق نہیں مگر اللہ اس کا خالق ہے۔
 یعنی اللہ کے نزدیک جوشی عدم سے وجود کی طرف آنے والی ہے اس کا اللہ خالق ہے۔ اور
 خلق صفت فعلی ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ إِنَّمَا عَلَّمْتُ بِيَدَيَّ

٤٩٦۔ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ
عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ أَنَسٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جُمِعَ الْمُؤْمِنُونَ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذَلِكَ يَقُولُونَ لَوْ اسْتَشْفَعْنَا إِلَى رَبِّنَا يُرِيحَنَا مِنْ
مَكَانِنَا هَذَا يَا تَوَنُّ أَدَمَ يَقُولُونَ يَا أَدَمُ أَمَا تَرَى النَّاسَ خَلَقَكَ
اللَّهُ بِيَدَيْهِ وَأَسْجَدَ لَكَ مَلَائِكَتَهُ وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ اسْتَشْفَعْنَا
إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكَ وَيَذْكُرُ
لَهُمْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ وَلَكِنْ أَنْتَ وَالْوَحَا فَاذْنًا أَوَّلُ رَسُولِ اللَّهِ
بَعَثَهُ اللَّهُ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ فَيَأْتُونَ نُوحًا فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ

بَابُ التُّغَايُّ كَالرِّشَادِ

جس کو میں نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا

٤٩٦۔ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمام ایمانداروں کو اسی طرح جمع

کئے گا تو وہ کہیں گے اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہم شفاعت طلب کریں تو بہتر ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ہم کو اس مقام سے آرام دے وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے آدم! کیا آپ لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ کس حال میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا اور آپ کو فرشتوں سے سجدہ کرایا اور تمام اشیاء کے نام آپ کو سکھائے ہمارے رب کے حضور ہماری شفاعت کریں حتیٰ کہ وہ

وَيَذَكُرْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ وَلَكِنْ اسْتَوَىٰ اِبْرَاهِيمَ خَلِيلَ الرَّحْمٰنِ
 يَا تُوْنِ اِبْرَاهِيمَ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَا كُمْ وَيَذَكُرْ لَهُمْ خَطَايَا الَّتِي
 اَصَابَهَا وَلَكِنْ اسْتَوَىٰ مُوسَىٰ عَبْدًا اَتَاهُ اللّٰهُ التَّوْرَةَ وَكَلِمَةً تَكْلِيْمًا
 يَا تُوْنِ مُوسَىٰ فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَا كُمْ وَيَذَكُرْ لَهُمْ خَطِيئَتَهُ الَّتِي اَصَابَهُ
 وَلَكِنْ اسْتَوَىٰ عِيسَىٰ عَبْدًا اللّٰهِ وَرَسُوْلًا وَكَلِمَتُهُ وَرُوْحَهُ يَا تُوْنِ عِيسَىٰ
 فَيَقُوْلُ لَسْتُ هُنَا كُمْ وَلَكِنْ اسْتَوَىٰ مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللّٰهُ لَهُ مَا
 تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَاَخَّرَ يَا تُوْنِي فَاَنْطَلِقُ فَاَسْتَاذِنُ عَلٰى رَبِّي
 وَيُوْذَنُ لِي عَلَيْهِ فَاِذَا رَاَيْتُ رَبِّي وَقَعْتُ لَهٗ سَاجِدًا فَيَدْعُنِي
 مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَدْعَنِي ثُمَّ يَقَالُ اَرْفَعُ مُحَمَّدًا وَقَلْ يَسْمَعُ وَسَلْ
 تُعْطَهٗ وَاشْفَعْ تُشْفَعُ فَاَحْمَدُ رَبِّي بِحَمْدِ عَلَمِيْهَا رَبِّي ثُمَّ
 اُشْفَعُ فَيُحْدِثُ لِي حَدًّا فَاَدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ اَرْجِعُ فَاِذَا رَاَيْتُ

ہمیں اس مقام سے نجات دے آدم علیہ السلام فرمائیں گے میں اس کے لائق نہیں کہ تمہاری شفاعت کروں اور ان کے سامنے خطا ذکر کریں گے جو ان سے سرزد ہوئی تھی لیکن تم نوح "علیہ السلام" کے پاس جاؤ وہ اللہ کے پہلے رسول ہیں۔ اللہ نے ان کو زمین والوں کے پاس بھیجا وہ نوح "علیہ السلام" کے پاس آئیں گے وہ بھی کہیں گے میں اس لائق نہیں اور اپنی خطا ذکر کریں گے جو سرزد ہوئی تھی لیکن تم ابراہیم "علیہ السلام" اللہ کے خلیل کے پاس جاؤ وہ ابراہیم "علیہ السلام" کے پاس آئیں گے وہ بھی فرمائیں گے میں اس کے لائق نہیں ہوں اور ان سے اپنی خطا ذکر کریں گے جو ان سے سرزد ہوئی تھی لیکن تم موسیٰ "علیہ السلام" کے پاس جاؤ وہ اللہ کا بندہ ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے تورات دی اور بلا واسطہ ان سے کلام کیا وہ موسیٰ "علیہ السلام" کے پاس آئیں گے وہ فرمائیں گے میں اس کے لائق نہیں اور ان سے

رَبِّي وَقَعْتُ لَكَ سَاجِدًا فَيَدْعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُنِي ثُمَّ
يُقَالُ أَرْفَعُ مُحَمَّدًا وَقُلْ تَسْمَعُ وَاشْفَعُ تَشْفَعُ وَاسْأَلُ تُعْطَى
فَأَحْمَدُ رَبِّي بِمَحَامِدِ عَلَمِيهَا رَبِّي ثُمَّ اشْفَعُ فَيُحَدِّثُنِي حَدًّا
فَادْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَرْجِعُ فَأَقُولُ يَا رَبِّ مَا بَقِيَ فِي النَّارِ إِلَّا
مَنْ حَبَسَهُ الْقُرْآنُ وَوَجِبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ يُخْرِجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ
مَا يَزِينُ شَعِيرَةً ثُمَّ يُخْرِجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ
فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِينُ بُرَّةً ثُمَّ يُخْرِجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ وَكَانَ فِي قَلْبِهِ مِنَ الْخَيْرِ مَا يَزِينُ ذَرَّةً

اپنی خطا ذکر کریں گے جو ان سے سرزد ہوئی تھی لیکن تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ وہ اللہ کے عبد اور رسول
ہیں اور اس کا کلمہ اور روح ہیں وہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے فرمائیں گے میں اس کے لائق
نہیں لیکن تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ اللہ کے خاص عبد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اگلے پچھلے گناہ
بخشے ہیں۔ وہ میرے پاس آئیں گے میں چلوں گا اور اپنے رب سے اجازت طلب کروں گا وہ مجھے شفاعت
کرنے کی اجازت دے گا جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا وہ کچھ مدت مجھے
سجدہ میں چھوڑے گا جو وہ چھوڑنا چاہے گا پھر مجھے کہا جائے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سر مبارک
اٹھائیں اور بات کریں سنی جائے گی۔ سوال کریں وہ دیا جائے گا اور شفاعت کریں قبول کی جائے گی۔ پس
میں اپنے رب کی بے شمار حمد کروں گا جن کی اللہ نے مجھے تعلیم دی ہے پھر شفاعت کروں گا تو میرے لئے
مخصوص لوگوں کی حد مقرر کی جائے گی میں ان کو جنت میں داخل کروں گا پھر واپس آؤں گا جب اپنے رب
کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ جتنی مدت چاہے گا مجھے چھوڑے گا پھر مجھے کہا جائے گا اے محمد
سر مبارک اٹھائیں بات کریں سنی جائے گی۔ سوال کریں وہ دیا جائے گا اور شفاعت کریں قبول کی جائے گی پس

میں اپنے رب کی بے شمار حمد کروں گا جو میرے رب نے مجھے تعلیم دی ہے پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی ان کو میں جنت میں داخل کروں گا پھر واپس آؤں گا اور کہوں گا اے میرے پروردگار دوزخ میں وہی لوگ باقی رہ گئے ہیں جن کو قرآن نے روک رکھا ہے اور ان پر دوزخ میں ہمیشہ رہنا واجب ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ سے وہ لوگ نکلیں گے جنہوں نے لا الہ الا اللہ (محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کہا ہوگا اور ان کے دلوں میں جو کے وزن کے برابر ایمان ہوگا پھر وہ لوگ دوزخ سے نکلیں جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور ان کے دلوں میں جو کے وزن کے برابر ایمان ہوگا پھر وہ لوگ دوزخ سے نکلیں جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا اور ان کے دلوں میں ذرہ بھر ایمان ہوگا۔

شرح : یعنی اللہ تمام مومنوں کو ایسے جمع کرے گا جیسے وہ دنیا میں اکٹھے ہوتے ہیں اس میں پہلی امتوں کے مومن بھی داخل ہیں وہ سب مل کر مشورہ کریں گے۔
 ۶۹۶۰۔
 کہ اگر ہم شفاعت طلب کریں تو بہتر ہوگا۔ اگر لفظ "لو" تمنی کے لئے ہو تو جزا کی ضرورت نہیں یعنی کاش کہ ہم اپنے رب کے حضور شفاعت طلب کریں۔ تاکہ وہ اس موقف سے آرام پائیں جہاں سخت گرمی اور بے شمار غموم و کروب ہیں جن کو وہ برداشت نہیں کر سکتے۔ وہ آدم علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک امت از انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس شفاعت کرانے جائیں گے اور وہ سب یہ کہہ کر معذرت کر دیں گے کہ ہمارا یہ مرتبہ و مقام نہیں اور تواضع و انکساری کا اظہار کرتے ہوئے معذرت کریں گے۔ حدیث میں خطایا کا ذکر ہے کہ ان سے جو خطائیں سرزد ہوئی تھیں ان کے پیش نظر وہ شفاعت نہیں کر سکتے۔ دراصل انبیاء کرام علیہم السلام گناہوں سے پاک ہوتے ہیں ان سے چھوٹے بڑے گناہ سرزد نہیں ہوتے۔ حضرت آدم علیہ السلام کا شجرہ ممنوعہ سے تناول کرنا مجبوری امر تھا کہ ان کے وجود سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ آدم زمین میں اللہ کے خلیفہ ہوں گے اور اس کی نیابت کریں گے لیکن ان کو پیدا کر کے جنت میں بٹھرایا گیا اور کہا گیا کہ اس شجرہ سے تناول نہ کرنا اگر وہ شجرہ سے تناول نہ کرتے اور ہمیشہ کے لئے اس سے دور رہتے تو ہمیشہ جنت میں رہتے اور اللہ کی یہ خبر کہ وہ زمین میں اپنا خلیفہ بنائے گا۔ واقع نہ ہوتی حالانکہ اللہ کی خبر واجب الوقوع ہے چونکہ اللہ کی خبر کا کذب محال ہے اس لئے حضرت آدم علیہ السلام کا شجرہ ممنوعہ سے تناول کرنا محال تھا جبکہ ایک محال دوسرے محال کو مستلزم ہوتا ہے؛ لہذا آدم علیہ السلام پر فرض کی تکمیل ضروری تھی اس لئے وہ شجرہ ممنوعہ سے تناول کرنے میں مجبور تھے۔ یہ صورت کے اعتبار سے اگرچہ خطا ہے لیکن حقیقت اور باطن کے اعتبار سے فرض کی تکمیل ہے اور یہ حسنات الابرار عباد المعزین کے قبیلہ سے ہے کہ نیک لوگوں کی نیکیاں مقرب لوگوں کے گناہ ہوتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام کی یہی خطا مذکور ہے کہ انہوں نے کہا تھا رب لا تذکر علی الارض من الکافرین ذیابا کذین

پر لے والے کافروں کو ہلاک کر دے۔ یہ انہوں نے اس وقت کہا تھا جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا اسے فوج تیری قوم سے اب کوئی ایمان نہیں لائے گا اور کافروں کی ہلاکت کی دعا گناہ نہیں رہے انہوں نے صرف تواضع کے طور پر اس کو خطا فرمایا تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین خطائیں ذکر کی جاتی ہیں لیکن وہ درحقیقت خطا نہیں اول یہ کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی کے متعلق فرمایا تھا کہ اَنْتَہَا اُخْتِی، کہ وہ میری بہن ہے ان کی مراد نسبی بہن نہ تھی بلکہ اسلامی بہن تھی۔ انہوں نے جابر بادشاہ کے چنگل سے بچنے کے لئے تو یہ استعمال کیا تھا اور ضرورت کے وقت تو یہ کرنا گناہ نہیں۔ دوم: ابراہیم علیہ السلام نے کہا تھا اَنِّی سَقِیْمٌ، میں بیمار ہوں یہ بھی تو یہ تھا کہ وہ ان کی عید میں شرکت کرنے سے معذور ہیں۔ اس کی تعبیر سقیم سے فرمائی۔ یہ بھی تو یہ ہے سوم ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا "بَلْ فَعَلَهُ کَیْرٌ هُمْ" بلکہ ان کے بڑے نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بتوں کے لئے ضمیر مؤنث ذکر کی ہے چنانچہ فرمایا اَتَمُّنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ، بتوں نے بہت لوگ گمراہ کئے ہیں۔ اور اس مقام میں کَیْرٌ هُمْ، فرمایا اور ہم ضمیر مذکر ہے قاعدہ ہے کہ ہزار عورتوں میں ایک مرد ہو تو ان کے لئے شان ضمیر مذکر استعمال ہوتی ہے اور عورتیں مرد کے تابع ہوتی ہیں معلوم ہوا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتوں میں موجود ہونے کے اعتبار سے فرمایا تھا اُن کے بڑے نے کیا ہے مشرکوں نے بڑے سے بڑا بت سمجھا تھا، حالانکہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ستودہ صفات کو کبیر فرمایا تھا یہ بھی تو یہ ہے۔ تو یہ کے معنی یہ ہیں ایک لفظ کے متعدد احتمال ہوتے ہیں جن میں مخاطب اپنی مرضی کے مطابق ایک معنی ذہن نشین کرتا ہے جو دوسروں کے ذہن میں نہیں ہوتا یہ مذکورہ تینوں میں موجود ہے؛ چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے بہن سے اسلامی بہن کا ارادہ کیا جبکہ کافروں نے نسبی بہن سمجھا اور سقیم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے روحانی بیماری کا ارادہ کیا جبکہ مشرکوں نے جہانی بخار سمجھا اور کبیر ہم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی طرف اشارہ کیا جبکہ کافروں نے بڑا بت سمجھا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ خطا ذکر کی جاتی ہے کہ انہوں نے ایک فرعونی قبیلے کو مار کر قتل کر دیا تھا۔ یہ قتل گناہ نہیں کیونکہ قبیلے عربی کافر تھا اور عربی کافر واجب القتل ہے یا انہوں نے قتل کرنے کی غرض سے نہیں مارا تھا لیکن وہ مرگیا یہ قتل عمد نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ مذکور ہے کہ انہوں نے کہا تھا اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے یہ فرمائے کہ اے عیسیٰ کیا تو نے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا الہ بناو حالانکہ لوگوں نے عیسیٰ اور ان کی والدہ مریم علیہما السلام کو الہ بنایا تھا لیکن عیسیٰ علیہ السلام نے انکساری کرنے کی معذرت کی۔ علامہ قسطلانی اس حدیث کی شرح میں ذکر کرتے ہیں "اَمْبَا مَا نَسَبَ اِلَى الْاَنْبِیَاءِ مِنَ الْخَطَايَا فَمِنْ بَابِ التَّوَاضُّعِ وَحَسَنَاتِ الْاَبْرَارِ بَيِّنَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالْاَلْهَمُ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ مَعْصُومِيْنَ مُطْلَقًا" کہ نبیوں کی طرف خطا منسوب کی گئی ہے۔ یہ تواضع، انکساری اور ابراہیم کی نیکیاں وغیرہ

۶۹۶۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا

أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ يَدُ اللَّهِ مَلِيٌّ لَا تَعِضُهَا نَفَقَةُ سَمَاءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَقَالَ لَرَأَيْتُمْ

مَا أَنْفَقَ مِنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَعْضُ مَا فِي يَدِهِ

وَقَالَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَبِيدَهُ الْأُخْرَى الْمِيزَانُ يُخْفِضُ وَيَرْفَعُ

۶۹۶۲۔ حَدَّثَنِي مُقَدَّمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَمِّي الْقَسِيمُ

أَبْنُ نُجَيْبٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يَقْبِضُ الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَطْوِي

کے گناہوں کے باب سے ہے درندہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام مطلقاً معصوم ہیں۔ اس حدیث میں معجزہ قدیمہ اور خواجہ کار دے کیونکہ وہ شفاعت کا انکار کرتے ہیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت ہے کیونکہ آپ وہ شفاعت فرمائیں گے جس سے دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام نے خوف کیا۔

(حدیث ع ۴۱۴۶ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

۶۹۶۱۔ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قدرت کا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ رات دن کی

سماوت اس کو کم نہیں کرتی اور فرمایا تم جانتے ہو کہ جو اس نے خرچ کیا ہے جب سے زمین و آسمان کو پیدا کیا اس کے دست قدرت میں سے کچھ کم نہیں ہوا۔ اس کا عرش پانی پر تھا اس کے دوسرے ہاتھ میں ترازو ہے اسے نیچے اور اونچا کرتا ہے لوگوں میں رزق تقسیم کرتا ہے)

شرح : قولہ ملائی یعنی وہ بے انتہاء غنی ہے۔ اس کی قدرت میں غیر تنہا

۶۹۶۱۔ رزق ہے۔ قولہ سماء، سحیح سے بمعنی سیلان ہے گویا کہ اس کی قدرت

کے ہاتھ بھرے ہوئے ہونے کے سبب رات دن سماوت سے بہتے ہیں حالانکہ وہ زمین و آسمان کی تخلیق

السَّمَوَاتِ بِمِئْنَةٍ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ وَقَالَ عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ سَمِعْتُ سَالِمًا
 سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا وَرَأَاهُ سَعِيدٌ عَنْ
 مَلِكٍ وَقَالَ أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ
 أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبِضُ اللَّهُ
 الْأَرْضَ ٤٩٤٣ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ سَمِعَ يُحْيَى بْنَ سَعِيدٍ عَنْ
 سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ وَسُلَيْمَانٌ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَجِيدَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ
 أَنَّ يَهُودِيًّا جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ
 يُمَسِّكُ السَّمَوَاتِ عَلَى أَصْبَعٍ وَالْأَرْضِينَ عَلَى أَصْبَعٍ وَالْجِبَالَ عَلَى
 إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلَى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا
 الْمَلِكُ فَضِحَّكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ

کے زمانہ میں جس وقت اس کا عرش پانی پر تھا، آج تک خرچ کرتا رہا ہے اور اس سے کچھ کم نہیں ہوا۔

(حدیث ۴۳۶۷ ج : ۷ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ

— ٤٩٤٢ —

علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو قدرت کی مٹھی میں لے گا

اور آسمان اس کی قدرت کے دائیں ہاتھ میں ہوں گے پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں اس کو سعید نے مالک سے

روایت کیا اور عمر بن حمزہ نے کہا میں نے سالم سے سنا اس نے کہا میں نے ابن عمر کے واسطے سے نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم سے یہ سنا اور ابو الیمان نے کہا مجھے شعیب نے زہری سے خبر دی انہوں نے کہا مجھے ابو سلمہ نے

بتایا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ زمین کو مٹھی میں لے گا۔

— ٤٩٤٣ — ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

تُمْ قَرَأَ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ قَالَ يُحْيِي بَنُ سَعِيدٍ وَزَادَ فِيهِ
فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ
عَبْدِ اللَّهِ فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْجَبًا وَتُصْدِيقًا لِقَوْلِهِ
۶۹۶۲ — حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا

أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ
يَقُولُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ
أَهْلِ الْكِتَابِ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَوَاتِ عَلَى أَصْبَعٍ
وَالْأَرْضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالنَّارَ وَالْخَلَائِقَ عَلَى إِصْبَعٍ
تُمْ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ فَرَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ضَحِكَ حَتَّى بَدَأَتْ نَوَاجِدُهُ تُمْ قَرَأَ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ

کے پاس آیا اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھے گا اور تمام
زمینوں کو ایک انگلی پر پہاڑوں کو ایک انگلی پر درختوں کو ایک انگلی پر اور مخلوق کو ایک انگلی پر رکھے گا پھر
فرمائے گا میں بادشاہ ہوں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ہنس پڑے حتیٰ کہ آپ کی داڑھی میں ظاہر
ہو گئیں پھر پڑھا وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ، انہوں نے اللہ کی حق قدر نہیں کی۔

شرح: یعنی جو یہودی نے کہا تھا وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نسبت کچھ بھی نہیں

اللہ کی قدرت تک کوئی وہم نہیں پہنچ سکتا اور نہ ہی کوئی حد اور آخر اس کا

۶۹۶۳

احاطہ کر سکتی ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ضحک یہودی کی جہالت پر تعجب تھا اس لئے یہ آیت پڑھی
یہودیوں نے اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانا اور نہ ہی اس کی تعظیم کا حق ادا کیا ہے۔

(اس حدیث کا مفصل بیان ع ۴۹۲ ج ۱ کی شرح میں ہے)

بَابُ دَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لَا يَشْتَخَصُّ أَحَدٌ مِنَ اللَّهِ

۴۹۶۵ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا

أَبُو عَوَانَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ وَدَادِ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ

ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اہل کتاب سے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

۴۹۶۴

پاس آیا اور کہا یا ابا القاسم اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھے گا اور تمام زمینوں کو ایک انگلی

پر درختوں اور تری کو ایک انگلی پر اور ساری مخلوق کو ایک انگلی پر رکھ کر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں میں بادشاہ ہوں۔ میں نے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے حتیٰ کہ آپ کی داڑھی میں ظاہر ہو گئیں۔ پھر پڑھا ان لوگوں نے اللہ کی قدر کا اندازہ نہیں کیا۔

شرح : نواجذ ناجذ کی جمع ہے یہ وہ دانت میں جو ہنستے وقت ظاہر ہوتے ہیں۔ بعض نے

۴۹۶۴

کہا یہ آخر حلق میں آخری دانت ہیں۔ اس تقدیر پر سوال ہوتا ہے کہ جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی قبضہ لگا کر نہیں ہنستے تو داڑھی کیسے ظاہر ہوئیں اس کا جواب یہ ہے کہ حضور غالب طور تہتم فرماتے

تھے کبھی نادر طور پر قبضہ سے بھی ہنستے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے لئے انگلی کا نبوت ایسے ہے جیسے بے مثال لہوہ ثابت ہے ہمارے جیسا لہوہ

مراد نہیں۔ سیدنا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودی کی تصدیق کرنا محض الفاظ کے اعتبار سے تھا جو یہودی نے اپنے نبی کی کتاب سے ذکر کئے تھے

بَابُ نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاإِرْشَادِ

اللَّهِ مِنْ زِيَادَةِ غَيْرِ كَوْنِي شَخْصٍ نَبِيٍّ

تفسیر اللہ بن عمرو نے عبد الملک سے نقل کیا کہ اللہ سے زیادہ غیرت مند کوئی شخص نہیں

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس کلام سے اللہ تعالیٰ پر شخص کا اطلاق لازم آتا ہے

یا نہیں؟ تو اس شخص سے مراد اللہ تعالیٰ ہی ہوتا ہے۔ لہذا اس کا اطلاق

کہو کہ ظاہر انگلی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور کا ہونا یہودی کی خیالات پر تعجب نہ

عَنِ الْمُغْبِرَةِ قَالَتْ قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ لَوَدَّأَيْتُ رَجُلًا مَعَ امْرَأَتِي
لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصَفِّمْ فَبَلَغَ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الْعَجَبُونَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ وَاللَّهِ لَأَنَا أَعْيَرُ
مِنَهُ وَاللَّهُ أَغْيَرُ مِنِّي وَمِنْ أَجْلِ غَيْرَةِ اللَّهِ حَرَّمَ اللَّهُ الْفَوَاحِشَ مَا
ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَّنَ وَلَا أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيَّ الْعُذْرُ مِنَ اللَّهِ وَمِنْ
أَجْلِ ذَلِكَ بَعَثَ الْمُنْذِرِينَ وَالْمُبَشِّرِينَ وَلَا أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيَّ الْمِدَّةُ
مِنَ اللَّهِ وَمِنْ أَجْلِ ذَلِكَ وَعَدَّ اللَّهُ الْجَنَّةَ وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو
عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ لَا شَخْصٌ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ

واجب الوجود ذات پر صحیح نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس روایت میں شخص کا ذکر راوی کی تصحیف ہے اکثر
راوی بالمعنی روایت کر دیتے ہیں۔ سب راوی فقہان تو ہوتے بھی نہیں ہیں اور شخص کی روایت میں عبید اللہ منفرد ہے اس لفظ
میں اس کی کسی نے متابعت نہیں کی یا اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جملہ تشابہات سے ہے اور تشابہات کی بعض تاویل
کرتے ہیں ان کو مؤولہ کہتے ہیں اور بعض اللہ کے حوالے کرتے ہیں ان کو مفوضہ کہتے ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!
ترجمہ: مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا سعد بن عبادہ نے کہا اگر میں کوئی آدمی اپنی بیوی
کے ساتھ دیکھوں تو اس کو سیدھی تلوار کے ساتھ قتل کر دوں یہ خبر جناب

۶۹۶۵

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا تم سعد کی غیرت پر تعجب کرتے ہو بخدا! میں اس سے زیادہ غیرت مند
ہوں اور اللہ مجھ سے زیادہ غیرت مند ہے۔ اللہ کی غیرت کے سبب اللہ نے بے حیالی کی ظاہر اور پوشیدہ
باتوں کو حرام فرمایا ہے۔ کسی شخص کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ مدد خواہی محبوب نہیں کہے اور اللہ تعالیٰ
دینے والے پیغمبر محسوس کئے ہیں اور کسی کو اللہ تعالیٰ سے زیادہ مدد محبوب نہیں اسی لئے اس نے حبس کا
وعدہ کیا ہے وناکہ لوگ اس کی تعریف اور مدح وثناء کریں

حل لغات: مُصَفِّعٌ: تلوار کے کنارہ سے مارنے والا۔ یعنی میں اس کو تلوار سے تیزی کی جانب سے

بَابُ قَوْلِ أُمِّ شَيْءٍ أَكْبَرُ شَهَادَةٍ قَوْلِ اللَّهِ قَسَمِي

اللَّهُ نَفْسُهُ شَيْئًا وَسَمِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الْقُرْآنَ شَيْئًا وَهُوَ صِفَةٌ مِنْ صِفَاتِ اللَّهِ وَقَالَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ

الْأَوْجُهَةُ ٤٩٦٦ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا

مَالِكٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

لِرَجُلٍ أَمَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ شَيْءٌ قَالَ نَعَمْ سُورَةٌ كَذَا أَوْ سُورَةٌ كَذَا

بِسُورَتَيْهَا

باب کونسی شئی شہادت کے اعتبار سے بڑی ہے

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو شئی کہا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو شئی فرمایا

حالانکہ اللہ کی صفات میں سے صفت ہے اور فرمایا ہر شئی اللہ کی ذات کے سوا

فانی ہے ہم نے کسی کو آپ کی تصدیق کرتے نہیں سنا۔

شرح : قریش مکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر کہنے لگے ہم نے آپ کے متعلق یہود و نصاریٰ

سے بھی پوچھا ہے وہ کہتے ہیں۔ ان کا ہمارے پاس ذکر اور وصف نہیں کوئی گواہ پیش

کرے جو آپ کی تصدیق کرے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی "قُلِ اللَّهُ

يَعْلَمُ بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ عَلَىٰ مَا أَقُولُ" کہہ دیں میرے اور تمہارے درمیان میری بات کا اللہ گواہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو شئی کہا یعنی وجود کو ثابت کیا اور عدم کی نفی کی۔ زنادقہ اور دہریہ کی تکذیب کی

لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کو شئی کہا آئندہ حدیث میں اس طرف اشارہ فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ایک آدمی سے کہا کیا تیرے پاس قرآن سے کوئی شئی ہے؟ اور قرآن اللہ تعالیٰ کی صفات ذات میں سے صفت

بَابُ قَوْلِهِ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَهُوَ ثُ الْعَرْشِ
 الْعَظِيمِ وَقَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ أَرْتَفَعَ فَتَوَهَّنَ
 خَلَقَهُنَّ وَقَالَ فَجَاهِدُ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ عَلَا عَلَى الْعَرْشِ وَقَالَ
 ابْنُ عَبَّاسٍ الْمَجِيدُ الْكَرِيمُ وَالْوُدُودُ الْجَبِيبُ يُقَالُ حَمِيدٌ مَجِيدٌ
 كَأَنَّهُ فَعِيلٌ مِنْ مَاجِدٍ وَفَحْمُودٌ مِنْ حَمْدٍ

ہے اور ہر صفت کو شئی کہا ہے یعنی وہ موجود ہے اور فرمایا کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ، اللہ کی
 ذات کے سوا ہر شئی ہلاک ہونے والی ہے یہ مستثنیٰ متصل ہے لہذا اللہ کی ذات شئی میں داخل ہے (یعنی)
 ترجمہ : سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ۶۹۶۶ — ایک آدمی سے فرمایا کیا تیرے قرآن سے کوئی شئی ہے ؟ اُس نے کہا :
 جی ہاں فلاں فلاں سورتیں یاد ہیں اور اُن کے نام لئے اس حدیث کی عنوان سے مطابقت فتدان کو
 شئی کہنے میں ہے

بَابُ اللّٰهِ عَرْشِ پانی پر بھتا اور وہ عَرْشِ عَظِيمِ کا رُب ہے

ابو عالیہ نے کہا "اسْتَوَى إِلَى السَّمَاءِ" آسمان پر بلند ہوا، "فَسَوَّاهُنَّ"
 اور ان کو پیدا کیا۔ مجاہد نے کہا "اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ" پر آیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما
 نے کہا "مجید یعنی کریم اور وود یعنی جبیب ہے کہا جاتا ہے "حَمِيدٌ مَجِيدٌ"
 گویا کہ یہ فعل ماجد سے ہے اور فحمود مجید سے ہے۔

استواء کے معنی میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ معتزلہ کہتے ہیں اس کے معنی استواء

شرح تہذیب الخصال کے معنی میں یہ قول در صحیحین میں مذکور ہے کہ کوئی کلمہ غالباً نہ ہو اور غالباً

حَدَّثَنَا عَبْدَانُ عَنْ أَبِي جَمْرَةَ عَنْ الْأَعْمَشِ
عَنْ جَابِرِ بْنِ سَدَّادٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَاءَهُ قَوْمٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ
قَالَ أَيْقِلُوا الْبَشْرِيَّ يَا بَنِي تَمِيمٍ قَالُوا بَشْرَتَنَا فَأَعْطِنَا فَدَخَلَ نَاسٌ
مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ فَقَالَ أَيْقِلُوا الْبَشْرِيَّ يَا أَهْلَ الْيَمَنِ إِذْ لَمْ يَقْبَلْهَا
بَنُو تَمِيمٍ قَالُوا قَدْ قَبَلْنَا جُنَّاكَ لِنَتَفَقَّهَ فِي الدِّينِ وَلِنَسْأَلَكَ عَنْ
أَوَّلِ هَذَا الْأَمْرِ مَا كَانَ قَالَ كَانَ اللَّهُ وَلَمْ يَكُنْ شَيْءٌ قَبْلَهُ وَكَانَ
عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَكُتِبَ فِي الذِّكْرِ

تو کہتے ہیں استویٰ، اور خداوند قدوس تو ازلا ابد استولی ہے۔ ابو العالیہ^۲ قول بھی درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو اس کے ساتھ موصوف نہیں کیا۔ مجتہد کہتے ہیں اس کے معنی میں مستقر ہوا یہ بھی فاسد ہے کیونکہ استقرار صفات جسم سے ہے اس کو حلول اور تناسل ہی لازم ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہیں! اہلسنت جماعت کے اقوال بھی مختلف ہیں۔ بعض نے کہا اس کے معنی اِرْتَفَعَ، بلند ہوا جیسا کہ ابو العالیہ نے کہا ہے۔ بعض نے اس کے معنی "ملک و قدر" کے ہیں یعنی وہ مالک اور قادر ہوا۔ بعض نے کہا استواء کے معنی اتمام اور فراغ کے ہیں تو استوی علی العرش کے معنی میں عرش کی خلقت پوری نہ ہو۔ عرش کو اس لئے خاص کیا کہ تمام مخلوقات سے اعظم ہے۔ بعض نے کہا "علی العرش" کے معنی الی العرش کے ہیں اور "علی" یعنی "الی" ہے یعنی عرش تک انتہا ہوئی یعنی جس کا تعلق عرش سے تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یکے بعد دیگرے اشیاء پیدا کی ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ استوی یعنی علا ہے جیسا کہ مجاہد نے کہا ہے یہی حق مذہب ہے کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی ذات کریمہ کی وصف نلی سے کہ ہے۔ پھر استواء ذات کی صفت ہے یا فعل کی صفت ہے۔ اگر اس کے معنی علا کے ہیں تو یہ ذات کی صفت ہے اور اگر اس کے علاوہ ہے تو فعل کی صفت ہے۔ پس قولہ کَسُوا هُرَّ بِعَنِ خَلْقِهِنَّ ہے یعنی قولہ قال مجاہد الخ یعنی مجاہد نے کہا استوی یعنی علا۔ یہی مذہب صحیح ہے۔ قولہ قال ابن عباس الخ یعنی

نے کہا استوی یعنی الاستواء ہے لیکن یہ قول بھی صحیح ہے

كُلُّ شَيْءٍ ثُمَّ آتَانِي رَجُلٌ فَقَالَ يَا عِمْرَانُ أَدْرِيكَ نَاقَتُكَ فَقَدْ ذَهَبَتْ
فَأَنْطَلَقْتُ أَطْلُبُهَا فَإِذَا السَّرَابُ يَنْقَطِعُ دُونَهَا وَأَيُّمُ اللَّهِ لَوَدِدْتُ
أَنَّهَا قَدْ ذَهَبَتْ وَلَمْ آقُمْ

اور حمید سے محمود ہے۔ دراصل محمود اور حمید دونوں محمد سے ماخوذ ہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم

ترجمہ : عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
موجود تھا۔ اتنے میں آپ کے پاس قبیلہ بنی تمیم کے چند لوگ آپ کے پاس

آئے حضور نے انہیں فرمایا اے بنی تمیم خوشخبری قبول کرو انہوں نے کہا آپ نے خوشخبری دی ہے کچھ دنیا کا
مال بھی دیں پھر میں کے لوگ آئے تو آپ نے ان سے فرمایا اے میں والو! تم خوشخبری قبول کرو جبکہ بنو تمیم
نے اسے قبول نہیں کیا۔ انہوں نے کہا ہم نے قبول کی ہم آپ کے پاس آئے ہیں تاکہ دین میں سمجھ حاصل کریں
اور آپ سے اس امر (جہان) کی ابتداء پوچھیں (کہ اس کی خلقت سے پہلے کیا تھا) فرمایا اللہ تھا اس سے پہلے
کچھ نہ تھا اس کا عرش پانی پر تھا پھر آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور لوح محفوظ میں ہر شئی لکھی پھر میرے پاس
ایک آدمی آیا اور کہا اے عمران اپنی اونٹنی پکڑو وہ بھاگ گئی ہے میں اس کو تلاش کرنے چلا تو وہ سراب اس
سے پیچھے منقطع ہو گیا ہے (وہ بہت دور نکل گئی ہے) اللہ کی قسم میری خواہش تھی کہ وہ چلی جاتی اور میں نہ اٹھتا۔
شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بشارت دینے کے جواب میں بنو تمیم نے کہا آپ نے

جنت اور اس کی نعمتوں کی بشارت دی ہے۔ ہمیں دنیاوی مال بھی دیں حضور

نے ان کے جواب کو اچھا نہ جانا اور آپ کا چہرہ انور غصہ سے سرخ ہو گیا جبکہ انہوں نے بشارت قبول نہ کی
بعض نے کہا بشارت سے مراد یہ ہے کہ جو کوئی مسلمان ہو جائے وہ دوزخ میں ہمیشہ نہ رہے گا۔ پھر اس کے بعد
اس کے اعمال کے مطابق جزاء مرتب ہوگی۔ ہو سکتا ہے کہ معاف کر دے جس شخص نے یہ کہا تھا کہ ہمیں دنیا کا
مال دیں اس کا نام اقرع بن حابس تمیمی تھا۔ یہ مؤلفۃ القلوب میں سے تھا قولہ عن اول بنی لامرہ سے مراد عالم کی
تخلیق ابتداء ہے۔ ذکر سے مراد لوح محفوظ ہے۔ قولہ دونہا، یعنی اونٹنی سراب سے پرے چلی گئی ہے۔ اس کو
تلاش کرنے کے لئے سرالی مسافت طہ کرنا ہوگا۔ سراب وہ ہے جس کو انسان دوپہر کے وقت دیکھتا ہے
کہ وہ پانی ہے۔ آخر میں عمران نے حسرت کا اظہار کیا کہ اگر اونٹنی جاتی تھی تو چلی جاتی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے کلام شرف سے جو لطف اندوز ہو رہا تھا وہ ختم نہ ہوتا (حدیث ۲۹۸۰ ج ۲: د کی شرح دیکھیں)

۹۹۸ — حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ
 قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَنَافٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ يَمِينَ اللَّهِ مَلَأَ لَا تَغِيضُهَا نَفَقَةُ سَمَاءِ
 اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مِنْ خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
 فَإِنَّهُ لَمْ يَنْقُصْ مَائِي يَمِينِهِ وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ وَيَبْدَأُ الْاُخْرَى
 الْفَيْضُ أَوْ الْقَبْضُ يَرْفَعُ وَيَخْفِضُ

۹۹۹ — حَدَّثَنَا أَحْمَدُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي
 بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنِ النَّبِيِّ قَالَ
 جَاءَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ يَشْكُو فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ
 اتَّقِ اللَّهَ وَأَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 لَوْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَيِّ شَيْءٍ لَكُنْتُمْ هَذِهِ الْآيَةَ

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ اللہ
 کی قدرت کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے اس کو خرچ کم نہیں کرتا سواہ ہمیشہ
 رات دن سخاوت کرتا ہے۔ تم جانتے ہو اللہ نے جب سے زمین آسمان کو پیدا کیا اس نے کتنا خرچ کیا ہے
 اس نے اللہ کے دائیں ہاتھ میں جو کچھ ہے اس سے کچھ کم نہیں کیا۔ اس کا عرش پانی پر تھا۔ اس کے دوسرے
 ہاتھ میں فیض یا قبض ہے اونچا اور نیچا کرتا ہے۔ (حدیث ع ۲۲۶۷ ج ۷ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زید بن حارثہ شکایت
 کرتے ہوئے آئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے کہنے لگے اللہ سے
 ڈرا اور اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رکھو ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ وَكَانَتْ تَفَخَّرُ عَلَىٰ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُولُ
 زَوْجُكُمْ أَهَالِيكُمْ وَزَوْجَتِي اللَّهُ مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَوَاتٍ وَعَنْ
 ثَابِتٍ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتُخْشِي النَّاسَ نَزَلَتْ
 فِي شَأْنِ زَيْنَبَ وَزَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ

کوئی شئی چھپانے والے ہوتے تو یہ چھپاتے راوی نے کہا ام المؤمنین زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات پر فخر کیا کرتی تھیں؛ چنانچہ فرماتی تھیں تمہارے نکاح تمہارے گھر والوں نے کیے میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں سے اوپر کیا ہے۔ ثابت سے روایت ہے، "آپ اپنے دل میں جو چھپاتے ہیں اللہ اس کو ظاہر کرنے والا ہے آپ لوگوں سے خون کرتے ہیں الخ یہ آیت کریمہ زینب اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما کے متعلق نازل ہوئی تھی

شرح : اس حدیث کی مناسبت "من فوق سبع سموات" میں ہے کیونکہ
 ۶۹۶۹ — اس سے مراد عرش ہے۔ عامر شعبی نے روایت کی کہ ام المؤمنین

زینب رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتی تھیں۔ میں آپ کی تمام بیویوں سے زیادہ حق دار ہوں چنانچہ میں نکاح میں ان سے، سفیر میں ان سے زیادہ مکرم، رحم کے لحاظ سے ان سب سے زیادہ قریب ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے میرا نکاح سات آسمانوں سے اوپر کیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام میرے نکاح میں سفیر تھے میں آپ کے چچا کی بیٹی ہوں۔ آپ کی بیویوں میں سے کوئی بھی آپ کو مجھ سے زیادہ قریب نہیں کیونکہ ام المؤمنین زینب بنت جحش کی والدہ اُمیہ بنت عبدالمطلب ہیں۔ وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوٹی بیٹی ہیں لہذا زینب حضور کی چھوٹی زادہ ہیں۔ ان کی زبان میں کچھ تیزی تھی۔ اس لئے زید نے یہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زینب کی شکایت کی اور انہیں طلاق دینے کا ارادہ کیا تو حضور نے فرمایا اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی رہنے دو لیکن آپ کی خواہش تھی کہ زید انہیں طلاق دیدے لیکن زید کو یہ کہنا پسند نہ فرماتے تھے کہ زینب کو طلاق دے تاکہ یہ لوگ نہ سنیں۔ دراصل لوگ حضرت زید بن حارثہ جو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبئی تھے کو حضور کا بیٹا پکارتے تھے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو منع کیا مآکان محمد ابنا عبد بن رجاء لکم، کہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہرود کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

۶۹۷۰۔ حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَيْسَى بْنُ

طَهْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ نَزَلَتْ آيَةُ الْحَجَابِ فِي
زَيْنَبِ بِنْتِ جَحْشٍ فَأُطْعِمَ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ خُبْرًا وَلَحْمًا وَكَانَتْ تَفْخَرُ
عَلَى نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تَقُولُ إِنَّ اللَّهَ أَنْكَحَنِي

فِي السَّمَاءِ ۶۹۷۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ

قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو زَيْنَادٍ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ لَمَّا قَضَى الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهُ
فَوْقَ عَرْشِهِ إِنَّ رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي

کی دلی خواہش تھی کہ آپ کا متبلیٰ زینب کو طلاق دیدے تاکہ حضور اس سے نکاح فرما لیں اور
شریعت مطہرہ میں یہ قانون ہو جائے کہ متبلیٰ کی بیوی سے جب وہ اسے طلاق دیدے نکاح جائز ہے؛
کیونکہ متبلیٰ کی بیوی حقیقی ہونہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا پردہ کی آیت ام المؤمنین زینب بنت

جحش رضی اللہ عنہا کے متعلق نازل ہوئی اُس دن اُن کے ولیمہ پر ہوئی

اور گوشت کھلایا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازدواج مطہرات پر فخر کیا کرتی تھیں وہ کہتی تھیں اللہ تعالیٰ نے
میرا نکاح آسمان پر کیا۔

شرح: اللہ تعالیٰ نے فرمایا رزوّجناکھا، ہم نے آپ سے اس کا نکاح

کیا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات جہت اور مکان سے پاک ہے۔ لہذا فی السماء

جسے مراد ذات و صفات کی برتری کی طرف اشارہ ہے۔ یہ نہیں کہ اللہ کا محل آسمان میں وہ مکان پاک ہے۔

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب

اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو اپنے پاس عرش پر لکھا میری رحمت میرے غضب پر

۶۹۷۲۔ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ
 ابْنُ فُلَيْحٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ هِلَالٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِي
 هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَمَنَ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ
 وَاَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَامَ رَمَضَانَ فَاِنَّ حَقًّا عَلٰى اللّٰهِ اَنْ يَدْخِلَهُ الْجَنَّةَ
 هَا جَرَفِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ جَلَسَ فِيْ اَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيْهَا وَتَالُوْا
 يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَفَلَا نُنَبِّئُ النَّاسَ بِذٰلِكَ قَالَ اِنَّ فِي الْجَنَّةِ مِائَةَ
 دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ كُلِّ دَرَجَتَيْنِ مَا بَيْنَهُمَا
 كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ فَاِذَا اَسْأَلْتُمُ اللّٰهَ فَاَسْأَلُوْهُ الْفَرْدُوْسَ
 فَانَّهُ اَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَاَعْلٰى الْجَنَّةِ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ
 تَفَجَّرَ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ

سبقت لے گئی ہے۔

شرح : غضب اور رحمت دونوں اللہ کی صفات ہیں رحمت سے بندوں کو
 ۶۹۷۱۔ ثواب پہنچانے اور ان کو اچھی جزا دینے کی طرف اشارہ ہے جبکہ

گضب سے مراد اس کا لازم ہے جو انتقام ہے یعنی بندوں کے استحقاق کے مطابق ان کو عذاب دے گا

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 ۶۹۷۲۔ جو شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لایا۔ نماز قائم کی رمضان

کے روزے رکھے اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کو جنت میں داخل کرے وہ اللہ کی راہ میں ہجرت کرے
 یا اپنی زمین میں بیٹھا رہے جہاں وہ پیدا ہوا ہو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہم لوگوں
 کو اس سے خبردار نہ کریں؟ آپ نے فرمایا جنت میں سو درجے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی راہ میں جہاد کرنے والوں
 کے لئے تیار کئے ہیں ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین اور آسمان کے درمیان ہے جب تم اللہ

۶۹۷۲۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْوِيَةَ
عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ التَّمِيمِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ وَضَعْتُ
الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَلَمَّا غَرَبَتِ الشَّمْسُ
قَالَ يَا أَبَا ذَرٍّ هَلْ تَدْرِي أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ قَالَ قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ
أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهَا تَذْهَبُ فَتَسْتَأْذِنُ فِي السُّجُودِ فَيُؤْذِنُ لَهَا فِي
السُّجُودِ وَكَأَنَّهَا قَدْ قِيلَ لَهَا ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلَعُ مِنْ
مَغْرِبِهَا ثُمَّ قَرَأَ ذَلِكَ مُسْتَقَرًّا لَهَا فِي قِرَاءَةِ عَبْدِ اللَّهِ

سے سوال کرو تو اس سے جنت الفردوس کا سوال کرو، کیونکہ یہ جنت کا درمیانہ اور بلند ترین درجہ ہے اس کے اوپر رحمن کا عرش ہے اس سے جنت کی بہریں نکلتی ہیں۔

شرح : اس حدیث سے معترضہ اور قدریہ نے استدلال کیا کہ اللہ تعالیٰ پر نیک

بندوں کو اچھی جزا دینا واجب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حق بمعنی

۶۹۷۲

ثابت ہے یا شرعی طور پر بحسب وعدہ واجب ہے عقلاً واجب نہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے نیک بندوں کو ثواب دینے کا وعدہ اپنے پر لازم کیا ہے۔ زکوٰۃ اور حج کو اس لئے ذکر نہیں کیا کہ یہ نصاب اور استطاعت پر واجب ہیں کبھی یہ دونوں بندہ کو میسر نہیں ہوتیں۔ ہجرت کرنا یا نہ کرنا فتح مکہ کے بعد ہے کیونکہ فتح مکہ کے بعد ہجرت کی فرضیت منسوخ ہے۔ زمین اور آسمان کے درمیان پانچ صد سال کا فاصلہ ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ وسط جنت اعلیٰ جنت کیسے ہو سکتی ہے ان دونوں میں منافات ہے اس کا جواب یہ ہے اوسط ہی تو افضل ہے لہذا ان میں منافات نہیں۔

ترجمہ : ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں مسجد شریف میں داخل ہوا حالانکہ جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف فرما تھے جب سورج غروب ہوا تو فرمایا اے

۶۹۷۳

ابا ذر! جانتے ہو سورج کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں فرمایا یہ جاتا ہے اور سجدہ کرنے کی اجازت مانگتا ہے تو اس کو اجازت دی جاتی ہے۔ گویا کہ اسے کہا جاتا ہے جہاں سے آئے

۶۹۷۴۔ حَدَّثَنَا مُوسَى عَنْ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ

شَهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ ح

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ خَلْدٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنِ

ابْنِ السَّبَّاقِ اَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ حَدَّثَهُ قَالَ ارْسَل اِلَى ابُو بَكْرٍ فَتَبَعْتُ

الْقُرْآنَ حَتَّى وَجَدْتُ اِخْرَاسُورَةَ التَّوْبَةِ مَعَ اَبِي خَزِيمَةَ الْاَنْصَارِيِّ

لَمْ اَجِدْهَا مَعَ اَحَدٍ غَيْرِهِ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ حَتَّى خَاتَمَتْهُ

۶۹۷۵۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ

يُونُسَ بِهَذَا وَقَالَ مَعَ اَبِي خَزِيمَةَ الْاَنْصَارِيِّ

ہوا دھر واپس چلے جاؤ تو وہ مغرب سے طلوع کرنے کا پھر یہ تلاوت فرمائی ذلالتی منسہ تفتتہا، یہ حدیث
ابن سعد رضی اللہ عنہ کی قرأت ہے (حدیث ۲۹۸۷ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابن سباق سے روایت ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ان

۶۹۷۴

سے بیان کیا کہ ابو بکر صدیق نے میری طرف پیغام بھیجا۔ پس میں نے

قرآن تلاش کیا ”یہاں تک کہ سورہ توبہ کا آخر ابو خزیمہ انصاری کے پاس پایا ان کے سوا میں نے وہ
کسی سے نہ پایا۔ وہ یہ ہے لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ“، سورہ براءت کے خاتمہ تک“

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ قرآن کریم متواتر ہے اور آیت صرف ابو خزیمہ

۶۹۷۵

انصاری سے ملی تھی۔ لہذا یہ خبر واحد ہوئی اس کو قرآن میں کیوں لکھا۔

اس کا جواب یہ ہے یہ آیت بھی متواتر ہے صحابہ کرام کو یاد تھی لیکن لکھی ہوئی صرف ابو خزیمہ انصاری
کے پاس تھی اور کسی کے پاس لکھی ہوئی نہیں پائی گئی تھی“ (حدیث ۳۶۲۳ ج : ۷ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : یحییٰ بن بکیر نے کہا لیث نے یونس کے ذریعہ یہ حدیث بیان کی اور کہا

۶۹۷۵

”مَعَ اَبِي خَزِيمَةَ الْاَنْصَارِيِّ“

۶۹۶۶۔ حَدَّثَنَا مُطْعَمُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا قُتَيْبٌ عَنْ سَعِيدٍ
 عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 يَقُولُ عِنْدَ الْكَرْبِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَلِيمُ الْحَلِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ
 الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ
 ۶۹۶۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ
 غَمْرُو بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخَدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ النَّاسُ يُصَعَّقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَإِذَا أَنَا بِمُوسَى أَخَذُ
 بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ وَقَالَ الْمَاجِشُونَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَضْلِ
 عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
 فَكُونَ أَوَّلَ مَنْ يُبْعَثُ فَإِذَا مُوسَى أَخَذُ بِالْعَرْشِ

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مصیبت کے وقت یہ

۶۹۶۶۔

دعا پڑھتے تھے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَلِيمُ الْحَلِيمُ اللہ کے سوا

کوئی حق معبود نہیں۔ وہ جاننے والا بردبار ہے۔ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں۔ وہ عرش عظیم کا مالک
 ہے۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وہ آسمانوں اور زمین کا رب ہے اور عرش کریم کا رب ہے۔

(حدیث ۶۸۵۶ ج : کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت

۶۹۶۷۔

کے دن سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے (سب سے پہلے میں ہوش میں

آؤں گا) تو میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھوں گا کہ وہ عرش کا پایہ پکڑے ہوئے ہوں گے۔ ماجشون نے

عبداللہ بن الفضل، ابن سنیہ اور ابوسریہ کے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعْرِجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ

يَصْعَدُ الْكَلِمَ الطَّيِّبُ وَقَالَ أَبُو جَهْرَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ

بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِأَخِيهِ

إِعْلَمْ لِي إِعْلَمْ هَذَا الرَّجَالُ الَّذِي يُرْعَمَانَهُ يَا تَيْبَةَ الْخَبَرُ

مِنَ السَّمَاءِ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُ الْكَلِمَ الطَّيِّبَ

يُقَالُ ذِي الْمَعَارِجِ الْمَلَائِكَةُ تَعْرِجُ إِلَى اللَّهِ

سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پہلا شخص ہوں گا جو سب سے پہلے ہوش میں آئے گا۔ تو دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش کا پایہ پکڑے ہوئے ہوں گے۔ (حدیث ج ۵۱ ص ۳۱۸ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَارِشَادِ اس كى طوف

فرشتے اور روح چڑھتے ہیں

اور اللہ تعالیٰ جل ذکرہ کا ارشاد! اس کی طرف پاک کلمات چڑھتے ہیں“

اس باب میں جہتہ کا رد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف فرشتے اور روح چڑھتے ہیں حالانکہ اللہ جسم نہیں لہذا وہ مکان کا محتاج نہیں جس میں ٹھہرے جبکہ وہ تھا اور مکان نہ تھا اور اس کی طرف عروج کی نسبت تشریف کے لئے اور روح جبرائیل علیہ السلام ہیں بعض نے کہا روح عظیم فرشتہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ فرشتہ ہے اس کے گیارہ ہزار پر اور ایک ہزار چہرہ ہے وہ قیامت تک اللہ کی تسبیح کرتا رہے گا جہاں فرشتے صفیں باندھ کر کھڑے ہوں گے وہاں وہ تنہا صف باندھ کر کھڑا ہوگا جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا قِيَامَتِ كَيْفَ دُنِ رُوحٍ اِدْرُ فَرَسْتِ صَفِيں باندھے کھڑے ہوں گے وہاں وہ تنہا صف باندھے کھڑے ہوں گے۔ نیز پاک کلمات کا اللہ کی طرف چڑھنے کا معنی

۶۹۷۸ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنِي قَالَ حَدَّثَنِي مُلْكٌ

عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَابُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ

وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا

فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِكُمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَيَقُولُونَ

تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَقَالَ خَلْدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سَلِيمَانُ قَالَ

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ

یہ نہیں کہ وہ کسی جہت میں ہے کیونکہ کوئی جہت اس کا اعلاہ نہیں کر سکتی جبکہ وہ موجود تھا اور جہت نہ تھی اور کلمات کی طرف صعود (چڑھنے) کی نسبت مجازی ہے کیونکہ یہ عرض ہیں اور عرض منتقل نہیں ہو سکتا کیونکہ انتقال حرکت سے ہوتا اور عرض محل کے بغیر حرکت نہیں کر سکتا جبکہ اس کا وجود ہی ہے جو محل کا وجود ہے۔

قوله وقال ابو جمره " ابو جمره نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ ابو ذر کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی خبر پہنچی تو انہوں نے اپنے بھائی سے کہا جاؤ اس آدمی کی خبر لاؤ جو کہتے ہیں کہ ان کے پاس آسمان سے خبریں آتی ہیں یعنی جو مکہ مکرمہ میں ہیں اور نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔

قوله وقال مجاهد " اور مجاہد نے کہا نیک عمل پاکیزہ کلمات کو اٹھالیتے ہیں یعنی فرائض کا ادا کرنا نیک عمل ہے اور جو اللہ کا ذکر کرے اور فرائض ادا نہ کرے اس کا کلام عمل پر رد کر دیا جاتا ہے۔

قوله يقال ذی المعارج " کہا جاتا ہے ذی المعارج فرشتے ہیں جو اس کی طرف چڑھتے ہیں۔ معارج معارج کی

مع جس معنی ہے یہ عروج سے ہے جس کے معنی ارتقاء کے ہیں۔ معارج وہ راستے ہیں جس میں فرشتے آسمان کی طرف چڑھتے ہیں معارج کی اس نسبت سے جس میں روح قبض ہونے کے بعد چڑھتے ہیں جہاں انسانوں کے اعمال چڑھتے ہیں، واللہ در سولہ اعلم!

۶۹۷۸ — ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

رات اور دن کے فرشتے تمہارے پاس باری باری آتے ہیں اور عصر و فجر کی نمازوں میں جمع ہوتے ہیں پھر جنہوں نے تمہارے پاس رات گزارا ہوتی ہے وہ اُپر چڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتے ہیں حالانکہ وہ تمہیں بہت

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَصَدَّقَ بِعَدْلِ ثَمْرَةٍ مِنْ كَسْبٍ
 طَيِّبٍ وَلَا يَصْعَدُ إِلَى اللَّهِ إِلَّا الطَّيِّبُ فَإِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُهَا بِمِثْلِهَا ثُمَّ
 يُرِيهَا لِصَاحِبِهَا كَمَا يُرِي ابْنَ آدَمَ كَفَلْوَةً حَتَّى تَكُونَ مِثْلَ الْحَبْلِ
 وَرَوَاهُ وَرَقَاءُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي
 هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَصْعَدُ إِلَى اللَّهِ إِلَّا الطَّيِّبُ

۶۹۶۹ — **حدیثی** عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ

ابْنُ زُرَّيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

جانتا ہے وہ کہتا ہے تم نے میرے بندوں کو کیسے چھوڑا ہے وہ کہتے ہیں ہم نے انہیں چھوڑا حالانکہ وہ مار پڑھتے
 تھے اور ان کے پاس گئے حالانکہ وہ نماز پڑھتے تھے۔ خالد بن مخلد نے اپنی اسناد کے ساتھ ابوصالح سے ذکر کیا۔

سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے

پاک کماٹی میں سے ایک کھجور کے برابر صدقہ کیا، حالانکہ اس کی طرف پاک

شئی ہی چڑھتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قدرت کے دائیں ہاتھ سے قبول کرتا ہے۔ پھر صدقہ کرنے والے کے لئے

اس کو بڑھاتا ہے جیسے تم میں سے کوئی گھوڑی کے بچہ کو پالتا ہے یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے اس کو

ورقائد نے عبد اللہ بن دینار سے انہوں نے سعید بن یسار سے انہوں نے ابوہریرہ کے واسطے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

سے لَا يَصْعَدُ إِلَى اللَّهِ إِلَّا الطَّيِّبُ ذکر کیا ہے۔

شرح : فرشتوں نے اللہ کے سوال کے جواب میں مزید بیان کیا کہ ان کے

پاس گئے حالانکہ وہ نماز پڑھتے تھے کیونکہ انہوں نے استیلاؤ فریض

— ۶۹۶۸ —

میں تخمیناً آدم کے وقت کہا تھا کہ تو ایسا شخص خلیفہ بنائے جو زمین میں فساد اور خونریزی کے سے گناہیں کلام سے

اس کا استہراک کرتے ہیں اور ان کی فضیلت کا اظہار کرتے ہیں کہ ہم ان میں یہ کمال نہ جاننے سے ہمراہ

کے علم میں تھا۔ عصر اور فجر کے اوقات میں ان کے جمع ہونے کا اتفاق ہوتا ہے کیونکہ یہ رات دن کے وقت

سے فرشتے کے اور اعمال کے اور فرشتے کے وقت میں اللہ ان کے اعمال میں امتحان میں ہونے کے لئے

أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُدْعُوهُمْ عِنْدَ الْكُرْبِ لِإِلَهِ إِلَّا
 اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا
 اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيمِ

۶۹۸۰۔ حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نَعْمٍ أَوْ أَبِي نَعْمٍ شَكَ قَبِيصَةُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ
 بَعَثَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَهَبِيَّةٍ فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةٍ
 وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنَا

اللہ تعالیٰ کی بہر بانی ہے تاکہ فرشتے ان کے گواہ ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کا پوچھنا ان سے اعتراف کرانے کے
 لئے ہے اور رات میں رہنے والے فرشتوں کی تخصیص یہ ہے کہ رات میں گناہ کرنے کا احتمال ہے اور آرام
 کا وقت ہے جب لوگ رات بھی نافرمانی نہیں کرتے اور عبادت میں مشغول رہتے ہیں تو دن میں بطریق ادلی
 ہو سکتا ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

عدل تمرہ بکسر العین وفتحها بمعنى مثل اور عدل بالکسر آدھا بوجه خطابي نے کہا عدل تمرہ جو قیمت میں اس کے برابر
 ہو جو قیمت میں شئی کے برابر ہو اس کو عدل شی کہا جاتا ہے۔ ہمینہ میں حسن قبول کا معنی پایا جاتا ہے؛ کیونکہ عبادۃ
 دائیں ہاتھ کو حقیر چیزوں کو مست کرنے سے بچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف جو ہاتھ کی نسبت کی جاتی ہے۔ یا بائیں
 ہاتھ نہیں کیونکہ یہ محل نقص و ضعف ہے جبکہ ایک روایت میں ہے کہ اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں۔ یذات اللہ کی
 صفات میں سے صفت ہے ہم یہ بولتے ہیں لیکن اس کی کیفیت ہمیں معلوم نہیں۔ (حدیث ۱۳۲۹ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مصیبت

۶۹۷۹

کے وقت ان کلمات کے ساتھ دعا فرمایا کرتے تھے "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ"

الْحَلِيمُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ
 الْكَرِيمِ "قد مضى انفا"

۶۹۸۰۔ ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ سونا بھیجا گیا آپ نے

سُفِينُ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ أَبِي نَعْمٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَعَثَ
 عَلِيٌّ وَهُوَ بِالْيَمَنِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذَهَبِيَّةٍ فِي تَرْبِيَّتِهَا
 فَصَمَّهَا بَيْنَ الْأَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْخَنْظَلِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بْنِ مُجَاشِعٍ وَبَيْنَ
 عَيْيَنَةَ بْنِ حِصْنِ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ وَبَيْنَ عُلُقَمَةَ بْنِ عَلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ
 ثُمَّ أَحَدِ بْنِ كِلَابٍ وَبَيْنَ زَيْدِ الْخَيْلِ الطَّائِيِّ ثُمَّ أَحَدِ بْنِ نَبْهَانَ
 فَتَغَضَّبَتْ قُرَيْشٌ وَالْأَنْصَارُ فَقَالُوا يُعْطِيهِ صَنَادِيدُ أَهْلِ نَجْدٍ وَيَدْعُنَا
 قَالَ إِنَّمَا أَتَا لِفَهْمٍ فَأَقْبَلَ رَجُلٌ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَأَى الْجَبِينِ كَثَّ اللَّحْيَةُ
 مُشْرِفٌ الْوُجُنَّتَيْنِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اتَّقِ اللَّهَ فَقَالَ فَمَنْ
 يُطِيعُ اللَّهَ إِذَا عَصَيْتَهُ فَيَأْمِنُنِي عَلَى أَهْلِ الْأَرْضِ وَلَا تَأْمِنُونِي فَسَالَ
 رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ قَتَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَى خَلْدَ بْنَ الْوَلِيدِ

اسے چار آدمیوں میں تقسیم کر دیا (دوسری سند سے) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ
 نے جبکہ وہ یمن میں تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ سونا بھیجا جو سٹی سے جہانہ تھا۔ حضور نے اس کو اقرع بن حابس
 خنظلی مجاشعی، عیینہ بن بدر فزاری، علقمہ بن علاثہ عامری جو بعد میں بنو کلاب سے مل گئے تھے اور زید خیل طائی جو
 بعد میں بنی نبھان سے مل گئے تھے کو تقسیم کر دیا۔ قریش اور انصار غصہ سے بھر گئے اور کہا نجد والوں کے سرداروں
 کو مال دیتے ہیں اور ہمیں نظر انداز کرتے ہیں فرمایا میں ان کی نالیف قلب کرتا ہوں اتنے یہاں ایک آدمی آیا جس
 کی دونوں آنکھیں اندر دھنسی ہوئی تھیں اور پیشانی ابھری ہوئی تھی۔ داڑھی گھنی، دونوں رخسار بے اٹھے ہوئے
 اور سر منڈا ہوا تھا اس نے کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے ڈر۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں نے ہی اس کی
 نافرمانی کی تو کون اس کی فرمانبرداری کرے گا۔ اس نے زمین والوں پر مجھے امین بنایا ہے تم مجھے امین نہیں سمجھتے ہو۔
 اتنے میں لوگوں میں سے ایک آدمی نے حضور سے اس کو قتل کر دینے کا پوچھا میرا خیال ہے وہ خالد بن ولید تھے نبی کریم

فَمَنْعَهُ فَلَمَّا وَلى قَالَ إِنَّ مِنْ ضُرُوبِ هَذَا قَوْمًا يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ
لَا يُجَاوِزُ حَاجِرَهُمْ يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ مَرُوقَ السَّهْمِ مِنَ
الرَّمِيَةِ يَقْتُلُونَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَيَدْعُونَ أَهْلَ الْأوثَانِ لِيُنْ
أَذْرِكْتَهُمْ لِأَقْتَلْتَهُمْ قَتْلَ عَادٍ

۶۹۸۱ — حَدَّثَنَا عِيَّاشُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ

عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي بَرَاهِيمَ التَّمِيمِيِّ أَرَاهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرِّفَةَ قَالَ
سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ
لَهَا قَالَ مُسْتَقَرُّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو منع کر دیا جب وہ پیٹھ پھیر کر چلا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی نسل سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن پڑھیں گے اور وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا وہ اسلام سے ایسا نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکلتا ہے وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ اگر میں نے ان کو پایا تو ان کو عادیوں کی طرح قتل کروں گا یعنی ان کا کلیہ خاتمہ کروں گا جیسے قوم عاد کا خاتمہ ہوا تھا) (اس حدیث کی مکمل تفصیل حدیث ۳۱۲۸ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابو ذر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے

۶۹۸۱

اس ارشاد! وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا، کے متعلق پوچھا تو فرمایا سورج

۶۹۸۱ — شرح : اس حدیث کی مناسبت کچھ اس طرح ہے کہ ذی المعارج سے جو اللہ کی جہت

ثابت کرتے ہیں ان کا رد بلیغ کیا اور بیان کیا کہ علو فوقی اللہ کی طرف منسوب ہے اور جس جہت پر آسمان صادق آتا ہے اور جس پر عرش صادق آتا ہے وہ دونوں مخلوق اور حادث ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے موجود تھا، اس کی اولیت کی ابتداء نہیں اور آخریت کی انتہاء نہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاطِرَةٌ
۶۹۸۲۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَلِيدٌ وَ
هَشِيمٌ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا
عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ
أَنْتُمْ سَتْرُونَ رَبِّكُمْ كَمَا تَرُونَ هَذَا الْقَمَرَ لَا تَضَامُونَ فِي رُؤْيَيْهِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اس دن بعض چہرے پر رونق ہوں گے جو اپنے رب کو دیکھنے والے ہوں گے،

اس باب میں وہ آیات و احادیث مذکور ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ قیامت کے دن لوگ اپنے رب کو دیکھیں گے اگرچہ رویت کے لئے ایک دوسرے کے سامنے ہونا اور آنکھ سے شعاع کا نکلنا جو مرنے پر پھیل جائے اور دیکھنے والے کی آنکھ میں مرنے (جو دیکھی گئی ہو) کی صورت کا منتقش ہو جانا ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ کے حق میں محال ہے لیکن دیکھنے کے لئے یہ شرطیں عادی ہیں، عقلی نہیں۔ غفلت ان شرطوں کے بغیر ہی رویت کا حصول ممکن ہے۔ اسی لئے اشعریہ نے کہا یہ جائز ہے کہ چین کا نابینا اندلس کا چھوڑ دیکھ لے کیونکہ رویت ایک حالت ہے جو اللہ تعالیٰ زندہ میں پیدا کرتا ہے یہ محال نہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ استدلال کیا ہے کہ جنت میں مومن اپنے رب کو دیکھیں گے۔ اہل سنت و جماعت اور جمہور حضرات ائمہ کرام کا یہی مذہب ہے۔ خارجی، معتزلے اور کچھ مرجئہ سے ممنوع قرار دیتے ہیں۔ الحاصل قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کو دیکھنے میں مختلف اقوال ہیں۔ اہل حق کا مسلک یہ ہے کہ قیامت کے روز مومن اللہ کو دیکھیں گے کافر نہیں دیکھیں گے۔ معتزلے اور جمہور کہتے ہیں مومنوں اور کافروں میں سے کوئی بھی اللہ کو نہ دیکھے گا۔ ابن سالم بصری نے کہا مومن اور کافر سب دیکھیں گے۔ صاحب کتاب التوحید نے کہا بعض کافر بطور امتحان دیکھیں گے لیکن اس میں لذت نہیں پائیں گے۔ جیسے کسی سے غصہ سے بات

فَإِنْ اسْتَطَعْتُمْ إِلَّا تَقْبُوا عَلَى صَلَاةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَصَلَاةٍ
قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ فَأَفْعَلُوا

۶۹۸۳ — حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مَوْسَى قَالَ حَدَّثَنَا عَامِرُ

ابْنُ يُونُسَ الْيَرُبُوعِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو شَهَابٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي

خَلْدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ

النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْكُمْ سَتَرُونَ رَبِّكُمْ عِيَانًا

۶۹۸۴ — حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا

حُسَيْنُ الْجَعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا بِيَانُ بْنُ بَشْرٍ عَنْ قَيْسِ

ابْنِ أَبِي حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا

کی جاتی ہے انہوں نے کہا یہ روایت دوزخ کی پشت پر پلصراط رکھنے سے پہلے ہوگی۔ واللہ ورسولہ اعلم!
ترجمہ: جریر رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے

۶۹۸۲ — اچانک آپ نے بدر کی رات میں چاند کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا تم

عقرب اپنی رت کو ایسے دیکھو گے جیسے اس چاند کو دیکھتے ہو تمہیں کوئی مشقت نہیں ہوتی اگر تم طاقت رکھتے ہو کہ
طلوع شمس سے پہلے نماز پڑھو اور غروب شمس سے پہلے نماز پڑھو نہ ہو تو ضرور پڑھو۔

۶۹۸۲ — شرح اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح اور عصر کی نمازوں کی محافظت
کرنے میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی امید ہے۔ کیونکہ ان اوقات میں فرشتے یکے

بعد دیگرے آتے ہیں یا اس لئے کہ صبح کے وقت نیند لذیذ ہوتی ہے اور عصر کے وقت کاروبار سے فراغت
ہوتی ہے لہذا ان دونوں اوقات میں نماز قائم کرنے میں بہت مشقت ہوتی ہے۔ محل لغات: لا تضامرن تخفیف الم

نیم یعنی مشقت سے متنق ہے، تضامرون یعنی التاضم یعنی مزاحمت ہے (حدیث ع۔۔ کی شرح دیکھیں)

۶۹۸۲ — ترجمہ: جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم عقرب

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ أَنْكُمْ سَتَرُونَ رَبَّكُمْ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا تَرُونَ هَذَا الْأَتَضَاتُونَ فِي رُؤْيَتِهِ

۶۹۸۵ — حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا
أَبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ
أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّاسَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ
فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ تَضَارُونَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ
الْبَدْرِ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَهَلْ تَضَارُونَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ
دُونَهَا سَحَابٌ قَالُوا لَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَإِنَّكُمْ تَرُونَهُ كَذَا لَيْ
يَجْمَعُ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ
فَيَتَّبِعْ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ الشَّمْسُ وَيَتَّبِعْ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ

اپنے رب کو علانیہ دیکھو گے۔

ترجمہ : جو رہنے کہا چودھویں رات کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے
پاس تشریف لائے اور فرمایا تم عنقریب قیامت کے دن اپنے رب کو

دیکھو گے جیسے تم اس کو دیکھتے ہو تمہیں کچھ مشقت نہ ہوگی

۶۹۸۴ — شرح : یہ روایت کی روایت کے ساتھ تشبیہ ہے۔ مرنے کی مرنے کے ساتھ
تشبیہ نہیں اور نہ ہی روایت کی کیفیت کی روایت کی کیفیت کے

ساتھ تشبیہ ہے یعنی تم یقیناً اللہ کو دیکھو گے جس میں کوئی شک و شبہ اور تعجب و مشقت نہ ہوگی اور نہ
ہی کہہ سکتے کی غفاب ہونی جیسے چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں کوئی غفاب نہیں ہے۔

۶۹۸۵ — ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ!

فَاتَّهَمَتْهُمُ شُوكَ السَّعْدَانِ غَيْرَ أَنَّهُ لَا يَعْلَمُ مَا قَدَّرَ عِظِيمُهَا إِلَّا اللَّهُ
 تَخَطَّفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ فَمِنْهُمْ الْمُؤْمِنُ بَقِيَ بِعَمَلِهِ وَالْمُؤْتَقِ
 بِعَمَلِهِ وَمِنْهُمْ الْمُخْرَدَلُ أَوِ الْمُجَازِ أَوْ نَحْوَهُ ثُمَّ يَتَجَلَّى حَتَّى
 إِذَا فَرَّغَ اللَّهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ بِرَحْمَتِهِ
 مَنْ أَرَادَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ أَمْرًا مَلَائِكَةٌ أَنْ يُخْرِجُوا مِنَ النَّارِ
 مَنْ كَانَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا مِمَّنْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَرْحَمَهُ مِمَّنْ
 شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَيَعْرِفُونَهُمْ فِي النَّارِ بِأَثَارِ السُّجُودِ تَأْكُلُ
 النَّارُ ابْنَ آدَمَ إِلَّا أَثَرَ السُّجُودِ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ أَثَرَ
 السُّجُودِ فَيُخْرِجُونَ مِنَ النَّارِ قَدْ اْمْتَحَشُوا فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءُ الْحَيَاةِ
 فَيُنْبِتُونَ تَحْتَهُ كَمَا تَنْبِتُ الْحَبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ ثُمَّ يَفْرُغُ اللَّهُ

وہ اس کے پیچھے ہو جائیں گے پھر دوزخ کی پشت پر پلصراط رکھا جائے گا تو میں اور میری امت سب سے
 پہلے اس پر گزریں گے اور اس دن رسولوں کے سوا کوئی شخص کلام نہ کرے گا اور اس روز رسولوں کی
 پکار ہوگی۔ اے اللہ! سلامتی سے رکھ۔ سلامتی سے رکھ! اور دوزخ میں سعدان کے کانٹوں کی طرح
 ہوں گے۔ کیا تم نے سعدان دیکھا ہے انہوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! فرمایا وہ سعدان کے
 کانٹوں کی طرح ہوں گے سوا اس کے کہ ان کی عظیم مقدار کو خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ لوگوں
 ان کے اعمال کے مطابق پکڑیں گے۔ پس ان میں سے بعض مومن ہوں گے جو اپنے
 عملوں کے سبب باقی رہیں گے یا اپنے عملوں کے سبب ہلاک ہوں گے اور ان میں سے بعض گمراہوں کے
 ہوں گے یا گزارے جائیں گے یا اس طرح کے لفظ فرمائے پھر اللہ تعالیٰ تجلی فرمائے گا۔ حتیٰ کہ جب لوگوں کے
 درمیان فیصلے کر کے فارغ ہو گا اور چاہے گا کہ اپنی رحمت کے سبب دوزخ سے جن لوگوں کو نکالنے کا ارادہ

مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ الْعِبَادِ وَيُسَبِّحُ رَجُلٌ مِنْهُمْ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهِ عَلَى النَّارِ هُوَ
 أَخْرَاهُ النَّارَ دُخُولًا الْجَنَّةَ يَقُولُ أَيْ رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِي عَنِ
 النَّارِ فَإِنَّهُ قَدْ قَسَبَنِي رِيحَهَا وَأَخْرَفَنِي ذُكَاءُهَا فَيَدْعُو اللَّهَ بِمَا
 شَاءَ أَنْ يَدْعُوهُ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ هَلْ عَسَيْتَ أَنْ أُعْطِيتَ ذَلِكَ
 أَنْ تَسْأَلَنِي غَيْرَهُ يَقُولُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ وَيُعْطِي رَبَّهُ
 مِنْ عَهْدٍ وَمَوَاقِيقَ مَا شَاءَ اللَّهُ فَيَصْرِفُ اللَّهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ فَإِذَا
 أَقْبَلَ عَلَى الْجَنَّةِ وَرَأَاهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسْكُتَ ثُمَّ يَقُولُ أَيْ رَبِّ
 قَدِمْنِي إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ يَقُولُ اللَّهُ لِمَ لَسْتَ قَدْ أُعْطِيتَ عَهْدَكَ وَ
 وَمَوَاقِيقَكَ إِلَّا تَسْأَلَنِي غَيْرَ الَّذِي أُعْطِيتَ أَبَدًا وَيَلِكُ يَا ابْنَ آدَمَ
 مَا أَعْدَرَكَ يَقُولُ أَيْ رَبِّ يَدْعُو اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى يَقُولَ هَلْ

کرے تو فرشتوں کو حکم دے گا کہ وہ دوزخ سے ان لوگوں کو نکالیں گے جو کسی شیء کو اللہ کا شریک نہیں
 بناتے تھے جن پر رحم کا ارادہ کرے گا جنہوں نے گواہی دی ہوگی کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں فرشتے ان
 کو دوزخ میں سجدوں کے نشانوں سے پہچانیں گے۔ سجدوں کے نشانوں کے سوا آگ لوگوں کو جلا دے گی۔
 اللہ تعالیٰ نے آگ پر حرام کیا ہے کہ وہ سجدوں کے نشانات کو جلائے وہ دوزخ سے اس حال میں نکلیں گے کہ وہ
 بے ہوش گئے پھر ان پر آب حیات ڈالا جائے گا تو وہ اس کے نیچے سے ایسے نکلیں گے جیسے دانہ سیلاب کے خس و
 خاشاک سے نکلتا ہے پھر اللہ تعالیٰ لوگوں کے فیصلہ سے فارغ ہوگا صرف ایک شخص باقی رہ جائے گا جو دوزخ
 کی طرف چہرہ کئے ہوگا وہ آخری دوزخی ہے جو سب سے آخر جنت میں داخل ہوگا وہ کہے گا اے میرے پروردگار!
 میرا چہرہ دوزخ سے پھیر دے کیونکہ اس کی گرم ہوانے مجھے ہلاک کر دیا ہے۔ اور اس کے شعلوں نے مجھے جلا دیا
 ہے وہ اللہ سے دعا کرے گا جو بھی اللہ چاہے گا کہ دعا کرے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر تجھ یہ دے دیا جائے

عَسَيْتَ أُعْطِيتَ ذَلِكَ أَنْ تَسْأَلَ غَيْرَهُ فَيَقُولُ لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ
 غَيْرَهُ وَيُعْطِي مَا شَاءَ مِنْ عَهْدٍ وَمَوَائِقٍ فَيُقَدِّمُهُ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ
 فَإِذَا قَامَ إِلَى بَابِ الْجَنَّةِ انْفَهَقَتْ لَهُ الْجَنَّةُ فَرَأَى مَا فِيهَا مِنَ الْحَبْرَةِ
 وَالسُّرُورِ فَيَسْأَلُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَسْأَلَ ثُمَّ يَقُولُ أَيُّ رَبِّ أَدْخَلَنِي
 الْجَنَّةَ فَيَقُولُ اللَّهُ السُّرُورُ قَدْ أُعْطِيتَ عَهْدَكَ وَمَوَائِقَكَ أَنْ لَا تَسْأَلَ غَيْرَ
 مَا أُعْطِيتَكَ وَيَلِكُ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَعْدَدْتُكَ فَيَقُولُ أَيُّ رَبِّ لَوْ
 أَكُونَنَّ أَشَقِي خَلْقِكَ فَلَا يَزَالُ يَدْعُو اللَّهَ حَتَّى يَضْحَكَ اللَّهُ مِنْهُ
 فَإِذَا ضَحِكَ اللَّهُ مِنْهُ قَالَ لَهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ فَإِذَا دَخَلَهَا قَالَ اللَّهُ
 لَهُ تَمَنَّى فَسَأَلَ رَبَّهُ وَتَمَنَّى لَهُ حَتَّى أَنَّ اللَّهَ لَيَذْكُرُهُ وَيَقُولُ وَكَذَا

تو کیا اس کے علاوہ سوال کرے گا؟ وہ کہے گا تیری عزت کی قسم میں کوئی سوال نہ کروں گا وہ اپنے رب کے عہد و پیمانہ سے چاہے گا جو وہ چاہے گا پھر اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ آگ سے پھیر دے گا جب وہ جنت کی طرف متوجہ ہوگا اور اس کو دیکھے گا تو جتنا اللہ کو منظور ہوگا خاموش رہے گا پھر کہے گا اے میرے رب! مجھے جنت کے دروازے کے قریب کر دے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تو نے عہد و پیمانہ نہیں کیا تھا کہ جو کچھ تجھے دیا گیا ہے اس کے سوا اور کوئی قسمی نہ مانگے گا تیری خرابی ہو اے ابن آدم! تو کس قدر عہد شکن ہے وہ کہے گا اے میرے پروردگار! اور اللہ کو پکارے گا حتیٰ کہ اللہ فرمائے گا اگر تجھے یہ دیا گیا تو کیا تو اس کے سوا مانگے گا وہ کہے گا نہ تیری عزت کی قسم اس کے سوا میں کچھ نہ مانگوں گا اور اللہ جو چاہے گا عہد و پیمانہ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے دروازے پر پہنچا دیگا جب وہ جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوگا تو جنت اس کے لئے ظاہر ہوگی اور جو کچھ اس میں نعمت اور سرور ہوگا دیکھے گا تو جس قدر اللہ چاہے گا خاموش رہے گا پھر کہے گا اے میرے پروردگار! مجھے جنت میں داخل کر دے اللہ تعالیٰ فرمائے گا اور کیا تو نے عہد و پیمانہ نہیں کیا تھا کہ جو کچھ میں نے تجھے دیا ہے اس کے سوا اور کچھ نہ مانگے گا اور کہے گا تیری خرابی ہے ابن آدم! تو کس قدر عہد شکن ہے وہ کہے گا اے میرے رب! میں تیری مخلوق میں زیادہ بد بخت نہ ہوں وہ ہمیشہ اللہ کو

وَكذَٰ حَتَّىٰ انْقَطَعَتْ بِهِ الْأُمَامِي قَالَ اللَّهُ ذَٰلِكَ لَكَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ قَالَ
 عَطَاءُ بْنُ يَزِيدَ وَالْبُؤْسَعِيدُ الْخُدْرِيُّ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ لَا يَزِيدُ عَلَيْهِ مِنْ
 حَدِيثِهِ شَيْئًا حَتَّىٰ إِذَا حَدَّثَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ اللَّهَ قَالَ ذَٰلِكَ لَكَ وَ
 مِثْلَهُ مَعَهُ قَالَ الْبُؤْسَعِيدُ الْخُدْرِيُّ وَعَشْرَةَ امْتَالِهِ مَعَهُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ
 أَبُو هُرَيْرَةَ مَا حَفِظْتُ إِلَّا قَوْلَهُ ذَٰلِكَ لَكَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ قَالَ الْبُؤْسَعِيدُ الْخُدْرِيُّ
 أَشْهَدُ أَنِّي حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلَهُ ذَٰلِكَ لَكَ
 وَعَشْرَةَ امْتَالِهِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَذَٰلِكَ الرَّجُلُ أَخْرَاهُ الْجَنَّةَ دُخُولًا الْجَنَّةَ

پکارتا رہے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جائے گا جب اللہ خوش ہوگا تو فرمائے گا جنت میں داخل ہو جا جب وہ
 داخل ہوگا تو اللہ اسے فرمائے گا۔ خواہش کر وہ اپنے رب سے سوال کرے گا اور خواہش کرے گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ
 اس کو یاد دلائے گا اور فرمائے گا فلاں فلاں شئی کی خواہش کر حتیٰ کہ اس کی تمام خواہشات ختم ہو جائیں گی تو
 اللہ فرمائے گا تیرے لئے یہ اور اس کے ساتھ اتنا اور دیا۔

عطاء بن یزید نے کہا ابو سعید خدری ابو ہریرہ کے ساتھ ان کی حدیث سے کوئی شئی رد نہ کرتے تھے حتیٰ کہ جب
 ابو ہریرہ نے بیان کیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا تیرے لئے یہ اور اس کے ساتھ اتنا اور دیا تو ابو سعید خدری نے
 کہا اے ابابہریرہ! اس کے ساتھ اس کی دس مثلیں اور دیں۔ ابو ہریرہ نے کہا میں نے تو حضور کا یہی قول کہ تیرے لئے
 یہ اور اتنا اور دیا۔ ابو سعید خدری نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کا
 قول تیرے لئے یہ اور اس کی دس مثلیں دیں۔ ابو ہریرہ نے کہا پس یہ آدمی جنت والوں میں سے سب سے
 آخند جنت میں داخل ہوگا۔

شرح : قوله هل تضارون ، بفتح اللام وتشديد الزا، راء، كوشدد اور مخفف پڑھنے

۶۹۸۵

میں معنی میں تبدیلی نہیں ہوتی یعنی چاند کو دیکھنے میں تم اختلاف نہیں کرتے

اور اس کے واضح ہونے کے باعث اس کی طرف صحت نظر میں تم جھگڑا نہیں کرتے ہو اسی طرح کسی تک اور
 مشقت و اختلاف کے بغیر تم واضح طور پر اللہ کو دیکھو گے۔ قوله الطواغیت، یہ طاغوت کی جمع ہے۔ طواغیت شیطان

یابست ہیں ہر گمراہ کن سردار کو بھی طاغوت کہا جاتا ہے۔ طاغوت لاپہوت کے وزن پر مقلوب ہے کیونکہ یہ طغی سے اور لاپہوت لاء سے ماخوذ ہے۔ دراصل یہ جبروت کی طرح طغوت تھا واو کو غین کے ماقبل نقل کیا گیا۔ پھر اس کے متحرک ہونے اور ماقبل مفتوح ہونے کے باعث اس کو الف سے بدل دیا گیا۔

قولہ فَيَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَعْنَةُ اللَّهِ الْفٰكِرِينَ یعنی اللہ اُن کے پاس آئے گا۔ اللہ کی طرف اتیان کا اسناد تجلی سے مجاز ہے یعنی اللہ تجلی فرمائے گا۔ بعض نے کہا یہ روایت سے مجاز ہے کیونکہ کسی کے پاس آنا اس کو دیکھنے کو مستلزم ہے۔ عینی نے قاضی عیاض سے نقل کیا کہ لوگوں کے پاس بعض فرشتے آئیں گے یا اللہ تعالیٰ فرشتہ کی صورت میں آئے گا۔ اس میں مومنوں کا آحسری امتحان ہے۔ ابن تین نے کہا صورت کے معنی میں اختلاف ہے بعض نے کہا یہ صورت اعتقاد ہے جیسے کہے اس امر میں میرے اعتقاد کی صورت یہ ہے۔ اس تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ لوگ اللہ تعالیٰ کو ایسی صفت میں دیکھیں گے جو وہ اعتقاد رکھتے تھے۔ عینی نے مہلب سے نقل کیا لوگوں کا قول جب ہمارا رب آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے یہ صرف اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کا امتحان لینے کے لئے اُن کے پاس فرشتہ بھیجے گا۔ اپنے رب کی صفات میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں جس کی کوئی مثل نہیں۔ جب فرشتہ اُن سے کہے گا میں تمہارا رب ہوں وہ اس پر خلقت کی علامت دیکھیں گے جو مخلوقات کے مشابہ ہوگی تو کہیں گے ہمارا یہ مقام ہے اور ہم یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں یہاں تک کہ ہمارا رب آئے گا وہ جب آئے گا تو ہم اسے پہچان لیں گے یعنی تو ہمارا رب نہیں پھر اللہ تعالیٰ اس صورت میں آئے گا جسے وہ پہچانتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ اپنی عظمت میں ظہور فرمائے گا جو کسی مخلوق کے مشابہ نہیں اس لئے وہ پہچان لیں گے کہ یہ جلال و عظمت کسی اور کے لئے نہیں ہو سکتی اس لئے وہ کہیں گے تو ہمارا رب ہے تیرے مشابہ کوئی شئی نہیں شئی کی حقیقت کی تعبیر صورت سے کی جاتی ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ فرشتے معصوم ہیں لہذا فرشتہ یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ میں تمہارا رب ہوں اور ظاہر ہے کہ یہ کہنا اللہ کا شریک بنانا ہے جو بہت بڑا گناہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ فرشتہ کے قول میں رب بمعنی مُرْتَبی ہے۔ مومنوں کے امتحان کے لئے مبہم ذکر کیا ہے۔

قولہ بَاثَارَ السُّجُودِ، یعنی فرشتے دوزخ میں لوگوں کو آثارِ سجود سے پہچانیں گے اور وہ سات اعضاء ہیں وہ چہرہ دونوں ہاتھ گھٹنے اور دونوں پاؤں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آگ کو یہ قدرت نہیں دی کہ وہ سجود کے مواضع جلائے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے ایک روایت میں ہے کہ جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے اس سونے اور چاندی کو دوزخ کی آگ سے گرم کر کے ان کی پیشانیاں اور پہلو داغے جائیں گے اس کا جواب یہ ہے کہ سیاق آیات سے ظاہر ہے کہ یہ آیت کریمہ: الَّذِينَ يَكْتُمُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ آيَاتٍ اٰہِلِ كِتَابٍ كَذٰبٍ مِّنْ نَّازِلٍ مُّوتٰی ہر مسلمان اس وعید میں داخل نہیں ان کو کسی اور طریقہ سے عذاب دیا جائے گا، چنانچہ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرام کے اتفاق سے مسیلمہ کذاب اور اس کے ساتھی جنہوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا سب سے جنگ کی اور آخری عذاب پر توقف نہ کیا اسی بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابو ذر جو زاہد صحابی تھے کا کہنا تھا کہ جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے سونا چاندی کو دوزخ کی آگ سے گرم کر کے ان کے چہروں اور پہلوؤں کو داغا جائے گا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا یہ آیت کریمہ اہل کتاب کی شان میں نازل ہوئی ہے، چنانچہ قرآن کریم کا سیاق اسی پر دلالت کرتا ہے۔ اس مسئلہ کی تحقیق جو حضرات صحابہ کرام سے منقول ہے یہ ہے کہ جب جمع کردہ مال کی زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو وہ مال جو پاک ہو جاتا ہے وہ اس وعید کا مؤثر نہیں۔

قولہ ومثلہ معہ، ابو ہریرہ کی روایت میں ایک مثل اور ابو سعید خدری کی روایت میں دس مثل مذکور ہیں۔ ان روایتوں میں اتفاق کی صورت یہ ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے ایک مثل کی خبر دی؛ جیسا کہ ابو ہریرہ کی روایت میں ہے۔ پھر اپنے فضل و کرم اور احسان و اقتنان کے مقتضیٰ پر دس مثلیں اضافہ کر دیا جیسا کہ ابو سعید کی روایت میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس امثال کی خبر دی۔ ابو ہریرہ نے وہ نہ سنی ہوگی۔ واللہ ورسولہ اعلم!

اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جنت میں سب سے آخر داخل ہونے والوں کے لئے بھی تمام نعمتیں اور عطایا میسر ہوں گے پہلے داخل ہونے والوں کی کیا فضیلت ہے اس کا جواب یہ ہے کہ فضیلت اجر و ثواب اور شاہدۃ حق تعالیٰ میں ہے جنت میں پہلے داخل ہونے والے اس کرامت میں ممتاز ہوں گے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

تضارون، تمہیں تکلیف ہوتی ہے یہ ضمیر بمعنی ضرر سے ہے۔ صورتہ، صفت

حل لغات

يَجِيْزٌ، گزرے گا۔ الْكَلْبُ، جمع کلوب، کتے۔ سَعْدَانٌ، خاردار پودا۔ الْمَوْثِقُ، محبوس، ہلاک کیا گیا۔ مَحْرُودٌ، کاٹا گیا، گرایا گیا۔ الْمَجَازِيُّ، گزرا گیا۔ جُرْدٌ ذَلَّةٌ، ہلاکت کے قریب ہونا۔ الْحَبَّةُ، دانے، سبزیاں، گھاس۔ قَشْبَتِي، مجھے اذیت دی، ہلاک کر دیا، علیہ بگاڑ دیا۔ الْخَمِيْلُ، خس و خاشاک، مٹی وغیرہ۔ ذَكَوْهُمَا، اس کا شعلہ، شدت کی گرمی۔ كَا اَعْدُوْكَ، صیغہ تعجب، کیا ہی عہد شکن ہے۔ الْفَقِيْهَتُ، کھل جائے گی، وسیع ہو جائے گی الْخَيْرَةُ، آرام کی زندگی، سرور۔ اَشْفَى، بدبخت۔ اَلْاَكَاثِي، خواہشات، آرزوئیں۔

۶۹۸۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ خُلَيْدِ

ابْنِ يَزِيدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ

أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ

قَالَ هَلْ تَضَاوُونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ إِذَا كَانَتْ ضَحْوًا قُلْنَا لَا قَالَ

فَإِنَّكُمْ لَا تَضَاوُونَ فِي رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ يَوْمَئِذٍ إِلَّا كَمَا تَضَاوُونَ فِي

رُؤْيَيْهَا ثُمَّ قَالَ يُنَادِي مُنَادٍ لِيَذْهَبْ كُلُّ قَوْمٍ إِلَى مَا كَانُوا يَعْبُدُونَ

فِيذْهَبُ أَصْحَابُ الصَّلِيبِ مَعَ صَلِيبِهِمْ وَأَصْحَابُ الْأَوْثَانِ مَعَ

أَوْثَانِهِمْ وَأَصْحَابُ كُلِّ آلِهَةٍ مَعَ آلِهَتِهِمْ حَتَّى يَبْقَى مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ

مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ وَغَيْرَاتٍ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ ثُمَّ يُؤْتَى بِحَمْدٍ تَعْرُضُ

كَأَنَّهَا سَرَابٌ فَيَقَالُ لِلْيَهُودِ مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ قَالُوا كُنَّا نَعْبُدُ عَزْرَبُ

ابْنَ اللَّهِ فَيَقَالُ كَذَبْتُمْ لَمْ يَكُنْ لِلَّهِ صَاحِبَةٌ وَلَا وَلَدٌ فَمَا تَرِيدُونَ

ترجمہ : ابو سعید خمدی رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ

۶۹۸۶

علیہ وسلم! کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کو دیکھیں گے فرمایا کیا تمہیں

سورج اور چاند دیکھنے میں کوئی ضرر یا تکلیف ہوتی ہے۔ جبکہ مطلع صاف ہو۔ ہم نے کہا جی نہیں۔ فرمایا تمہیں اس روز

اپنا رب دیکھنے میں کوئی ضرر و مشقت نہ ہوگی جیسے سورج دیکھنے میں ضرر نہیں ہوتی۔ پھر فرمایا منادی اعلان کرے گا

ہر قوم اس طرف چلی جائے جس کی عبادت کرتے تھے۔ صلیب کی پوجا کرنے والے اپنی صلیب کے ساتھ چلے جائیں گے

بت پرست اپنے بتوں کے ساتھ اور ہر معبود والے اپنے معبودوں کے ساتھ چلے جائیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ

کی عبادت کرنے والے نیک، بد اور بچے کچھے اہل کتاب باقی رہ جائیں گے۔ پھر دوزخ سامنے لائی جائے گی جو سراب

کی طرح ہوگی پھر یہودیوں سے کہا جائے گا تم کس کی عبادت کرتے تھے وہ کہیں گے ہم اللہ کے بیٹے عزیر کی پوجا کرتے

قَالُوا نُرِيدُ أَنْ نَسْقِينَا نِقَالَ إِشْرَبُوا فَيَسَاقَطُونَ فِي جَهَنَّمَ ثُمَّ
 يُقَالُ لِلنَّصَارَى مَا كُنْتُمْ تَعْبُدُونَ فَيَقُولُونَ كُنَّا نَعْبُدُ الْمَسِيحَ ابْنَ
 اللَّهِ فَيُقَالُ كَذَبْتُمْ لَمْ يَكُنْ لِلَّهِ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدٌ فَمَا تُرِيدُونَ
 فَيَقُولُونَ نُرِيدُ أَنْ نَسْقِينَا نِقَالَ إِشْرَبُوا فَيَسَاقَطُونَ حَتَّى يَبْقَى
 مَنْ كَانَ يَعْبُدُ اللَّهَ مِنْ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ فَيُقَالُ لَهُمْ مَا يَجْلِسُكُمْ وَقَدْ
 ذَهَبَ النَّاسُ فَيَقُولُونَ فَارْقَنَاهُمْ وَنَحْنُ أَخْرَجْنَا إِلَيْهِ الْيَوْمَ
 وَإِنَّا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِيَلْحَقْ كُلُّ قَوْمٍ بِمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ وَإِنَّمَا
 نَنْتَظِرُ رَبَّنَا قَالَ فَيَأْتِيهِمُ الْجَبَّارُ فِي صُورَةٍ غَيْرِ صُورَتِهِ الْعِتِي رَاوَةٌ
 فِيهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ فَيَقُولُ أَنَا رَبُّكُمْ فَيَقُولُونَ أَنْتَ رَبُّنَا وَلَا يَكْلِمُنَا
 إِلَّا الْأَنْبِيَاءُ فَيَقُولُ هَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ آيَةٌ تُعَرِّفُونَهَا فَيَقُولُونَ السَّاقُ
 فَيَكْشِفُ عَنْ سَاقِهِ فَيَسْجُدُ لَهُ كُلُّ مُؤْمِنٍ وَيَبْقَى مَنْ كَانَ يَسْجُدُ

تھے ان سے کہا جائے گا تم جھوٹے ہو اللہ تعالیٰ کی نہ بیوی ہے اور نہ اولاد ہے تم کیا چاہتے ہو وہ کہیں ہم چاہتے
 ہیں کہ ہمیں پانی پلائے ان سے کہا جائے گا تم کس کی عبادت کرتے تھے وہ کہیں گے ہم اللہ کے بیٹے مسیح کی پوجا
 کرتے تھے ان سے کہا جائے گا تم جھوٹے ہو اللہ کی نہ بیوی ہے اور نہ اولاد ہے تم کیا چاہتے ہو وہ کہیں گے
 ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں پانی پلا۔ کہا جائے گا جاؤ پیو تو وہ دوزخ میں گر پڑیں گے یہاں تک کہ اللہ کی عبادت کرنے
 والے نیک، بد اور بچے کچھے اہل کتاب باقی رہ جائیں گے پھر ان سے کہا جائے گا تمہیں کس نے روک رکھا ہے
 حالانکہ سب لوگ اپنے معبودوں کے ساتھ چلے گئے ہیں وہ کہیں گے ہم نے ان کو دنیا میں جدا کر دیا تھا، حالانکہ
 ہم اس وقت ان کے زیادہ محتاج تھے جو ہم اس دن میں محتاج ہیں دہم جیسے دنیا میں ان کے ساتھی نہ تھے۔
 آخرت میں بھی ان کے ساتھی نہ ہوں اور ہم نے منادی کو سنا ہے جو اعلان کر رہا ہے کہ ہر شخص اس کے ساتھ

لِلّٰهِ رِيَاءً وَوَسْمَعَةً فَيَذْهَبُ كَيْمَا يَسْبُغُ فَيَعُودُ ظَهْرُهُ طَبَقًا وَاحِدًا
 تَمْرِيُوتِي بِالْجَسْرِ فَيَجْعَلُ بَيْنَ ظَهْرِي جَهَنَّمَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ
 مَا الْجَسْرُ قَالَ مَدْحَضَةٌ مَزَلَةٌ عَلَيْهِ خَطَا طَيْفٌ وَكَلَا لَيْبٌ وَحَسَكَةٌ
 مُفْلَطَحَةٌ لَهَا شَوْكَةٌ عَقِيْفَةٌ تَكُونُ بِنَجْدٍ يُقَالُ لَهَا السَّعْدَانُ
 يَمُرُّ الْمُؤْمِنُ عَلَيْهَا كَالظَّهْرِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالزَّرِيمِ وَكَأَجَاوِيدِ الْخَيْلِ
 وَالزَّكَابِ فَنَاجِحٌ مُسَلِّمٌ وَنَاجِحٌ مُخْدُوشٌ مُكْدُوشٌ فِي نَارِ جَهَنَّمَ حَتَّى
 يَمُرَّ آخِرُهُمْ يُسْحَبُ سَحْبًا فَمَا أَنْتُمْ بِأَشَدَّ لِي مُنَاشِدَةً فِي الْحَقِّ
 قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِ يَوْمَئِذٍ لِلْجَبَّارِ وَإِذَا رَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ
 نَجَّوْا فِي إِخْوَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا إِخْوَانُنَا كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَنَا وَ
 يَصُومُونَ مَعَنَا وَيَعْمَلُونَ مَعَنَا فَيَقُولُ اللَّهُ أَذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ
 فِي قُلُوبِهِمْ مِثْقَالَ دِينَارٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ وَيُحْرِمُ اللَّهُ صَوْرَهُمْ

چلا جائے جس کی وہ عبادت کرتے تھے ہم تو اپنے رب کی عبادت کرتے تھے فرمایا اللہ تعالیٰ ان کے پاس اس
 صفت کے علاوہ آئے گا جس صفت میں انہوں نے پہلی اس کو دیکھا تھا اور کہے گا میں تمہارا رب ہوں وہ کہیں گے
 تو ہمارا رب ہے اور اللہ تعالیٰ سے صرف نبی کلام کریں گے پھر فرمائے گا کیا تمہارے اور اس کے درمیان کوئی
 نشانی ہے جس سے اس کو پہچانوں وہ کہیں گے "ساق" ہے پھر اس کی ساق کھولی جائے گی تو ہر مومن اس کے
 آگے سجدہ میں گر جائے گا۔ باقی صرف وہ رہ جائے گا جو ریاکاری کے لئے اسے سجدہ کرتا تھا وہ سجدہ کرنے لگے گا
 تو اس کی پشت ایک تختہ کی طرح ہو جائے گی پھر پلصراط لایا جائے گا اور دونوں کی پشت پر رکھا جائے گا۔ ہم نے
 عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پلصراط کیا ہے؟ فرمایا اگر نے اور پھیلنے کا مقام ہے اس پر چڑھنے
 کانٹے ہیں اس کے ٹیڑھے کانٹے ہیں جو نجد میں ہوتے ہیں ان کو سعدان بھی کہا جاتا ہے۔ اس پر ہر مومن چٹم زدوں میں

عَلَى النَّارِ وَلَهُمْ فِيهَا عَذَابٌ أَلِيمٌ وَقَدْ خَابَ فِي النَّارِ إِلَىٰ ذُنُوبِهِ كَالِإِصَابِ سَائِقِهِ
 فَخَرَجُونَ مِنْ عَرَفَاتٍ لَمَّا يُعْوَدُونَ فَيَقُولُ أَذْهَبُوا مَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ
 مِثْقَالَ نَيْسَانَ فَأَخْرَجُوهُ فَخَرَجُونَ مِنْ عَرَفَاتٍ لَمَّا يُعْوَدُونَ فَيَقُولُ
 أَذْهَبُوا مَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرَجُوهُ فَخَرَجُونَ
 مِنْ عَرَفَاتٍ وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ فَإِنْ لَمْ تُصَدِّقُونِي فَاقْرَأُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُظِلُّ
 مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكَ حَسَنَةً يَضَاعِعُهَا فَيَشْفَعُ النَّبِيُّونَ وَالْمَلَائِكَةُ
 وَالْمُؤْمِنُونَ فَيَقُولُ الْجَبَّارُ بَقِيَتْ شَفَاعَتِي فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ
 فَيُخْرِجُ قَوْمًا قَدِ امْتَحَشُوا فَيُلْقُونَ فِي نَهْرٍ بِأَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ

اور پھل کی مانند اور ہوا کی مانند، تیز گھوڑوں اور تیز رو اونٹ کی مانند گزر جائیں گے پس : اریح سلامت نجات
 پانے والے ہوں گے بعض نجات پانے والے مذمبی ہوں گے اور بعض دوزخ کی آگ میں گرنے والے ہوں گے
 یہاں تک کہ ان سے آخری شخص گھسیٹ کر گزرتا ہو گا تم مجھ سے حق میں مطالبہ کرنے میں جو تمہارے لئے
 واضح ہو چکا ہے آج اس قدر سخت نہیں ہو جس قدر موسیٰ اس روز اللہ سے مطالبہ کریں گے جس وقت وہ
 دیکھیں گے کہ وہ نجات پا گئے ہیں " تو اپنے بھائیوں کے حق میں مطالبہ کریں گے " وہ کہیں گے اسے ہمارے پردہ گاہ
 ہمارے بھائی ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے ہمارے ساتھ روزے سے ہوتے تھے اور ہمارے ساتھ عمل کرتے
 تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ جاؤ جس کے دل میں دینار کے وزن کے برابر ایمان پاؤ اس کو نکالو اور اللہ تعالیٰ
 اُن کی صورتیں آگ پر حرام کر دے گا اور اُن میں سے بعض قدموں تک آگ میں غائب ہوں گے اور بعض نصف
 پنڈلیوں تک دوزخ میں ہوں گے وہ جسے پہچانیں گے اس کو دوزخ سے نکالیں گے پھر لوٹیں گے تو اللہ تعالیٰ
 فرمائے گا جاؤ جس کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان پاؤ اس کو نکالو وہ جسے پہچانیں گے نکالیں گے
 پھر لوٹیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ جس کے دل میں ذرہ کے برابر ایمان پاؤ اس کو نکالو وہ جسے پہچانیں
 گے نکالیں گے ابو سعید نے کہا اگر تم میری تصدیق نہیں کرتے ہو تو یہ آیت کریمہ إِنَّ اللَّهَ لَا يُظِلُّ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ

عَلَى النَّارِ لِبَعْضِهِمْ قَدْحَابٌ فِي النَّارِ إِلَى قَدَمَيْهِ وَإِلَى الصَّافِي سَأَلَهُ
 فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا لَمْ يَعُودُونَ فَيَقُولُ أَذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ
 مِثْقَالَ نَيْسَارٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا لَمْ يَعُودُونَ فَيَقُولُ
 أَذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ
 مَنْ عَرَفُوا وَقَالَ أَبُو سَعِيدٍ إِنْ لَمْ تُصَدِّقْنِي فَأَقْرُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُظِلُّ
 مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكَ حَسَنَةً يَضَاعِفْهَا فَيَشْفَعُ النَّبِيُّونَ وَالْمَلَائِكَةُ
 وَالْمُؤْمِنُونَ فَيَقُولُ الْحَبَّارُ لَقِيْتُ شَفَاعَتِي فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ
 فَيُخْرِجُ قَوْمًا قَدْ امْتَحَشُوا فَيُلْقُونَ فِي نَهْرٍ بِأَفْوَاهِ الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ

اور پہلی کی مانند اور ہوا کی مانند تیز گھوڑوں اور تیز روانٹ کی مانند گزر جائیں گے پس : ار صح سلامت نجات
 پانے والے ہوں گے بعض نجات پانے والے ذمہ ہوں گے اور بعض دوزخ کی آگ میں گرنے والے ہوں گے
 یہاں تک کہ ان سے آخری شخص گھسیٹ کر گزرتا ہو گا تم مجھ سے حق میں مطالبہ کرنے میں جو تمہارے لئے
 واضح ہو چکا ہے آج اس قدر سخت نہیں ہو جس قدر میں اس روز اللہ سے مطالبہ کریں گے جس وقت وہ
 دیکھیں گے کہ وہ نجات پا گئے ہیں " تو اپنے بھائیوں کے حق میں مطالبہ کریں گے " وہ کہیں گے اسے ہمارے پروردگار
 ہمارے بھائی ہمارے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے ہمارے ساتھ روزے سے ہوتے تھے اور ہمارے ساتھ عمل کرتے
 تھے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ جاؤ جس کے دل میں دینار کے وزن کے برابر ایمان پاؤ اس کو نکالو اور اللہ تعالیٰ
 ان کی صورتیں آگ پر حرام کر دے گا اور ان میں سے بعض تہوں تک آگ میں غائب ہوں گے اور بعض نصف
 پندھیں تک دوزخ میں ہوں گے وہ جسے پہچانیں گے اس کو دوزخ سے نکالیں گے پھر لوٹیں گے تو اللہ تعالیٰ
 فرمائے گا جاؤ جس کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان پاؤ اس کو نکالو وہ جسے پہچانیں گے نکالیں گے
 پھر لوٹیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ جس کے دل میں ذرہ کے برابر ایمان پاؤ اس کو نکالو وہ جسے پہچانیں
 گے نکالیں گے اب حسین نے کہا اگر تم میری تصدیق نہیں کرتے ہو تو یہ آیت کہ یہ إِنَّ اللَّهَ لَا يُظِلُّ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ

الْحَيَوَةُ فَيَنْبُتُونَ فِي حَافَتَيْهِ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ تَدْرَأِيْتُمُوهَا
 إِلَى جَانِبِ الصَّخْرَةِ وَإِلَى جَانِبِ الشَّجَرَةِ فَمَا كَانَ إِلَى الشَّمْسِ مِنْهَا كَانَ
 أَخْضَرًا وَمَا كَانَ مِنْهَا إِلَى الظِّلِّ كَانَ أَبْيَضَ فَيُخْرَجُونَ كَأَنَّهُمْ اللُّؤْلُؤُ
 فَيُجْعَلُ فِي رِقَابِهِمْ الْخَوَاتِيمُ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ فَيَقُولُ أَهْلُ الْجَنَّةِ
 هُوَ لَأَوْ عَتَقْنَا الرَّحْمَنُ أَدْخَلَهُمُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمَلُوهَا وَلَا خَيْرَ قَدَمُوهَا
 فَيُقَالُ لَهُمْ لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلَهُ مَعَهُ وَقَالَ الْحَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ
 حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْبَسُ الْمُؤْمِنُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَهْمُوا

فَرَأَى تِلْكَ حَسَنَةً يَضَاعِفُهَا، اتمہ ذرہ بہر ظلم نہیں کرتا اور اگر نیکی ہو تو اس کو بڑھاتا ہے۔ پس نبی، فرشتے اور مومن شفاعت کریں گے پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اب میری شفاعت باقی رہ گئی ہے وہ دوزخ قدرت کی سمٹی بھرے گا تو ان لوگوں کو نکالے گا جو جل گئے ہوں گے ان کو جنت کے سامنے بہر میں ڈالا جائے گا جس کو آبیات کا اجاتا ہے وہ بہر کے کنارے پر ایسے تازہ ہوں گے جیسے دانہ سیلاب کے خس و خاشاک میں اگتا ہے تم نے اس کو پھیر کی جانب دیکھا ہے اور درخت کی جانب دیکھا ہے (پہاڑ کے سایہ اور درخت کے سایہ میں مختلف تر و تازہ ہوتا ہے) پس جو دانہ آفتاب کی جانب ہوتا ہے سفید ہوتا ہے اس میں تازگی نہیں ہوتی پس وہ آبیات سے نکلیں گے گویا کہ وہ موتی ہیں (چمکتے ہوں گے) اور ان کی گردنوں میں مہریں لگا دی جائیں گی وہ جنت میں داخل ہوں گے تو جنتی کہیں گے کہ یہ رحمن کے عتقار ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے کسی عمل کے بغیر جنت میں داخل کیا ہے جو انہوں نے عمل کیا ہو یا خیر آگے بھیجی ہو پھر ان سے کہا جائے گا تمہارے لئے وہ ہے جو دیکھو اور ایک مثل اس کے ساتھ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز مومن روکے جائیں گے یہاں تک کہ وہ اس کے باعث غمگین ہوں گے اور کہیں گے اگر ہم اپنے پروردگار کے حضور شفاعت

بِذَلِكَ يَقُولُونَ لَوْ اسْتَشْفَعْنَا إِلَىٰ رَبِّنَا فَيُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا يَا تَوْنُ
 آدَمُ يَقُولُونَ أَنْتَ آدَمُ يَقُولُونَ أَنْتَ آدَمُ الْبَوَالِنَاسِ خَلَقَكَ اللَّهُ
 بِيَدِهِ وَأَسْكَنَكَ جَنَّةً وَأَمَجَّدَكَ مَلَأَ بَيْتَكَ وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ
 شَيْءٍ إِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّكَ حَتَّىٰ يُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا هَذَا يَقُولُ
 لَسْتُ هُنَاكُمْ قَالَ فَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ أَكْلَهُ مِنَ الشَّجَرَةِ
 وَقَدْ نَهَىٰ عَنْهَا وَلَكِنْ اسْتَوَىٰ نُوحًا أَوَّلَ نَبِيِّ بَعَثَهُ اللَّهُ إِلَىٰ الْأَرْضِ
 يَا تَوْنُ نُوحًا يَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ
 سُؤَالَهُ رَبَّهُ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَكِنْ اسْتَوَىٰ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلَ الرَّحْمَنِ قَالَ
 يَا تَوْنُ إِبْرَاهِيمَ يَقُولُ إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ ثَلَاثَ كَلِمَاتٍ
 كَذَّبَهُنَّ وَلَكِنْ اسْتَوَىٰ مُوسَىٰ عَبْدًا أَتَاهُ الْمَوْرَاتُ وَكَلَّمَهُ وَقَرَّبَهُ

طلب کریں تو ہمیں اس حال سے نجات دے، وہ حضرت آدمؑ کے پاس آئیں گے اور کہیں گے،
 آپ آدمؑ میں لوگوں کے باپ ہیں اللہ نے آپ کو اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا اور آپ کو جنت میں سکونت
 دی اور آپ کے لئے اپنے فرشتوں سے سجدہ کرایا اور آپ کو ہر شئی کے نام کی تعلیم دی۔ اپنے رب کے
 پاس ہماری شفاعت کریں حتیٰ کہ اس جگہ ہمیں آرام دے وہ کہیں گے میں تمہاری شفاعت کرنے والا نہیں
 ہوں۔ حضور نے فرمایا وہ اپنی خطا ذکر کریں گے جو درخت سے کھانے میں کی تھی حالانکہ اس سے انہیں منع
 کیا گیا تھا لیکن تم نوح کے پاس جاؤ وہ پہلے نبی ہیں جنہیں اللہ نے زمین میں بسنے والوں کی طرف بھیجا تھا۔ وہ
 نوحؑ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں تمہاری شفاعت نہیں کروں گا اور اپنی خطا ذکر کریں گے
 جو انہوں نے کی تھی وہ ان کا اپنے رب سے بغیر علم کے سوال کیا تھا کہ کوئی کافر زمین پر زندہ نہ رہے دے
 لیکن تم ابراہیمؑ کے پاس جاؤ وہ خدا کے رمان کے خاص محبوب ہیں۔ وہ ابراہیمؑ علیہ السلام کے پاس آئیں گے

نَحِيًّا قَالَ يَا تُونُ مَوْسَى فَيَقُولُ إِنِّي لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذْكُرُ خَطِيئَتَهُ
الَّتِي أَصَابَ قَتْلَهُ النَّفْسَ وَلَكِنَّ اسْمًا عَيْسَى عَبْدَ اللَّهِ وَرَسُولَهُ وَ
رُوحَ اللَّهِ وَكَلِمَتَهُ قَالَ يَا تُونُ عَيْسَى فَيَقُولُ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَلَكِنْ
اسْمُ مُحَمَّدٍ عَبْدًا غَفَرَ اللَّهُ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ
يَا تُونِي فَاسْتَاذِنُ عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ فَيُؤْذِنُ لِي عَلَيْهِ فَإِذَا رَأَيْتَهُ وَقَعْتُ
لَهُ سَاجِدًا فَيَدْعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُنِي فَيَقُولُ ارْفَعْ مُحَمَّدًا وَقُلْ
تُسْمِعُ وَاشْفَعُ تَشْفَعُ وَسَلْ تُعْطَى قَالَ فَاَرْفَعُ رَأْسِي فَأُثْبِتُ عَلَى رَبِّي
بِنَاءً وَتَحْمِيدًا يُعَلِّمُنِيهِ ثُمَّ اشْفَعُ فَيُحَدِّثُنِي حَدًّا فَاُخْرِجُهُمْ فَاَدْخِلُهُمُ
الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةُ وَسَمِعْتُهُ أَيْضًا يَقُولُ فَاُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ
وَادْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَعُوذُ فَاسْتَاذِنُ عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ فَيُؤْذِنُ

وہ فرمائیں گے میں تمہاری شفاعت نہیں کروں گا اور تین کلمات ذکر فرمائیں گے جو از روئے کذب کہے تھے
لیکن تم موسیٰ کے پاس جاؤ وہ اللہ کے ایسے بندہ ہیں کہ ان کو اللہ نے ثورات دی اور ان سے کلام کیا اور
انہیں قریب کر کے سرگوشی کی تھی۔ وہ موسیٰ "علیہ السلام" کے پاس آئیں گے تو وہ فرمائیں گے میں تمہاری شفاعت
نہیں کر سکتا ہوں اور اپنی خطاؤں ذکر کریں گے جو انہوں نے کی ایک شخص کو قتل کیا تھا لیکن تم عیسیٰ کے پاس جاؤ
وہ اللہ کے عبد، رسول، روح اور کلمہ ہیں۔ وہ عیسیٰ "علیہ السلام" کے پاس آئیں گے تو وہ کہیں گے میں اس لائق
نہیں ہوں تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ وہ اللہ کے عبد ہیں۔ اللہ نے ان کے اگلے پچھلے گناہ
دو جود سے پہلے، معاف کر دیئے ہیں۔ وہ میرے پاس آئیں گے میں اللہ تعالیٰ کے حضور اجازت طلب کروں گا تو
مجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی جب میں اللہ کو دیکھوں گا اس کے لئے سجدہ میں گر جاؤں گا
اللہ تعالیٰ جتنا اسے منظور ہوگا سجدہ میں رہنے دے گا پھر فرمائے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم "سراٹھائیے اور

لِي عَلَيْهِ إِذَا رَأَيْتَهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا فَيَدْعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُنِي
 ثُمَّ يَقُولُ أَرْفَعُ مُحَمَّدًا وَقُلْ تَسْمَعُ وَأَشْفَعُ تُشْفَعُ وَسَلْ تُعْطُ قَالَ
 فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأُثْنِي عَلَى رَبِّي بِتَبَاءٍ وَتَحْمِيدٍ يَعْلَمُنِيهِ قَالَ ثُمَّ أَشْفَعُ
 فَيَحْدِلِي حَدًّا فَأُخْرِجُهُمْ فَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةَ وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ
 فَأُخْرِجُهُمْ فَأُخْرِجُهُمُ مِنَ النَّارِ وَأُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ ثُمَّ أَحْوَدُ الثَّلَاثَةَ
 فَاسْتَاذِنَ عَلَى رَبِّي فِي دَارِهِ فَيُؤْذَنُ لِي عَلَيْهِ إِذَا رَأَيْتَهُ وَقَعْتُ سَاجِدًا
 فَيَدْعُنِي مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَدْعُنِي ثُمَّ يَقُولُ أَرْفَعُ مُحَمَّدًا وَقُلْ تَسْمَعُ
 وَأَشْفَعُ تُشْفَعُ وَسَلْ تُعْطُ قَالَ فَأَرْفَعُ رَأْسِي فَأُثْنِي عَلَى رَبِّي بِتَبَاءٍ
 وَتَحْمِيدٍ يَعْلَمُنِيهِ قَالَ ثُمَّ أَشْفَعُ فَيَحْدِلِي حَدًّا فَأُخْرِجُهُمْ
 الْجَنَّةَ قَالَ قَتَادَةَ وَقَدْ سَمِعْتُهُ يَقُولُ وَأُخْرِجُهُمْ مِنَ النَّارِ

بات کیجئے سنی جائے گی شفاعت کیجئے قبول کی جائے گی اور سوال کیجئے عطا کیا جائے گا فرمایا پس میں اپنا
 سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی وہ ثنا اور حمد کروں گا جو مجھے وہ سکھائے گا پھر میں شفاعت کروں گا تو
 میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی یعنی اس قسم کے گناہ گار دوزخ سے نکالیں) میں ان کو دوزخ سے
 نکالوں گا اور جنت میں انہیں داخل کروں گا۔ قنادہ نے کہا میں نے حضور سے یہ بھی سنا آپ فرماتے
 تھے میں نکلوں گا اور ان کو دوزخ سے نکالوں گا اور جنت میں داخل کروں گا پھر دوسری بار اللہ کے حضور
 جاؤں گا اور اجازت طلب کروں گا تو مجھے اجازت دی جائے گی جب میں اللہ کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا
 اللہ کو جتنا منظور ہو گا مجھے سجدہ میں رہنے دے گا پھر فرمائے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم "سر اٹھاؤں اور بات کہیں
 سنی جائے گی شفاعت فرمائیں قبول کی جائیں گی اور سوال کریں عطا کیا جائے گا۔ فرمایا میں اپنا سر اٹھاؤں گا
 اور اپنے رب کی حمد و ثنا کروں گا جو مجھے وہ سکھائے گا فرمایا پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لئے ایک حد

وَادْخُلْهُمْ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ مَا يَبْقَىٰ فِي النَّارِ إِلَّا مِنْ حَبْسَةٍ الْقُرْآنِ
 آيٌ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخُلُودُ قَالَ ثُمَّ تَلَاهُ هَذِهِ الْآيَةَ عَسَىٰ أَنْ
 يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا قَالَ وَهَذَا الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ
 الَّذِي وَعَدَهُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مقرر کی جائے گی جس قسم کے گناہ گاروں کو نکالوں) میں ان کو دوزخ سے نکالوں گا اور ان کو جنت میں داخل کروں گا پھر تیسری بار اللہ کے دربار میں حاضر ہوں گا اور اس سے اجازت چاہوں گا تو مجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر جاؤں گا جس قدر اللہ چاہے گا مجھے سجدہ میں رہنے دے گا پھر فرمائے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم "سر اٹھائیں بات کریں سنی جائے گی، شفاعت کریں قبول کی جائے گی سوال کریں عطا کیا جائے گا فرمایا میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اپنے رب کی حمد و ثناء کروں گا جو مجھے وہ تعلیم دے گا پھر میں شفاعت کروں گا اور میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی جس قسم کے گناہ گاروں کی شفاعت کروں) میں ان کو دوزخ سے نکالوں گا اور جنت میں انہیں داخل کروں گا۔ قتادہ نے کہا میں نے حضور کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نکلوں گا اور دوزخ سے نکالوں گا اور جنت میں انہیں داخل کروں گا۔ یہاں تک کہ دوزخ میں کوئی باقی نہ رہے گا مگر وہ باقی رہے گا جس کو قرآن نے روکا ہوگا۔ یعنی اس پر واجب ہو گیا ہوگا کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہے (مشک اور منافق) پھر حضور نے یہ آیت کریمہ "عَسَىٰ أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا" پڑھی یہ مقام محمود ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا ہے۔

شرح : قوله فَأَرْقَاهُمْ، دنیا میں ہر ان کے زیادہ محتاج تھے جو اُس دن میں محتاج ہیں۔ ان میں سے ہر ایک مُفَضَّل اور مُفَضَّل عَلَيْهِ

۶۹۸۶

ہے لیکن دوزبانوں کے اعتبار سے یعنی ہم اپنے اقارب اور ساتھیوں سے جن کی طرف معیشت میں محتاج تھے تیری طاعت کرتے ہوئے اور دین کے دشمنوں سے قطع تعلق کرتے ہوئے ہم ان سے جدا ہو گئے تھے۔ غرضیکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور گریہ زاری کریں گے کہ ان سے یہ حال دور کر دے وہ دوزخ میں ان کے ساتھی ہونے سے خوفزدہ ہوں گے۔ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی طرف صورت کی نسبت کی گئی ہے لیکن صورت یعنی

صفت ہے صورتوں جیسی صورت نہیں صرف بطور مشاکلت صورت کا اطلاق کیا ہے جیسے تَعَلَّمَ مَا فِي نَفْسِي وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ، میں اللہ کی ذات پر نفس کا اطلاق بطور شکالت ہے جیسے اللہ شئی ہے لیکن اشیاء جیسا نہیں۔ نیز صورت میں ایک حد یا کئی حدود نے احاطہ کیا ہوتا ہے اللہ کا کسی حد نے احاطہ نہیں کیا بلکہ وہ ہر شئی پر محیط ہے۔ اس سے مجسمہ نے استدلال کیا کہ اللہ کا جسم ہے اس لئے اس کی صورت ہے لیکن جب صورت بمعنی صفت یا علامت ہے تو استدلال ہی باطل ہے جبکہ دلیل اور علامت پر صورت کا اطلاق ہوتا ہے قولہ غیر صورتہ، یعنی جو انہوں نے پہلی مرتبہ اس کی صورت دیکھی تھی۔ ہو سکتا ہے اس سے وہ صورت مراد ہو جو انہوں نے ابتداء آفرینش میں جبکہ صلب آدم سے نکالے گئے تھے اس وقت پہچانا ہو اور جب دنیا میں آئے تو ان کو بھلا دیا پھر آخرت میں انہیں یاد دلائے گا۔

قولہ يَكْتَفُ عَنْ سَاقٍ، ساق سے سختی اور قیامت کے دن کی شدت مراد ہے۔ یعنی اس روز شدت اور ہیبت ناک امر ظاہر ہوگا۔

قولہ طبقاً واحداً، طبق سے مراد ریڑھ کی ہڈی ہے۔ یعنی پشت تختہ کی مثل ہو جائے اور وہ سجدہ نہ کر سکے گا اس سے بعض لوگوں نے استدلال کیا کہ یہ تکلیف مالا یطاق، جائز ہے یعنی جس کی انسان میں طاقت نہ ہو اس کو وہ کرنے کی تکلیف دی جائے لیکن یہ تکلیف مالا یطاق نہیں بلکہ اس میں منافقوں کی ذلت اور رسوائی ہے جبکہ وہ دنیا میں اپنے آپ کو اپنے گمان میں اُن مومنوں میں داخل کرتے تھے جو دنیا میں اللہ کے حضور سجدے کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ ان کے سجدوں میں ان کی ریاکاری کو جانتا تھا۔ اس لئے ان کو آخرت میں سجدہ کے لئے بلایا جائے گا جیسے مخلص مومنوں کو سجدہ کرنے کے لئے کہا جائے گا لیکن منافق سجدہ نہ کر سکیں گے اور ان کی پشت تختہ کی طرح ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ ان کی منافقت ظاہر کر دے گا۔

قولہ فَنَاجِ سُلَيْمَ الْوَحْيِ، یعنی پلصراط سے گزرنے والے تین قسم کے لوگ ہوں گے ایک قسم وہ ہے جو صحیح سلامت گزر جائیں گے اور نجات پائیں گے اور دوسری قسم وہ لوگ ہیں جو زخمی ہوتے ہوئے گزر جائیں گے، تیسری قسم وہ لوگ ہیں جو دوزخ میں گزر جائیں گے اور دوزخ میں سے سب سے آخر نجات پانے والا گھسٹا ہوا باہر نکالے گا۔ قولہ فِي اخْوَانِهِمْ، یہ اور للجبّار مناشدہ مقدار سے متعلق ہے اور فِي اخْوَانِهِمْ ما قبل سے ہلکا مقدم ہے یعنی جب وہ دیکھیں گے کہ انہیں نجات مل گئی ہے تو يَقُولُونَ فِي اخْوَانِهِمْ، اپنے بھائیوں سے متعلق کہیں گے کہ وہ ہمارے ساتھ نماز روز کرتے تھے۔

قولہ ذَرَّةً، جو دیوار کے سوراخ میں سورج کی شعاع داخل ہونے سے باریک سے ذرات نظر آتے ہیں۔ قولہ بغير عمل الخ یعنی انہوں نے نہ تو دنیا میں کوئی عمل کیا اور نہ ہی دنیا میں کوئی نیک کام آخرت کے

۶۹۸۷ — حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِي رَاهِمٍ

قَالَ حَدَّثَنِي عَمِّي قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي
النَّسَبِيُّ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُرْسِلَ إِلَى الْأَنْصَارِ
فَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ وَقَالَ لَهُمَا صَبِرُوا حَتَّى تَلْقُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنِّي عَلَى

الْحَوْضِ ۶۹۸۸ — حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ
عَيْنِ ابْنِ جَرِيْمٍ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَجُولِيِّ عَنْ طَاوُسِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ

لئے کیا یعنی ان میں صرف ایمان ہوگا اس پر زائد کوئی عمل اور نیکی نہ ہوگی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے
کہ نبیوں، فرشتوں اور مومنین کی شفاعت ان لوگوں کے لئے ہوگی جن میں صرف ایمان ہوگا۔ ہو سکتا ہے
ان کے نیک عمل ہوں جو اللہ ہی جانتا ہو۔ واللہ ورسولہ اعلم!

حل لغات ، مِدْحَصَةٌ ، مَزْلَكٌ ، پھسلنے کی جگہ۔ خَطَا طَيْفٌ جمع خطاف ، لوط ہے
جن کے سرے ٹیڑھے کئے ہوں۔ كَلَالِيْبٌ ، خَسَكَةٌ اور خَطَا طَيْفٌ ہم
ہیں۔ یعنی کانٹے۔ مَفْطِيْحَةٌ ، چوڑے۔ عَقِيْفَاءٌ ، ٹیڑھے کانٹے۔ طَرْفٌ ، آنکھ کا اشارہ۔
بَرْقٌ ، بجلی کی جھمک۔ رِيْحٌ ، ہوا۔ اجاوید جمع اجواد ، اجواد جمع جواد ، تیز گھوڑے۔ اجاوید جمع الجمع
ہے۔ رِكَابٌ ، اونٹ۔ مُسَلَّمٌ ، صحیح سلامت۔ مَخْدُوْشٌ ، زخمی۔ مَكْدُوْشٌ ، گرنے والا۔
خَوَاتِيْمٌ ، سونے کی اشیاء جو دوزخ سے نکلنے والوں کی گردنوں میں لٹکائی جائیں گی۔

ترجمہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
۶۹۸۷ — علیہ وسلم انصار کو پیغام بھیجا اور ان کو ایک قبۃ میں جمع کیا اور ان
سے فرمایا تم صبر کرو حتیٰ کہ اللہ اور اس کے رسول سے ملاقات کرو میں حوض کوثر پر ہوں گا۔

۶۹۸۷ — شرح : اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی تعبیر موت اور قیامت کے دن سے کی جاتی
ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو حوض ہیں ایک قیامت میں دوسرا
جنت میں حوض ہوگا اس میں معتزلہ کا رد ہے جو حوض کا انکار کرتے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت

كَانَ الشَّيْءُ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَهَيَّأَ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ اللَّهُمَّ
 رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قِيَمُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ
 رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَاوَاتِ
 وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَ
 لِقَاؤُكَ الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اللَّهُمَّ لَكَ
 اسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ خَاصَمْتُ وَبِكَ
 حَاكَمْتُ فَاعْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا
 أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَقَالَ قَيْسُ بْنُ
 سَعْدٍ وَأَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ قِيَامُ وَقَالَ مُجَاهِدٌ الْقِيَوْمُ الْقَائِمُ
 عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَقَرَأَهُمُ الْقِيَامُ وَكِلَاهُمَا مَدْحٌ

والے حوض سے پانی پلائیں گے جہاں بعض مرتدوں کو پانی دینے سے فرشتے روک دیں گے

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات تہجد

کی نماز پڑھتے تو فرماتے : اے اللہ ہمارے رب! تیرے ہی لئے حمد

۶۹۸۸ —

شاد ہے تو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے بہ کوروشن کرنے والا ہے تو حق ہے تیرا کلام حق ہے

تیرا وعدہ ہے حق ہے تیری بلاقات حق ہے دوزخ حق ہے قیامت حق ہے اے اللہ! میں تیرے لئے

اسلام لایا اور تیرے ساتھ ایمان لایا تجھ پر توکل کیا اور تیری طرف جھکا لایا اور

تیری ہی طرف محاکمہ لایا مجھے بخش دے جو میں نے پہلے گناہ کئے اور جو بیچھے کئے اور جو خفیہ کئے اور جو

علانیہ کئے اور جو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تیرے سوا کوئی حق معبود نہیں۔ بخاری نے کہا قیس بن سعد

ابو الزبیر نے طائوس سے قیوم کی جگہ روایت کیا ہے اور مجاہد نے کہا قیوم وہ ہے جو ہر شئی پر قائم ہو۔ عمر فاروق

۶۹۸۹۔ حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا ابُو اسَامَةَ
حَدَّثَنِي الْأَعْمَشُ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ ابْنِ حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيَكَلِمُهُ رَبُّهُ لَيْسَ
بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجَمَانٌ وَلَا حِجَابٌ يُجْبَهُ

نے قیام پڑھا ہے اور وہ دونوں (قیوم و قیام) صفت مدح ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا :
”فور السموات“ سے مراد آسمان والوں کی ہدایت۔

۶۹۸۸ شرح : حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آیت الکرسی میں لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ
الْقِيَامُ پڑھا ہے اس کا وزن فعال ہے مبالغہ کا صیغہ ہے اسی
طرح قیوم بھی مبالغہ کا صیغہ ہے۔ ابو عبیدہ اور ابن مثنیٰ نے کہا۔ قیوم بروزن فیعول ہے جو ہمیشہ قائم رہے
خطابی نے کہا قیوم ہر شئی کی رعایت میں ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔

حلیبی نے کہا قیوم وہ ہے جو اپنی مخلوق پر قائم ہو اور اس کی حسب ارادہ تدبیر کرے قیوم اور قیام
دونوں مدح کے لئے مبالغہ کے صیغے ہیں مدح کے غیر میں استعمال نہیں کئے جاتے لیکن قیوم مذمت میں
بھی استعمال ہوتا ہے۔ کتاب الاسنی فی الاسماء الحسنی میں ہے انسان کی وصف قیوم کے ساتھ جائز ہے
قیوم کے ساتھ جائز نہیں امام غزالی مقصد میں ذکر کیا۔ قیوم وہ ہے جو بذات خود قائم ہو۔ اور غیر کو قائم رکھے
یہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے (یعنی) (ع ۱۰۵۸ ج ۲: کی شرح دیکھیں)

۶۹۸۹ توجہ : عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تم میں سے کوئی نہیں مگر عنقریب اس دنیا اس سے کلام کریگا
اس کے اور اس کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا اور نہ ہی حجاب ہوگا جو اس کو پردہ میں رکھے۔

۶۹۸۹ شرح : یعنی اس کے اور اللہ کے درمیان پردہ اٹھ جائے گا اور حجاب کے
اٹھنے کا معنی یہ ہے کہ مومنوں کے ابصار سے آفت کا ازالہ ہو جائیگا
جو اللہ کی رؤیت سے مانع ہے۔ دراصل حجاب رائی اور مرنی کے درمیان پردہ ہے یہاں اس سے مراد
ابصار کو رؤیت سے منع کرنا ہے (یعنی)

۶۹۹۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَيْبِ

ابْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرٍ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ
عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ جَنَّاتٍ مِنْ فِضَّةٍ أُنْتَهَمَا
وَمَا فِيهِمَا وَجَنَّاتٍ مِنْ ذَهَبٍ أُنْتَهَمَا وَمَا فِيهِمَا وَمَا بَيْنَ الْقَوْمِ
وَبَيْنَ أَنْ يَنْظُرُوا إِلَىٰ رَبِّهِمَا إِلَّا رِءَا أَلْكِبْرَ عَلَىٰ وَجْهِهِ فِي جَنَّةِ عَدْنٍ
۶۹۹۱۔ حَدَّثَنَا الْحَمِيدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَعْيَنَ وَجَامِعُ بْنُ أَبِي رَاشِدٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ
عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اقْتَطَعَ مَالَ

ترجمہ : ابو بکر بن عبد اللہ بن قیس نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا دو جنتیں ایسی ہیں کہ ان کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے چاندی
کے ہوں گے اور دو جنتیں ایسی ہیں کہ ان کے برتن اور جو کچھ ان میں ہے سونے کے ہوں گے اور جنتی لوگوں اور
ان کا اپنے رب کو دیکھنے کے درمیان اس کی قدرت کے چہرے پر جنتِ عدن میں کبرائی کی چادر ہوگی۔

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ ترمذی میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں جنت کی خبر دیں
کہ وہ کس شئی سے بتائی گئی ہے فرمایا اس کی کچھ اینٹیں سونے اور کچھ چاندی کی ہیں۔ یہ حدیث باب کی حدیث
کے معارض ہے اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے سے مراد جنت کے تمام بہتوں وغیرہ کی وصف ہے اور دوسرے
سے مراد جنتوں کی دیواریں ہیں۔

قولہ الأرداء الکبر، یہ مشابہات سے ہے کیونکہ حقیقتہً نہ تو چادر ہے اور نہ ہی چہرہ ہے اس کو اللہ کے
مقوم کیا جاتا ہے یا وجہ (چہرہ) کی تاویل ذات سے کی جاتی ہے اور رداء (چادر) ذات کی صفت ہے جو مخلوقات
کی مشابہت سے پاک و صاف ہے۔ بعض علما نے کہا رداء سے اللہ کی عظمت کی طرف اشارہ ہے جیسے ایک روایت

أَمْرٍ مُسْلِمٍ بَيْنَ كَاذِبٍ لَقِيَ اللَّهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضَبَانُ قَالَ
عَبْدُ اللَّهِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِصْدَاقَهُ مِنْ
كِتَابِ اللَّهِ إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا
أُولَئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ الْآيَةُ

۶۹۹۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي صَالِحٍ السَّامِنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُنظَرُ إِلَيْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلَى
سِلْعَتِهِ لَقَدْ أُعْطِيَ بِهَا أَكْثَرَ مِمَّا أُعْطِيَ وَهُوَ كَاذِبٌ وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلَى

میں ہے کبریاء میری چادر ہے اور عظمت میرا ازار ہے محسوس کپڑے مراد نہیں ۔

قولہ فی جَنَّةِ عَدْنٍ قوم کے اعتبار سے ہے یعنی وہ جنتِ عدن میں ہوں گے ۔

ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۶۹۹۱۔ جس نے جھوٹی قسم کھا کر مسلمان کا مال غصب کر لیا وہ اللہ سے ملے گا حالانکہ

اللہ اس پر غضبناک ہوگا۔ عبد اللہ بن مسعود نے کہا پھر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ قبل ذکرہ کی کتاب
سے اس کا مصداق پڑھا " إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا أُولَئِكَ لَا خَلَاقَ
لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ الْآيَةُ " بے شک جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں سے قلیل ثمن
لیتے ہیں ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور اللہ ان سے کلام نہیں کرے گا

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۶۹۹۲۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تین شخصوں سے کلام نہ کرے گا اور نہ ان کو دیکھے گا

ایک وہ آدمی جو اپنے سامان کو فروخت کرنے کے لئے جھوٹی قسم کھاتا ہے کہ جو یہ دیتا ہے اس سے زیادہ اسے
دیا جاتا تھا دوسرا وہ آدمی جو عصر کے بعد جھوٹی قسم کھائے تاکہ اس کے ساتھ وہ مسلمان کا مال غصب کرے تیسرا

يَمِينٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ أَمْرِئٍ مُسْلِمٍ وَرَجُلٌ مَنَعَهُ
فَعُضِلَ مَا فِيهِ فَيَقُولُ اللَّهُ الْيَوْمَ أَمْنَعَكَ فَضْلِي كَمَا مَنَعْتَنِي فَضْلَ مَالِي
فَعُضِلَ يَدَاكَ

۶۹۹۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ
قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ الزَّمَانُ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيَاتِهِ يَوْمَ خَلَقَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ
السَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا مِنْهَا أَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ثَلَاثُ مُتَوَالِيَاتٍ ذُو الْقَعْدَةِ
وَذُو الْحِجَّةِ وَالْمُحَرَّمُ وَرَجَبٌ مُضَرَ الَّذِي بَيْنَ جُمَادَى وَشَعْبَانَ
أَيُّ شَهْرٍ هَذَا قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيُسَمِّيهِ
بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ قُلْنَا بَلَى قَالَ أَيُّ بَلَدٍ هَذَا قُلْنَا اللَّهُ

وہ آدمی جو زائد پانی منع کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز فرمائے گا آج میں تجھ سے اپنا فضل روک لیتا ہوں جیسے تو نے وہ زائد پانی روکا تھا جو تیرے ہاتھوں نے نہیں بنایا تھا۔

۶۹۹۲۔ شرح : یعنی زائد پانی جو روکا تھا اس کا حصول اور منبع سے نکلنا تیری قدرت میں نہ تھا بلکہ وہ اللہ کا اپنے بندوں پر انعام اور فضل و کرم ہے اس سے مراد وہ پانی ہے جن کا ظہور لوگوں کی کوشش سے اور ان کے اختیار سے نہیں جیسے چشموں اور سیلاب کا پانی بکنڈوں اور نہروں کا پانی مراد نہیں کیونکہ یہ انسان کی قدرت میں ہے اور اس کی کوشش سے یہ پانی حاصل ہوتا ہے اس کو روکنا ممنوع نہیں۔ (حدیث ع ۲۲۰۲ ج ۳ کی شرح دیکھیں)

توجہ : ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
۶۹۹۳۔ زمانہ اسی طل پر گھوم رہا ہے جس روز سے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین

وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ سَيَسْمِيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ
 أَلَيْسَ الْبَلَدُ قُلْنَا بَلَى قَالَ فَأَيُّ يَوْمٍ هَذَا قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ
 فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنَّا أَنَّهُ لَيَسْمِيهِ بِغَيْرِ اسْمِهِ قَالَ أَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ قُلْنَا
 بَلَى قَالَ فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ قَالَ مُحَمَّدٌ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَأَعْرَاضُكُمْ
 عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا
 وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ أَلَا تَرْجِعُونَ بَعْدِي
 ضُلًّا لَا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ أَلَا يُبَلِّغُ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ
 فَلَعَلَّ بَعْضٌ مَّنْ يُبَلِّغُهُ أَنْ يَكُونَ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضٍ مَّنْ سَمِعَهُ
 فَكَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا ذَكَرَهُ قَالَ صَدَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ
 قَالَ الْاَهْلُ بَلَّغْتُ الْاَهْلُ بَلَّغْتُ

پیدا کیا تھا سال کے بارہ ماہ ہیں ان میں سے چار مہینے حرام کے ہیں تین سلسل میں وہ ذوالفقہہ ذوالحجہ محرم
 اور رجب مضر جرمادی اور شعبان کے درمیان ہے یہ کونسا مہینہ ہے۔ ہم نے کہا اللہ ورسولہ اعلم! آپ
 خاموش رہے۔ یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ حضور اس نام کے بغیر۔ کوئی اور نام ذکر فرمائیں گے فرمایا کیا
 یہ ذوالحجہ نہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں؟ ”یہ ذوالحجہ ہے“ فرمایا یہ کونسا شہر ہے ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول
 زیادہ جانتے ہیں آپ خاموش رہے یہاں تک ہمارا خیال تھا کہ حضور اس نام کے بغیر اس کا کوئی اور نام
 ذکر فرمائیں گے فرمایا کیا یہ مکہ مکرمہ نہیں؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں۔ ”یہ مکہ مکرمہ ہے“ فرمایا یہ کونسا دن ہے؟
 ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ خاموش رہے حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ حضور
 اس نام کے بغیر اس کا کوئی اور نام ذکر فرمائیں گے فرمایا کیا یہ یوم نحر نہیں؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں یہ
 ”یوم نحر ہے“ فرمایا بے شک تمہارے خون، تمہارے مال محمد بن ہاشم نے کہا میرا خیال ہے کہ حضور نے فرمایا

بَابُ مَا جَاءَ فِي قَوْلِ اللَّهِ إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ۶۹۹۲ حَدَّثَنَا

مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي
عَثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كَانَتْ ابْنُ بَعْضِ بَنَاتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور تمہاری عز میں تم پر حرام ہیں جس طرح اس دن کی حرمت اس مہینہ میں اور اس شہر میں ہے تم عنقریب اپنے رب سے ملاقات کرو گے وہ تم سے تمہارے عملوں کے متعلق پوچھے گا تم میرے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں اڑنے لگو خبردار! جو شخص حاضر ہے وہ غائب کو یہ پہنچا دے شاید بعض لوگ جن کو یہ پہنچایا جائے وہ بعض سُننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوں۔ محمد بن سیرین جب یہ ذکر کرتے تو کہتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا ہے پھر فرمایا خبردار! میں نے پہنچا دیا میں نے پہنچا دیا“

شرح : رجب کو قبیلہ مضر کی طرف اس لئے منسوب کیا کہ وہ دوسرے لوگوں کی نسبت اس کی حرمت کی بہت حفاظت کرتے تھے اور انہوں نے اس کو اپنی جگہ

— ۶۹۹۳ —

سے تبدیل نہیں کیا تھا اور جادی اور شعبان کے درمیان کہنے میں تاخیر والاتک و شبہ زائل کیا یا تاکید کے لئے فرمایا۔ قرآن کریم میں ہے ”إِنَّمَا النَّسِيءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ“ یعنی ایک مہینہ کی حرمت کو دوسرے مہینہ کی حرمت تک تاخیر کرنا کفر میں زیادتی ہے جبکہ وہ حرام کا مہینہ حلال کر لیتے اور اس کی جگہ دوسرا مہینہ حرام کر دیتے تھے حتیٰ کہ انہوں نے حرام کے مہینوں کی تخصیص اڑا دی تھی۔ وہ سال کے مطلق چار مہینوں کو حرام کرتے تھے کبھی وہ سال کے تیرہ یا چودہ مہینے کر دیتے تھے۔ یہ کفر میں مزید زیادتی تھی۔ حدیث شریف کے معنی یہ ہیں۔ مہینے اپنے اصل حال کی طرف لوٹ آئے ہیں اور حج بھی ذوالحجہ میں عود کر آیا ہے اور مشرکوں کی تبدیلیاں محکم کر دی گئی ہیں اُس سال اتفاقاً حجۃ الوداع کا مہینہ ذوالحجہ تھا۔

(اس حدیث کی تفصیل حدیث ۶۵ ج : ۱ کی شرح میں دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا إِشْرَادِ اللَّهِ كِي رَحْمَتٍ مُّخْلِصٍ لِّوَكُوفِ كِي قَرِيبٌ

قیاس کا مقتضی یہ ہے کہ قَرِيبٌ فرمایا جاتا لیکن قَرِيبٌ اس لئے فرمایا کہ فعلیل معنی فاعل کبھی مفعول کے معنی پر محمول کیا جاتا ہے یا رحمت ترحم کے معنی میں ہے یا اس کا موصوف محذوف ہے یعنی اللہ

لِقَضِي فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهَا فَأَرْسَلَتْ أَنَّ لِلَّهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى
 وَكُلُّهُ إِلَى أَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرُوا لِحَسْبِ فَأَرْسَلْتُ إِلَيْهِ فَأَقْسَمْتُ عَلَيْهِ
 فَقَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقُمْتُ مَعَهُ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَ
 أَبِي بَنُ كَعْبٍ وَعِبَادَةُ بْنُ الصَّامِتِ فَلَمَّا دَخَلْنَا نَا وَلَوْ أَرْسَلَهُ اللَّهُ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِيَّ وَنَفْسُهُ تَقْلَقُلُ فِي صَدْرِهِ حَسْبَتْهُ قَالَ
 كَانَهَا شَنَّةٌ فَبَكَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَعْدُ بْنُ
 عِبَادَةَ أَتَبَكِي فَقَالَ إِنَّمَا يَرْحَمُ اللَّهُ مَنِ عِبَادَةَ الرَّحْمَاءِ

کی رحمت قریب شئی ہے اس کا موصوف شئی ہے یا اس کا وزن شہیق و زفیر کی طرح مصدر کا وزن ہے اس لئے
 تذکیر و تانیث کے برابر ہونے میں اس کو مصدر کا حکم دیا گیا۔
 رحمت کی دو قسمیں ہیں ایک صفت ذات دوسری صفت فعل، صفت ذات کی تقدیر پر معنی یہ ہیں تا بعد
 لوگوں کو ثواب دینے کا ارادہ کرنا اور صفت فعل کی تقدیر پر معنی یہ ہیں کہ بادل چلانے اور بارش نازل کرنے میں
 اللہ کا فضل محسن کے قریب ہے۔ گویا کہ یہ ان کے لئے رحمت ہے کیونکہ یہ اس کی قدرت اور ارادہ سے نازل
 ہوتی ہے۔

توجہ : اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۶۹۹۲

عیدِ عظمیٰ کی ایک ماجراوں۔ زینب کا بیانات بعد ازاں انہوں نے حضور

کو پیغام بھیجا کہ آپ تشریف لائیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام کا جواب دیا کہ اللہ کا تھا جو اس نے قبض
 کیا اور اسی کا ہے جو اس نے دیا ہے اور ہر شئی مقرر مدت تک ہے وہ صبر کریں اور ثواب کی طلب رہیں شہزاد
 نے پھر پیغام بھیجا اور حضور کو قسم دی کہ ضرور تشریف لائیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور آپ کے
 ساتھ ہیں۔ معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور جادہ بن صاحب بھی کھڑے ہوئے جب ہم گھر میں داخل ہوئے تو گھر
 والوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچہ دیا جبکہ اس کی روح سینہ میں ہے قرار سنی میرا خیال ہے کہ فرمایا
 گویا کہ وہ پرانی مشک سنی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوپٹے۔ سعد بن جادہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۶۹۹۵۔ حدیث صحیح بخاری جلد ۱۰، باب ۱۰، حدیث ۱۰۰۰۰

قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ الْأَعْمَرِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اخْتَصَمَتِ الْجَنَّةُ
وَالنَّارُ إِلَى رَبِّهَا فَقَالَتِ الْجَنَّةُ يَا رَبِّ مَا لَهَا لِأَيْدِي خَلْقِهَا الْأَوْضَعَاءُ
النَّاسِ وَسَقَطَهُمْ وَقَالَتِ النَّارُ يَا رَبِّ أَدْبُرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ فَقَالَ لِلْجَنَّةِ
لِلنَّارِ أَنْتِ عَذَابِي أُصِيبُ بِكِ مِنْ أَشَاءُ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمْ
رَحْمَتِي قَالَ مَلُؤُهَا قَالَ فَمَا الْجَنَّةُ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُظْلِمُ مِنْ خَلْقِهِ أَحَدًا
وَأَنَّهُ يُنْتَقَى لِلنَّارِ مِنْ أَشَاءٍ فَيُلْقَوْنَ فِيهَا فَيَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ
وَيُلْقَوْنَ فِيهَا فَيَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ ثَلَاثًا حَتَّى يَضَعُ قَدَمَهُ فِيهَا
فَتَمْتَلِئُ وَتَرُدُّ بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ وَتَقُولُ قَطُّ قَطُّ قَطُّ

آپ رو رہے ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے رحم کرنے والے بندوں پر رحم کرتا ہے (حدیث صحیح بخاری ج ۱۰، باب ۱۰، حدیث ۱۰۰۰۰ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا جنت اور دوزخ نے اپنے رب کے پاس جھگڑا کیا۔ جنت نے

۶۹۹۵۔

کہا اے میرے پروردگار اس کا کیا حال ہے کہ اس میں صرف کمزور لوگ اور غریب داخل ہوں گے اور دوزخ

نے کہا میں متکبروں کے لئے خاص کی گئی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا تو میری رحمت ہے اور دوزخ

سے فرمایا تو میرا عذاب ہے تیرے ساتھ میں جسے چاہوں عذاب دوں گا تم دونوں میں سے ہر ایک نے بھرنے

ہے۔ بہر حال جنت سب سے تک اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرتا اور دوزخ کے لئے جو ہے گا

پیدا کرے گا اور ان کو دوزخ میں ڈالا جائے گا وہ کہے گی کیا اور میں؟ ابھی اور بھی گنجائش ہے اس میں لوگوں کو

جائے گا۔ وہ کہتی جائے گی کیا اور میں ابھی اور بھی گنجائش ہے۔ تین بار اس میں لوگ ڈالے جائیں گے (وہ ہر حال میں)

۶۹۹۶۔ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ عَنْ

قَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِيُصِيبَنَّ أَقْوَامًا
سَفَعٌ مِنَ النَّارِ يَذُوبُ أَصَابُهَا عُقُوبَةٌ ثُمَّ يُدْخِلُهُمُ اللَّهُ الْجَنَّةَ
بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ فَيُقَالُ لَهُمُ الْجَهَنَّمِيُّونَ قَالَ هَمَامٌ حَدَّثَنَا قَادَةُ

کہے گی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس میں قدرت کا قدم رکھے گا تو وہ بھر جائے گی اور اس کے بعض دوسرے
بعض سے مل جائیں گے اور کہے گی بس بس بس۔

شرح : جنت اور دوزخ میں جھگڑا ان کی خصومت کے مشابہ حال سے مجاز
۶۹۹۵۔ ہے۔ حقیقت بھی تصور ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان میں نطق پیدا

فرمادے جیسے بعض حیوانات اور جمادات کا نطق معروف ہے جنت و دوزخ کا اختتام ان میں رہنے والوں
کے سبب ایک دوسرے پر افتخار ہے قولہ مالہا، اس میں متکلم سے غائب کی طرف التفات ہے۔ کیونکہ سیاق
یہ ہے کہ مائی، میرا کیا حال ہے، کہا جاتا۔ لیکن غائب کی طرف التفات کرتے ہوئے مالہا فرمایا کہ اس کا کیا
حال ہے؟ قولہ ضَعَفَاءُ النَّاسِ دَسَقَطُوهُمْ، یعنی جنت نے کہا میرا کیا حال ہے کہ مجھ میں ناتواں اور وہ
لوگ آئیں گے جو اعتبار سے ساقط ہیں اور وہ فقراء ہیں جو عاجز اور متواضع ہیں اس حدیث میں یہ متفرد ہے
کہ اللہ تعالیٰ دوزخ کے لئے مخلوق پیدا کرے گا۔ اس مقام میں معروف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جنت کے لئے
لوگ پیدا کرے گا اور دوزخ میں قدرت کا قدم رکھے گا جس سے وہ بھر جائے گی۔ کرمانی نے کہا یہ
حدیث سورہ قی میں اس کے برعکس مذکور ہے اس میں یہ ہے کہ دوزخ بھر جائے گی اور اللہ تعالیٰ اپنی کسی
مخلوق پر ظلم نہیں کرے گا اور جنت کے لئے اللہ تعالیٰ مخلوق پیدا کرے گا جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے بعض نے کہا
یہ وہم ہے کیونکہ غیر عاصی کو عذاب دینا اللہ تعالیٰ کے کرم کے لائق نہیں البتہ انعام کی کچھ اور صورت ہے وہ
نافرمان پر کیا جاسکتا ہے۔ کرمانی نے کہا جو شخص گنہگار نہ ہو اس کو عذاب دینے میں کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ
اس کو عذاب دے تو عدل ہے اور جنت کے لئے مخلوق پیدا کرنا دوزخ کے لئے پیدا کرنے کے منافی نہیں اللہ تعالیٰ
جو چاہے کر سکتا ہے لہذا حدیث کو وہم پر محمول کرنے کی ضرورت نہیں۔ قولہ قد رتہ، یہ مشابہات سے ہے یا اس
نقدّم مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ دوزخ میں وہ لائے گا جو عذاب کے مستحق اس کے لئے رکھے گئے ہیں یا ایک مخلوق

حَدَّثَنَا انسٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُمْسِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ

أَنْ تَزُولَا ۴۹۹۷ - حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ

عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ جَاءَ حَبْرٌ

إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللَّهَ يَضَعُ السَّمَاءَ

عَلَى إِصْبَعٍ وَالْأَرْضَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالنَّهَارَ

کا نام ہی قدم ہے یا وضع قدم کے معنی ہیں کہ اللہ اس کو زبردت شدید کرے گا یا معنی یہ ہیں کہ دوزخ کو تسلی دے گا جیسے کہا جاتا ہے بجعلتہ تحت رجلی ووضعتہ تحت قدحی، اس میں تسکین و

اطمینان مراد ہے۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کچھ لوگوں کو ان کے گناہوں کے سبب جو انہوں نے کسب

کئے عقوبت اور عذاب کے طور پر آگ کی سخت گرمی پہنچے گی (جس سے وہ مجلس جائیں گے) پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے فضل سے ان کو جنت میں داخل کرے گا ان لوگوں کو جہنمی کہا جائے گا۔ ہمام نے کہا ہمیں قتادہ نے خبر دی انہوں نے کہا مجھ سے انس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

شرح: اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ بعض مومن بھی دوزخ میں جائیں گے

پھر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے دوزخ سے نجات پائیں گے جبکہ آگ

کے شعلوں سے ان کے رنگ سیاہ ہو گئے ہوں گے اور بطور علامت ان کی گردنوں میں علامت رہنے دی جائے گی اس لئے اہل جنت ان کو جہنمی کہیں گے۔ قولہ وقال ہمام " اس سے غرض یہ ہے کہ پہلے اسناد میں عنعنہ

ہے یعنی پہلا اسناد بطریق "عن" مروی ہے اور یہ اسناد بطریق تحدیث ذکر آیا ہے

عَلَىٰ أَهْبَعٍ وَسَائِرِ الْخَلْقِ عَلَىٰ أَصْبَعٍ ثُمَّ يَقُولُ بِيَدِهِ أَنَا الْمَلِكُ فَضِيحِكِ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ

بَابُ مَا جَاءَ فِي تَخْلِيْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

وَعَبْرَتَهَا مِنَ الْخَلْقِ وَهُوَ فِعْلُ الرَّبِّ وَأَمْرُهُ فَالرَّبُّ بِصِفَاتِهِ وَفِعْلِهِ
وَأَمْرُهُ وَكَلَامُهُ هُوَ الْخَالِقُ الْمَكُونُ غَيْرُ مَخْلُوقٍ وَمَا كَانَ يَفْعَلُهُ
وَأَمْرُهُ وَتَخْلِيْقُهُ وَتَكْوِينُهُ فَهُوَ مَفْعُولٌ مَخْلُوقٌ مَكُونٌ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَىٰ كَمَا ارْتَدَّ الْأَسْمَانُ أَوْ زَمِينٌ كَوْزَائِلٌ هَوْنَةً سَوْكَةً هَوْنَةً

ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک یہودی عالم جناب رسول اللہ صلی اللہ
۶۹۹۷ — علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تمام آسمانوں کو ایک
انگلی پر رکھے گا اور زمین کو ایک انگلی پر، پہاڑوں کو ایک انگلی پر، درختوں اور نروں کو ایک انگلی پر
اور ساری مخلوق کو ایک انگلی پر رکھے گا پھر دستِ قدرت سے اشارہ کرتے ہوئے فرمائے گا میں بادشاہ
ہوں پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہنستے ہوئے یہ آیت کریمہ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ
انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا اس کا حق تھا، (حدیث ۴۹۲ ج ۷ کی شرح میں اس کا مفصل بیان ہے)

بَابُ آسْمَانٍ، زَمِينٍ أَوْرَانِ كَسَوَا مَخْلُوقٍ

كِي پیدائش میں آمدہ روایات

اس باب سے غرض یہ ہے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ آسمان، زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے

۹۹۸۔ سیدنا سعید بن ابی مریم قال أخبرنا
 محمد بن جعفر قال أخبرني شريك بن عبد الله بن أبي نمر
 عن كريب عن ابن عباس قال بث في بيت ميمونة ليلة والنبي
 صلى الله عليه وسلم عندها إلا نظرت كيف صلوة رسول الله صلى الله
 عليه وسلم بالليل فتحدث رسول الله صلى الله عليه وسلم مع أهله
 ساعة ثم رقد فلما كان ثلث الليل الآخر أوبعضه فعد فنظر
 إلى السماء فقرا إن في خلق السموات والأرض إلى قوله لا ولي
 إلا للباب ثم قام فتوضأ واستن ثم صلى إحدى عشرة ركعة ثم

سب اللہ کی مخلوق ہیں، کیونکہ ان کا انتظام محکم کرنا اور انہیں روزی پہنچانا ایسے امور ہیں جو ان کے حدوث
 پر دلالت کرتے ہیں اور عقلاً بھی معلوم ہو چکا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں لہذا یہ نقلاً اور عقلاً اللہ کی
 مخلوق میں اور یہ کہنا سراسر باطل اور بے بنیاد ہے کہ عالم کی خالق طباع ہیں اور سات افلاک یہی فاعل ہیں اور
 ظلمت و نور خالق ہیں (معاذ اللہ) بعض عرش کو خالق کہتے ہیں بعض اس کو بخت و اتفاق پر مھول کرتے ہیں۔ یہ
 بے بنیاد جھوٹی گمراہ کن باتیں ہیں کیونکہ عالم کے حدوث اور اس کے پیدا کرنے والے کا محتاج ہونا ان کے مخلوق ہونے
 کی دلیل ہے کیونکہ پیدا کرنے والے کے بغیر کسی شئی کا پیدا ہونا محال ہے جیسے ضارب کے بغیر مضروب کا وجود
 محال ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کوئی خالق نہیں

ترجمہ: اور خلق اور تخلیق اللہ تبارک و تعالیٰ کا فعل اور اس کا امر ہے پس اللہ تعالیٰ اپنی صفات، فعل، امر
 اور کلام کے لحاظ سے خالق اور مکتون ہے۔ مخلوق نہیں اور جو کچھ اس کے فعل، امر، تخلیق اور تکوین کے سبب
 ہے وہ مقول، مخلوق اور مکتون ہے۔

شرح: اللہ کا فعل خلق اور امر کن خاص کلام ہے اور کلام عام ہے۔ یہ عام کا خاص پر عطف ہے۔
 تکوین میں اہل علم کے مختلف اقوال ہیں کہ یہ فعل کی صفت قدیم ہے یا حادث ہے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ

أَذَنَ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ فَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى لِلنَّاسِ الصُّبْحَ
بَابُ قَوْلِهِ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ

۶۹۹۹ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنِي مَلِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ
عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَمَّا قَضَى اللَّهُ الْخَلْقَ كَتَبَ عِنْدَهُ فَوْقَ عَرْشِهِ إِنَّ رَحْمَتِي
سَبَقَتْ غَضَبِي

اور علماء سلف کہتے ہیں یہ قدیم ہے۔ بعض علماء نے کہا یہ حادث ہے کیونکہ اگر یہ قدیم ہو تو مخلوق کا قدم
لازم آئے گا اس کا جواب یہ ہے کہ تکوین قدیم ہے لیکن اس کا مخلوق سے تعلق حادث ہے چنانچہ ازل
میں صفت خلق بھی لیکن مخلوق نہ تھا۔

۶۹۹۸ توجہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں ایک رات ام المؤمنین مسوینہ رضی اللہ
عنها کے گھر رہا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے پاس موجود تھے۔ تاکہ میں
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رات کی نماز دیکھوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ وقت اپنی زوجہ محترمہ
سے گفتگو فرماتے رہے پھر سو گئے۔ جس وقت رات کی آخری تہائی یا اس کا کچھ حصہ آیا تو حضور بیٹھ گئے اور
آسمان کو دیکھ کر یہ آیات "إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ" اُولَى الْبَابِ پڑھیں پھر کھڑے ہوئے اور
وضو فرمایا اور سواک کی پھر گیارہ رکعتیں پڑھیں پھر بلال نے نماز کے لئے اذان کہی تو حضور نے دو رکعتیں
رُسنّت فجر پڑھیں پھر باہر تشریف لے گئے اور لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔
(حدیث ۱۳۸ - ۲۲۵۵ ج ۱ - ج ۶ کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اور بیشک ہمارا گزر چکا ہے ہمارے

بھیجے ہوئے بندوں کے لئے ۶۹۹۹ — ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
توجہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت

۷۰۰۰۔۔۔۔۔ حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا
 الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدَ ابْنَ وَهَبٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ
 ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ
 الصَّادِقُ الْمُصَدِّقُ إِنَّ خَلْقَ أَحَدِكُمْ يَجْمَعُ فِي بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِينَ
 يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ثُمَّ يَكُونُ عَلَقَةً مِثْلَهُ ثُمَّ يَكُونُ مُضْغَةً
 مِثْلَهُ ثُمَّ يَبْعَثُ اللَّهُ إِلَيْهِ الْمَلَكَ فَيُوزِنُ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيُكْتَبُ
 رِزْقُهُ وَعَمَلُهُ وَاجَلُهُ وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ الرُّوحُ فَإِنِ
 أَحَدِكُمْ لَيَعْمَلُ بَعْمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ لَا يَكُونُ بَيْنَهَا وَبَيْنَنَا إِلَّا ذِرَاعٌ

جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی تو اپنے پاس عرش کے اوپر لکھا میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے
 شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ رحمت اور غضب قدیم صفات ہیں ان میں
 سبقت کیسے تصور ہو سکتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں صفات
 فعل میں سے ہیں۔ ذات کی صفات نہیں اور دو فعلوں میں سے ایک کی دوسرے پر سبقت جائز ہے کیونکہ ایصال
 خیر اس کی صفت کا مقتضی ہے بخلاف غیر کے وہ بعد کی معصیت کے باعث ہے۔

ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا حالانکہ آپ سچے ہیں اور تصدیق کئے گئے ہیں کہ تم میں سے
 ہر ایک کی پیدائش اس طرح ہے کہ اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن اور چالیس رات نطفہ جمع رہتا ہے پھر
 اسی طرح وہ خون بستہ ہو جاتا ہے پھر اسی طرح گوشت کا لوتھڑا ہو جاتا ہے پھر اس کی طرف فرشتہ بھیجا جاتا
 ہے اور اسے چار چیزوں کا حکم دیا جاتا ہے وہ اس کا رزق، عمل، زندگی کی مدت اور اس کا نیک یا بد ہونا
 لکھتا ہے پھر اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ بے شک تم میں سے ایک اہل جنت سے عمل کرتا ہے یہاں تک
 اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک گز فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کے آگے نوشتہ تقدیر آتا ہے اور وہ

فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ عَمَلِ أَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُ النَّارَ
 وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ حَتَّىٰ مَا يَكُونُ بَيْنَهُ
 وَبَيْنَهَا إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ عَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ
 فَيَدْخُلُهَا ۚ ۴۰۰ — حَدَّثَنَا خَلَادُ بْنُ مَخِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا
 عُمَرُ بْنُ ذَرِّقَانَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ
 عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا جِبْرِيلُ مَا يَمْنَعُكَ
 أَنْ تَزُورَنَا أَكْثَرًا مِمَّا تَزُورُنَا فَتَنْزِلُتُ وَمَا نَنْزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ
 مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَلِكَ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا

دوزخیوں سے عمل کرتا ہے اور دوزخ میں داخل ہو جاتا ہے اور تم میں سے ایک دوزخیوں کے سے عمل کرتا ہے
 یہاں تک کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان ایک گز فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کے آگے نوشتہ تقدیر آتا ہے
 تو وہ جنتیوں سے عمل کرتا ہے اور جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

شرح : قولہ وهو الصادق المصدوق یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ارشاد صحیح

۴۰۰ — ہے اور اللہ کے نزدیک آپ کی تصدیق کی گئی ہے۔

قولہ یجمع یعنی جب نطفہ رحم میں واقع ہو اور اللہ تعالیٰ اس سے بشر پیدا کرنے کا ارادہ کرے تو نطفہ عورت
 ہر بال اور ناخن کے تحت پھرتا ہے اور چالیس روز نطفہ رہتا ہے پھر وہ خون بستہ رحم میں اترتا ہے جمع کے
 یہی معنی ہیں۔ قولہ الكتاب، یہ نوشتہ تقدیر ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نیک اور بد اعمال ہمارا
 ہیں موجب نہیں اور آخری امر وہی ہے جو نوشتہ تقدیر ہے (حدیث ۳۱۴ - ۲۹۹۶ کی شرح دیکھیں)۔

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۴۰۰ — نے فرمایا اے جبرائیل! تمہیں کس نے منع کیا کہ جتنی مرتبہ میرے پاس

آتے ہو اس سے زیادہ بار آورو تو یہ آت کر یہ وہی ہے وَمَا نَنْزِلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ تاذلہ

قَالَ هَذَا كَانَ الْجَنَابُ لِحَبِيبِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۷۰۰۲ — حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ

عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنْتُ أَمْسِي
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرِثٍ بِالْمَدِينَةِ وَهُوَ مُتَوَكِّئٌ
عَلَى عَصِيْبٍ فَمَرَّ بِقَوْمٍ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوهُ
عَنِ الرُّوحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوهُ فَسَأَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَقَامَ
مُتَوَكِّئًا عَلَى الْعَصِيْبِ وَأَنَا خَلْفَةٌ فَظَنَنْتُ أَنَّ يُوْحَى إِلَيْهِ فَقَالَ
وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ
الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ قَدْ قُلْنَا لَكُمْ لَا تَسْأَلُوهُ

اس حدیث کی باب سے مناسبت الا بِأَمْرِ رَبِّكَ سے استفاد ہے، کیونکہ ”بامر ربک“ سے مراد
اس کا کلام ہے۔ مابین ایدینا سے مراد آخرت کے امور ہیں اور ماخلفنا سے دنیا کے امور مراد ہیں جبکہ
مابین ذالک سے برزخ مراد ہے کیونکہ وہ دنیا و آخرت کے درمیان ہے۔ بخاری کے شیخ غلام بن یحییٰ بن صفوان ابو محمد
سلی کوفی میں لکھ کر میں سکونت پذیر تھے۔ عمر بن ابی ذرؓ بمیدانی کوفی ہیں۔ (صفحہ ۲۰۲ ج ۷ پر شرح ملاحظہ فرمائیں)
ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ کے ایک کھیتی میں چل رہا تھا جبکہ حضور
کجھور کی چھڑی کے سہارے چل رہے تھے۔ آپ چند یہودیوں کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ایک
دوسرے سے کہا ان سے روح کے متعلق پوچھو ان میں سے بعض نے کہا روح کے متعلق آپ سے نہ پوچھو
انہوں نے حضور سے روح کے متعلق پوچھ ہی لیا تو آپ چھڑی پر سہارا کر کے کھڑے ہو گئے جبکہ میں آپ کے
پچھے تھا۔ میں نے خیال کیا کہ حضور پر وہی اتر رہی ہے پس اللہ نے فرمایا یہ لوگ تم سے روح کے متعلق پوچھتے
ہیں ان سے درمیان روح میرے رب کا امر ہے اور تمہیں علم نہیں دیا گیا مگر قلیل۔ پھر انہوں نے ایک دوسرے

قَالَ هَذَا كَانَ الْحَبَابُ لِحَبْدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۷۰۰۲۔۔۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا وَكَيْعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ

عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي
مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرْثٍ بِالْمَدِينَةِ وَهُوَ مُتَوَكِّئٌ

عَلَى عَسِيبٍ فَمَرَّ بِقَوْمٍ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَأَلُوهُ
عَنِ الرُّوحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوهُ فَسَأَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَقَامَ

مُتَوَكِّئًا عَلَى الْعَسِيبِ وَأَنَا خَلْفَةٌ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يُوحِي إِلَيْهِ فَقَالَ
وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ

الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ قَدْ قُلْنَا لَكُمْ لَا تَسْأَلُوهُ

اس حدیث کی باب سے مناسبتِ الا بِأَمْرِ رَبِّي سے استفادہ ہے، کیونکہ «بامر ربک» سے مراد
اس کا کلام ہے۔ مابین ایدینا سے مراد آخرت کے امور ہیں اور ماخلفنا سے دنیا کے امور مراد ہیں جبکہ
مابین ذالک سے برزخ مراد ہے کیونکہ وہ دنیا و آخرت کے درمیان ہے۔ بخاری کے شیخ خالد بن یحییٰ بن صفوان ابو محمد
سلی کوفی میں مکرہ میں سکونت پذیر تھے۔ عمر بن ابی ذرؓ بمیدانی کوفی ہیں (صفحہ ۲۰۲ ج: ۷ پر شرح ملاحظہ فرمائیں)

ترجمہ: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا میں جناب رسول اللہ صلی اللہ

۷۰۰۲

علیہ وسلم کے ہمراہ مدینہ منورہ کے ایک کھیتی میں چل رہا تھا جبکہ حضور

کعبہ کی چھتری کے سہارے چل رہے تھے۔ آپ چند یہودیوں کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ایک
دوسرے سے کہا ان سے روح کے متعلق پوچھو ان میں سے بعض نے کہا روح کے متعلق آپ سے نہ پوچھو
انہوں نے حضور سے روح کے متعلق پوچھ ہی لیا تو آپ چھتری پر سہارا کر کے کھڑے ہو گئے جبکہ میں آپ کے
پچھے تھا۔ میں نے خیال کیا کہ حضور پر وہی اثر ہی ہے پس اللہ نے فرمایا یہ لوگ تم سے روح کے متعلق پوچھتے

ہیں ان سے فرمادیں روح میرے رب کا امر ہے اور تمہیں علم نہیں دیا گیا مگر قلیل۔ پھر انہوں نے ایک دوسرے

۴۰۰۳۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَلِكٌ عَنْ

أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكْفُلَ اللَّهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا الْجِهَادَ فِي سَبِيلِهِ وَتَصْدِيقَ كَلِمَاتِهِ بَأَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ يُرْجِعَهُ إِلَى مَسْكِنِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ مَعْرَافًا مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ

۴۰۰۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا سُفِينُ

عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي دَاوُدَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ

سے کہا ہم نے نہیں کہا تھا ان سے کچھ نہ پوچھو۔ (حدیث ع ۱۲۶ ج : ۱ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کا کفیل ہے جو اللہ کی راہ

۴۰۰۳۔ میں جہاد کرنے کے لیے اس کو صرف اللہ کی راہ میں جہاد اور اس کے کلمات کی تصدیق نے نکالا ہو کہ اس کو جنت میں داخل کرے گا یا اس کے گھر جس سے نکلا تھا ثواب یا غنیمت کے ساتھ اس کو واپس لوٹائے گا۔

شرح : قولہ تکفل "کفیل کی مثل یعنی اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ کرم کیا کہ شہادت کی صورت اس کو جنت میں داخل کرے گا اور سلامتی سے واپسی

۴۰۰۴۔ کی صورت اس کو اجر و غنیمت دے کر واپس کرے گا۔ یہ اس کی ذات کریمہ کا تفضل و احسان ہے۔ یعنی مجاہد، شہادت یا سلامتی سے خالی نہیں اگر شہید ہو گیا تو جنت میں پہنچا دے گا اگر سلامتی سے واپس ہوا تو ثواب یا غنیمت کے ساتھ لوٹے گا۔ یہ فضیہ مانعہ المخلو ہے یعنی ثواب یا غنیمت سے خالی نہیں دونوں میں سے ایک یا دونوں ہی ضرور ہوں گے۔ یہ فضیہ مانع الجمع نہیں ہے (حدیث ع ۲۹۱۶، ج ۲۵۹۶ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا کوئی آدمی خاندانی وجاہت کے لئے لوٹا ہے اور کوئی

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ الرَّجُلُ يُقَاتِلُ حِمِيَّةً وَيُقَاتِلُ شَجَاعَةً
وَيُقَاتِلُ دِيَاءً فَأَيُّ ذَلِكَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ قَالَ مَنْ قَاتَلَ لِتَكُونَ
كَلِمَةً لِلَّهِ هِيَ الْعُلْيَاءُ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى إِنَّمَا أَمْرُنَا لَشَيْءٍ

۴۰۵۔ حَدَّثَنَا شَهَابُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَرَاهِيمَ
ابْنُ حَمِيدٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَزَالُ مِنْ أُمَّتِي قَوْمٌ ظَاهِرِينَ عَلَى النَّاسِ
حَتَّى يَأْتِيَهُمْ أَمْرُ اللَّهِ

بہادری کے اظہار کے لئے لڑتا ہے اور کوئی دکھانے کے لئے لڑتا ہے ان میں سے اللہ کی راہ میں کونسا
ہے؟ فرمایا جو اس لئے لڑتا ہے کہ اللہ کا دین غالب ہو وہ لڑنا اللہ کی راہ میں ہے۔
حل لغات: الْحِمِيَّةُ: عزت و ناموس کی حفاظت۔ (حدیث ع ۲۶۱۵ ج ۴۱ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاد: إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَا

یعنی جب ہم کسی شئی کو عدم سے وجود کی طرف لانے کا ارادہ کریں تو اس کے لئے ہمارا قول
کن ہو تو وہ موجود ہو جاتی ہے۔ اس سے امام کا مقصد معتزلہ کا مذہب ہے وہ کہتے ہیں اللہ کا امر
مخلوق کلام ہے اور اس آیت میں اللہ تعالیٰ کا اپنی ذات کو قول اور امر سے موصوف کرنا صرف
مجاز ہے۔ معتزلہ کا یہ عقیدہ فاسد ہے کیونکہ یہ ظاہر آیت سے عدول ہے اور اس آیت کریمہ
کو اس کی حقیقت پر محمول کرنے میں اللہ کے حقی ہونے کا اثبات ہے اور حتیٰ "زندہ" کا کلام
کرنا محال نہیں۔ الحاصل ہر مقدور کی ایجاد اللہ پر آسان ہے تو اس کے لئے لوگوں کو قبروں سے
اٹھانا آسان ترین ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ لفظ "کن" اگر معدوم سے خطاب ہے تو یہ

۷۰۰۶ — حَدَّثَنَا الْحَمِيدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ

ابْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ هَانِيٍّ أَنَّهُ

سَمِعَ مُعَاوِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَزَالُ

مِنْ أُمَّةٍ قَائِمَةٌ بِأَمْرِ اللَّهِ مَا يَضُرُّهُمْ مَنْ كَذَّبَهُمْ وَلَا مَنْ

خَالَفَهُمْ حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللَّهِ وَهُمْ عَلَى ذَلِكَ فَقَالَ مَلِكُ بْنُ يَخَامِرَ

سَمِعْتُ مُعَاذًا يَقُولُ وَهُمْ بِالشَّامِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ هَذَا مَلِكُ بْنُ

يَخَامِرٍ يَزْعَمُ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاذًا يَقُولُ وَهُمْ بِالشَّامِ

محال ہے اور اگر موجود سے خطاب ہے تو یہ تحصیل حاصل ہے۔ یہ بھی محال ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خطاب لوگوں کی سمجھ کے مطابق ہے معدوم سے خطاب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کا ارادہ کرے وہ بہر حال موجود ہو جاتا ہے اگر وہ دنیا و آخرت کو چشمِ زدن میں پیدا کرنا چاہے تو وہ اس پر قادر ہے لیکن لوگوں سے خطاب ان کی عقل و فہم کے مطابق ہے۔

ترجمہ: مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے

ہوئے سنا کہ میری امت سے ایک گروہ لوگوں پر ہمیشہ غالب رہے گا

۷۰۰۵

حق کہ اللہ کی قیامت آجائے (یعنی علماء گفتگو اور دلائل میں تمام لوگوں پر غالب رہیں گے)

ترجمہ: عمیر بن مانی نے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے

سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر قائم

۷۰۰۶

رہے گا ان کو جھٹلانے والا انہیں ضرر نہیں دے سکے گا اور نہ ان کی مخالفت کرنے والا انہیں اذیت پہنچا سکے گا

یہاں تک کہ قیامت آجائے حالانکہ وہ اسی حال پر رہے غالب ہوں گے۔ مالک بن یخامر نے کہا میں نے معاذ بن

جل کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ وہ شام میں ہیں (حدیث ۳۴۰۶ ج ۵: کی شرح دیکھیں)

۴۰۰۷ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مُسَيْلَمَةَ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالَ
لَوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا وَلَوْ تَعَدُّوْا أَمْرًا لَلَّهِ فِيكَ
وَلَيْنَ أَدْبَرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللَّهُ

۴۰۰۸ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ

عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ
قَالَ بَيْنَمَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ حَرْبٍ أَوْ
حَرْبِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيبٍ مَعَهُ فَمَرَرْنَا عَلَى نَفَرٍ مِنَ
الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوا عَنِ الرُّوحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَأَنَّا لَوْ
أَنَّ مَجِيءَ فِيهِ شَيْءٌ تَكْرَهُونَهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَنَسْأَلُنَّهُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ
مِنْهُمْ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ مَا الرُّوحُ فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسیلمہ کذاب کے پاس

کھڑے ہوئے جبکہ وہ اپنے ساتھیوں میں تھا اور فرمایا تو اگر اس چھری کا

ٹکڑا مانگے تو میں تجھے یہ بھی نہ دوں گا اور تیرے متعلق جو اللہ کا حکم ہو چکا ہے تو اس سے آگے نہیں بڑھ
سکتا ہے اور اگر تو نے پیٹھ پھیری تو اللہ تجھے تباہ و برباد کرے گا۔ (حدیث ۳۳۸۶ ج: ۵ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ میں مدینہ منورہ کے ایک

کھیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چل رہا تھا جبکہ حضور کھجور کی چھری

۴۰۰۷ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ حَبِيبٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ
قَالَ وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مُسَيْلَمَةَ فِي أَصْحَابِهِ فَقَالَ
لَوْ سَأَلْتَنِي هَذِهِ الْقِطْعَةَ مَا أَعْطَيْتُكَهَا وَلَا تَعُدُّ وَأَمْرًا لَللَّهِ فِيكَ
وَلَيْنَ أُدْبِرْتَ لَيَعْقِرَنَّكَ اللَّهُ

۴۰۰۸ — حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ

عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ
قَالَ بَيْنَمَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ حَرْثِ أَدُ
خَرِبِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيبٍ مَعَهُ فَمَرَرْنَا عَلَى نَفَرٍ مِنَ
الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوا عَنِ الرُّوحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَأَسْأَلُوهُ
أَنْ يُخَيَّرَ فِيهِ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَأَسْأَلُنَّهُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ
مِنْهُمْ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ مَا الرُّوحُ فَسَكَتَ عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسیلمہ کذاب کے پاس

کھڑے ہوئے جبکہ وہ اپنے ساتھیوں میں تھا اور فرمایا تو اگر اس چھری کا
ٹکڑا مانگے تو میں تجھے یہ بھی نہ دوں گا اور تیرے متعلق جو اللہ کا حکم ہو چکا ہے تو اس سے آگے نہیں بڑھ
سکتا ہے اور اگر تو نے پیٹھ پھیری تو اللہ تجھے تباہ و برباد کرے گا۔ (حدیث ۳۳۸۶ ج: ۵ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ میں مدینہ منورہ کے ایک

کھیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ چل رہا تھا جبکہ حضور کھجور کی چھری

فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوحَىٰ إِلَيْهِ فَقَالَ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتُوا مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا قَالَ الْأَعْمَشُ هَكَذَا فِي قِرَاءَتِنَا

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِكَلِمَاتِ رَبِّي إِلَىٰ آخِرِ الْآيَةِ وَقَوْلِهِ وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةَ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ وَقَوْلِهِ إِنَّ رَبَّكُمْ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ إِلَىٰ قَوْلِهِ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ سَخَّرَ ذَلِكَ

چمڑی کے سہارے چل رہے تھے۔ ہم چند یہودیوں کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا ان سے رُوح کے متعلق پوچھیں ان میں سے بعض نے کہا نہ پوچھو وہ ایسا جواب دیں گے جو تم پسند نہ کرو گے بعض نے کہا ہم تو ضرور پوچھیں گے تو ان میں سے ایک آدمی حضور کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور کہا اے ابا القاسم "صلی اللہ علیہ وسلم" رُوح کیا شئی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دینے میں سکوت فرمایا، مجھے معلوم ہوا آپ پر وحی اتر رہی ہے۔ حضور نے فرمایا: یہ لوگ تم سے رُوح کے متعلق پوچھتے ہیں تم کہہ دو رُوح میرے رب کا امر ہے اور تمہیں تو تھوڑا سا علم دیا گیا ہے۔ اعمش نے کہا ہماری قرأت میں ایسی طرح ہے

شرح: شیخ دہلوی نے تیسیر القاری میں ذکر کیا کہ یہودیوں کا حقیقت رُوح سے

پوچھنے کا مقصد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان لینا تھا کیونکہ ان کی

کتاب میں لکھا ہے کہ رُوح کی حقیقت کوئی شخص نہیں جانتا ہے اگر یہ پیغمبر اور اللہ کے رسول ہیں تو رُوح کی

حقیقت بیان نہیں کریں گے (حدیث ع ۱۲۶ ج: ۱ کی شرح میں تفصیل مذکور ہے)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم فرما دو اگر سمندر میرے
رب کی باتوں کے لئے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائیگا
اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی۔ اگرچہ ہم ویسا ہی
اور اس کی مدد کو لے آئیں۔ اگر زمین میں جتنے درخت ہیں سب قلمیں
ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر اور تو اللہ کی باتیں
ختم نہ ہوں گی۔ بیشک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور زمین چھ دن میں پیدا
کئے پھر عرش کا قصد کیا وہ رات کو دن سے ڈھانپتا ہے۔ رات دن کو تیزی
سے طلب کرتی ہے۔ سورج، چاند اور ستاروں کو پیدا کیا وہ اللہ کے امر کے تابع
ہیں خبردار! اسی کے لئے خلق اور امر ہے۔ اللہ تعالیٰ برکت والا ہے جو سب
جہانوں کا پروردگار ہے۔“

شرح : اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **دَمَا أَدْبَيْتُمْ مِّنَ**
الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا، تو یہودیوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے، حالانکہ ہمیں تورات دی گئی ہے اس میں ہر شئی کا علم
ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یعنی اگر سارے سمندر قلم کے لئے سیاہی بن جائیں اور وہ لکھیں تو اللہ کے
کلمات ختم ہونے سے پہلے سیاہی کے سمندر ختم ہو جائیں کیونکہ اللہ کے کلمات کی کوئی انتہاء نہیں کیونکہ یہ
اللہ کی ذات کی صفت ہیں اور ذات کی انتہا ناممکن ہے۔ **مِدَاد** کو اس لئے **مِدَاد** کہا جاتا ہے کہ یہ کاتب
کی امداد کرتی ہے۔ کلمات اگرچہ جمع قلت ہے اور اس کا اطلاق دس تک ہوتا ہے لیکن عرب جمع کثرت کو
قلت کی جگہ اور برعکس استعمال کرتے رہتے ہیں؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے **وَهُنَّ فِي الْغُرَفَاتِ آمِنَاتٌ**
غُرَفَات جمع قلت ہے حالانکہ جنت کے غرفات بے شمار ہیں۔ آیت کریمہ کے آخر میں اگرچہ لفظ **وَدَدًا** ہے اور
یہ دونوں ہم معنی ہیں۔ لیکن آیت کے اختتام کی رعایت کرتے ہوئے **وَدَدًا** کہا ہے۔ چھ دن میں پیدا کرنے

۶۰۰۹۔۔۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قَالَ أَخْبَرَنَا

مَلِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْمَشِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكْفَلُ اللَّهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِي سَبِيلِهِ لَا يَخْرُجُ

مِنْ بَيْتِهِ إِلَّا الْجِهَادُ فِي سَبِيلِهِ وَتَصَدِيقُ كَلِمَاتِهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ

أَوْ يَرُدَّهُ إِلَى مَسْكِنِهِ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ

کے معنی یہ ہیں کہ چھ دن کی مقدار میں پیدا کیا، کیونکہ دن رات طلوع و غروب سے معلوم ہوتے ہیں، حالانکہ اس وقت سورج نہ تھا اور نہ ہی چاند تھا۔ اللہ تعالیٰ لفظ ”کن“ سے چشم زدن میں ہر شئی پیدا کر سکتا ہے اور زمین و آسمان کو چھ دن میں پیدا کرنے میں حکمت یہ ہے کہ لوگوں کو امور میں استقامت اور تثبت بتانا مقصود تھا۔ حکمت میں تثبت اور قدرت میں جلدی کرنا ابلاغ ہے۔ نیز اس میں لوگوں کو حساب و کتاب سکھانا مطلوب تھا، کیونکہ اصل حساب چھ دن میں ہے باقی اس سے متفرع ہوتے ہیں۔

یہاں یہ آیت کریمہ ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ امر اور خلق میں مغائرت ہے جو حرف عطف کا مقتضی ہے۔ اس باب سے غرض یہ ہے کہ کلام اللہ تعالیٰ کی ذات کی صفت ہے اور وہ ازلاً ابداً متکلم ہے۔ اگرچہ اللہ نے اپنے کلام کی وصف کلمات سے کی ہے کیونکہ یہ ایک ہی شئی ہیں نہ متجزئی ہوتے ہیں اور نہ تقسیم ہوتے ہیں ایسے ہی ان کی مختلف عبارات سے تعبیر کی جاتی ہے کبھی عربی سے کبھی سریانی سے تعبیر کی جاتی ہے اگر اللہ کے کلمات مخلوق ہوں تو سدروں اور درختوں کی طرح یہ بھی ختم ہو جائیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا کوئی احاطہ نہیں کر سکتا ایسے ہی اس کے کلمات اور صفات کا احاطہ کرنا ناممکن ہے (یعنی باختصار)

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس شخص کا ضامن ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنا

ہے اس کو گھر سے صرف اللہ کی راہ میں جہاد اور اس کے کلمہ کی تصدیق نکالتے ہیں کہ اس کو جنت میں داخل کرے گا یا ثواب و غنیمت کے ساتھ اس کو اس کے گھر واپس کرے گا (یہ حدیث عنقریب گزری ہے)

بَابُ فِي الْمَشِيئَةِ وَالْإِرَادَةِ

وَقَوْلُ اللَّهِ تَوَاتُرُ الْمَلِكِ مِنْ تَشَاءٍ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ وَلَا تَقُولُونَ لَشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذَلِكَ غَدًا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ قَالَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيهِ نَزَلَتْ فِي أَبِي طَالِبٍ يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمْ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمْ الْعُسْرَ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كِي مَشِيئَتُهُ أَوْ إِرَادَتُهُ تَمَّ وَهِيَ جَائِزَةٌ

ہو جو اللہ چاہتا ہے۔ شرح : اس باب سے غرض اللہ تعالیٰ کی مشیئت اور ارادہ ثابت کرنا ہے اور یہ ثابت کرنا ہے کہ اس کی مشیئت

ارادہ، رحمت، غضب اور سخط و کراہت ایک ہی شئی ہیں اور یہ تمام مترادف اسما ہیں۔ سب کا مرجع واحد ہے اور وہ ارادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس کی ذات کی صفت ہے۔ معتزلوں کا عقیدہ یہ ہے کہ ارادہ مخلوق ہے اور اس کی فعل کی صفت ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اَلْوَجْهَ چاہے ملک عطا کرتا ہے۔ تم کسی شئی سے متعلق نہ

کہو کہ میں کل، یہ کروں گا مگر یہ کہ اللہ چاہے تم جس کو پسند کرو اسے ہدایت نہیں دے سکتے

لیکن اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔“

یہ آیات اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور مشیئت کے اثبات پر دلالت کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ

کے بندے اس شئی کا ارادہ کرتے ہیں جس میں اللہ کا ارادہ ہو۔ اور وہ ان کے اعمال کا خالق

ہے اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد: اَلْوَجْهَ چاہے تم جس کو پسند کرو اسے ہدایت نہیں دے سکتے

سابقہ آسانی کا ارادہ کرتا ہے۔ تنگی کا ارادہ نہیں کرتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کی معصیت کا ارادہ

نہیں کرتا یہ معتزلہ کا عقیدہ ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت کہ یہ مخصوص لوگوں کے ساتھ خاص ہے جس پر ہونے

۷۰۱۰۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ
عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا دَعَوْتُمْ اللَّهَ فَأَعِزُّمُوا فِي الدُّعَاءِ وَلَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ إِنْ شَبَّتَ
فَاعْطِنِي فَإِنَّ اللَّهَ لَا مُسْتَكْرَهَ لَهُ

فرض ہیں یعنی اسے روزے دار مسافر و تمہارے ساتھ اللہ تعالیٰ آسانی کا ارادہ کرتا ہے کہ تمہیں سفر میں
اختیار ہے کہ روزہ رکھو یا افطار کرو اور تمہارے ساتھ تنگی کا ارادہ نہیں کرتا کہ تم سفر میں ضرور روزہ رکھو اسی
لئے مومنوں کے حق میں فرمایا لَا يُرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرُ، اللہ اپنے بندوں کے لئے کفر سے راضی نہیں یہ
مومنوں کے لئے خاص ہے جن سے ایمان کا ارادہ کیا ہے۔

قولہ قال الخ یعنی سعید بن مسیب نے کہا یہ آیت کریمہ ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئی۔

سعید بن مسیب

یہ تابعی قرشی مخزومی ابو ہریرہ کے داماد ہیں یہ ابو ہریرہ کی احادیث لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں مسیب
صحابی ہیں۔ بیعت رضوان میں حاضر تھے۔ انہوں نے کئی مواضع میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماعت کی۔

باب اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ
کرتا ہے، تنگی کا ارادہ نہیں کرتا،

۷۰۱۰۔ ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا جس وقت اللہ سے دعا کرو تو عزم کے ساتھ دعا کرو اور تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ اگر تو چاہتا ہے
تو مجھے دے، کیونکہ اللہ کو کوئی بھی مجبور نہیں کر سکتا۔

شرح: یعنی یقین سے دعا مانگو اور اس کو مشیت سے معلق نہ کرو اور طلب میں عزم

کرو اور اللہ تعالیٰ کے قبول کرنے میں حسن ظن رکھو اور یہ نہ کہو کہ اگر تو چاہتا ہے

۷۰۱۰

اَمَّا حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
 ح وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي أَخِي عَبْدُ الْحَمِيدِ عَنْ سُلَيْمَانَ
 عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ
 ابْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ ابْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 لَيْلَةً فَقَالَ لَهُمُ إِلَّا تَصَلُّونَ قَالَ عَلِيٌّ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا
 أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللَّهِ فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانصَرَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قُلْتُمْ لَهُ ذَلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ
 مُدْبِرٌ يُضْرِبُ فِخْذَهُ وَيَقُولُ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا

تو قبول کر کیونکہ معلق کرنے سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ مشیت کے بغیر اس کا عطا کرنا ممکن ہے حالانکہ مشیت کے بعد صرف جبری ہے اور اللہ پر کوئی جبر نہیں کر سکتا۔

ترجمہ : حضرت علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حسین

— ۷۰۱ —

ابن علی رضی اللہ عنہما نے انہیں خبر سنائی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات ان کے اور سید فاطمہ علیہا السلام بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا کیا تم نماز نہیں پڑھتے ہو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہماری رو میں اللہ تعالیٰ کے رست قدرت میں ہیں وہ جب ہمیں اٹھانا چاہے گا اٹھا دے گا جس وقت میں نے یہ کہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے گئے اور مجھے کچھ جواب نہ دیا پھر میں نے حضور سے سنا جبکہ آپ واپس جا رہے تھے حالانکہ اپنی ران پر ماتہ مار کر فرماتے تھے انسان بہت جھگڑا کرتا ہے۔

— ۷۰۱ — شرح : «إِلَّا تَصَلُّونَ» جمع کا صیغہ ذکر کرنا سیدہ علیہا السلام حضرت علی جو ان کے

۷۰۱۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ قَالَ
 حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ خَامَةِ الزَّرْعِ يَفِيءُ
 وَرُقْدَةٌ مِنْ حَيْثُ أَتَتْهَا الرِّيحُ تَكْفِيئُهَا فَإِذَا سَكَنْتْ اِعْتَدَلَتْ وَكَذَلِكَ
 الْمُؤْمِنُ يَكْفَأُ بِالْبَلَاءِ وَمَثَلُ الْكَافِرِ كَمَثَلِ الْأُرْدَةِ صَمَاءٌ مُعْتَدِلَةٌ
 حَتَّى يَقْصِبَهَا اللَّهُ إِذَا شَاءَ.

ساختہ تھے کے اعتبار سے ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ران شریف پر ہاتھ مار کر مذکور آیت گریہ پڑھنے میں اشارہ ہے کہ لوگوں پر شریعت کے احکام کی متابعت لازم ہے۔ حقیقت کا لحاظ نہ کریں۔ اسی لئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے جواب کو حضور نے بدل فرمایا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ حضرت آدم اور موسیٰ علیہما السلام کے مناظرہ میں آدم موسیٰ علیہ السلام پر غالب آگئے تھے حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام نے دلیل میں تقدیر اور حقیقت کا لحاظ کیا تھا اس کا جواب یہ ہے کہ آدم اور موسیٰ علیہما السلام میں مناظرہ دار تکلیف میں تھا جبکہ یہ مناظرہ دار تکلیف میں تھا اس لئے شریعت کا اعتبار کرنا سزاوری تھا۔ اس لئے اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ تھا۔ اس حدیث کی باب سے مطابقت "اذا شاء" میں ہے۔

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مومن کی مثال کھیتی کی شاخ جیسی ہے کہ وہ ادھر ادھر مائل ہو جاتی ہے جبکہ ہوا آتی ہے

اور اس کو جھکاتی ہے اور جب ہوا ٹھہرتی ہے تو وہ سیدھا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح مومن ہے بلاؤں اور مصائب سے ادھر ادھر جھکتا رہتا ہے اور کافر کی مثال صنوبر کے درخت جیسی ہے جو سیدھا اور سخت رہتا ہے یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کو توڑ دیتا ہے

شرح: یعنی مومن کبھی مصائب میں مبتلا ہوتا ہے کبھی آرام پاتا ہے جیسے کھیتی کی شاخ جب

ہوا ٹھہری ہوتی ہے اور سکون ہوتا ہے تو وہ سیدھی رہتی ہے اور جب ہوا

چلے تو کبھی ادھر گرتی ہے کبھی ادھر گرتی ہے اور کافر کی مثال صنوبر کے درخت کی طرح ہے کہ وہ سیدھا مضبوط کھڑا رہتا ہے

۴۰۱۳۔ حَدَّثَنَا الْحَكَمِيُّ نَافِعٌ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ
 قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ إِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِي مَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِنَ
 الْأَوْقَامِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ أُعْطِيَ أَهْلُ التَّوْرَةِ
 التَّوْرَةَ فَعَمِلُوا بِهَا حَتَّى انْتَصَفَ النَّهَارُ ثُمَّ عَجَزُوا فَأُعْطُوا قِيْرَاطًا
 قِيْرَاطًا ثُمَّ أُعْطِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيلِ الْإِنْجِيلَ فَعَمِلُوا بِهَا حَتَّى صَلَاةِ الْعَصْرِ

بڑی سخت ہوا چلے تو وہ کسی طرف جھکتا نہیں حتیٰ کہ جب اللہ تعالیٰ چاہے تو سخت ہوا چلنے سے ایک ہی بار جڑ سے اکھڑ
 جاتا ہے۔ اسی طرح کافر ہے کہ اس کے تمام امور نہایت سلامتی سے ہیں اس پر کوئی مصیبت نہیں آتی اور وہ نہایت
 آرام سہولت سے رہتا ہے تاکہ اس کی عاقبت اس پر تنگ ہو جائے جب اللہ تعالیٰ اس کو ہلاک کرنے کا ارادہ کرتا
 ہے تو ایک ہی بار اس کی ہلاکت ہو جاتی ہے۔ اور موت اس کے لئے سخت عذاب ہوتا ہے۔ حدیث ۶۱۸۳۔
 جلد: ۸ کی شرح دیکھیں۔ حل لغات: خامۃ الزرع، کھیتی کی شاخ، تَفْتِيْ اِدْهَر اِدْهَر مَھْکَتِيْ ہے۔
 یُکْفَاؤُ، اِدْهَر اِدْهَر مَھْکَتَا ہے۔ اُرْزَه، صنوبر کا درخت۔ یَقْصِمُہَا، جڑ سے اکھاڑتا ہے۔

ترجمہ: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے جناب رسول اللہ

۴۰۱۳

صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا جبکہ آپ منبر شریف پر تشریف فرما

تھے۔ آپ نے فرمایا تم سے پہلی امتیں جو گزر چکی ہیں ان کی نسبت تمہاری بقاء ایسی ہے جیسے عصر کی نماز اور سورج
 غروب ہونے کے درمیان مدت ہے تورات والوں کو تورات دی گئی انہوں نے اس پر عمل کیا حتیٰ کہ آدھا دن
 ہو گیا پھر وہ عاجز ہو گئے تو ان کو ایک ایک قیراط اجرت دی گئی پھر اہل انجیل کو انجیل دی گئی انہوں نے اس پر
 عصر تک عمل کیا پھر عاجز ہو گئے تو ان کو بھی ایک ایک قیراط دیا گیا پھر تمہیں قرآن دیا گیا تم نے سورج غروب ہونے
 تک اس پر عمل کیا تو تمہیں دو۔ قیراط دیتے گئے اہل تورات نے کہا اے ہمارے پروردگار ان لوگوں نے عمل کم
 کیا اور اجرت زیادہ دی گئی ہے۔ فرمایا کیا میں نے تمہاری اجرت سے کچھ تو نہیں کیا؟ انہوں نے کہا نہیں۔ فرمایا یہ
 میرا فضل ہے جسے چاہوں عطا کروں۔ (حدیث ۵۳۲ ج: ۱ کی شرح دیکھیں)

تَمَّعْزُوا فَأَعْطُوا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ أُعْطِيْتُمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ
 بِهِ حَتَّى عَرُوبِ الشَّمْسِ فَأُعْطِيْتُمْ قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ قَالَ أَهْلُ التَّوْرَةِ
 رَبَّنَا هُوَ أَقْلُ عَمَلًا وَأَكْثَرُ أَجْرًا قَالَ هَلْ ظَلَمْتُمْ مِنْ أَجْرِكُمْ
 مِنْ شَيْءٍ قَالُوا لَا قَالَ فَذَلِكَ فَضْلِي أَوْ تِيهِ مِنْ أَشَاءِ

۷۰۱۲۔۔۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُسْنَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا

هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْرُوعُ الزُّهْرِيُّ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ عَنْ عِبَادَةَ بْنِ
 الصَّامِتِ قَالَ بَايَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ
 قَالَ أَبَايِعُكُمْ عَلَى أَنْ لَا تَشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوا وَلَا تَقْتُلُوا
 أَوْلَادَكُمْ وَلَا تَأْتُوا بِهَتَّانِ تَفْرُونَ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ
 وَلَا تَعْصُونَ فِي مَعْرُوفٍ فَمَنْ وَفَى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ
 وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذَلِكَ شَيْئًا فَأَخَذَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ لَهُ كَفَّارَةٌ
 وَظُهُورٌ وَمَنْ سَتَرَهُ اللَّهُ فَذَلِكَ إِلَى اللَّهِ إِنْ شَاءَ عَدَّ بِهِ وَإِنْ شَاءَ

غَفَرَ لَهُ

۷۰۱۲ ترجمہ : عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جماعت میں بیعت کی۔ حضور نے فرمایا میں تمہیں اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ اللہ کا کسی
 کو شریک نہ کر دے نہ چہرہ کر دے نہ زنا کر دے نہ اپنی اولاد کو قتل کر دے نہ کس پر ہتھان باندھو گے
 جو تم نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے سامنے بنایا ہو (قصدا) اور نہ ہی اچھی شئی میں یا فرمانی کر دے تم میں سے
 جس نے اس عہد کو پورا کیا اس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے اور جس نے ان میں سے کوئی شئی کی اور دنیا میں اس

۶۰۱۳۔ ابانہ سے حدیث شریفہ بن اسد بن مالک جلدنا وہیب
 عن ایوب عن محمد بن ابی ہریرۃ ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لہ
 ستون امرأۃ فقال لا طوفن اللیلۃ علی نساہی فلتحملن کل
 امرأۃ ولتلدن فارسا یقاتل فی سبیل اللہ علی نساہی فما
 ولدت منهن الا امرأۃ ولدت شی غلام قال نبی اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم لو کان سلیمان استثنی لحملت کل امرأۃ
 منهن فولدت فارسا یقاتل فی سبیل اللہ

۶۰۱۴۔ حدیثی محمد بن اسد بن مالک اخبرنا عبد الوہاب

ابن عبد المجید الثقفی قال حدثنا خالد الخدائی عن عکرمۃ
 عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل علی اعرابی

مواخذہ کیا گیا تو وہ اس کے لئے کفارہ اور پاکیزگی ہے اور جس پر اللہ نے پردہ ڈالا وہ اللہ کے حوالہ
 ہے اگر چاہے تو اس کو عذاب دے اور اگر چاہے تو اسے بخش دے۔ (حدیث عکاج : اکی شرح دیکھیں

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ

۶۰۱۵۔

کے نبی کی ساٹھ بیویاں تھیں انہوں نے کہا آج رات میں اپنی بیویوں سے

جماع کروں گا اور تمام عورتیں حاملہ ہوں گی اور شہسوار کو جہنم دیں گی جو اس کی راہ میں جہاد کرے گا۔ انہوں نے
 اپنی بیویوں سے جماع کیا تو ان میں سے صرف ایک عورت نے آدھا بچہ جنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا اگر سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہتے ہیں تو ان میں سے ہر ایک عورت حاملہ ہوئی اور شہسوار جنتی جو
 اللہ کی راہ میں جہاد کرتا۔ جلد چہارم کے ص ۲۸۱ پر اس کی تشریح مفصل مذکور ہے۔

۶۰۱۶۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۵۱۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا وَهَبُ
عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي مُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهُ
سِتُونَ امْرَأَةً فَقَالَ لَا طُوفَنَ اللَّيْلَةَ عَلَيَّ نِسَائِي فَلْتَحْمِلَنَّ كُلُّ
امْرَأَةٍ وَلْتَلِدَنَّ فَارِسًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَطَافَ عَلَيَّ نِسَائِي فَمَا
وَلَدَتْ مِنْهُنَّ إِلَّا امْرَأَةً وَلَدَتْ شِقَّ غُلَامٍ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ سُلَيْمٌ أُسْتُشِي لَحَمَلَتْ كُلُّ امْرَأَةٍ
مِنْهُنَّ فَوَلَدَتْ فَارِسًا يُقَاتِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

۶۰۱۶۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ

ابْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَلْدُ الْمَخْدَائِيُّ عَنْ عِكْرِمَةَ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَى أَعْرَابِيٍّ

مواخذہ کیا گیا تو وہ اس کے لئے کفارہ اور پاکیزگی ہے اور جس پر اللہ نے پردہ ڈالا وہ اللہ کے حوالہ
ہے اگر چاہے تو اس کو عذاب دے اور اگر چاہے تو اسے بخش دے۔ (حدیث عکاج : اکی شرح دیکھیں
ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام اللہ

۶۰۱۵۔ کے نبی کی ساٹھ بیویاں تھیں انہوں نے کہا آج رات میں اپنی بیویوں سے
جماع کروں گا اور تمام عورتیں حاملہ ہوں گی اور شہسوار کو جنم دیں گی جو اس کی راہ میں جہاد کرے گا۔ انہوں نے
اپنی بیویوں سے جماع کیا تو ان میں سے صرف ایک عورت نے آدھا بچہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اگر سلیمان علیہ السلام انشاء اللہ کہتے ہیں تو ان میں سے ہر ایک عورت حاملہ ہوئی اور شہسوار جنتی جو
اللہ کی راہ میں جہاد کرتا۔ جلد چہارم کے صفحہ ۳۸۱ پر اس کی بشرح مفصل مذکور ہے۔

۶۰۱۶۔ ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يَعُوْدُهُ فَقَالَ لَا بَأْسَ عَلَيْكَ طَهُّورٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ قَالَ قَالَ
الْأَعْرَابِيُّ طَهُّورٌ بَلْ هِيَ حُمَّى تَفُوْرُ عَلَى شَيْءٍ كَبِيرٍ تُزِيْرُهُ الْقُبُورُ
قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَعَمَ إِذَنْ

۷۰۱۷۔ حَدَّثَنَا ابْنُ سَلَامٍ قَالَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ جُصَيْنٍ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ حِينَ نَامُوا عَنِ الصَّلَاةِ قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ لَمْ يَبْزُ أَوْ أَحْكَمْ حِينَ شَاءَ وَرَدَّهَا
حِينَ شَاءَ فَقَضَوْا حَوَاجَتَهُمْ وَتَوَضَّأُوا إِلَى أَنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ
وَإَبْيَضَتْ فَقَامَ فَصَلَّى

نے ایک اعرابی کی بیمار پرسی کرنے تشریف لے گئے تو اسے فرمایا کوئی ڈر نہیں ان شاء اللہ گناہوں سے پاک ہو گئے
اعرابی نے کہا آپ طہور فرماتے ہیں بلکہ یہ بخار بوڑھے پر جوش مار رہا ہے اس کو قبروں تک پہنچائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہوگا

۷۰۱۷۔ شرح : سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بوڑھے اعرابی سے فرمایا یہ بیماری تجھے گناہوں
سے پاک کر دے گی لیکن اعرابی نے اس کو بعید سمجھا اسی لئے اُس نے کہا

یہ تو بخار ہے جو جوش مار رہا ہے گناہوں سے پاک کیسے کرے گا وہ اسے قبر تک پہنچائے گا یعنی وہ اس
بخار میں مر جائے گا (حدیث ۳۲۸۹ ج: ۵، ۷۱۹۵ ج: ۸ کی شرح دیکھیں)

۷۰۱۸۔ ترجمہ : ابوقنادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب لوگ نماز سے سوجھے ہوئے تھے
(نماز فجر نہ پڑھی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس وقت

چاہا تمہاری رو میں قبض کیں اور جس وقت چاہا ان کو واپس کیا پھر انہوں نے قضا و حاجت کی اور وضو کیا یہاں تک
کہ سورج طلوع کرنے کے بعد سفید ہو گیا تو آپ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھی۔

۷۰۱۸۔ شرح : ابوداؤد میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ نماز حدیبیہ

۱۸۔ حدیثنا یحییٰ بن قزعة قال حدیثنا ابراہیم۔

ابن سعد عن ابن شہاب عن ابي سلمة والاعرج

ح و حدیثنا اسمعیل قال حدیثی اخي عن سليمان بن محمد بن

ابی عتیق عن ابن شہاب عن ابي سلمة بن عبد الرحمن وسعيد

ابن المسيب ان ابا هريرة قال استب رجل من المسلمين ورجل

من اليهود فقال المسلم والذی اصطفی محمدا علی العلمین

فی قسم یقسم به فقال اليهودی والذی اصطفی موسى علی العلمین

فرع المسلم یدة عند ذلک فلطم اليهودی فذهب اليهودی

کے سفر میں قضاء ہوئی تھی جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون حفاظت کرے گا بلال نے کہا میں جاگتا رہوں گا اور مسلم میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ جنگ خیبر سے واپسی میں نماز قضاء ہوئی۔ امام مالک نے مؤطا میں بیان اسلم سے مرسل حدیث ذکر کی ہے کہ مکہ مکرمہ کے راستہ میں آخر رات آرام کرتے وقت قضاء ہوئی۔ عطاء بن یسار سے مرسل عبد الرزاق کی روایت میں تبرک کے راستہ میں قضاء ہوئی۔ عینی نے توضیح سے نقل کیا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ اللہ نے تمہاری روحوں کو قبض کیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روع نفس ہے۔ اکثر ائمہ کرام یہی کہتے ہیں بعض علماء اس کے خلافت کہتے ہیں کہ روع آنے جانے والا سانس ہے جس کے خاموش ہو جانے سے زندگی ختم ہو جاتی ہے اور یہی نفس راحت و لذت پاتا ہے اور دکھ درد محسوس کرتا ہے یہی نیند کے وقت فوت ہوتا ہے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نیند میں قبض ہونے والوں کو روع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو قرآن میں نفس فرمایا ہے؛ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے اللہ یتوفی الانفس حین صرّھا و انکئی لکم ممّت فی مناهھا، (حدیث ۵۴ ج: ۱ کی شرح دیکھیں)

توجہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا مسلمانوں میں سے ایک مسلمان اور ایک یہودی

مرد جھگڑا کرے۔ مسلمان نے قسم کھاتے ہوئے کہا اس ذات کی قسم جس نے محمد مصطفیٰ

۱۸۔

إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِي كَانَ مِنْ أَمْرِهِ
وَأَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَخْبِرُونِي عَلَى
مُوسَى فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُونَ فَاكُونَ أَوَّلَ مَنْ يُفِيقُ فَإِذَا مَوْسَى
بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ فَلَا أَدْرِي أَكَانَ فِيهِمْ صَعِقٌ فَأَفَاقَ قَبْلِي أَوْ
كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللَّهُ

۷۰۱۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ أَبِي عَيْسَى قَالَ أَخْبَرَنَا يَزِيدُ
ابْنُ هَارُونَ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةُ يَأْتِيهَا الدَّجَالُ
فَيَجِدُ الْمَلَائِكَةَ يَحْرُسُونَهَا فَلَا يَقْرَبُهَا الدَّجَالُ وَلَا الطَّاعُونَ
إِنْ شَاءَ اللَّهُ

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہانوں پر بزرگی دی۔ یہودی نے کہا اس ذات کی قسم جس نے تمام جہانوں پر موسیٰ کو منتخب کیا۔ اس وقت مسلمان نے ہاتھ اٹھایا اور یہودی کو طمانچہ رسید کیا۔ یہودی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا اور اپنا اور مسلمان میں دائرہ معاملہ سے آپ کو خبردار کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (تواضع، انکساری کے طور) فرمایا مجھے موسیٰ پر فضیلت نہ دو، کیونکہ لوگ قیامت کے دن بے ہوش ہو جائیں گے اور میں سب سے پہلے ہوش میں آؤنگا تو دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام "پلے سرش کو پکڑے ہوئے ہوں گے۔ نا معلوم یہ ان لوگوں میں سے ہوں گے جو بیہوش ہو گئے ہوں گے اور مجھ سے پہلے ان کو افاقہ ہوگا یا اللہ تعالیٰ نے ان کو بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ کر دیا ہوگا (اس حدیث کی مفصل شرح حدیث ۲۲۵۱ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

توجہ : انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
۷۰۱۹۔ دجال مدینہ منورہ کا رخ کرے گا تو فرشتوں کو اس کی حفاظت کرتے ہوئے

پائے گا۔ پس ان شاء اللہ دجال اور طاعون مدینہ منورہ کے قریب نہیں آئیں گے۔ حدیث ۲۲۵۱ ج ۲ کی شرح دیکھیں

۷۰۲۰۔ — **حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ**
قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ فَأُرِيدُ أَنْ شَاءَ اللَّهُ أَنْ أَخْتَبِي
دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۷۰۲۱۔ — **حَدَّثَنَا يَسْرَةُ بْنُ صَفْوَانَ بْنِ جَمِيلٍ اللَّخْمِيُّ**

قَالَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي
عَلَى قَلْبٍ فَتَزَعْتُ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ أَنْزِعَ ثُمَّ أَخَذَهَا ابْنُ أَبِي قُحَافَةَ
فَتَزَعَهَا ذُؤُوبًا أَوْ ذُؤُوبَيْنِ وَفِي تَزَعِهِ ضَعْفٌ وَاللَّهُ يَغْفِرُ لَهُ ثُمَّ أَخَذَهَا
عُمَرُ فَاسْتَحَالَتْ عَرَبًا فَلَمَّا رَأَى عُبْقُرِيًّا مِنْ النَّاسِ يَفْرِي فَرِيدَهُ حَتَّى ضَرَبَ

النَّاسُ حَوْلَهُ يَعْطِنُ

۷۰۲۰۔ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کی ایک دعا مقبول ہے ان شاء اللہ میرا ارادہ ہے کہ میں اپنی دعا قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت کے لئے چھپا رکھوں (حدیث ج ۱۶ ص ۴۸۱ کی شرح دیکھیں)

۷۰۲۱۔ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک وقت میں سورہ بقرہ نکالنے کے لئے آپ کو ایک کنوئیں پر دیکھا تو میں نے

اس سے جس قدر اللہ نے پاؤں نکالے پھر اس کو ابن ابی قحافہ (ابوبکر صدیق) نے پکڑ لیا اس نے ایک یا دو ڈول نکالے ان کے ڈول کھینچنے میں کمزوری تھی۔ اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے پھر اس کو عمر فاروق نے پکڑ لیا تو وہ ڈول ان کے ہاتھ میں منظم ڈول ہو گیا میں نے لوگوں میں کوئی پہلوان نہیں دیکھا جو ان جیسا کام کرتا ہو یہاں تک کہ

۴۰۲۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ
عَنْ بُرَيْدِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
إِذَا آتَاهُ السَّائِلُ وَرُبَّمَا قَالَ جَاءَهُ السَّائِلُ أَوْ صَاحِبُ الْحَاجَةِ
قَالَ اشْفَعُوا فَلْتُوجَرُوا وَيَقْضَى اللَّهُ عَلَى لِسَانِ رَسُولِهِ بِمَا شَاءَ

۴۰۲۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ عُمَرَ
عَنْ هَمَّامِ سَمِعَ أَبَاهُ رِيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
لَوْ يَقُلُ أَحَدُكُمْ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي أَنْ شِئْتَ ارْحَمْنِي أَنْ شِئْتَ ارْزُقْنِي
أَنْ شِئْتَ وَلْيُعْزِمْ مَسْأَلَتَهُ إِنَّهُ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ لَا مَكْرَهَ لَهُ

لوگوں نے اس کے ارد گرد گھاٹ بنا لیے۔

۴۰۲۱۔ شرح : ابن ابی قحافہ حضرت ابو بکر صدیق میں "رضی اللہ عنہ" قلیب کنواں۔ ذنوب
بفتح الذال بھرا سوا ڈول ہے اور عرب عظیم ڈول ہے عبقری، پہلوان۔

عطن جہاں اونٹ پانی پینے کے بعد آرام کرتے ہیں (حدیث ۳۳۲۵ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

۴۰۲۲۔ ترجمہ : ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
کوئی سائل یا حاجتمند آتا تو فرماتے اس کی شفاعت کرو تمہیں ثواب دیا
جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی "علیہ السلام" کی زبان پر جو چاہے فیصلہ کرتا ہے۔

۴۰۲۳۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا تم میں سے کوئی بھی یہ نہ کہے کہ اللہ اگر تو چاہتا ہے تو مجھے
بخش اگر چاہتا ہے تو مجھ پر رحم کر اور اگر چاہتا ہے تو مجھے رزق دے۔ چاہئے کہ اپنے سوال میں عزم کرے
اللہ توجہ چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس کو کوئی جبر نہیں کلا سکتا ہے (یہ حدیث عنقریب گزری ہے)

۴۰۲۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو حَفْصٍ
عَمْرُو قَالَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ
ابْنِ عُثْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ تَمَارَى هُوَ وَالْحُرُّ بْنُ قَيْسٍ
ابْنُ حِصْنِ الْفَزَارِيِّ فِي صَاحِبِ مُوسَى أَهْوِ خَضِرٌ فَمَنْ بِنَا أَبِي بِنِ كَعْبِ
الْأَنْصَارِيِّ فَدَعَاهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَقَالَ إِنِّي تَمَارَيْتُ أَنَا وَصَاحِبِي هَذَا فِي
صَاحِبِ مُوسَى الَّذِي سَأَلَ السَّبِيلَ إِلَى لُقَيْيهِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهُ قَالَ نَعَمْ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ شَأْنَهُ يَقُولُ بَيْنَا مُوسَى فِي مَلَأْمٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُ
رَجُلٌ فَقَالَ هَلْ تَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنْكَ قَالَ مُوسَى لَا فَأَدْحِي إِلَى
مُوسَى بَلَى عَبْدُنَا خَضِرٌ فَسَأَلَ مُوسَى السَّبِيلَ إِلَى لُقَيْيهِ فَجَعَلَ اللَّهُ لَهُ
الْحَوْتَ آيَةً وَقِيلَ لَهُ إِذَا فَقَدْتَ الْحَوْتَ فَارْجِعْ فَإِنَّكَ سَتَلْقَاهُ
فَكَانَ مُوسَى يَتَّبِعُ أَثَرَ الْحَوْتِ فِي الْبَحْرِ فَقَالَ فَيُؤْمِسُ لِمُوسَى أَرَأَيْتَ
إِذَا وَبْنَا إِلَى الصَّخْرَةِ فَإِنِّي نَسِيتُ الْحَوْتَ وَمَا أَنَسَانِيهِ إِلَّا الشَّيْطَانُ

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت قیس بن حصن فزاری

نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کے متعلق جھگڑا کیا کہ وہ خضر ہیں؟ ان کے پاس

۴۰۲۴

سے ابی بن کعب انصاری گزرے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ان کو بلایا اور فرمایا میں نے اور میرے اس ساتھی
نے موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی جس کی ملاقات کا انہوں نے سوال کیا تھا کے متعلق جھگڑا کیا ہے۔ کیا تم نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا حال ذکر فرماتے ہوئے سنا ہے؟ ابی نے کہا جی ہاں! میں نے جناب رسول اللہ

أَنْ أذْكَرَهُ قَالَ مُوسَى ذَلِكَ مَا كُنَّا نَبْعَثُ فَارْتَدَّ أَعْلَى أَثَارِهَا قَصَصًا
فَوَجَدَا خَضِرًا فَكَانَ مِنْ شَأْنِهِمَا مَا قَصَّ اللَّهُ

۴۰۲۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ
الزُّهْرِيِّ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي
يُونُسُ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَزَلَ عَدَاؤُكُمْ أَنْ شَاءَ اللَّهُ بِحَيْفِ
بَنِي كِنَانَةَ حَيْثُ تَقَامُوا عَلَى الْكُفْرِ يُرِيدُ الْمُحْصَبَ

صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک وقت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کی جماعت میں بیٹھے تھے کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا کیا آپ کسی کو اپنے سے بڑا عالم جانتے ہیں؟ موسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھ سے بڑا عالم کوئی نہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی گئی۔ کیوں نہیں۔ ہمارا بندہ خضر بڑا عالم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کی ملاقات کا راستہ پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مچھلی نشانی کر دی اور ان سے کہا گیا جب مچھلی کو لگم پاؤ تو واپس ہو جاؤ عنقریب اسے پالو گے پس موسیٰ علیہ السلام سمندر کے کنارے مچھلی کا نشان تلاش کرتے رہے تو ان کے خادم نے انہیں کہا مجھے بتائیں کہ جب ہم نے پتھر کے سایہ میں آرام کیا تو میں وہاں مچھلی سمول گیا تھا اور مجھے اس کو یاد کرنے سے صرف شیطان نے بھلا یا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں تو ہم جانتے تھے۔ وہ فوراً اپنے پاؤں کے نشانات پر واپس ہو گئے اور خضر علیہ السلام کو پایا ان سے سال سے وہ بے حواسی سے بیان فرمایا ہے

شرح : اس حدیث شریف میں فرمایا رَسْتَجِدُّ فِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ صَابِرًا قَادِرًا
وَبَلَدًا الْآيَةَ، یہ طویل حدیث کا اختصار ہے۔ مذکور آیت کریمہ میں حدیث

کی عنوان سے مطابقت ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے فتی کا نام یوشع بن نون ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام کا نام یلیا اور کنیت ابوالعباس ہے انہیں خضر اس لئے کہتے ہیں کہ جہاں وہ صاف زمین پر بیٹھتے تھے تو وہ سرسبز ہو جاتا کرتی تھی۔ حلق لغات : نمازی جگہ کیا، مناظرہ کیا، ملا، جماعت، یعنی، طلب کرتے تھے، چاہتے تھے۔

۴۰۲۵۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۴۰۲۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس سے دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں سے اپنے گالوں کو دھو رہے تھے۔

عائشہ عن عمرو بن ابی العباس عن عبد اللہ بن عمر قال قال حاصر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اهل الطائف فلم يفتحها فقال انا قافلون ان شاء الله فقال المسلمون نفضل ولم تفتحوا فاعذوا على القتال فعدوا فاصابتهم جراحات فقال النبي صلی اللہ علیہ وسلم انا قافلون عدا ان شاء الله فكان ذلك اعجبهم فتبسم رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم

ہم انشاء اللہ کل خیف بنی کنانہ میں پھریں گے۔ جہاں قریش نے کفر پر قسمیں کھائی تھیں یعنی وادی محصب میں۔

شرح : بنی کنانہ سے مراد وادی محصب ہے جو مکہ مکرمہ اور منی کے

۴۰۲۵۔

درمیان ہے۔ وہاں قریش نے قسمیں کھائی تھیں کہ وہ نبی کو

اور بنو مطلب سے خرید و فروخت، نکاح وغیرہ اور رہنا سہنا نہیں کریں اور ان سے مکہ میں کلینتہ مفاطع اور

بائیکاٹ کریں گے یہاں تک کہ وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے حوالہ کر دیں۔ یہ ایک کاغذ پر لکھ کر

کعبہ پر لٹکا دیا تھا۔ (حدیث ع۔۔۔ کی شرح دیکھیں)

حل لغات : تقاسموا۔ قسمیں کھائیں۔

ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل طائف

۴۰۲۶۔

کا محاصرہ کیا اور اس کو فتح نہ کیا۔ حضور نے فرمایا ہم انشاء اللہ

کل واپس چلے جائیں گے۔ مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم واپس ہو جائیں گے حالانکہ ہم نے فتح

نہیں کیا ہے۔ فرمایا جاؤ صبح جنگ کرو۔ وہ صبح جنگ کرنے گئے تو بہت زخمی ہو گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہم انشاء اللہ کل واپس چلے جائیں گے گویا کہ اس کلام نے ان کو خوش کیا۔ رہے سن کر وہ بہت

خوش ہوئے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔ (اس حدیث کی مطابقت "ان شاء اللہ"

میں ہے۔)

بَابٌ وَلَا تُنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ
 إِذَا فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقُّ وَهُوَ
 الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ وَلَمْ يَقُلْ مَاذَا خَلَقَ رَبُّكُمْ وَقَالَ مَنْ ذَا الَّذِي
 يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ وَقَالَ مَسْرُوقٌ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ إِذَا تَكَلَّمَ
 اللَّهُ بِالْوَحْيِ سَمِعَ أَهْلُ السَّمَاوَاتِ شَيْئًا فَإِذَا فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ وَسَكَنَ
 الصَّوْتُ عَرَفُوا أَنَّ اللَّهَ الْحَقُّ وَنَادَوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقُّ
 وَيَذَكَّرُ عَنْ جَابِرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَنَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَحْشُرُ اللَّهُ الْعِبَادَ فَيُنَادِيهِمْ بِصَوْتٍ يَسْمَعُهُ مَنْ بَعْدَ مَا
 يَسْمَعُهُ مَنْ قُرْبَ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الدَّيَّانُ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! اللہ کے حضور کوئی شفاعت

نفع نہ دے گی مگر جس لئے اجازت دے۔

یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے کبھراہٹ دور کر دی جائے گی تو وہ کہیں گے تمہارے
 رب نے کیا فرمایا ہے؟ وہ کہیں گے حق فرمایا ہے اور وہ بلند بزرگ ہے اور یہ نہ کہا تمہارے
 رب نے کیا پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر
 اس کے پاس شفاعت کرے، مسروق نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت
 کی کہ جب اللہ تعالیٰ وحی کے ذریعے کلام کرتا ہے تو آسمان والے کچھ سنتے ہیں اور جب ان کے

۷۰۲۷۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

عَنْ عَمْرِو بْنِ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

دلوں سے گھبراہٹ دور کی جاتی ہے اور آواز ٹھہر جاتی ہے تو وہ پہچان لیتے ہیں کہ یہ سس تھا اور وہ آپس میں آواز دیتے ہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ تو وہ کہتے ہیں حق فرمایا ہے، جابر بن عبد اللہ بن انیس سے ذکر کیا جاتا ہے کہ انہوں نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرمانے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جمع کرے گا پھر انہیں ایسی آواز سے پکارے گا کہ دور والے ایسے سنیں گے بسے قریب والے سنتے ہیں۔
 (ذرمائے گا) میں بادشاہ جزاء دینے والا ہوں۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا اس سارے باب سے ذکر کرنے سے مسند معززہ

شرح

مرتبہ، جمیہ اور نجاریہ کا رد ہے۔ یہ تمام کہتے ہیں اللہ کے مکلم ہونے کے معنی ہیں کہ وہ لوں محفوظ میں کلام پیدا کرنے والا ہے۔ رد اس طرح ہے کہ اللہ کا کلام اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے کیونکہ اس نے فرمایا۔ تمہارے رب نے کیا کہا اور یہ نہ فرمایا کہ تمہارے رب نے کیا پیدا کیا ہے۔ نیز یہ لوگ شفاعت کے منکر ہیں ان آیات میں شفاعت کا اثبات ہے۔ قوله اذا فرغ، یعنی جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ باقی رہے گی تو وہ ایک دوسرے سے کہیں گے تمہارے رب نے کیا کہا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ آسمان والے کلام سنتے ہیں لیکن گھبراہٹ کے باعث معنی نہ سمجھ سکے۔ اس لئے کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا کہا ہے اور یہ نہ کہا کہ تمہارے رب نے کیا پیدا کیا ہے اور فرشتوں سے بھی حکایت کر کے اس کی تائید کی کہ وہ کہیں گے حق فرمایا اور حق ذات کی صفت ہے۔ قوله من ذالذی، اس کا شان نزول یہ ہے کہ جب کافروں نے کہا بت بھاری، خاں، زب کے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ کے پاس نبی اور فرشتے شفاعت کریں گے لیکن جس کی شفاعت کریں گے اللہ سے اجازت حاصل کرنے کے بعد شفاعت کریں گے۔ قوله فینادیہم بصوت، یعنی اللہ تعالیٰ مخلوق آواز سے جو اس کی ذات کے ساتھ قائم نہیں۔ ان کو نداء کرے گا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ جو وہ سن رہے ہیں۔ اللہ کا کلام ہے جو ہر طرف سے سنا جا رہا ہے جیسے مرتن علیہ السلام تمام جہات سے اللہ کا کلام سنتے تھے۔ قوله انا الملک، یعنی صرف میں ہی بادشاہ ہوں اور میں اعمال کی جزا دینے والا ہوں۔ اس پر اللہ تعالیٰ سنا۔ (سبعہ دست صفات) جات، علم، ارادہ، قدرت، سمع، بصر اور کلام کی طرف اشارہ ہے تاکہ قول اور فعل کے اعتبار سے کلیات و جزیات پر جزاء دی جاسکے۔

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ خَرَبَتِ الْمَلَائِكَةُ
بِأَجْنِحَتِهَا خُضْعَانًا لِقَوْلِهِ كَانَ سِلْسِلَةً عَلَى صَفْوَانَ قَالَ عَلِيُّ وَقَالَ
غَيْرُهُ صَفْوَانٌ يَنْفَذُهُمْ ذَلِكَ فَإِذَا فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا
قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الَّذِي قَالَ الْحَقُّ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ قَالَ عَلِيُّ وَحَدَّثَنَا
سُفْيَانٌ حَدَّثَنَا عَمْرُو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهَذَا قَالَ عَلِيُّ قَالَ
سُفْيَانٌ قَالَ عَمْرُو سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ عَلِيُّ قُلْتُ
لِسُفْيَانَ قَالَ سَمِعْتُ عِكْرِمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ لَعَمْرُ قُلْتُ
لِسُفْيَانَ إِنَّ إِنْسَانًا رَوَى عَنْ عَمْرُو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَزْعُمُ
قَرَأَ فُزِعَ قَالَ سُفْيَانٌ هَكَذَا قَرَأَ عَمْرُو وَفَلَا أَدْرِي سَمِعَهُ هَكَذَا أَمْ لَا قَالَ
سُفْيَانٌ وَهِيَ قِرَاءَتُنَا

توجہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں کوئی حکم فرماتا ہے تو فرشتے اس کے
فیصلے سے عاجزی کرتے ہیں۔ گویا کہ ان کے پروں کی آواز ایسی ہوتی ہے جیسے پتھر پر زنجیر ملنے
سے آواز نکلتی ہے علی بن مدینی (شیخ بخاری) نے کہا سفیان کے غیر نے کہا ”ینفذہم ذلک“ اللہ یہ حکم فرشتوں
کو پہنچاتا ہے۔ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں تمہارے رب نے کیا کہا ہے وہ
کہتے ہیں حق فرمایا ہے اور وہ بلند بزرگ ہے۔ علی بن مدینی نے کہا ہم سے سفیان بن عیینہ نے عمرو انکریمہ اور
ابو ہریرہ سے یہ بیان کیا۔ سفیان نے کہا عمرو نے کہا ہم نے عکریمہ سے سنا کہ ہم سے ابو ہریرہ نے بیان کیا۔
علی بن مدینی نے کہا میں نے سفیان سے کہا کہ عمرو بن دینار نے کہا میں نے عکریمہ سے سنا۔ انہوں نے ابو ہریرہ
سے سنا۔ سفیان نے کہا جی ہاں! میں نے سفیان سے کہا کہ ایک شخص نے عمرو کے ذریعہ ابو ہریرہ سے روایت کی

۷۰۲۸۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ
 عَنْ عَقِيلٍ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 مَا أَذِنَ اللَّهُ لشيءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيِّ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ وَقَالَ صَاحِبُ لَهُ
 يُرِيدُ بِمَجْرِيهِ

وہ اس کو مرفوع ذکر کرتے ہیں انہوں نے "فزع" پڑھا ہے۔ سفیان نے کہا عمرو نے ایسا ہی پڑھا ہے۔
 مجھے معلوم نہیں انہوں نے یہ اسی طرح سنا ہے یا نہیں۔ سفیان نے کہا یہ ہماری قرأت ہے۔

شرح : یعنی جب اللہ تعالیٰ آسمانوں میں کوئی حکم نافذ کرتا تو فرشتے اللہ کے
 حکم کے سامنے قواضع اور خضوع کرتے ہوئے اپنے پر مارتے
 ہیں یعنی پر ہلاتے ہیں۔ اور ان کے پروں کی آواز صاف پتھر پر لوہے کی زنجیر چلنے کی آواز جیسے ہوتی
 ہے۔ بخاری کے شیخ علی بن مدینی نے کہا کہ سفیان کے غیر نے لفظ انفاذ کی زیادتی کی ہے۔ یعنی کہا صفوان
 یفدھم ذالک، یعنی اللہ تعالیٰ وہ امر فرشتوں کو پہنچاتا ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ مراد یہ ہے کہ غیر سفیان نے
 صفوان کہا ہے۔ لہذا یہ اختلاف صفوان کے فتح اور سکون میں ہے۔

۷۰۲۸۔ توجہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کا اذن نہیں دیا جو نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وسلم کو اذن دیا ہے کہ آپ قرآن کے ساتھ استغناء کرتے ہیں۔ ابوہریرہ کے صاحب نے کہا
 لندا واز سے قرآن پڑھتے ہیں۔

شرح : قولہ مَا أَذِنَ اللَّهُ لشيءٍ، یعنی اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے استماع کی
 مانند کسی کا استماع نہیں کرتا۔ اللہ کا استماع رُسنا، مجازی
 ہے۔ یعنی قاری کو قریب کرتا ہے اور اس کو بہت ثواب دیتا ہے یا اس کی قرأت قبول کرتا ہے۔ مَا أَذِنَ
 لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے صاحب نے یغنی

۴۰۲۹۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ يَا آدَمُ فَيَقُولُ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ فَيُنَادِي بِصَوْتٍ أَنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَخْرُجَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ لَعْنًا إِلَى النَّارِ

۴۰۳۰۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا غَرَّتْ عَلِيَّ امْرَأَةٌ مَا غَرَّتْ عَلِيَّ خَدِيجَةَ وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ مِنَ الْجَنَّةِ

بالقرآن کی تفسیر یہ کہ خود بصورت بلند آواز سے پڑھتے تھے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا مراد یہ ہے کہ قرآن کے ساتھ بے نیاز رہتے ہیں۔ (اس حدیث کی مکمل تفصیل حدیث ۳۴۰۰ ج ۲ کی شرح میں دیکھیں) ترجمہ: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے آدم! وہ کہیں گے لبتیک وسعدیک، پھر ندا دیکھا: تجھے حکم دیتا ہے کہ اپنی اولاد میں سے ایک گروہ دوزخ کی طرف باہر لا۔

۴۰۲۹۔ شرح: قولہ فینادی، یہ مجہول و معررت دونوں طرح پڑھنا درست ہے۔ مجہول کی صورت میں معنی یہ ہیں کہ پھر ندا آئے گی اور معررت کی صورت میں معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ندا دے گا یعنی فرشتے کو حکم دے گا کہ وہ ندا دے۔ (حدیث ۲۲۲۵ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۴۰۳۰۔ ترجمہ: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے کسی عورت پر بغیرت نہیں کی جو خدیجہ پر بغیرت کی۔ اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ انیس جنت میں مکان کی خوشخبری دیں۔ (حدیث ۲۵۹۲ تا ۲۵۹۶ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ مَعَ جِبْرِئِيلَ وَنِدَاءِ اللَّهِ الْمَلَايِكَةَ
 وَقَالَ مَعْمَرًا نَكَ لَتَلْقَى الْقُرْآنَ أَيْ يَلْقَى عَلَيْكَ وَتَلْقَاهُ أَنْتَ
 أَيْ تَأْخُذُهُ عَنْهُمْ وَمِثْلُهُ فَتَلْقَى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ
 ۷۰۳۱ — حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ قَالَ
 حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ أَبِي

باب اللہ کا جبریل کے ساتھ کلام کرنا اور فرشتوں کو ندا کرنا

اور معمر نے دَا نَكَ لَتَلْقَى الْقُرْآنَ کی تفسیر میں کہا کہ تم پر قرآن ڈالا جاتا ہے
 اور "تَلْقَاهُ أَنْتَ" کی تفسیر یہ ہے کہ تم اس کو فرشتوں سے اخذ کرتے ہو اور اسکی
 مثل ہے فَتَلْقَى آدَمُ مِنْ رَبِّهِ كَلِمَاتٍ اور آدم نے اپنے رب سے کلمات سیکھے

شرح : اس باب میں اللہ کا کلام ثابت کرنا ہے اور جبرائیل اور دیگر ملائکہ کو کلام سنانا ثابت کرنا
 ہے۔ اس وقت فرشتے اللہ کی ذات کے ساتھ قائم قدیم کلام سنتے ہیں جو مخلوق کے کلام کے
 مشابہ نہیں کیونکہ اللہ کے کلام میں حروف نہیں کلام کی یہ شرط نہیں کہ زبان سے ہو اور دونوں ہونٹوں سے ہو
 اس کی حقیقت یہ ہے کہ سنی جائے سمجھی جائے۔ اللہ تعالیٰ کلام کرنے میں جوارح وغیرہ سے پاک ہے اور نہ یہ
 اس کی شان کے لائق ہیں۔ قولہ یَلْقَى، جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے روحانی طور پر اندکرتے ہیں پیر جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم پر جہاں القاد کرتے ہیں۔

توجہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 ۷۰۳۱ — جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے۔ تو جبریل کو ندا دیتا ہے کہ

صَاحِبٍ عَنِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيلَ أَنْ اللَّهُ قَدْ أَحَبَّ فَلَانَا فَاجِبُهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ ثُمَّ ينادي جِبْرِيلُ فِي السَّمَاءِ أَنْ اللَّهُ قَدْ أَحَبَّ فَلَانَا فَاجِبُوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ وَيُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ

۲۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَعَابُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيُجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ وَصَلَاةِ الْفَجْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَآتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ

اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے تو اس سے محبت کر جبریل اس سے محبت کرنے لگتا ہے۔ پھر جبریل آسمان میں آواز دیتا ہے کہ اللہ فلاں سے محبت کرتا ہے تم اس سے محبت کرو تو اس سے آسمان والے محبت کرتے ہیں پھر اس کی مقبولیت زمین والوں میں رکھ دی جاتی ہے۔

۲۱۔ شرح : اللہ تعالیٰ کا بندے سے محبت کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کو اپنے قریب کرتا ہے اور خیر و برکت سے اس کو نوازتا ہے اور فرشتوں کے محبت کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور نیک دعائیں کرتے ہیں۔ پھر زمین والے لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت رکھ دی جاتی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو لوگوں میں مقبول ہو وہ اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ نیک لوگوں میں اس کی مقبولیت ہوتی ہے۔ تمام مخلوق میں نہیں اور موت سے زندگی کی نسبت محبت زیادہ ہو جاتی ہے۔ (حدیث ۶۵۵۸ کی شرح دیکھیں)

۴۰۳۳۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُنْدَرُ

قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ وَاصِلٍ عَنِ الْمَعْرُورِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ عَنِ

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَانِي جِبْرِيلُ فَبَشَّرَنِي أَنَّهُ مَنْ

مَاتَ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ سَرَقَ وَزَنَى قَالَ

وَإِنْ سَرَقَ وَزَنَى

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے باری باری آتے

ہیں اور عصر اور فجر کی نمازوں میں جمع ہوتے ہیں پھر وہ فرشتے جو تم میں رات گزارتے ہیں ان سے اللہ پوچھتا ہے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے۔ تم میرے بندوں کو کیسے چھوڑ کر آئے ہو وہ کہتے ہیں ہم نے ان کو چھوڑا حالانکہ وہ نماز پڑھتے تھے اور ان کے پاس گئے تو وہ نماز پڑھتے تھے۔

شرح: یعنی فرشتے لوگوں کے رات اور دن والے عمل لے کر چڑھتے اُترتے

ہیں اسی طرح ان کا تانا لگا رہتا ہے۔ حدیث شریف میں رات بہنے والے فرشتوں کو خصوصاً اس لئے ذکر کیا کہ جو لوگ رات نیک اعمال میں مشغول رہتے ہیں، حالانکہ رات استراحت کا زمانہ ہے تو وہ دن میں بطریق اولی اللہ کی طاعت میں مصروف رہتے ہیں۔ یا ایک ضد سے دوسری ضد کا حکم معلوم ہو جاتا ہے۔ اگر یہ پوچھا جائے کہ جب اللہ لوگوں کے اعمال جانتا ہے تو فرشتوں سے کیوں پوچھتا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو اِنِّیْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ کا بھید ظاہر فرماتا ہے کہ تم نے کہا تھا انسان زمین میں فتنہ و فساد اور خونریزی کرے گا اس سے فرشتوں کو الزام دینا ہے (حدیث ۵۳۲ ج: ۱ اکی شرح)

ترجمہ: معروڑ نے کہا میں نے ابو ذر سے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میرے پاس جبریل آیا اور مجھے خوشخبری دی کہ جو شخص اس حال میں فوت ہو جائے کہ وہ کسی کو اللہ کا شریک نہیں کرتا تھا وہ جنت میں داخل ہوگا میں نے کہا اگرچہ وہ چوری اور زنا کرے اگرچہ چوری اور زنا کرے۔ (حدیث کی شرح دیکھیں)

بَابُ قَوْلِهِ أَنْزَلَهُ بِعَلِيمِهِ وَالْمَلَائِكَةُ يُشْهَدُونَ

قَالَ مُجَاهِدٌ يَتَنَزَّلُ الْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ بَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ وَالْأَرْضِ
السَّابِعَةِ ۷۰۳۴ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ

قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو اسْحَقَ الْهَمْدَانِيُّ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا فُلَانُ إِذَا أَوَيْتَ إِلَى فِرَاشِكَ
فَقُلِ اللَّهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِي إِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ وَجْهِي إِلَيْكَ وَفَوَضْتُ
أَمْرِي إِلَيْكَ وَالْحَاجَاتُ ظَهَرِي إِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ لَأَمَلُجاً

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا إِرْشَادًا! اس کو اپنے علم سے نازل کیا اور فرشتے گواہ ہیں،

مجاہد نے کہا یہ تنزل الأمر بینهنّ کی تفسیر میں کہا کہ ساتویں آسمان اور ساتویں زمین کے
درمیان حکم نازل ہوتا ہے۔

مشرح : امر کے انزال سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو قرآن کے معانی سمجھانا ہے۔ اجسام مخلوقہ
کے انزال کی طرح انزال نہیں، کیونکہ قرآن جسم نہیں اور نہ ہی مخلوق ہے۔ قدر یہ کہتے ہیں قرآن مخلوق ہے
یہ آیت ان پر حجت ہے کیونکہ قرآن کریم بذات خود قائم ہے۔ اس کی تقسیم و تجزی نہیں ہوتی اور انزال کے
معنی افہام ہیں یعنی قرآن کے فرض سمجھانا جو قرآن میں ہیں۔

ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اے براء جس وقت تو اپنے بستر پر جاتے تو یہ بڑھ "اے اللہ میں نے

۷۰۳۴ —

اپنی ذات تیرے تابع کر دی اور اپنے آپ کو تیری طرف متوجہ کیا اور اپنا امر تیرے حوالہ کر دیا۔ تجھ سے ڈرتے

وَلَا مَنجِي مِّنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ أَمِنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِي أَنْزَلْتَ وَبِنَبِيِّكَ
الَّذِي أَرْسَلْتَ فَإِنَّكَ إِذَا مَاتَ فِي لَيْلَتِكَ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ وَإِنْ
أَصْبَحْتَ أَصْبَحْتَ أَجْرًا

۴۰۳۵ — حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِينٌ

عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَلْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي أُوْفَى قَالَ قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْأَحْزَابِ اللَّهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ
سَرِيعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ وَزَلْزِلْ لَهُمْ زَادَ الْحَمِيدِ قَالَ
حَدَّثَنَا سَفِينٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي خَلْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ
سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ہوئے اور تجھ میں رغبت کرتے ہوئے تجھ پر توکل کیا اور تجھ پر اعتماد کیا جائے پناہ اور جائے نجات صرف تیری ذات
ہے سائے اللہ! میں تیری کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی ہے اور تیرے نبی پر ایمان لایا جسے تو نے بھیجا ہے
اگر تو اس رات فوت ہو جائے تو فطرت پر تمہارا انتقال ہوگا اور اگر تو صبح کرے تو ثواب پائے گا۔

(حدیث ۲۲۶ ج: ۱ کی شرح دیکھیں)

توجہ: عبد اللہ بن ابی ادنیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے دن فرمایا! اے اللہ! قرآن کریم کو

نازل کرنے والے جلد حساب لینے والے کفار کے لشکروں کو شکست دے اور ان کے قدم پھلا دے۔ حمیدی نے یہ
اضافہ کیا کہ ہم سے سفیان بن عیینہ نے ابن ابی خالد کے ذریعہ کہا کہ میں نے عبد اللہ سے سنا انہوں نے کہا میں نے نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے (چونکہ اسناد میں عنعنہ ہے اس لئے بخاری نے حمیدی سے نقل کیا کہ اسناد سماعت پر مبنی ہے)

۴۰۳۵ — شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی مذمت فرمائی ہے اور

۶۰۳۶ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ هُثَيْمٍ عَنْ أَبِي بَشْرٍ عَنْ سَعِيدِ
 ابْنِ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تَخَافُ بِهَا قَالَ
 أَنْزَلَتْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَارِمَةً فَكَانَ إِذَا رَفَعَ
 صَوْتَهُ سَمِعَ الْمُشْرِكُونَ فَسَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ
 فَقَالَ اللَّهُ وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ حَتَّى يَسْمَعَ الْمُشْرِكُونَ وَلَا تَخَافُ بِهَا
 عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تَسْمِعُهُمْ وَابْتَغِ ذَلِكَ سَبِيلًا وَسَمِعَهُمْ وَلَا تَجْهَرُ حَتَّى
 يَأْخُذُوا بِعُنُقِكَ الْقُرْآنَ

اور یہ حدیث سب سے پر مشتمل ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نے کاسنوں کی سب سے کی مذمت فرمائی ہے جو باطل
 امور کو متضمن ہوتی ہے۔ یا وہ سب سے ممنوع ہے جس میں تکلف کیا جائے۔ اور جو خود بخود زبان پر جاری ہو جائے
 وہ ممنوع نہیں۔ (حدیث ۲۶۳۶ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تَخَافُ بِهَا
 کی تفسیر میں کہا یہ آیت نازل ہوئی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ
 میں چھپے ہوئے تھے جب آپ آواز بلند فرماتے تو مشرک سن کر قرآن کو گالیاں دیتے اور جس نے نازل کیا (اللہ)
 اور جو لے کر آیا (جبرائیل) کو گالیاں دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ نماز میں زیادہ بلند آواز سے نہ پڑھو اور نہ
 ہی زیادہ آہستہ پڑھو۔ یعنی زیادہ بلند آواز سے نہ پڑھو کہ مشرک سن لیں اور نہ اتنا آہستہ پڑھو کہ
 آپ کے صحابہ بھی نہ سُننے پائیں۔ اس کے درمیان راہ تلاش کریں (وہ یہ کہ) اپنے اصحاب کو سُنائیں اور زیادہ
 بلنداواز نہ کریں یہاں تک کہ صحابہ آپ سے قرآن اخذ کر سکیں۔

۶۰۳۷ — شروح : انزال اور تنزیل میں فرق یہ ہے کہ ایک ہی دفعہ نازل ہونے کو
 انزال کہتے ہیں اور واقعات اور مصالح کے مطابق تدریجاً نزول

کو تنزیل کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم دی کہ نماز میں زیادہ بلند آواز سے نہ پڑھیں اور
 نہ ہی زیادہ آہستہ پڑھیں بلکہ دونوں کے درمیان پڑھیں۔ (حدیث ۲۶۳۷ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ يُرِيدُونَ أَنْ يُبَدِّلُوا كَلَامَ اللَّهِ لِقَوْلٍ فُضِّلَ حَقٌّ وَمَا هُوَ بِالْهَزْلِ بِاللَّعِبِ
۷۰۳۷ — حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ
 حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيْبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ
 بِيَدِي الْأَمْرُ أَقْلِبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشاد! وہ اللہ کا کلام تبدیل کرنے کا

ارادہ کرتے ہیں۔ قرآن حق قول ہے یہ کوئی کھیل کو دہنیں
 اس باب کے عنوان اور اس سے پہلے اور بعد میں آنے والی احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کا مقصد صرف یہ ہے کہ اللہ کا کلام اس کی سفت اور اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے
 وہ ازلاً ابداً متکلم ہے۔“

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
۷۰۳۷ — اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ابن آدم مجھے اذیت پہنچاتا ہے وہ زمانہ کو

کالی دیتا ہے، سالانہ میں زمانہ ہوں۔ میرے ہاتھ میں امر ہے میں رات دن کو پلٹتا ہوں۔
 شرح : یہ حدیث قدسی ہے اور اللہ کا ارشاد ابن آدم مجھے اذیت پہنچاتا

ہے۔ یہ تشابہات سے ہے اسی طرح اللہ کا ہاتھ اور دھڑکتا ہے
۷۰۳۷ —

ہیں۔ تشابہات میں علماء کے دو قول میں جو ان کو اللہ کے حوالے کرتے ہیں وہ مفوضہ ہیں اور جو تاویل کرتے ہیں وہ
 مؤولہ ہیں۔ اللہ کو ایذا دینے سے مراد یہ ہے کہ اس کی طرف وہ شئی منسوب کرتے ہیں جو اس کی شان
 کے لائق نہیں اور یہی تاویل قدرت سے اور دہر کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ وہ دہر کو بدلتا ہے۔

(حدیث ۷۰۳۷ ج: ۷ کی شرح دیکھیں)

۶۰۳۸ — حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ
 أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ
 اللَّهُ الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ يَدْعُ شَهْوَتَهُ وَآكَلَهُ وَشُرِبَهُ مِنْ
 أَجْلِي وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ حِينَ يُفْطِرُ وَ
 فَرْحَةٌ حِينَ يُلْقَى رَبَّهُ وَلِخُلُوفٍ فِيمَا لَصَّائِمٍ أَطِيبٌ عِنْدَ اللَّهِ
 مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ

۶۰۳۹ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ
 قَالَ أَخْبَرَنَا مَعْرَعٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ بَيْنَمَا أَيُّوبُ يَغْتَسِلُ عُرْيَانًا خَرَّ عَلَيْهِ رَجُلٌ جَرَادٍ مِنْ ذَهَبٍ

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 ۶۰۳۸ — اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا دیتا ہوں
 روزہ دار میرے لئے اپنی خواہشوں اور کھانا پینا چھوڑتا ہے روزہ ڈھال ہے اور روزہ دار کے لئے دوزخیاں
 ہیں ایک خوشی روزہ افطار کرتے وقت اور دوسری خوشی جس وقت وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا روزہ دار
 کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے پاکیزہ ہے۔

شرح : تمام عبادات اللہ کے لئے ہیں لیکن روزہ کی تخصیص اس لئے ہے کہ
 ۶۰۳۹ — اللہ کے سوا روزہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہیں کی گئی؛ کیونکہ کسی

زمانہ میں کافروں نے روزہ رکھ کر بتوں کی عبادت نہیں کی دیگر سجد سے سجد اور صدقات وغیرہ وہ بتوں
 کے لئے کرتے رہتے تھے۔ اللہ کے نزدیک تم صائم کی بو کا اظہار ہونا بطریق فرس ہے یعنی اگر اللہ کے
 نزدیک طیب تصور کی جائے تو صائم کے منہ کی بو اظہار ہوگی۔ (حدیث ۶۰۳۹ کی شرح میں اسکا فضل بیان ہے۔)

۶۰۳۹ — ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فَجَعَلَ يَحْتِي فِي تَوْبِهِ فَنَادَى رَبَّهُ يَا أَيُّوبُ الْمَأْكُنُ أَعْنَيْتَكَ عَمَّا

تَرَى قَالَ بَلَى يَا رَبِّ وَلَكِنْ لَا عِنِّي بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ

۷۰۴۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَلِكٌ عَنْ ابْنِ

شَهَابٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ الْأَعْرَبِيِّ عَنْ أَبِي سُرَيْبَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتَنَزَّلُ رَبُّنَا كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِينَ يَبْقَى

ثُلُثُ اللَّيْلِ الْآخِرِ فَيَقُولُ مَنْ يَدْعُونِي فَأَسْتَجِيبَ لَهُ مَنْ يَسْأَلُنِي

فَاعْطِيهِ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَأَغْفِرْ لَهُ

ایک دفعہ ایوب علیہ السلام، برہنہ غسل کر رہے تھے کہ اُن پر سونے کی ٹڈی دل گرنے لگا انہوں نے اس کو اپنے کپڑوں میں بھرنا شروع کیا تو اُن کے رب نے آواز دی اے ایوب! کیا میں نے تجھے اس سے مستغنی نہیں کیا جو دیکھ رہے ہو۔ عرض کیا کیوں نہیں اے میرے پروردگار! تو نے مجھے بہت غنی کیا ہے! لیکن میں تیری برکت سے مستغنی نہیں ہوں۔ (حدیث ۲۶۷ ج: ۱ کی شرح دیکھیں)

حل لغات : رَبُّنَا جَزَاءُ "ٹڈی دل" یَحْتِي "بھرتا ہے" أَعْنَيْتَكَ "میں نے تجھے غنی کیا۔"

ترجمہ : ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا رب تبارک و تعالیٰ ہر رات پہلے آسمان کی

طرف نزول فرماتا ہے جبکہ آخر تہائی رات باقی رہ جاتی ہے اور فرماتا ہے کوئی شخص ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں کوئی شخص ہے جو مجھ سے سوال کرے میں اس کو دوں کوئی شخص ہے جو مجھ کو بخشش مانگے میں اس کو بخشوں۔

شرح : اللہ تعالیٰ کا پہلے آسمان کی طرف نزول کرنا مشابہات سے ہے۔

ان کی مراد اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں۔ علامہ اس کی تاویل

یہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فرشتے اور اس کی تجلیات نازل ہوتی ہیں اور جب فجر طلوع ہوتی ہے تو وہ عرش پر چل جاتی ہیں۔ اس سبب مثالوں میں سر تسلیم خم ہونا چاہیے اور یہ نہ کہا جائے کہ اللہ پہلے آسمان پر تڑپتا

۴۰۴۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا
 أَبُو الزِّنَادِ أَنَّ الْأَعْرَجَ حَدَّثَنَا أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ نَحْنُ الْأَخْرُونَ السَّالِقُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهَذَا
 الْإِسْنَادُ قَالَ اللَّهُ أَتْفِقُ أَتْفِقُ عَلَيْكَ

۴۰۴۲۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نَضِيلٍ
 عَنْ عَمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ هَذِهِ خَدِيجَةٌ
 أَتَتْكَ بِإِنَاءٍ فِيهِ طَعَامٌ أَوْ إِنَاءٌ فِيهِ شَرَابٌ فَأَقْرَبِيهَا مِنْ رَبِّهَا
 السَّلَامَ وَبَشِّرْهَا بِبَيْتٍ مِّنْ قَصَبٍ لَا صَخَبَ فِيهِ وَلَا نَصَبَ

کیونکہ اتزنا جسم کو لازم ہے۔ اللہ جسم سے پاک ہے۔ لہذا خاموشی میں ہی سلامتی ہے یا اللہ اور اس کے رسول کے
 حوالہ کریں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آخرات نماز پڑھنے میں بہت برکتیں ہیں۔ سحری کے وقت استغفار
 کرنے والوں کی اللہ نے تعریف فرمائی۔ نیز عقل کا مقتضی بھی یہی ہے کیونکہ کھانا یا ہضم ہو جانے کے باعث سانس کی
 صفائی کا وقت ہوتا ہے اور حماس کا بوجھ زائل ہو جاتا ہے اور تشویش کن امور کا فقدان ہوتا ہے اور شور و غل
 نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ تنہائی اور یکسوئی کا وقت ہے۔ اس وقت عبادت میں لطف آتا ہے۔

(حدیث ۱۰۸۲ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ
 ۴۰۴۱۔ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ہم مدینہ میں آنے میں سب سے آخر
 ہیں اور قیامت کے روز سب سے پہلے ہوں گے اسی اسناد سے ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”تم حنیف
 کرو میں تم پر خرچ کروں گا“

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ”حضرت جبریل علیہ السلام نے
 ۴۰۴۲۔ عرض کیا یا رسول اللہ! اصل اللہ علیہ وسلم یہ خدیجہ آپ کے پاس برتن لائی ہے

۴۰۴۳۔ حَدَّثَنَا مَعَاذُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ
 أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ قَالَ اللَّهُ أَعَدُّ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ
 سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ

۴۰۴۴۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ أَخْبَرَنِي
 ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ
 ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَهَجَّدَ مِنَ اللَّيْلِ
 قَالَ اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ
 أَنْتَ قِيَمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ رَبُّ السَّمَوَاتِ
 وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلِقَاءُكَ

جس میں کھانا یا پینے کا پانی ہے۔ انہیں ان کے رب کی طرف سے سلام فرمادیں اور انہیں ایسے گھر کی خوشخبری
 میں جو موتیوں سے بنا ہوا ہے اس میں شور و غل اور کوئی مشقت نہیں۔ (حدیث ۳۵۶۶ ج ۵ کی شرح دیکھیں)
 ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات نہج تک
 نماز پڑھتے تو فرماتے اے اللہ! تیرے ہی لئے حمد ہے تو آسمانوں اور
 زمین کو روشن کرنے والا ہے تیرے ہی لئے حمد ہے تو آسمانوں اور زمین کو قائم کرنے والا ہے۔ تیرے ہی
 لئے حمد ہے تو آسمانوں اور زمین اور جو ان میں ہے سب کا رب ہے تو حق ہے تیرا وعدہ حق ہے تیرا کلام حق ہے
 تیری ملاقات حق ہے جنت حق ہے دوزخ حق ہے نبی حق ہے قیامت حق ہے تیرے ہی لئے جس مسلمان
 ہوا اور تجھ پر ایمان لایا تجھی پر میں نے توکل کیا تیری طرف میں نے رجوع کیا تیری مدد سے میں نے محاکمت
 اور تیری طرف میں محاکمہ لے گیا مجھے بخش دے جو میں نے پہلے کئے، جو پیچھے کئے، جو خفیہ کئے اور جو علانیہ کئے

الْحَقُّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالتَّارُحُوقُ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ
 اللَّهُمَّ لَكَ أَسَلْتُ وَبِكَ أَمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أُنَبِّتُ
 وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاعْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ
 وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ إِلَهِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

۴۰۲۵۔۔۔ حَدَّثَنَا حجاج بن منهال قال حدثنا عبد الله

ابن عمير النميري قال حدثنا يونس بن يزيد الأيلي قال سمعت

الزهري قال سمعت عروة بن الزبير وسعيد بن المسيب و

علقمة بن وقاص وعبيد الله ابن عبد الله عن حديث عائشة

زوج النبي صلى الله عليه وسلم حين قال لها أهل الإفك ما قالوا

فبرأها الله مما قالوا وكل حديثي طائفة من الحديث الذي

حدثني عن عائشة قالت ولكن والله ما كنت أظن أن الله

يُنزِلُ فِي بَرَأَتِي وَحَيَاتِي وَلَشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْقَرَمِنْ أَنْ

تو میرا اللہ ہے تیرے سوا کوئی حق معبود نہیں۔ (حدیث ۱۰۵۸ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : یونس بن یزید نے کہا میں نے زہری کو یہ کہتے ہوئے سنا اس نے کہا

۴۰۲۵

میں نے عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور عبید اللہ

ابن عبد اللہ سے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا زرحہ محترمہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنی جس وقت

اُن کے متعلق بہتان سازوں نے جو کچھ کہا اور اللہ تعالیٰ نے ام المؤمنین کو ان کے بہتان سے بری کیا ہر ایک نے

مجھ سے حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا جس کی مجھے ام المؤمنین کے متعلق خبر دی تھی۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے

أَنْ يَتَكَلَّمَ اللَّهُ فِي بَأْمِرِيَّتِي وَلَكِنِّي كُنْتُ أَرْجُو أَنْ يَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ رُؤْيَا يُبْرِئُنِي اللَّهُ بِهَا وَأَنْزَلَ اللَّهُ إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ الْعَشْرَ آيَاتٍ

۶۰۴۶ - حَدَّثَنَا قَتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْزِرَةُ

ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ إِذَا أَرَادَ عَبْدِي أَنْ يَعْمَلَ سَيِّئَةً فَلَا تَكْتُبُوهَا عَلَيْهِ حَتَّى يَعْمَلَهَا فَإِنْ عَمِلَهَا فَكْتُبُوهَا بِمِثْلِهَا وَإِنْ تَرَكَهَا مِنْ أَجْلِي فَكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَعْمَلَ حَسَنَةً فَلَمْ يَعْمَلْهَا فَكْتُبُوهَا لَهُ حَسَنَةً فَإِنْ عَمِلَهَا فَكْتُبُوهَا لَهُ بِعَشْرٍ مِثْلِهَا إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ

نے فرمایا لیکن بخدا! مجھے یہ گمان نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے حق میں وحی نازل فرمائے گا جس کی تلاوت کی جایا کرے گی میرے نزدیک میری شان اس سے بہت کمزوری تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے حق میں کوئی ایسا کلام کرے جس کی تلاوت کی جائے لیکن مجھے یہ امید تھی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیند میں خواب دیکھ لیں گے جس کے سبب اللہ تعالیٰ مجھے بری کر دے گا تو اللہ تعالیٰ نے اِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُوْا بِالْاِفْكِ " دس آیات نازل فرمائیں۔ (حدیث ۲۴۸۵ ج : ۲ کی شرح دیکھیں)

توجہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ

— ۶۰۴۶ —

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اے فرشتو! جب میرا بندہ گناہ کا ارادہ کرے تو جب تک وہ اس پر عمل نہ کرے اس کا گناہ نہ لکھو اور اگر وہ اس پر عمل کرے تو اس کی مثل گناہ لکھو اور اگر وہ میرے خوف سے ترک کر دے تو اس کے لئے نیکی لکھو اور اگر اس پر عمل

۴۰۲۷۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي
 سُلَيْمَنُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ مَعْوِيَةَ ابْنِ أَبِي مُزَرِّدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ
 عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللَّهُ
 الْخَلْقَ فَلَمَّا فَرَّغَ مِنْهُ قَامَتْ الرَّحِمُ فَقَالَ مَدِ قَالَتْ هَذَا مَقَامُ
 الْعَائِدِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ فَقَالَ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مِنْ وَصْلِكَ
 وَأَقْطَعَ مِنْ قَطْعِكَ قَالَتْ بَلَى يَا رَبِّ قَالَ فَذَاكَ لَكَ تُقَالَ
 أَبُو هُرَيْرَةَ فَهَلْ عَسَيْتُمْ أَنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تَفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتَقْطَعُوا
 أَرْحَامَكُمْ

کرے تو دس گناہ سے سات سو گنا تک نیکی لکھو۔ (حدیث ۶۹۳۷ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ

۴۰۲۷

علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی جب اس سے فارغ

ہوا تو رحم کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کھڑی رحم نے کہا یہ قطع رحم سے تیری پناہ مانگتے واپس آئے کا مقام ہے
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو راضی نہیں کہ جو تجھے ملائے گا میں اسے ملاؤں گا اور جو تجھے قطع کرے گا میں اسے قطع
 کروں گا۔ رحم نے کہا کیوں نہیں اسے میرے پروردگار۔ اللہ نے فرمایا بس یہ تیرے لئے ہے پھر ابو ہریرہ نے پڑھا
 ”تو کیا تمہارے بے لچھن نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو۔“

شرح : قولہ فرغ، یعنی مخلوق کی پیدائش پوری کر دی۔ اللہ تعالیٰ کو کوئی شئی

۴۰۲۷

مشغول نہیں کرتی۔ رحم رشتہ ہے۔ اور یہ ایک مفہوم ہے اس سے کلام

متصور نہیں ہو سکتا جبکہ یہ قرابت ہے جس کو رحم واحد جمع کرتا ہے اور وہ ایک دوسرے سے ملتے ہیں
 لہذا اس کی شان کی تعظیم، اس کو ملانے والے کی تعظیم اور اس کو قطع کرنے والے کی تاہیم مراد ہے۔ اگر یہ سوال
 پوچھا جائے کہ فقال میں فاتعقبت کے لئے ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کا کلام رحم کے کلام کے بعد
 ہے لہذا اللہ کا کلام حادث، ہوگا اس کا جواب یہ ہے۔ یہ فرشتہ کا کلام ہے جو اس پر مامور ہے

۴۰۴۸ — حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَفِينٌ عَنْ هَارِجٍ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ مَطَرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ قَالَ اللَّهُ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي كَافِرٌ بِي وَمُؤْمِنٌ بِي

۴۰۴۹ — حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَلِكٌ عَنْ

أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ قَالَ اللَّهُ إِذَا أَحَبَّ عَبْدِي لِقَائِي أَحْبَبْتُ لِقَاءَهُ وَإِذَا كَرِهَ لِقَائِي

كَرِهْتُ لِقَاءَهُ

۴۰۵۰ — حَدَّثَنَا أَبُو إِيْمَانَ قَالَ أَخْبَرَنَا شَيْبٌ قَالَ

حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي

ترجمہ : زید بن خالد نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے بارش ہوئی
۴۰۴۸ — تو حضور نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بعض بندوں نے میرے

ساتھ کفر کیا اور بعض ایمان لانے والے ہو گئے۔

شرح : یعنی جنہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بارش ہوئی وہ
۴۰۴۹ — مجھ پر ایمان لانے والے ہوئے اور جس نے کہا فلاں ستارہ کے

باعث بارش ہوئی اور اس کو بارش برسانے میں مؤثر جانا تو اس نے میرے ساتھ کفر کیا اور ستارہ پر
ایمان لانے والا ہوا۔ (حدیث ع ۹۸۵ ج ۲ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
۴۰۴۹ — علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر میرا بندہ میری ملاقات سے محبت

۴۰۵۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَلِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ
عَنِ الْأَعْرَابِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
قَالَ رَجُلٌ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ إِذَا مَاتَ فَأَحْرِقُوهُ وَأَذْرُوا نِصْفَهُ
فِي الْبَرِّ وَنِصْفَهُ فِي الْبَحْرِ فَوَاللَّهِ لَئِنْ قَدَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِ لِيُعَذِّبَنَّ عَذَابًا
لَا يُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ فَأَمَرَ اللَّهُ الْبَحْرَ فَجَمَعَ مَا فِيهِ وَأَمَرَ
الْبَرَّ فَجَمَعَ مَا فِيهِ ثُمَّ قَالَ لِمَ فَعَلْتَ قَالَ مِنْ خَشْيَتِكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ
فَغَفَرْنَا لَهُ

کرے تو میں اس کی ملاقات سے محبت کرتا ہوں اور اگر میری ملاقات کو بُرا جانے تو میں اس کی ملاقات
کو بُرا جانتا ہوں (حدیث ع ۶۹۵۳ کی شرح دیکھیں) ۱

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے نزدیک ہوں

جو وہ میرے ساتھ گمان رکھتے ہے۔ (اگر وہ میرے فضل و کرم کی امید رکھتا ہے تو اس پر اپنے فضل و کرم سے
رحم کرتا ہوں) حدیث ع۔ کی شرح دیکھیں۔

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی جس نے کوئی اچھا کام نہ کیا تھا نے کہا

جب وہ مر جائے تو اس کو آگ میں جلادو اس کو آدھا خشکی میں اڑادو اور آدھا سمندر میں بہادو اللہ کی قسم
اگر اللہ اس پر قادر ہوگا تو اس کو ایسا عذاب دے گا جو تمام جہانوں میں کسی کو عذاب نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ
نے سمندر کو حکم دیا تو جو کچھ میں بہایا گیا تھا اس کو اکٹھا کیا اور خشکی کو حکم دیا اس کو بھی جو کچھ اس میں تھا جمع
کیا پھر اسے فرمایا تو نے یہ کیوں کیا تھا؟ اس نے کہا تیرے خوف سے کیا تھا حالانکہ تو جانتا ہے اللہ تعالیٰ نے
اس کو بخش دیا۔

۴۰۵۱۔ شرح : یہ شخص کفن چورتھا جو قبروں میں مردوں کے کفن اتار دیتا تھا۔ اگر یہ سوال

۴۰۵۲۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو
 ابْنُ عَاهٍ حِ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ
 سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَاهُ رِيَّةَ قَالَ سَمِعْتُ
 أَبَاهُ رِيَّةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ عَبْدًا أَصَابَ
 ذَنْبًا وَرَبَّمَا قَالَ أَذْنِبُ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ أَذْنِبْتُ وَرَبَّمَا قَالَ
 أَصِيبْتُ فَاعْفِرْهُ فَقَالَ رَبُّهُ أَعْلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ
 وَيَأْخُذُ بِهِ عَفَرْتُ لِعَبْدِي ثُمَّ مَكَتَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَصَابَ ذَنْبًا
 أَوْ أَذْنِبُ ذَنْبًا قَالَ رَبِّ أَذْنِبْتُ أَوْ أَصِيبُ أَخْرَفَ عَفْرَةَ فَقَالَ
 أَعْلِمَ عَبْدِي أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ عَفَرْتُ لِعَبْدِي
 ثُمَّ مَكَتَ مَا شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ أَذْنِبُ ذَنْبًا وَرَبَّمَا قَالَ أَصَابَ ذَنْبًا قَالَ
 رَبِّ أَصِيبْتُ أَوْ قَالَ أَذْنِبْتُ أَخْرَفَ عَفْرَةَ لِي فَقَالَ أَعْلِمَ عَبْدِي
 أَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَأْخُذُ بِهِ عَفَرْتُ لِعَبْدِي ثَلَاثًا

پوچھا جائے کہ اگر وہ شخص مومن تھا تو اس نے اللہ کی قدرت میں شک کیوں کیا اگر وہ کافر تھا تو اس کی مغفرت کیوں ہوئی اس کا جواب یہ ہے کہ وہ مومن تھا کیونکہ اس نے کہا تھا میں نے تیرے خوف سے ایسا کیا ہے اور قدر مخفف ہو یا شدت ہو یعنی حکم ہے یعنی اگر اس نے میرے متعلق کوئی فیصلہ کیا تو سخت فیصلہ کرے گا۔ (حدیث ۳۲۲۹ ج ۵ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک شخص نے گناہ کیا۔ بسا اوقات "أَذْنِبُ ذَنْبًا" فرمایا

۴۰۵۳ — حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْأَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنِي
مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ
عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلًا
فِيمَنْ سَلَفَ أَوْ فِيمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ قَالَ كَلِمَةً يَعْنِي أَعْطَاهُ اللَّهُ مَا لَوْ وُلِدَا
فَلَمَّا حَضَرَ الْمَوْتُ قَالَ لِبَنِيهِ أُمِّي أَبٌ لَكُمُ قَالَوا خَيْرُ أَبٍ

اور کہا اے میرے پروردگار میں نے گناہ کیا ہے کبھی کہا اَصْبَتْ ذَنْبًا، مجھے بخش دے اس کے رب نے کہا کیا میرے بندے نے جانا ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ کے سبب پکڑتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر جس قدر اللہ نے چاہا پھر رات پھر گناہ کا ارتکاب کیا یا اذْنَبَ ذَنْبًا، فرمایا اور کہا اے میرے پروردگار میں نے گناہ کیا ہے یا کہا دوسرا گناہ کیا ہے اسے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میرے بندے نے جانا ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ کے سبب پکڑتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر جس قدر اللہ نے چاہا پھر رات پھر گناہ کیا بسا اوقات فرمایا اَصَابَ ذَنْبًا، کہا اے میرے پروردگار میں گناہ کو پہنچا ہوں یا کہا میں نے اور گناہ کیا ہے میرا گناہ بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا میرے بندے نے جانا ہے کہ اس کا رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ کے سبب پکڑتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا تین بار فرمایا وہ جو چاہے عمل کرے۔

۴۰۵۲ — شرح : یعنی جب تک تو گناہ کرتا رہے گا اور توبہ کرتا رہے گا میں تجھے بخش دوں گا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے اگر انسان ہزار بار گناہ کرے یا

اس سے بھی زیادہ گناہ کرے اور ہر بار توبہ کرتا رہے اس کی توبہ قبول ہوتی رہے گی یا تمام گناہوں کی ایک بار توبہ کرے اس کی توبہ صحیح ہے بشرطیکہ صمیم قلب سے توبہ کرے۔ ایک عارف باللہ کا ارشاد ہے

ذُنُوبِي كَأَمْوَاجِ الْبَحْرِ بَلِي هِيَ أَكْثَرُ : كَلِمَاتُ كَالْحَبَالِ بَلِي هِيَ أَكْبَرُ
وَلَكِنْ عِنْدَ الرَّحِيمِ إِذَا غَفَا : كَجَنَاحِ الْبَعُوضَةِ بَلِي هِيَ أَصْغَرُ

ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گزرے ہوئے لوگوں میں یا تم سے پہلے لوگوں میں ایک شخص کا تذکرہ

قَالَ فَإِنَّ لِمَيْبِطَةَ أَوْلِيَّكُمْ يَبْتَزُّهَا اللَّهُ خَيْرًا وَأَنْ يَقْدِرَ اللَّهُ
 يُعَذِّبُهُ فَاَنْظِرُوا إِذَا مِتُّ فَأَخْرِقُونِي حَتَّى إِذَا صِرْتُ فَحْمًا
 فَاصْحَقُونِي أَوْ قَالَ فَاصْحَكُونِي فَإِذَا كَانَ يَوْمَ رِيحِ عَاصِفٍ
 فَأَذْرُونِي فِيهَا قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَأْخُذُ
 مَوَاتِيْقَهُمْ عَلَى ذَلِكَ وَرَبِّي فَفَعَلُوا ثُمَّ أَذْرُوهُ فِي يَوْمِ
 عَاصِفٍ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى كُنْ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ قَالَ اللَّهُ أَمْرٌ
 عَبْدِي مَا حَمَلَكَ عَلَى أَنْ فَعَلْتَ مَا فَعَلْتَ قَالَ فَخَافْتُكَ أَوْ
 فَرَّقْتُ مِنْكَ قَالَ فَمَا تَلَوَّافَةٌ أَنْ رَحِمَهُ وَقَالَ مَرَّةً أُخْرَى
 فَمَا تَلَوَّافَةٌ غَيْرُهَا فَحَدَّثَتْ بِهِ أَبَا عَمْرٍو فَقَالَ سَمِعْتُ هَذَا مِنْ
 سَلْمَانَ غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ فِيهِ أَذْرُونِي فِي الْبَحْرِ أَوْ كَمَا حَدَّثَتْ

فرمایا ایک کلمہ فرمایا یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو مال اور اولاد دی جب اس کی وفات قریب آئی تو اس نے اپنے
 بیٹوں سے کہا میں تمہارا باپ کیسا ہوں؟ انہوں نے کہا تو اچھا باپ ہے اُس نے کہا شان یہ ہے اُس نے
 اللہ کے نزدیک کوئی اچھا عمل نہیں کیا۔ اگر اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہوا تو اس کو سخت عذاب دے گا اب
 تم دیکھو! جب میں مرجاؤں تو مجھے آگ میں جلا دو حتیٰ کہ جب میں کوئلہ ہو جاؤں تو مجھے پیس ڈالو جب سخت
 آندھی کا دن ہو تو اس میں مجھے اڑا دو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس پر اُس نے اپنے بیٹوں سے
 مضبوط وعدہ لیا۔ میرے رب کی قسم! انہوں نے ایسا ہی کیا پھر اس کو سخت آندھی کے روز اڑا دیا۔
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ہو جا۔ اچانک آدمی کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اسے میرے بندے تجھے اس پر کس
 نے ابھارا ہے جو تو نے کیا ہے۔ اُس نے کہا تیرے خوف نے۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ
 نے جو اس کی تلافی کی وہ یہ تھی کہ اس پر رحم کیا اور دوسری فرمایا اُس کے غیر نے تلافی نہ کی۔ سلیمان نبی نے

۴۰۵۲۔۔۔ حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ وَقَالَ لَمْ
يُبْتَدِرْ وَقَالَ خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ وَقَالَ لَمْ يَبْتَدِرْ فَسَّرَ قَتَادَةُ
لَمْ يَدَّخِرْ

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْأَنْبِيَاءِ وَغَيْرِهِمْ

۴۰۵۵۔۔۔ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ

ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ حَمِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ
أَنَسًا قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
شَفَعْتُ فَقُلْتُ يَا رَبِّ أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ خُرْدَلَةٌ
فَيَدْخُلُونَ ثُمَّ أَقُولُ أَدْخِلِ الْجَنَّةَ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ أَذْنِي شَيْءٍ
فَقَالَ أَنَسٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَصَابِعِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہا میں نے یہ حدیث ابوعثمان ہندی سے بیان کی تو انہوں نے کہا میں نے یہ مسلمان فارسی سے سنی ہے لیکن
انہوں نے اس میں یہ اضافہ کیا کہ اس نے کہا، اذرونی فی البحر، یا جو بھی بیان کیا،

شرح : قولہ فَمَا تَلَّافَا، اس کی تلافی یہ کہ اس پر رحم کیا۔ لفظ مَا، موصولہ ہے یعنی

الذی تَلَّافَا ہوا الرحمتہ۔ جس نے اس کی تلافی کی وہ رحمت تھی یا مانا نافیہ ہے

اور الّا، ایک مذہب کے مطابق محذوف ہے یعنی مَا تَلَّافَا إِلَّا بِرَحْمَةٍ، اس کی تلافی صرف رحمت کے ساتھ کی
حل لغات : لَمْ يَبْتَدِرْ، کچھ آگے نہیں بھیجا، کوئی اچھا عمل نہیں کیا۔ اَحْرَقُونِي، مجھے آگ میں جلا دو۔
اَذْنِي، مجھے ہوا میں اڑا دو۔ فَحْمًا، کوئلہ۔ رِيحٌ عَاصِفٌ، سخت آندھی۔ فَتْرٌ، خوف

ترجمہ : موسیٰ بن اسماعیل ترمذی نے بیان کیا کہ ہم سے معتمر بن سلیمان نے بیان کیا اور کہا

”لَمْ يَبْتَدِرْ“، رائے کے ساتھ، اور خلیفہ بن خیاط، شیخ بخاری نے کہا ہم سے

۴۰۵۶۔ حَدَّثَنَا سَلِيمٌ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْبُدُ بْنُ هِلَالٍ الْعَنْزِيُّ قَالَ اجْتَمَعْنَا نَاسٌ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ فَذَهَبْنَا إِلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَذَهَبْنَا مَعَنَا بَنَاتٌ إِلَيْهِ يَسْأَلُهُ لَنَا عَنْ حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ فَإِذَا هُوَ فِي قَصْرِهِ فَوَاقَفْنَا لَهُ يُصَلِّيُ الصُّلْحَ فَاسْتَاذَنَّا فَأَذِنَ لَنَا وَهُوَ قَاعِدٌ عَلَى فِرَاشِهِ فَقُلْنَا لَتَنَابِتٍ لَا تَسْأَلُهُ عَنْ شَيْءٍ أَوْلَ مِنْ حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ قَالَ يَا أَبَا حَمْرَةَ هُوَ لِإِخْوَانِكَ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ جَاءُوا يَسْأَلُونَكَ عَنْ حَدِيثِ الشَّفَاعَةِ فَقَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ مَا جَرَّ النَّاسُ لِعِضْمِهِمْ

معمر نے بیان کیا اور کہا " لَمْ يَبْتَدِئُوا " زاد کے ساتھ " اس کی قنادہ نے لم يَدَّخِرُوا " کے ساتھ تفسیر کی کہ اُس نے کچھ ذخیرہ نہیں کیا۔ کوئی نیک عمل نہیں کیا جو اُس کے بھیجا ہو،

باب پروردگار عالم کا قیامت میں انبیاء علیہم السلام

اور اُن کے غیر سے کلام کرنا،

۴۰۵۵ ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب قیامت کا دن ہوگا میری شفاعت قبول کی جائے گی تو میں کہوں گا اے میرے پروردگار جنت میں وہ لوگ داخل کر جن کے دلوں میں رانی برابر ایمان ہے! چنانچہ وہ جنت میں داخل ہوں گے پھر میں کہوں گا ان کو جنت میں داخل کر جن کے دلوں میں ذرہ برابر ایمان ہے۔ انس نے کہا گویا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں دیکھ رہا ہوں۔ (یعنی انگلیوں کے اشارہ سے ادنیٰ شئی کی وضاحت فرما رہے تھے)

۴۰۵۶ شرح : معبد بن ہلال عنزی نے بیان کیا ہم بصرہ والے لوگ جمع ہوئے اور حضرت

فِي بَعْضِ قِيَّاتُونَ أَدَمَ يَقُولُونَ ائِشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِابْرَاهِيمَ فَإِنَّهُ
 خَلِيلُ الرَّحْمَنِ قِيَّاتُونَ اِبْرَاهِيمَ فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوسَى فَإِنَّهُ
 كَلَّمَ اللَّهُ قِيَّاتُونَ مُوسَى فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيسَى فَإِنَّهُ
 رُوحُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ قِيَّاتُونَ عِيسَى فَيَقُولُ لَسْتُ لَهَا وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ
 قِيَّاتُونَ فَاقُولُ اَنَا لَهَا فَاسْتَاذِنُ عَلَى رَبِّي فَيُؤْذِنُ لِي وَيُلِيهِ مِنْهَا مَدَّةً
 أَحْمَدُهُ بِهَا لَا تَحْضُرُنِي الْآنَ فَاحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْحَامِدِ وَأَخْرَجَهُ سَاجِدًا
 فَيَقَالُ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ وَقُلْ يُسْمِعُ لَكَ وَسَلْ تُعْطَهُ وَاسْتَفْعَرْ
 تُشَفِّعُ فَاقُولُ يَا رَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي فَيَقَالُ الطَّلِقُ فَاخْرِجْ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِي

انس بن مالک کے پاس گئے ثابت کر بھی ہم اپنے ساتھ لے گئے کہ وہ ہمارے لئے شفاعت کی حدیث کا ان سے
 استفسار کریں گے جبکہ وہ اپنے مکان میں تشریف فرما تھے۔ ہم نے ان کو اس حال میں پایا کہ وہ چاشت کی
 نماز پڑھ رہے تھے۔ ہم نے ان سے اجازت طلب کی تو انہوں نے اجازت دے دی جبکہ وہ اپنے بستر پر
 بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے ثابت سے کہا ان سے شفاعت کی حدیث سے پہلے کوئی شئی نہ پوچھو۔ ثابت نے کہا اے
 اباحمزہ یہ آپ کے بھائی بصرہ سے آئے ہیں۔ آپ سے شفاعت کی حدیث پوچھنا چاہتے ہیں۔ انس رضی اللہ عنہ
 نے کہا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حدیث سنائی کہ جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو لوگ بے قرار ہوں گے
 اور ہیبت سے ایک دوسرے سے مل جائیں گے۔ پھر وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اپنے رب
 کے پاس ہماری شفاعت کریں۔ وہ کہیں گے میں شفاعت کے لائق نہیں لیکن تم ابراہیم کے پاس جاؤ وہ ابراہیم کے
 پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں شفاعت کے لائق نہیں لیکن تم موسیٰ کے پاس جاؤ وہ اللہ کے کلیم ہیں وہ موسیٰ کے
 پاس آئیں گے۔ وہ کہیں گے میں شفاعت کے لائق نہیں لیکن تم عیسیٰ کے پاس جاؤ وہ اللہ کے روح اور کلمہ میں وہ
 عیسیٰ کے پاس آئیں گے وہ کہیں گے میں شفاعت کے لائق نہیں لیکن تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
 حاضر ہو وہ میرے پاس آئیں گے تو میں کہوں گا میں شفاعت کے لائق ہوں۔ پس میں اپنے رب کے پاس آنے
 کی اجازت طلب کروں گا تو مجھے اجازت دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ مجھے محامد الہام کرے گا۔ ان سے میں اللہ
 کی حمد و ثنا کروں گا وہ اس وقت مجھے حاضر فی الذہن نہیں ہیں ان محامد سے اللہ کی حمد و ثنا کروں گا اور

قَلْبِهِ مِثْقَالَ شَعِيرَةٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوذُ فَاَحْمَدُهُ
بِتِلْكَ الْحَمَائِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا يَقِيْلُ يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاسَكَ
وَقُلْ يَسْمَعُ لَكَ وَسَلْ تُعْطُ وَاشْفَعْ تُشْفَعُ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُمَّتِي

يَقِيْلُ اَنْطَلِقُ كَمَا خِيْرٌ مِنْهَا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ اَوْ خِرْدَلِيَّةٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاَنْطَلِقُ فَاَفْعَلُ ثُمَّ اَعُوذُ
فَاَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْحَمَائِدِ ثُمَّ اَخِرُّ لَهٗ سَاجِدًا يَقِيْلُ يَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاسَكَ وَاقُلْ يَسْمَعُ لَكَ وَسَلْ تُعْطُ وَاشْفَعْ
تُشْفَعُ فَاَقُوْلُ يَا رَبِّ اُمَّتِي يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَخْرِجْ مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ اَلَّذِي اَدْنَى مِثْقَالِ حَبَّةٍ خِرْدَلِيَّةٍ مِنْ اِيْمَانٍ فَاَخْرِجْهُ

نَطِيْقًا فَاَفْعَلُ فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ اَنَسٍ قُلْتُ لِبَعْضِ اَهْبَابِنَا لَوْ مَرَرْنَا
بِالْحَسَنِ وَهُوَ مُتَوَارٍ فِي مَنْزِلِ اَبِي خَلِيْفَةَ فَحَدِّثْنَا هَا بِمَا حَدَّثَنَا اَنَسُ
ابْنُ مَلِكٍ فَاَتَيْنَا هَا فَلَمَّا عَلِيْهِ فَاذِنَ لَنَا فَقُلْنَا لَهٗ يَا اَبَا سَعِيْدٍ جُنَّاكَ
مِنْ عِنْدِ اَخِيكَ اَنَسِ بْنِ مَلِكٍ فَلَمْ تَرِ مِثْلَ مَا حَدَّثَنَا فِي الشَّفَاعَةِ
قَالَ هِيْهِ فَحَدَّثْنَا هَا بِالحَدِيْثِ فَاَنْتَهَيْنَا اِلَى هَذَا الْمَوْضِعِ فَقَالَ هِيْهِ
فَقُلْنَا لَمْ يَزِدْ لَنَا عَلٰى هَذَا فَقَالَ لَقَدْ حَدَّثَنِي وَهُوَ جَمِيْعٌ مِنْ عِشْرِيْنَ
سَنَةً فَلَا اَدْرِيْ اَنَسِيْ اَمْ كِرِهَ اَنْ تَتَكَلَّمُوْا فَقُلْنَا يَا اَبَا سَعِيْدٍ فَحَدَّثْنَا

سجدہ کرتے ہوئے گرجاؤں کا پھر مجھے کہا جائے گا اے محمد ﷺ "اپنا سر مبارک" اٹھاؤ بات کرو سنی
جائے گی۔ سوال کرو مطلوب دیا جائے گا شفاعت کرو قبول کی جائے گی میں کہوں گا اے میرے پروردگار
میری امت میری امت مجھے کہا جائے گا تشریف لے جاؤ اور دونوں سے وہ لوگ نکالیں جن کے دلوں میں
ایک جوگے برابر ایمان ہے۔ میں چلوں گا اور حکم کی تعمیل کروں گا۔ پھر واپس آؤں گا اور ابھی محامد سے اللہ
کی حمد کروں گا پھر سجدہ کرتے ہوئے گرجاؤں کا مجھے کہا جائے گا اے محمد ﷺ "اپنا سر مبارک" اٹھاؤ
بات کرو تمہاری امتی جائے گی سوال کرو مطلوب دیا جائے گا شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی میں کہوں گا

فَضِيحَكَ وَقَالَ خَلِقَ الْإِنْسَانَ عَجُولًا مَا ذَكَرْتَهُ إِلَّا وَإِنَّا أُرِيدُ أَنْ
أَحَدًا تَكُمُ حَدِيثِي كَمَا حَدَّثْتُمْ ثُمَّ بِهِ قَالَ ثُمَّ أَعُودُ الرَّابِعَةَ
فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ الْحَامِدِ ثُمَّ أَخْرَجُ لَهُ سَاجِدًا فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ
رَأْسَكَ وَقُلْ يَسْمَعُ وَوَسَلْ تُعْطَهُ وَاشْفَعْ تَشْفَعُ فَأَقُولُ يَا رَبِّ اذْنُ

سے میرے پروردگار! میری امت میری امت۔ مجھے کہا جائے گا تشریف لے جائیں اور دوزخ سے وہ نکالیں جن کے دلوں میں ذرہ برابر ایمان ہے یا فرمایا۔ رائی کے دانہ برابر ایمان ہے۔ میں چلوں گا اور حکم کی تعمیل کروں گا پھر واپس آؤں گا اور اپنی محامد سے اللہ کی حمد کروں گا پھر سجدہ کرتے ہوئے گرجاؤں گا مجھے کہا جائے گا اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم "اپنا سر مبارک" اٹھاؤ بات کرو سنی جائے گی۔ سوال کرو جو چاہتے ہو پورا کیا جائے گا شفاعت کرو قبول کی جائے گی میں کہوں گا اے میرے پروردگار! میری امت میری امت اللہ اللہ فرمائے گا تشریف لے جائیے دوزخ سے ان لوگوں کو نکالیں جن کے دلوں میں عقور اکتھوڑا رائی کے دانہ برابر ایمان ہے۔ ان کو دوزخ سے نکالو (یہ دوبار فرمایا) میں چلوں گا اور حکم کی تعمیل کروں گا جب ہم انس کے پاس سے باہر آئے تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا اگر ہم حسن بصری کے پاس سے گزریں حالانکہ وہ حجاج بن یوسف کے خوف سے ابو خلیفہ کے گھر میں چھپے ہوئے تھے وہ ہم سے وہ حدیث بیان کریں جو انس بن مالک نے بیان کی ہے۔ ہم حسن بصری کے پاس آئے اور ان سے سلام کہا انہوں نے ہمیں اجازت دی ہم نے ان سے کہا اے ابوسعید ہم تمہارے پاس تمہارے بھائی انس بن مالک کے پاس سے آئے ہیں جو انہوں نے شفاعت کے بارے میں حدیث بیان کی ہے اس جیسی حدیث ہم نے نہیں سنی حسن بصری نے کہا بیان کرو ہم نے ان سے ساری حدیث کی اور اس مقام "اذنی اذنی" تک پہنچے تو کہا اور بیان کرو ہم نے کہا انہوں نے اس سے زیادہ نہیں کہا حسن بصری نے کہا انہوں نے مجھ سے بیس سال پہلے یہ حدیث بیان کی تھی جبکہ وہ پورے قوی نوجوان تھے میں نہیں جانتا وہ بھول گئے ہیں یا یہ پسند نہ کیا کہ تم وہ حدیث سننے سے توکل کر بیٹھو گے۔ ہم نے کہا اے ابوسعید ہم سے حدیث بیان کریں وہ ہنس پڑے اور کہا انسان جلد باز پیدا کیا گیا ہے میں نے یہ ذکر اسی لئے کیا ہے کہ میں تم سے حدیث بیان کرنا چاہتا ہوں۔ انس نے مجھ سے یہی حدیث بیان کی تھی جو تمہیں خبر دی ہے۔ پھر حضرت نے کہا پھر میں چوتھی بار واپس آؤں گا اور اپنی محامد سے اللہ کی حمد و ثناء کروں گا پھر

تِي فِيمَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَيَقُولُ وَعِزَّتِي وَجَلَالِي فَكَبْرِيَايُ
وَعَظَمَتِي لَا أُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

مجھ کرتے ہوئے گرجاؤں کا مجھے کہا جائے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم "سر مبارک" اٹھاؤ بات کرو سنی جائے گی سوال کرو جو طلب کرتے ہو دیا جائے گا شفاعت کرو قبول کی جائے گی۔ میں کہوں گا اے میرے پروردگار مجھے اُن لوگوں کے بارے میں اجازت دے جنہوں نے صرف لا الہ الا اللہ "ہی کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا مجھے اپنی عزت و جلال اور کبریائی و عظمت کی قسم! میں دوزخ سے ان کو بھی نکالوں گا جس نے صرف لا الہ الا اللہ " کہا ہے۔

شرح : حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمائیں گے میں شفاعت کے لائق نہیں تم ابراہیم کے پاس جاؤ اللہ کے خلیل ہیں۔ اس سے پہلے حدیث میں ہے کہ آدم علیہ السلام نے کہا کہ تم نوح کے پاس جاؤ جب وہ نوح کے پاس آئیں گے تو وہ انہیں ابراہیم کے پاس جانے کو کہیں گے لیکن ہو سکتا ہے کہ آدم نے فرمایا ہوگا میرے عزیز کے پاس نوح ابراہیم اور دیگر نبیوں کے پاس جاؤ وہ پہلے نوح اور پھر ابراہیم کے پاس گئے ہوں گے یا راوی نوح علیہ السلام ذکر کرنا بھول گیا ہوگا۔ لوگ حدیث میں مذکور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے ہوتے ہوئے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے اللہ تعالیٰ حضور کو حامد الہام کرے گا جن سے آپ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کریں گے الہام اور وحی میں فرق یہ ہے کہ وحی جبرائیل علیہ السلام کے توسط سے ہوتی ہے الہام عام ہے فرشتہ کے واسطے سے ہو یا اس کے بغیر جو توجہ کے بغیر دل میں القاد ہو جائے قولہ یارب امتی امتی " اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت طلب کرنے والے عام لوگ ہیں صرف یہ امت نہیں اور یہ بھی قیامت میں موقف کے خوف و ہراس زائل کرنے کے لئے ہے دوزخ سے نکلانے کے لئے نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ مجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی جائے گی جس کا اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے اور وہ قیامت میں موقف کے خوف و ہراس سے ازالہ اور آپ کے لئے مقام محمود کی خصوصیت ہے جس میں کوئی اور نبی شریک نہیں اور جو شفاعت حضور امت کے ساتھ مخصوص ہے اسے بیان کیا یعنی اس حدیث میں اختصار ہے اور اس امت کی شفاعت پر اقرار کیا ہے۔ شرح نے مہلب سے نقل کیا کہ یہ لفظ "اقول امتی امتی" سلیمان بن حرب نے زیادہ ذکر کیا ہے جو دوسرے راویوں نے ذکر نہیں کیا۔ اس تقدیر پر اس امت کی تخصیص نہ ہوگی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جلال و کبریا اور عظمت میں کیا فرق ہے۔ اس کا جواب

۴۰۵۷۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ خَلِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ

ابْنُ مُوسَى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ

عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَخْرَأَ أَهْلِ الْجَنَّةِ

دُخُولًا الْجَنَّةَ وَأَخْرَأَ أَهْلَ النَّارِ خُرُوجًا مِنَ النَّارِ رَجُلٌ يَخْرُجُ

حَبْوًا يَقُولُ لَهُ رَبُّهُ ادْخُلِ الْجَنَّةَ يَقُولُ رَبِّ الْجَنَّةِ مَلَأْتُ يَقُولُ

لَهُ ذَلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ كُلُّ ذَلِكَ يُعِيدُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ مَلَأْتُ يَقُولُ إِنَّ

لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا عَشْرَ مَرَّاتٍ

یہ ہے کہ کبیر کی نقیض صغیر ہے، عظیم کی نقیض حقیر ہے اور جلیل کی نقیض رقیق ہے۔ اضداد سے اشیاء پہچانی جاتی ہیں اور جب ان کا اطلاق اللہ پر ہو تو اس کی شان کے لائق ان کے لوازم مراد ہیں۔ بعض علماء نے کہا کہ زیادہ کامرغ کمال ذات، عظمت کا کمال صفات اور جمال کا کمال ذات و صفات ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ صرف لا الہ الا اللہ کہا ہے محمد رسول اللہ «صلی اللہ علیہ وسلم»، کیوں نہیں کہا کیا دوزخ سے نجات حاصل ہونے کے لئے صرف اللہ کی توحید کافی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہرگز نہیں اس سے پورا کلمہ مراد ہے جیسے الحمد للہ رب العالمین سے پوری صورت فاتحہ مراد ہے۔

حل لغات : كَأَجِّ النَّاسِ، لوگ بے قرار ہوئے اور قیامت کے دن کی ہیبت سے ایک دوسرے

سے مل گئے۔ مَرْجَ الْبَحْرِ، سمندر کی موجیں اچھلیں۔ كَسَتْ لَهَا، شہادت کے لائق نہیں۔ الْحَبَّةُ، دانہ، الخردل

رائی۔ متواری، چھپنے والا۔ حَبِيَّةٌ، اس پر زیادہ کر۔ جَمِيعٌ، نوجوان

ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

۴۰۵۸۔

جنتوں میں سے سب سے آخر جنت میں داخل ہونے والا اور دوزخیوں میں

سب سے آخر دوزخ سے نکلنے والا ایک آدمی ہوگا جو گھسٹ کر نکلے گا اس کا رب اسے فرمائے گا جنت میں داخل ہو جا

وہ کہے گا اے میرے پروردگار جنت تو بھری ہوئی ہے۔ اللہ اس سے یہ تین بار فرمائے گا وہ ہر بار اسی بات کا اعادہ

کرے گا کہ جنت بھری ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرے لئے دنیا کی مثل دس بار ہے۔ حدیث ۴۱۲۵ کی شرح دیکھیں

۴۰۵۸۔۔۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَجْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ
عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَبْدِ بَنِي حَاتِمٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
مَا مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا سَبَّكَلِمَةً رَبُّهُ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تَرْجُمَانٌ
فَيَنْظُرُ أَيْمَنَ مِنْهُ فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ مِنْ عَمَلِهِ وَيَنْظُرُ أَشْأَمَ مِنْهُ
فَلَا يَرَى إِلَّا مَا قَدَّمَ وَيَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلَا يَرَى إِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ
وَجْهِهِ فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ قَالَ الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ
مُرَّةَ عَنْ خَيْثَمَةَ مِثْلَهُ وَزَادَ فِيهِ وَلَوْ بِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ

۴۰۵۹۔۔۔ حَدَّثَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ

عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ جَاءَ حَبْرٌ
مِنَ الْيَهُودِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ
جَعَلَ اللَّهُ السَّمَوَاتِ عَلَى أَصْبَعٍ وَالْأَرْضِينَ عَلَى أَصْبَعٍ وَالْمَاءَ
وَالثَّرَى عَلَى أَصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلَى أَصْبَعٍ ثُمَّ يَهْرَهُنَّ ثُمَّ يَقُولُ

ترجمہ : عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا تم میں سے کوئی نہیں مگر اس کا رب اس سے کلام کرنے کا اس کے

اور اس کے رب کے درمیان کوئی ترجمان نہ ہوگا وہ اپنے دائیں وہی عمل دیکھے گا جو اس نے آگے بھیجا ہے اور
بائیں بھی وہی عمل دیکھے گا جو آگے بھیجا ہے وہ اپنے آگے سوا دوزخ کے کچھ نہ دیکھے گا جو اس کے چہرے کے
سامنے ہوگا تم دوزخ سے بچو اگر چہ کچھ اور کا ٹکڑا صدقہ کرنے سے ہو۔ اعمش نے کہا مجھ سے عمرو بن مرہ نے خیمہ
سے اس طرح بیان کیا اور اس میں یہ زیادہ کہا کہ اگر چہ اچھی بات سے ہو۔ (حدیث علیہ السلام کی شرح دیکھیں)

فَيَقْرَأُ ثُمَّ يَقُولُ إِنِّي سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا وَأَنَا أَعْفِرُهَا لَكَ
الْيَوْمَ وَقَالَ آدَمُ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ صَفْوَانُ عَنِ ابْنِ

عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا

۷۰۶۱ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِي

ترجمہ : صفوان بن محرز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تم نے جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو بخوبی (سرگوشی) کے متعلق فرماتے ہوئے (کس طرح) سنا ہے۔ ابن عمر نے کہا تم میں سے کوئی

ایک شخص اللہ تعالیٰ کے قریب ہوگا۔ یہاں تک کہ اس پر اللہ تعالیٰ اپنا پردہ ڈال دے گا پھر فرمائے گا

تو نے ایسے ایسے عمل کئے ہیں؟ وہ کہے گا جی ہاں! اللہ تعالیٰ پھر فرمائے گا تو نے ایسے ایسے عمل کئے ہیں؟ وہ

کہے گا جی ہاں اور اس کا اقرار کرے گا۔ پھر اللہ فرمائے گا میں نے دنیا میں تجھ پر پردہ ڈالا تھا (تیری پردہ پوشی

کی ممتی) آج میں تجھے معاف کرتا ہوں۔ آدم نے کہا شیبان، قتادہ اور صفوان نے ہم سے بیان کیا کہ ابن عمر

رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے (حدیث ۲۲۷۸ ج ۳ کی شرح بھی دیکھیں)

شرح : قیامت میں اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان سرگوشی ہوگی!

۷۰۶۰ — وہ بخوبی ہے۔ جبکہ بندے کا اللہ تعالیٰ سے قرب رتبی ہوگا کیونکہ

اللہ تعالیٰ قرب مکانی سے پاک ہے۔ اللہ کی عنایت اس کا احاطہ کرے گی تو اس سے اعمال کا اقرار

کرائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت کا احاطہ کرنا بھی متشابہات سے ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ

کا اپنے بندوں پر عظیم فضل و کرم کرے گا۔

باب — اللہ تعالیٰ کا ارشاد!

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا

عَقِيلٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي حَمِيدُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي
 هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُخْرِجَتْ آدَمُ وَمُوسَى
 فَقَالَ مُوسَى أَنْتَ آدَمُ الَّذِي أَخْرَجْتَ ذُرِّيَّتَكَ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ
 آدَمُ أَنْتَ مُوسَى الَّذِي أَصْطَفَاكَ اللَّهُ بِرِسَالَاتِهِ وَيُكَلِّمُ بِمِ
 تَلُوْمِنِي عَلَى أَمْرِ قَدَرٍ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُخْلَقَ فَجَاءَ آدَمُ مُوسَى

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 ۶۰۶۱ — آدم اور موسیٰ «علیہما السلام» نے مناظرہ کیا۔ موسیٰ «علیہ السلام» نے کہا آپ
 وہی آدم ہیں جس نے اپنی اولاد کو جنت سے نکالا ہے۔ آدم «علیہ السلام» نے کہا آپ وہی موسیٰ ہو جس کو
 اللہ تعالیٰ اپنی رسالت اور اپنے کلام سے نوازا ہے۔ آپ اس امر کے سبب مجھے ملامت کرتے ہیں جو میرے پیدا
 ہونے سے پہلے میرا مقدر ہو چکا تھا۔ آدم موسیٰ پر غلبہ کر گئے۔

شرح : امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بات مذکورہ آیت کریمہ سے استدلال کیا
 ۶۰۶۱ — کہ اللہ متکلم ہے اور اہل سنت و جماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ
 نے موسیٰ علیہ السلام سے کسی واسطہ اور ترجمان کے بغیر کلام فرمایا تھا اور انہیں اپنے کلام کے معانی سمجھائے تھے
 اور اپنا کلام سنایا تھا کیونکہ کلام کا سنا جانا اظہر ہے۔ اس میں معتزلہ کا بلوغ رد ہے جو کلام کو صفت تسلیم نہیں
 کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا کلام جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے تلاوت کرنے والے کی تلاوت اور قاری کی قرأت
 کے وقت سنا جاتا ہے۔ قولہ کَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا، لفظ اللہ مرفوع کلم کا فاعل ہے۔ یعنی اللہ نے موسیٰ
 سے کلام کیا لہذا اللہ متکلم ہے۔ تکلیماً مصدر ہے جو فعل کی تاکید کرتا ہے اس سے مجاز کا احتمال آٹھ جاتا ہے
 کیونکہ جب مصدر سے تاکید کی جائے تو حقیقی کلام مراد ہوتا ہے۔ قرطبی نے کہا «تکلیماً» مصدر ہے اس کے معنی
 تاکید کے ہیں۔ یہ اس شخص کے قول کے بطلان پر دلالت کرتا ہے جو کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے
 درخت میں کلام پیدا کر دیا تھا جسے موسیٰ علیہ السلام سنتے تھے۔ بلکہ یہ حقیقی کلام تھا جس کے ساتھ کلام کرنے والے
 کو متکلم کہا جاتا ہے۔ علامہ غزالی کا بھی اتفاق ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت
 علی الرضی رضی اللہ عنہ کے مناظرہ میں تمہارا کیا خیال ہے کہ کون غالب رہا۔ جبکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا

۷۰۶۲ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا
 هِشَامُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْمَعُ الْمُؤْمِنُونَ
 يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُونَ لَوْ أَمْتَشَفْنَا إِلَى رَبِّنَا فَيُرِيحَنَا مِنْ مَكَانِنَا
 هَذَا فَيَأْتُونَ آدَمَ فَيَقُولُونَ لَدَا أَنْتَ آدَمُ أَبُو الْبَشَرِ خَلَقَكَ اللَّهُ
 بِيَدِهِ وَأَسْبَدَكَ مَلَائِكَتَهُ وَعَلَّمَكَ أَسْمَاءَ كُلِّ شَيْءٍ فَاشْفَعْ لَنَا
 إِلَى رَبِّنَا حَتَّى يُرِيحَنَا فَيَقُولُ لَهُمْ لَسْتُ هُنَاكُمْ وَيَذَكُرُ لَهُمْ
 خَطِيئَتَهُ الَّتِي أَصَابَ

کہ کیا تم رات نماز نہیں پڑھتے ہو تو حضرت علی المرتضیٰ نے عرض کیا تھا ہماری رو میں اللہ تعالیٰ کے دستِ قدرت میں ہیں اگر ہمیں نماز کے وقت اٹھانا چاہے گا تو ہم اٹھ کھڑے ہوں گے اور نماز پڑھ لیں گے یہ سن کر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انسان بہت جھگڑا کرتا ہے" اس کا جواب یہ ہے اس مناظرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ مغلوب تھے، کیونکہ یہ آیت کریمہ دار تکلیف میں نازل ہوئی ہے اس دار میں صرف تشریف کا اعتبار ہے۔ بخلاف حضرت آدم اور موسیٰ علیہما السلام کے مناظرہ کے وہ کسی اور دور میں تھا۔ اس میں حقائق اور سے پردہ مرتفع ہے اور وہ ظاہر ہو گئے ہیں لہذا اس مناظرہ کا نائدہ سوائے آدم کو شرمندہ کرنے کے اور کچھ نہ تھا اور یہ تجلیل کا مقام نہیں۔

ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 ۷۰۶۲ قیامت کے دن مومن جمع ہوں گے اور کہیں گے اگر ہم اپنے رب کے حضور سفارش کرائیں تو بہتر ہوگا ہمیں اس مقام سے آرام دے گا۔ وہ آدم کے پاس آئیں گے اور کہیں گے تم ابو البشر آدم ہو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے دستِ قدرت سے پیدا کیا ہے اور آپ کو فرشتوں سے سجدہ کروایا ہے اور ہر شی کے ناموں کا علم سکھایا ہے۔ ہمارے رب کے پاس ہماری سفارش کیجئے تاکہ ہمیں اس مقام سے نجات ملے اور ہمیں راحت ہو ان سے آدم فرمائیں گے میں اس مقام کے لائق نہیں اور وہ خطا ذکر کریں گے جو پائی تھی
 (حدیث صحیحہ کی شرح دیکھیں)

۶۰۶۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي
 سُلَيْمَانُ عَنْ شُرَيْكِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَلِكٍ يَقُولُ
 لَيْلَةَ أُسْرِي بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَسْجِدِ الْكَعْبَةِ
 أَنْ جَاءَهُ ثَلَاثَةٌ نَفَرًا قَبْلَ أَنْ يُوحَى إِلَيْهِ وَهُوَ نَائِمٌ فِي مَسْجِدِ الْحَرَامِ
 فَقَالَ أَوَّلُهُمْ أَيُّهُمْ هُوَ فَقَالَ أَوْسَطُهُمْ هُوَ خَيْرُهُمْ فَقَالَ
 آخِرُهُمْ خذوا خيرهم فكانت تلك الليلة فلم يرهم حتى
 أتوه ليلة أخرى فيما يرى قلبه وتنام عينه ولا ينام قلبه
 وكذلك الأنبياء تنام أعينهم ولا تنام قلوبهم فلم يكلموه
 حتى احتملوه فوضعوه عند بئر زمزم فتولاه منهم جبريل
 فسق جبريل ما بين نحره إلى كتفه حتى فرغ من صدره
 وجوفه فغسله من ماء زمزم بيده حتى انقضى جوفه ثم أتى
 بطست من ذهب فيه تور من ذهب فحشوا إيماناً وحكمة

ترجمہ : شریک بن عبد اللہ نے کہا میں نے انس بن مالک سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ
 جس رات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد حرام سے سیر کرائی
 گئی وحی آنے سے پہلے آپ کے پاس تین فرشتے آئے حالانکہ حضور مسجد حرام میں سو رہے تھے ان میں سے پہلے نے
 کہا ان میں وہ کون ہے ؟ دریا نے کہا وہ سب سے بہتر ہے اور آخری نے کہا ان میں جو بہتر ہے اس کو لے
 لو یہ رات اسی طرح رہی حضور نے ان کو نہیں دیکھا یہاں تک کہ وہ دوسری رات آئے جبکہ آپ کا قلب شریف
 انہیں دیکھ رہا تھا اور آنکھ سو رہی تھی۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اسی طرح ہوتے ہیں ان کی آنکھیں سوتی ہیں

فَخَتَابَهُ صَدْرًا وَوَعَادَ يَدَهُ لِيَعْنِي عُرُوقَ حَلْقِهِ ثُمَّ اطْبَقَهُ
 ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَضْرَبَ بِأَبَامِنْ أُنْوَابِهَا فَنَادَا أَهْلَ
 السَّمَاءِ مَنْ هَذَا فَقَالَ جِبْرِئِيلُ قَالُوا وَمَنْ مَعَكَ قَالَ هِيَ مُحَمَّدٌ
 قَالَ وَقَدْ بُعِثَ قَالَ نَعَمْ قَالُوا فَمَرْجَبًا بِهِ وَأَهْلًا يُسْتَبْشِرُ بِهِ أَهْلُ
 السَّمَاءِ لَا يَعْلَمُ أَهْلُ السَّمَاءِ بِمَا يُرِيدُ اللَّهُ بِهِ فِي الْأَرْضِ حَتَّى يُعْلِمَهُمْ
 فَوَجَدَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا أَدَمَ فَقَالَ لَهُ جِبْرِئِيلُ هَذَا الْبُوكُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ
 فَسَلَّمَ عَلَيْهِ وَرَدَّ عَلَيْهِ أَدَمَ وَقَالَ مَرْجَبًا وَأَهْلًا يَا بَنِي فِئِمَّةِ الْاِبْنِ
 أَنْتَ فَإِذَا هُوَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِنَهْرَيْنِ يَطْرِدَانِ فَقَالَ مَا هَذَانِ
 النَّهْرَانِ يَا جِبْرِئِيلُ قَالَ هَذَا النَّيْلُ وَالْفُرَاتُ عُنُصْرُهُمَا ثُمَّ مَضَى
 بِهِ فِي السَّمَاءِ فَإِذَا هُوَ بِنَهْرٍ آخَرَ عَلَيْهِ قَصْرٌ مِنْ لَوْلُؤٍ وَزَبْرُجِدٍ

اور دل نہیں سوتے انہوں نے حضور سے کوئی بات نہیں کی حتیٰ کہ آپ کو اٹھا کر لے گئے اور چاہ زمزم کے پاس رکھ دیا۔ ان میں سے جبریل حضور کا والی بنا اور گلے سے زیر ناف تک سینہ چاک کیا حتیٰ کہ سینہ اور پیٹ سے فارغ ہوئے تو اس کو اپنے ہاتھ کے ساتھ آب زمزم سے دھویا یہاں تک کہ آپ کا پیٹ صاف کر دیا پھر سونے کا طشت لایا گیا جس میں سونے کا برتن ایمان اور حکمت سے بھرا ہوا تھا اس سے حضور کے سینہ مبارک اور طلق شریف کی رگیں بھر دیں پھر اس کو برابر کر دیا۔ پھر آپ کو پہلے آسمان کی طرف لے گئے اور اس کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھٹکٹا یا تو آسمان والوں نے آواز دی یہ کون ہے؟ کہا جبریل۔ انہوں نے کہا تمہارے ساتھ کون ہے؟ کہا میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، میں اس نے کہا کیا آپ کو بلایا گیا ہے؟ کہا ہاں! انہوں نے مرحبا اور خوش آمدید کہا اور اس سے آسمان والے خوش ہوئے آسمان والے نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ زمین میں کیا ارادہ رکھتا ہے حتیٰ کہ ان کو خبردار کرتا ہے۔ حضور نے پہلے آسمان میں آدم صلیہ السلام، کو پایا تو جبریل علیہ السلام

فَضْرَبَ يَدَهُ فَإِذَا هُوَ مُسَكٌّ أَذْفَرُ فَقَالَ مَا هَذَا يَا جِبْرِيْلُ قَالَ
 هُوَ هَذَا الْكَوْثَرُ الَّذِي قَدْ خَالَكَ رَبُّكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ
 الثَّانِيَةِ فَقَالَتِ الْمَلَائِكَةُ لِمِثْلِ مَا قَالَتْ لَهُ أُولَى مِنْ هَذَا
 قَالَ جِبْرِيْلُ قَالُوا وَمَنْ مَعَكَ قَالَ مُحَمَّدٌ قَالَ وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ قَالَ
 نَعَمْ قَالُوا مَرَجًا بِهِ وَأَهْلًا ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الثَّلَاثَةِ وَقَالُوا لَهُ
 مِثْلُ مَا قَالَتِ الْأُولَى وَالثَّانِيَةَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى الرَّابِعَةِ فَقَالُوا
 لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ الْخَامِسَةِ فَقَالُوا لَهُ مِثْلَ
 ذَلِكَ ثُمَّ عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَقَالُوا لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ ثُمَّ
 عَرَجَ بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَقَالُوا لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ كُلِّ سَمَاءٍ فِيهَا
 أَنْبِيَاءٌ قَدْ سَمَّاهُمْ فَأَوْعِيَتْ مِنْهُمْ إِدْرِيسُ فِي الثَّانِيَةِ وَهَارُونَ
 فِي الرَّابِعَةِ وَآخِرُ فِي الْخَامِسَةِ لَمَّا حَفِظَ اسْمَهُ وَإِبْرَاهِيمَ فِي
 السَّادِسَةِ وَمُوسَى فِي السَّابِعَةِ بِتَفْصِيلِ كَلَامِ اللَّهِ فَقَالَ مُوسَى

نے کہا یہ آپ کا باپ ہے انہیں سلام کہیں۔ حضور نے انہیں سلام کہا آدم مد علیہ السلام نے سلام کا جواب
 دیا اور کہا میرے بیٹے کا آنا مبارک ہو۔ آپ بہت اچھے بیٹے ہیں آپ نے اچانک پہلے آسمان میں دو نہریں
 دیکھیں جو جاری تھیں فرمایا اے جبریل! یہ دو نہریں کیسی ہیں انہوں نے کہا یہ نیل اور فرات کا اصل منبع
 ہیں پھر آپ کو آسمان میں پھرانے لگے اچانک آپ نے ایک اور نہر دیکھی اس پر موتیوں اور زہرہ جیسے بنا
 ہوا محل ہے۔ حضور نے اس کو دستِ اقدس مارا تو وہ خوشبودار مشک ہے۔ فرمایا اے جبریل! یہ کیا ہے
 کہا یہ کوثر ہے۔ آپ کے رب نے آپ کے لئے چھپا رکھا ہے۔ پھر حضور کو دوسرے آسمان کی طرف لے گئے

رَبِّكَ بِمَا تُرِيدُ فَجَاءَكَ بِذَلِكَ مِنْ عِنْدِ رَبِّكَ
 لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِ سُلْطَانٌ فَتَعْلَمُ الْآيَاتِ فَجَاءَ بِذَلِكَ الْمُنْتَهَى وَذُنَا الْجَبَّارِ
 الْعِزَّةِ فَتَدَلَّى حَتَّى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى فَأَوْحَى
 إِلَيْهِ الْيَهُودِيَّ وَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى خَمْسِينَ صَلَوةً عَلَى أُمَّتِكَ كُلِّ يَوْمٍ
 وَلَيْلَةٍ ثُمَّ هَبَّ طَاحِنًا بَلَّغَ مُوسَى فَأَحْتَبَسَهُ مُوسَى فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ
 مَا ذَا عَهْدِ إِلَيْكَ رَبِّكَ قَالَ عَهْدٌ إِلَى خَمْسِينَ صَلَوةً كُلِّ
 يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ ذَلِكَ فَارْجِعْ فَلْيَخَفِ
 عَنْكَ رَبُّكَ وَعَنْهُمْ فَالتَفَتِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى
 جِبْرِئِيلَ كَأَنَّهُ لَيْسَتْ شَيْرَةٌ فِي ذَلِكَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ جِبْرِئِيلُ أَنْ نَعَمْ
 إِنَّ شَيْئًا فَعَلَا بِهِ إِلَى الْجَبَّارِ فَقَالَ وَهُوَ مَكَانُهُ يَا رَبِّ خَفِ
 عَنَّا فَإِنَّ أُمَّتِي لَا تَسْتَطِيعُ هَذَا فَوَضَعَ عِنْدَهُ عَشْرَ صَلَوَاتٍ ثُمَّ
 رَجَعَ إِلَى مُوسَى فَأَحْتَبَسَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُرِدُّ دَلَا مُوسَى إِلَى رَبِّهِ

فرشتوں نے اُن سے اسی طرح کہا جو پہلے فرشتوں نے کہا یہ کون ہے کہا جبریل ہے فرشتوں نے
 کہا تمہارے ساتھ کون ہے۔ جبریل نے کہا "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم میں انہوں نے کہا آپ کو پیغام
 بھیجا گیا ہے۔ کہا ہاں! انہوں نے کہا حضور کا تشریف لانا مبارک ہو۔ پھر تیسرے آسمان کی طرف
 لے گئے۔ انہوں نے اس سے وہی کہا جو پہلے دوسرے آسمانوں کے فرشتوں نے کہا تھا۔ پھر آپ کو چوتھے
 آسمان کی طرف لے گئے انہوں نے بھی اسی طرح کہا پھر حضور کو ساتویں آسمان کی طرف لے گئے انہوں نے
 بھی اسی طرح کہا پہلا آسمان میں نبی تھے اُن کے نام بھی ذکر کئے ہیں۔ میں نے اُن میں سے اور بس کو دوسرے

حَتَّى صَارَتْ إِلَى خَمْسٍ صَلَوَاتٍ ثُمَّ اخْتَبَسَهُ مُوسَى عِنْدَ
 الْخَمْسِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ وَاللَّهِ لَقَدْ رَأَوْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ قَوْمِي
 عَلَى أَدْنَى مِنْ هَذَا أَفْضَعُفُوا أَوْ تَرَكُوهُ فَأَمَّا نَكَ أَضْعَفُ أَجْسَادًا
 وَقُلُوبًا قَابِدَانَا وَأَبْصَارًا وَأَسْمَاعًا فَارْجِعْ فَلْيُخَفِّفْ عِنْدَكَ
 رَبِّكَ كُلَّ ذَلِكَ يَلْتَفِتُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى جِبْرِئِيلَ
 لِيُشِيرَ عَلَيْهِ وَلَا يَكْرَهُ ذَلِكَ جِبْرِئِيلُ فَرَفَعَهُ عِنْدَ الْخَامِسَةِ
 فَقَالَ يَا رَبِّ إِنَّ أُمَّتِي ضَعَفَاءُ أَجْسَادُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ وَأَسْمَاعُهُمْ
 وَأَبْدَانُهُمْ فَخَفِّفْ عَنَّا فَقَالَ الْجَبَّارُ يَا مُحَمَّدُ قَالَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ

آسمان پر، ہارون کو چوتھے پر پانچویں پر کسی اور کو مجھے اس کا نام یاد نہیں، ابراہیم کو چھٹے پر اور موسیٰ کو ساتویں آسمان پر، "علیہم السلام" اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے کی فضیلت کے باعث مجھے یاد رہا موسیٰ "علیہ السلام" نے کہا اے میرے پروردگار مجھے گمان نہ تھا کہ کوئی مجھ سے زیادہ بندی پر پہنچے گا پھر حضور کر اس سے اوپر لے گئے اس کو اللہ ہی بانٹا ہے کہ کہاں تک لے گئے یہاں تک کہ سدة المنقہ پر آئے اور رب العزت کے قریب آئے پھر اور قریب ہوئے یہاں تک کہ کمان کے دو کونے رہ گئے یا اس سے بھی قریب ہوئے پھر اللہ نے وحی بھیجی اور جو آپ کو وحی بھیجی اس میں یہ تھا کہ آپ کی امت پر ایک دن رات میں پچاس نمازیں ہیں۔ پھر حضور نیچے تشریف لائے حتیٰ کہ موسیٰ "علیہ السلام" تک پہنچے تو انہوں نے آپ کو روک لیا اور کہا اے محمد "صلی اللہ علیہ وسلم" تمہارے رب نے تم سے کیا عہد لیا ہے۔ فرمایا محمد سے ایک دن رات میں پچاس نمازوں کا عہد لیا ہے۔ موسیٰ نے کہا آپ کی امت یہ طاقت نہیں رکھتی واپس تشریف لے جائیے تاکہ آپ کا رب آپ سے اور ان سے تخفیف کرے اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ریل کی طرف متوجہ ہونے لگا کہ اس بارے میں ان سے مشورہ لیتے ہیں جبرائیل بھی مشورہ دیا کہ جی ہاں اگر آپ چاہتے ہیں تو ضرور تشریف لے جائیں اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف لے گئے

قَالَ إِنَّهُ لَا يَبْدُلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ كَمَا فَرَضْتُ عَلَيْكَ فِي أُمَّ الْكِتَابِ
فَكُلُّ حَسَنَةٍ بَعَثْتُ بِهَا فِي خَمْسُونَ فِي أُمَّ الْكِتَابِ وَهِيَ
خَمْسٌ عَلَيْكَ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ كَيْفَ فَعَلْتَ فَقَالَ خَفَّفْنَا
بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرًا مِثْلَهَا قَالَ مُوسَى قَدْ وَدَّ اللَّهُ رَأْدَ بَنِي إِسْرَائِيلَ
عَلَى أَدْنَى مِنْ ذَلِكَ فَتَرَكُوهُ أَرْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَلْيُخَفِّفْ عَنْكَ أَيْضًا
قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مُوسَى قَدْ وَدَّ اللَّهُ اسْتِحْيَاؤَكَ

اور اپنے مقام پر ہی عرض کیا اے میرے پروردگار ہم سے تخفیف کر دے کیونکہ میری امت اس کی طاقت نہیں رکھتی۔ اللہ تعالیٰ نے دس نمازیں وضع کر دیں۔ پھر آپ موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹے تو انہوں نے آپ کو روک لیا؛ پانچہ موسیٰ علیہ السلام بار بار اللہ کی طرف بھیجتے رہے یہاں تک کہ پانچ نمازیں رہ گئیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے پانچ نمازوں کے وقت بھی روکا اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی قسم! میں نے اپنی قوم بنی اسرائیل سے اس سے کم کا تجربہ کیا ہے وہ ادا کرنے سے کمزور ہو گئے اور اس کو چھوڑ دیا آپ کی امت تو جسم، دل، بدن، نظر اور سماعت کے اعتبار سے بہت کمزور ہے۔ واپس تشریف لے جائیے اور اپنے رب سے تخفیف کرائیے۔ ہر بار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل کی طرف متوجہ ہوتے رہے تاکہ وہ حضور کو مشورہ دیں اور جبریل بھی اس کو ناپسند نہ کرتے تھے پھر پانچویں حضور کو اوپر لے گئے تو حضور نے عرض کیا اے میرے پروردگار میری امت کے جسم، دل، کان اور بدن بہت کمزور ہیں ہم سے تخفیف فرما اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم عرس کیا لیتیک سعدیک فرمایا میرے نزدیک کلام تبدیل نہیں ہوتا جو میں نے تم پر ام الكتاب میں فرض کیا ہے وہی رہے گا اور ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے اور یہ ام الكتاب (لوح محفوظ) میں پچاس ہیں حالانکہ آپ پر پانچ نمازیں فرض ہیں پھر حضور موسیٰ کی طرف تشریف لائے تو انہوں نے کہا کیا کیا ہے۔ فرمایا ہم سے تخفیف کر دی ہے اور ہر نیکی کا بدل دس گنا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا اللہ کی قسم! میں نے بنی اسرائیل کا اس سے کم کا تجربہ کیا ہے انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اپنے رب کے پاس واپس تشریف لے جائیے اور اپنے رب سے تخفیف کرائیے۔

مِنْ رَبِّيَ مَا اخْتَلَفَ إِلَيْهِ قَالَ فَاهْبِطْ بِسْمِ اللَّهِ فَاسْتَيْقِظَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے موسیٰ! بخدا مجھے اپنے رب سے حیا آتا ہے کہ میں بار بار اس کی طرف جاؤں جبرائیل نے کہا اللہ کے نام سے زمین پر تشریف لے چلیں۔ راوی نے کہا حضور بیدار ہوئے جبکہ آپ مسجد حرام میں تھے۔

شرح : حدیث شریف میں مذکور واقعہ خواب میں ہوا جبکہ آپ مسجد حرام میں سو رہے

۷۰۶۳

تھے چنانچہ اس حدیث کے آخری الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ حضور

بیدار ہوئے جبکہ آپ مسجد میں تھے اس وقت آپ کے پاس دو آدمی حمزہ بن عبد المطلب اور جعفر بن ابی طالب سو رہے تھے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے درمیان تھے اور ان سے بہتر تھے۔ اس رات وہ اٹے اور یہ رات یوں ہی گزر گئی اور اس میں کوئی واقعہ نہ ہوا پھر وہ دوسری رات آئے معلوم نہیں دوسری رات اور پہلی رات کے درمیان کتنا عرصہ تھا تو اس کا محمل یہ ہے کہ دوسری رات آنا نزول وحی کے بعد تھا جس میں اسراء اور معراج کا وقوع ہوا تھا۔ دونوں راتوں کے درمیان مدت کی تقدیر پر جو بھی مدت ہو ایک رات ہو یا زیادہ ہو یا کئی سال ہوں اس میں کوئی فرق نہیں اس طرح شریک کی اس روایت میں اشکال باقی نہیں رہتا اور اس پر اتفاق ہو جاتا ہے کہ اسراء بیداری میں بعثت کے بعد ہجرت سے پہلے تھا۔ لہذا خطاباً، ابن حزم وغیرہ کی تشبیح زائل ہو جاتی ہے کہ شریک نے اپنے دعویٰ میں اجماع کا خلاف کیا ہے کہ معراج بعثت سے پہلے تھی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس روایت میں ہے کہ حضور حطیم میں تھے اس کا جواب یہ ہے کہ معراج کا واقعہ کئی بار ہوا ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کاشق صدر بھی متعدد بار ہوا ہے۔ کسنی میں پھر بعثت کے وقت جیسا کہ یہ بتی نے دلائل نبوت میں ذکر کیا ہے پھر اسراء کے وقت شق صدر ہوا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شق صدر کے بعد جاہ زمزم سے آسمان کی طرف تشریف لے گئے، حالانکہ بیت المقدس سے آسمان کی طرف گئے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ واقعہ متعدد بار ہوا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام چھٹے آسمان پر تھے اور کتاب الفضائل میں ہے کہ موسیٰ چھٹے آسمان پر تھے اور ابراہیم علیہ السلام ساتویں پر تھے اس کا جواب یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام چھٹے آسمان پر تھے پھر وہ ساتویں پر چلے گئے۔ قولہ ثم علا یعنی جبرائیل علیہ السلام سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو اوپر لے گئے جسے

بَابُ كَلَامِ الرَّبِّ مَعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ

۶۴۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ

قَالَ حَدَّثَنِي مَلِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي عَسَاةٍ عَنْ يَسَارِ بْنِ أَبِي

الْقَوْلُ لَدَيَّْ ،، میرے نزدیک قول میں تبدیلی نہیں قولہ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ « سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے حالانکہ مسجد حرام میں تھے۔ یعنی آسمان کی سیر کے بعد آپ مسجد میں سو گئے تھے۔ اس نیند سے بیدار ہوئے تو آپ مسجد حرام میں تھے؛ کیونکہ آسمانی سیر مختصر وقت میں تھی ساری رات نہ تھی قولہ بَيْنَ اَنَا نَائِمٌ « یہ سیر کی ابتداء کا وقت ہے۔ آپ نیند فرمانے کے لئے بستر پر آرام فرما ہوئے ابھی نیند مستحکم نہ ہوئی تھی تو جبرائیل علیہ السلام نے بیدار کر دیا۔ اسی لئے بعض روایات میں ہے میں نوم اور لفظ کے مابین تھا۔ یعنی مستحکم نہ سویا تھا۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اسراء کے واقعہ میں موسیٰ علیہ السلام کی کیا تخصیص ہے کہ صرف انہوں نے ہی حضور سے ملاقات میں مراجعت کی اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ساتویں آسمان میں تھے اس لئے لامکان سے واپسی میں پہلے ان سے ملاقات ہوئی یا اس لئے کہ موسیٰ علیہ السلام کی امت دوسرے نبیوں سے بہت زیادہ تھی اور انہوں نے اپنی امت سے بہت اذیت پائی تھی اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ مالک بن صعصعة رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ حضور نے موسیٰ علیہ السلام سے جاتے وقت چھٹے آسمان پر ملاقات کی تھی اس کا جواب یہ ہے کہ پھر وہ ساتویں آسمان پر چلے گئے تھے اور واپسی میں حضور سے ساتویں آسمان پر ملاقات کی۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ تمام نبیوں کے مراتب سے بلند ہے اور حوض کوثر مخلوق ہے اور فرات و نیل کے پانی متبرک ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

اَثْرِي رَاتٍ مِير كَرَاتِي كَتِي۔ نَفَرِ اشْتَاَص۔ اِعْتَمَلُوهُ، آپ کو اٹھا

حَلِّ لُغَاتٍ

لَا تِي۔ نَحْرٌ۔ سَيْنَةٌ۔ لَبَةٌ « سینے سے نیچے مار کی جگہ۔ طسْتٌ

بِرْتَنٌ۔ قَوْرٌ « پانی پینے کا برتن۔ لَغَادِيْدٌ جَمْعُ لَغْدُوْدَةٍ، حَلَقٌ كِي رَغِيْنٌ۔ يَطْرِدَانٌ « جاری تھے۔ عُنْفُرْمَا

اَنْ كَا اَصْلٌ۔ اَذْفُوْدٌ « بہترین خوشبو۔ سَدْرَةُ الْمُنْتَهٰی۔ فرشتوں کے علم اور اُن کے اوپر چڑھنے کا مقام یا

لوگوں کے اعمال کے اوپر جانے کا مقام۔ ذَنَّا، قَرِيْبٌ هُوَا۔ تَدَلِيٌّ « خوب قریب ہوا۔ قَابٌ « قوس کی مٹی

سَعِيدُ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ
لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُولُونَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ
فِي يَدَيْكَ فَيَقُولُ هَلْ رَضِيتُمْ فَيَقُولُونَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى يَا رَبِّ
وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِّنْ خَلْقِ أُمَّي فَيَقُولُ إِلَّا أُعْطِيكُمْ
أَفْضَلَ مِنْ ذَلِكَ فَيَقُولُونَ يَا رَبِّ وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ
فَيَقُولُ أَحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا

اور دونوں معنی طرفوں کا درمیان - عہد حکم دیا یا وصیت کی - راوڈت "میں نے طلب کیا اور
لراہہ کیا۔

باب اللہ تعالیٰ کا اہل جنت سے کلام کرنا

۷۰۶۴۔ ترجمہ : ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا اے جنتیو! وہ کہیں گے لبتیک وسعدیک تمام خیر تیرے دست قدرت
میں ہے۔ فرمائے گا کیا خوش ہو وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار ہم کیوں خوش نہ ہوں حالانکہ تو نے ہمیں
وہ عطا کیا جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہ دیا۔ اللہ فرمائے گا خبر دار! میں تمہیں اس سے افضل دوں گا وہ
کہیں گے اے ہمارے پروردگار اس سے افضل کیا ہے؟ فرمائے گا میں تم پر اپنی رضا مندی حلال کر دوں گا
اس کے بعد کبھی تم سے ناراض نہ ہوں گا۔

۷۰۶۴۔ شرح : اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے جواب میں اہل جنت خیر کو بطور ادب
ذکر کیا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کی نسبت ہر شئی خیر ہے۔ اس حدیث

سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت سے ناراض ہو سکتا ہے کیونکہ وہ تمام اخروی اور دنیوی انعامات
عطا کرنے والا ہے؛ حالانکہ لوگوں کے اعمال کا مقتضی یہ ہے کہ انہیں قنابہ جزا دی جائے۔ اسی لئے فرمایا
اس کے بعد میں تم سے ناراض نہ ہوں گا۔ الحاصل اللہ تعالیٰ پر کوئی شئی واجب نہیں۔ اس میں معتزلہ کا ردِ مبلغ ہے وہ

کہتے ہیں جب اعمال کی جزا نہ ملے۔ واجب ہے۔

۷۰۶۵۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِدَالٌ
عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كَانَ يَوْمًا يُحَدِّثُ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَنَّ رَجُلًا
مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ اسْتَاذَنَ رَبَّهُ فِي الزَّرْعِ فَقَالَ لَهُ أَوْلَسْتَ فِيمَا شِئْتَ
قَالَ بَلَىٰ وَلَكِنِّي أَحِبُّ أَنْ أَزْرَعَ فَأَسْرَعَ وَبَدَرَ فَبَادَرَ الطَّرْفَ
نَبَاتُهُ وَأَسْتَوَاوَهُ وَأَسْتَحْصَادُهُ وَتَكْوِينُهُ امْتَالِ الْجِبَالَ فَيَقُولُ
اللَّهُ دُونَكَ يَا ابْنَ آدَمَ فَإِنَّهُ لَا يُشْبِعُكَ شَيْءٌ فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ يَا
رَسُولَ اللَّهِ لَا تَجِدُ هَذَا إِلَّا قُرَشِيًّا أَوْ نَصَارِيًّا فَإِنَّهُمْ أَصْحَابُ زُرْعٍ
فَأَمَّا نَحْنُ فَلَسْنَا بِأَصْحَابِ زُرْعٍ فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم حدیث بیان فرما رہے تھے اور آپ کے پاس ایک دیہاتی
آدمی بیٹھا تھا۔ حضور نے فرمایا اہل جنت سے ایک آدمی اپنے رب سے کھیتی باڑی کرنے کی اجازت طلب کرے
گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا جو تیرے پاس نعمتیں ہیں ان سے خوش نہیں؟ وہ کہے گا کیوں نہیں لیکن مجھے کھیتی باڑی
سے محبت ہے۔ پس وہ جلدی کرے گا بیج بونے گا تو اس کے دیکھنے سے پہلے بیج اُگ آئے گا اور سیدھا
ہو جائے گا اور کاٹنے کے قابل ہو جائے گا اور پہاڑ کی طرح انبار لگ جائے گا اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا آدم کے
بیٹے یہ لے لے تجھے کوئی شے سیر نہیں کر سکتی۔ اعرابی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ اس کو قریشی یا
انساری پائیں گے وہ کھیتیوں والے ہیں ہم تو کھیتیوں والے نہیں ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے۔

۷۰۶۵

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جنت میں بھوک پیاس نہ ہوگی
اس کا جواب یہ ہے شیع کی نفی بھوک کے منافی نہیں کیونکہ ان دونوں کے
درمیان واسطہ ہے اور وہ کفایت ہے۔ بعض نے یہ کہا کہ مناسب یہ ہے کہ سیر نہ ہو کیونکہ سیرگی زیادہ کھانے کو

۷۰۶۵

بَابُ ذِكْرِ الْعِبَادِ بِالدَّعَاءِ وَالتَّصَرُّعِ
وَالرِّسَالَةِ وَالْإِبْدَاعِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى أَذْكُرُكُمْ وَأَتْلُ عَلَيْهِمْ
نَبَأَ نُوْحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ يَا قَوْمِ إِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَقَامِي وَتَذْكِيرِي
بِآيَاتِ اللَّهِ تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ
أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً إِلَى قَوْلِهِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ غُمَّةٌ وَضَيْقٌ
قَالَ فَجَاهِدُوا إِلَى مَا فِي أَنْفُسِكُمْ يُقَالُ أَفْرَقُ فَأَقْضِرُ قَالَ
فَجَاهِدُوا وَإِنْ أَحَدٌ مِنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَإِنَّ يَأْتِيهِ فَيَسْتَمِعُ
مَا يَقُولُ وَمَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ فَهُوَ مِنْ حَتَّى يَأْتِيَهُ فَيَسْمَعُ كَلَامَ اللَّهِ
وَحَتَّى يَبْلُغَ مَأْمَنَهُ حَيْثُ جَاءَ النَّبِيُّ الْعَظِيمُ الْقُرْآنُ صَوَابًا
حَقًّا فِي الدُّنْيَا وَعَمَلًا بِهِ

منع کرتی ہے جس سے سیرگی کے دوران لذت حاصل ہوتی ہے یا اس سے مقصود انسان کی حرص اور نرک تساعت کا بیان ہے۔ گویا کہ فرمایا تیری آنکھ کو کوئی شئی سیر نہیں کرتی جنت میں کھانے سے سیر ہونے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ جنت میں انسان سیر نہ ہوں گے کیونکہ اگر سیر ہو جائیں تو لذت کھانے ہمیشہ نہ کھائیں گے اور جنت میں کھانا بھرک کی دہرے نہ ہوگا بلکہ لذت کے حصول کے لئے ہوگا۔ اعراب وہ لوگ ہیں جو جنگلات میں بستے ہیں اور کھیتی باڑی نہیں کرتے۔ (حدیث ۷۱۹۵ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَمَا أُنزِلَ عَلَيْهِ
طَاعَتِ كَمَا حُكْمٌ دِينًا هُوَ - أَوْ بِنَدْوَى كَمَا اللَّهُ كَمَا أُنزِلَ عَلَيْهِ

کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعاء کریں اور عاجزی اور زاری ظاہر کریں اور اس کا پیغام لوگوں کو پہنچائیں اور تبلیغ کریں "کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے! تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ اُن سے نوح کی خبر بیان کریں جب اُنھوں نے اپنی قوم سے کہا تھا اے میری قوم! اگر تم میں میرا رہنا اور اللہ کے احکام یاد دلانا تم پر گراں ہے تو میں اللہ پر بھروسہ کرتا ہوں تم سب اتفاق کر لو اور اپنے شرکاء جمع کر لو پھر تمہارا معاملہ تمہارے لئے تنگی کا سبب نہ ہو۔ پھر میرے حق میں فیصلہ کر لو اور مجھے مہلت نہ دو اگر تم پھر گئے تو میں تم سے اجرت نہیں مانگتا میرا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں مسلمانوں میں سے رہوں۔ غمہ بمعنی غم اور تنگی ہے، مجاہد نے کہا اَقْضُوا عَلَيَّ كَيْفَ مَعْنَى هِيَ جَوَّ تَمَّارَ دُلُوعِ مِیْنِ آئِے كِر لُوءِ۔ چنانچہ کہا جاتا ہے۔

أَفْرُقْ "یعنی فیصلہ کر" اِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ، "اگر کوئی مشرک آپ سے پناہ چاہے تو اس کو بنا دو تا کہ وہ آپ کا کلام سُنے۔ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں مجاہد نے ذکر کیا۔ کوئی انسان آپ کے پاس آئے تو جو آپ کہتے ہیں اور جو آپ پر نازل کیا گیا ہے اس کی سماعت کرے وہ شخص امن و امان میں ہے تاکہ وہ آئے اور اللہ کا کلام سُنے حتیٰ کہ اپنے امن کے مقام میں پہنچ جائے جہاں سے آیا تھا۔ "نبأ عظیم" قرآن حکیم ہے اور صواب بمعنی حق ہے"

شرح الباب: یعنی اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں کو ذکر کرنے کے معنی یہ ہیں کہ اللہ ان کو حکم کرتا ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کی طاعت اپنے پر لازم کرو تو وہ اُن پر جسم کرے گا اور انہیں انعامات عنایت کرے گا اور اگر وہ اس کی نافرمانی کریں گے تو انہیں عذاب دے گا اور بندوں کا اللہ کو یاد کرنے کے معنی یہ ہے کہ وہ اللہ سے دعائیں کریں اور اس کے حضور عاجزی انکساری کریں اور اس کے پیغام لوگوں کو پہنچائیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَذْكُرُونِي اَذْكُرْكُمْ۔ اس آیت سے ماخوذی

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَقَوْلِهِ وَتَجْعَلُونَ
 لَهُ أَنْدَادًا ذَلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ وَقَوْلِهِ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ
 اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكَتَ
 لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ بَلِ اللَّهُ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِنَ
 الشَّاكِرِينَ فَقَالَ عِكْرِمَةُ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ

نے یہ استدلال کیا کہ جب انسان اللہ کی طاعت کرتے ہوئے اسے یاد کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو رحمت اور
 مغفرت سے یاد کرتا ہے اور وہ مرحوم و مغفور ہوتا ہے۔ قولہ وَ أَتَىٰ عَلَيْهِمْ "یعنی نوح" علیہ السلام
 کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح یاد کیا کہ انہوں نے اللہ کے احکام لوگوں تک پہنچائے اور ان کے حکم کی خوب
 تبلیغ کی اسی طرح ہر نبی پر اللہ کی کتاب کی تبلیغ اور اس کی شریعت کی اشاعت فرض ہے۔ جبکہ نوح
 علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا۔ اگر تم میں میرا رہنما تم پر بوجھ ہے اور میری تبلیغ تمہارے حال کے
 مناسب نہیں تو پھر حال میں میرا اللہ پر بھروسہ ہے۔ اور اگر تم میری مدد نہ کرو گے تو میں اس پر توکل کروں گا جو
 میری مدد کرے گا۔ تم اتفاق رائے کر لو اور اپنے شرکام سے بھی مدد حاصل کر لو۔ پھر اپنے بڑے ارادہ کا نفاذ
 مجھ پر کرو اور مجھے ہمت بھی نہ دو۔ اور اگر تم نے ایمان سے اعراض کیا اور منہ پھیرا تو مجھے کوئی پرواہ نہیں میرا
 تمہیں تبلیغ کرنا کسی مال کے طمع پر مبنی نہیں۔ میرا ثواب صرف اللہ کے ذمہ ہے اور مجھے حکم ملا ہے کہ میں اللہ کے حکم
 کے تابع ہوں۔ تمہارا کفر مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتا بلکہ اس میں تمہارا ہی نقصان ہے۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَىٰ كَالرَّشَادِ! اللَّهُ كَالشَّرِيكِ نَبَاؤُ

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم اللہ کے شریک بناتے ہو وہ سب جہانوں کا رب ہے۔
 اور اللہ کا ارشاد! جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی اور کی عبادت نہیں کرتے اور تمہاری طرف
 اور تم سے پہلے لوگوں کی طرف وحی کی گئی کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل باطل ہو جائیں گے

مُشْرِكُونَ قَالَ يُسْأَلُهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ وَمَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ
فَيَقُولُونَ اللَّهُ فَذَلِكَ أَيْمَانُهُمْ وَهُمْ يَعْْبُدُونَ غَيْرَهُ وَمَا ذَكَرَ
فِي خَلْقِ أفعالِ الْعِبَادِ وَكِتَابِهِمْ لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدْرَهُ
تَقْدِيرًا وَقَالَ مُجَاهِدٌ مَا تَنْزَلُ الْمَلَائِكَةُ إِلَّا بِالْحَقِّ بِالرَّسَالَةِ
وَالْعَذَابِ لِيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ الْمُبَلِّغِينَ الْمُؤَدِّينَ مِنَ الرَّسُلِ وَإِنَّا
لَنُحْفِظُونَ عِنْدَنَا وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ بِالْقُرْآنِ وَصَدَّقَ بِهِ
الْمُؤْمِنُ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هَذَا الَّذِي أَعْطَيْتَنِي عَمِلْتَ بِمَا فِيهِ

اور تم خسارہ میں رہ جاؤ گے بلکہ اللہ کی عبادت کرو اور شکر گزار لوگوں
میں سے ہو جاؤ۔“

خالق کائنات جل مجدہ الکریم جانتا ہے کہ اس کے رسول اللہ کا شریک نہیں بنائیں گے باوجود
اُن سے فرمایا اگر تم نے شریک بنایا تو تمہارے باطل ہو جائیں گے۔ یہ بظاہر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہے لیکن
مراد حضور کے غیر لوگ ہیں۔ اس سے غرض یہ ہے کہ جو کوئی اللہ کا شریک بنائے اس کے لئے شدید وعید ہے لہذا انسان
کو اعمال کا ثواب جب ہی حاصل ہو گا کہ وہ شرک سے سام نہ رہے اور اگر شرک کیا تو عمل تباہ و برباد ہو جائیں گے۔
قوله قَالَ عِكْرِمَةُ الخ یعنی عکرمہ مولیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہم نے کہا اُن میں سے اکثر اللہ پر ایمان نہیں
لاتے مگر وہ مشرک ہیں اور اگر اُن سے پوچھو کہ اُن کو کس نے پیدا کیا اور آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا
تو وہ کہتے ہیں اللہ نے پیدا کیا ہے یہ اُن کا ایمان ہے حالانکہ وہ اس کے غیر کی عبادت کرتے ہیں یعنی اگر اُن
سے اللہ کی صفت پوچھی جائے تو اس کی کوئی اور صفت کہتے ہیں اور اس کی اولاد بیان کرتے ہیں اور اس کا
شریک بناتے ہیں۔ قوله وَمَا ذَكَرَ فِي خَلْقِ أفعالِ الْعِبَادِ، اور جو افعال عباد کی خلقت اور اُن کے کسب
کرنے میں ذکر کیا گیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہر شئی کو اس نے پیدا کیا ہے اور اس کا پورا اندازہ کیا ہے۔

۶۶۔ **عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ
مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شَرْحِبِيلٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ
سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَى الذَّنْبِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ
أَنْ تَجْعَلَ لِلَّهِ نِدَاءً وَهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ إِنَّ ذَلِكَ لِعَظِيمٌ قُلْتُ**

یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر شئی کو پیدا کیا ان میں سے لوگوں کے اعمال بھی ہیں لہذا اعمال کو بھی اُس نے پیدا کیا ہے
اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو کہتے ہیں۔ اللہ کا شریک نہیں لیکن افعال کا خالق خود انسان ہے۔
قرآن مجید، مجاہد نے کہا فرشتے نازل نہیں ہوتے مگر حق کے ساتھ رسالت اور عذاب کے ساتھ یعنی رسولوں
کی رسالت کی صداقت اور کافروں کو نذاب دینے کے ساتھ تاکہ سچوں کو ان کی سچائی سے پوچھے کہ انہوں نے تبلیغ
کی ہے اور اللہ کے احکام ادا کئے ہیں؟ (من الرسل صادقین کا بیان ہے) اللہ فرماتا ہے اور ہم قرآن کریم کی اپنے
پاس حفاظت کرتے ہیں)

قرآن والذی جاء بالصدق جو صدق یعنی قرآن لایا اور جس نے اس کی تصدیق کی مومن ہے۔ قیامت کے دن
کے گا۔ یہ وہ ہے جو تو نے دیا تھا میں نے جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا جو صدق کے ساتھ

شرح : اس باب سے امام بخاری کی غرض یہ ہے کہ تمام افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اچھے ہوں یا
بڑے سب کا اللہ ہی خالق ہے۔ لوگ صرف کاسب ہیں اللہ کے غیر کی طرف خالقیت کی نسبت کرنا صحیح نہیں ورنہ
وہ اللہ کا شریک ہوگا جو خالقیت میں اس کے مساوی ہوگا۔ اس میں جہنمہ کا رد ہے جو کہتے ہیں انسان کو قطعاً
قدرت نہیں اور وہ مجبور محض ہے اس میں معتزلہ کا بھی رد ہے جو کہتے ہیں لوگوں کے افعال میں اللہ کی قدرت کو
داخل نہیں یہ قدریہ ہیں اور جہنمہ جبریہ ہیں۔ اہلسنت وجماعت ان کے مابین میں وہ کہتے ہیں نہ جبر ہے نہ قدر
ہے بلکہ امران دونوں کے درمیان ہے۔ یعنی خالق اللہ تعالیٰ ہے اور بندہ کاسب ہے۔ اس سے منازہ سے
نیچے اُتنے والے اور اس سے گرنے والے میں فرق کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کو تاثیر نہیں بلکہ اللہ کی قدرت سے
فعل واقع ہوا ہے اور بندے کی تاثیر کے بعد اس میں اللہ کی قدرت کی تاثیر ہے۔ اس کو کسب کہا جاتا ہے۔

ترجمہ : عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔

اللہ کے نزدیک کونسا گناہ بہت بڑا ہے۔ فرمایا تیرا اللہ کا شریک بنانا بہت

ثُمَّ أَيْ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ تَخَافُ أَنْ يُطْعَمَ مَعَكَ قُلْتُ
ثُمَّ أَنْ تُزَانِي حَلِيلَةَ جَارِكَ

ثُمَّ أَنْ تَقُولَ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَبْرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعَكُمْ
وَلَا أَبْصَارَكُمْ وَلَا جُلُودَكُمْ وَلَكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ
كَثِيرًا مِمَّا تَعْمَلُونَ

بڑا گناہ ہے حالانکہ اس نے تجھے پیدا کیا ہے میں نے عرض کیا واقعی اللہ کا شریک بنانا بہت بڑا گناہ ہے میں نے عرض کیا اس کے بعد کونسا گناہ عظیم تر ہے۔ فرمایا تیرا اپنی اولاد کو اس ڈر سے قتل کرنا کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائیں گے۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد کونسا؟ فرمایا تیرا اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرنا۔

شرح: سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل "علیہ السلام" ہمیشہ مجھے ہمسایہ

۷۰۶۶

کے متعلق وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے گمان کر لیا کہ اسے میرا وارث

بنادیں گے، ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرنا ہمسایہ سے خیانت کے ساتھ ساتھ ہمسائیگی کا حق باطل کرنا ہے یہ بہت بڑا فعل ہے۔ اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ جو یہ کہتا ہے کہ بندہ اپنے فعل کا خالق ہے وہ ایسا ہے جیسے اس نے اللہ کا شریک بنایا اور اس میں سخت وعید آئی ہے۔ لہذا یہ اعتقاد حرام ہے۔

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! تم اس سے کہاں چھپ کر جاتے
کہ تم پر تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں گواہی
دیں لیکن تم نے گمان کر رکھا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ نہیں جانتا

یعنی تم گناہ کرتے وقت باغات اور پردوں میں چھپتے تھے اور تمہارا چھپنا اس خون سے نہ تھا کہ تم پر تمہارے اعضاء گواہی دیں گے کیونکہ تمہیں ان کی گواہی کا علم نہ تھا بلکہ تم تو مڑ کر اٹھنے کا انکار کرتے تھے اور جزاء سزا نسیم نہ کرتے تھے لیکن تم نے یہ گمان کر رکھا تھا کہ اللہ تمہارے بہت سے

۷۰۶۷ حَدَّثَنَا الْحُبَيْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفَيْنٌ قَالَ سُفَيْنٌ

قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ

قَالَ اجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثَقَفِيَانِ وَقُرَشِيٌّ أَوْ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ كَثِيرٌ

شَعْرٌ يَطْوَنُهُمْ قَلِيلٌ فَقَهُ قُلُوبُهُمْ فَقَالَ أَحَدُهُمْ أَتَرُونَ أَنَّ اللَّهَ

يَسْمَعُ مَا نَقُولُ وَقَالَ الْآخَرُ يَسْمَعُ إِنْ جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ إِنْ أَخْفَيْنَا

وَقَالَ الْآخَرُ إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذْ جَهَرْنَا فَإِنَّهُ يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا فَأَنْزَلَ

اللَّهُ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَرْوُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعَكُمْ وَلَا أَبْصَارَكُمْ

الآية

گناہ نہیں جانتا اور وہ تمہارے پوشیدہ گناہ ہیں۔

۷۰۶۷ ترجمہ : عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیت اللہ کے پاس دو

ثقفی اور ایک قرشی یا دو قرشی اور ایک ثقفی اکٹھے بیٹھے تھے ان کے پیٹوں کی چربی زیادہ اور ان کی سمجھ

کم تھی۔ ان میں سے ایک نے کہا کیا تم اللہ کو جانتے ہو کہ جو ہم کہتے ہیں وہ سنتا ہے۔ دوسرے نے کہا اگر ہم بلند آواز

سے بات کریں تو سنتا ہے اور اگر آہستہ بات کریں تو نہیں سنتا ایک اور شخص نے کہا اگر وہ یہ سن لیتا ہے جو ہم

بلند آواز سے بات کریں تو یہ بھی سن لیتا ہے جو ہم آہستہ کلام کریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ وَمَا كُنْتُمْ

تَسْتَرْوُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعَكُمْ وَلَا أَبْصَارَكُمْ وَلَا جُلُودَكُمْ الْآیۃ

شرح : امام بخاری کی اس باب سے عرض اللہ تعالیٰ کے لئے سمع ثابت کرنا ہے جو یہ

ثابت ہے کہ وہ سمیع ہے تو اس کا سامع ہونا ضروری ہے کہ وہ سنتا ہے

اس میں معتزلہ کا رد ہے کہ وہ اللہ کی صفات کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں اللہ عالم ہے۔ اس کے لئے علم

نہیں اور سامع ہے اس کے لئے سمع نہیں یعنی عالم بلا علم اور سامع بلا سمع ہے۔ یہ عقیدہ ظاہر کتاب و سنت کے خلاف

ہے۔ اس حدیث سے قیاس صحیح کا اثبات اور قیاس فاسد کا ابطال ہے کیونکہ جس شخص نے کہا تھا اگر ہم بلند

آواز سے بات کریں تو سنتا ہے اگر آہستہ بات کریں تو نہیں سنتا اس قیاس میں خطا ہے کیونکہ اس نے اللہ کو

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرِ
 مِنْ رَبِّهِمْ يُحَدِّثُ وَقَوْلِ اللَّهِ لَعَلَّ اللَّهُ يُحَدِّثُ بَعْدَ
 ذَلِكَ أَمْرًا وَأَنَّ حَدِيثَهُ لَا يُشْبِهُ حَدِيثَ الْمَخْلُوقِينَ
 لِقَوْلِهِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ وَقَالَ
 ابْنُ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ
 يُحَدِّثُ مِنْ أَمْرِهِ مَا يَشَاءُ وَإِنَّمَا أَحَدَّثَ إِلَّا تَكَلَّمُوا
 فِي الصَّلَاةِ

لوگوں سے تشبیہ دی ہے جو بلند آواز سے بات کو سنتے ہیں آہستہ کو نہیں سنتے اور جس نے یہ کہا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہے ہم بلند آواز سے بات کریں تو سنتا ہے تو آہستہ کو بھی سنتا ہے اس کا قیاس صحیح تھا کیونکہ اس نے اللہ تعالیٰ کو مخلوقات سے تشبیہ نہیں دی۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جس کا قیاس صحیح تھا اس کی قلتِ فقہ سے ضعف کیوں کی اس کا جواب یہ ہے کہ اس نے اپنے قول کی حقیقت کا اعتقاد نہ کیا تھا اور نہ ہی اس کا اس پر یقین تھا یہ صرف قیاس لسانی تھا۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارْتَادًا اَسَ هِرْدَن كَامِ هِ

اس آیت کریمہ میں یہودیوں کا رد ہے وہ کہتے تھے ہفتہ کے روز اللہ کوئی کام نہیں کرتا ان کا یہ قول مردود ہے کیونکہ اللہ کا ہر دن کام ہے وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے۔ زندہ سے مردہ اور مردنے سے زندہ نکالتا ہے۔ تندرست کو بیمار اور بیمار کو تندرست کرتا ہے۔ مصیبت زدہ کو رہائی دیتا ہے اور بے غموں کو مبتلا کرتا ہے۔ عزت والوں کو ذلیل کرتا ہے اور ذلیلوں کو عزت دیتا ہے۔ مالداروں کو محتاج کرتا ہے اور محتاجوں کو مالدار۔ ہر روز اس کی علیحدہ شان ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہر روز تین سو ساٹھ سو معجزات میں سے

۹۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ وَدَّانَ
قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ

قوله تعالى وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرِ أَنْ يَنْزِلَ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ لِيُنذِرَ أُمَّمَاتَهُمْ وَمَنْ لَمْ يَنْبَغِ لَهُمْ أَسْرَافُوا عَلَيْهِمْ فَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاهْتَدَوْا وَمَا نَزَّلْنَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ لِيُنذِرَ أُمَّمَاتَهُمْ وَمَنْ لَمْ يَنْبَغِ لَهُمْ أَسْرَافُوا عَلَيْهِمْ فَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاهْتَدَوْا وَمَا نَزَّلْنَا مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ لِيُنذِرَ أُمَّمَاتَهُمْ وَمَنْ لَمْ يَنْبَغِ لَهُمْ أَسْرَافُوا عَلَيْهِمْ فَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاهْتَدَوْا

اس آیت کریمہ سے معتزلہ نے استدلال کیا کہ قرآن محدث ہے کیونکہ اس میں ذکر یعنی شرح : قرآن کی صفت محدث سے کی ہے۔ لیکن یہ استدلال غلط ہے کیونکہ آیت کریمہ میں احداث سے موصوف ذکر اللہ کا نفس کلام نہیں؛ کیونکہ یہ محدث مخلوق اور مخترع ہے اور مترادف الفاظ کا مشابہ واحد ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا کلام جو اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے۔ اس کو مخلوق نہیں کہہ سکتے تو اس کو محدث بھی نہیں کہہ سکتے لہذا اس میں محدث سے موصوف ذکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت کریمہ میں حضور کو ذکر کیا ہے؛ چنانچہ ارشاد ہے "وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ ذِكْرًا وَرِسَالًا" اللہ نے تم پر ذکر نازل کیا جو رسول ہے۔ لہذا مذکور آیت کریمہ کے معنی یہ ہیں "مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرِ أَنْ يَنْزِلَ عَلَيْهِمْ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِمْ لِيُنذِرَ أُمَّمَاتَهُمْ وَمَنْ لَمْ يَنْبَغِ لَهُمْ أَسْرَافُوا عَلَيْهِمْ فَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا فَاهْتَدَوْا" یہ بھی احتمال ہے کہ ذکر سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ اور لوگوں کو معاصی سے تنذیر ہو۔ تو صود کے وعظ کو ذکر کہا اور اس کی حضور کی طرف نسبت کی کیونکہ آپ اس کے فاعل ہیں۔ نیز ذکر کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ ذکر بمعنی علم آیا ہے۔ قرآن کریم میں ہے فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ بمعنی عظمت بھی آیا ہے۔ قرآن کریم میں ہے وَالْقُرْآنَ ذِي الذِّكْرِ" یعنی ذی العظمت بمعنی صلوة جیسے "فَاسْأَلُوا إِيَّاهُ ذِكْرًا" بمعنی شرف جیسے "وَإِنَّ لَكُمْ لَذِكْرًا لَكُمْ وَلِقَوْمِكُمْ" جب ان معانی میں مستعمل ہے حالانکہ یہ تمام معانی حادث ہیں تو ان پر محمول کرنا بہتر ہے اور مذکور آیت کریمہ سے قرآن کا محدث ہونا ثابت کرنا باطل ہے۔ اس مقام میں یہ معلوم کرنا بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات بعض دجودی ہیں اور بعض سببی۔ سببی کو تنزیہات کہتے ہیں جیسے اللہ جو ہر نہیں عرض نہیں جسم نہیں اور صفات دجودیہ وہ نوع ہیں ایک حقیقیہ میں جیسے علم، قدرت یہ قدیم ہیں۔ دوسرے اضافیہ جیسے

الْكِتَابِ عَنْ كُتُبِهِمْ وَعِنْدَكُمْ كِتَابُ اللَّهِ أَقْرَبُ الْكِتَابِ عَمْدًا بِاللَّهِ
تَقَرُّونَهُ فَحُضًّا لَمْ يُشَبَّ

۶۰۶۹ — حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ قَالَ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ
الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ
قَالَ يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ كَيْفَ تَسْأَلُونَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ
وَكِتَابِكُمُ الَّذِي أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَى نَبِيِّكُمْ أَحَدَثُ الْأَخْبَارِ بِاللَّهِ مُحَمَّدًا

خلق و رزق یہ حادث ہیں ان سے اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات حقیقیہ میں تغیر نہیں آتا جیسے علم اور قدرت کا
معلومات اور مقدمات حادثہ کیساتھ تعلق سے علم اور قدرت میں تغیر نہیں آتا یہی حال اللہ تعالیٰ کی صفات فعلیہ کا ہے
اس قاعدہ اور اصل موضوع کے بعد ہم کہتے ہیں کہ مثلاً انزالِ حادث ہے منزلِ قدیم ہے قدرت کا تعلق حادث
قدرت قدیم ہے۔ مذکورہ قرآن قدیم ہے ذکرِ حادث ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم!

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر محدث بکسر الراء
کا اطلاق جائز ہے؛ کیونکہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جیسے چاہے نیا حکم کرتا ہے لیکن
اللہ کا احداث مخلوق کے احداث کی طرح نہیں۔ واللہ ورسولہ اعلم!

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا تم اہل کتاب سے ان کی کتابوں

۶۰۶۸ —

سے متعلق کیوں پوچھتے ہو؛ حالانکہ تمہارے پاس اللہ کی کتاب ہے جو

اللہ کی تمام کتابوں سے نئی ہے جسے تم پڑھتے ہو اس حال میں کہ وہ خالص ہے اس میں کوئی ملاوٹ نہیں
یعنی اس میں خلط ملط نہیں جیسے یہودیوں نے خلط کیا اور تورات کی تحریف کر دی

ترجمہ: عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اے مسلمانوں کی جامعہ تم

۶۰۶۹ —

اہل کتاب سے کوئی شے کیوں پوچھتے ہو حالانکہ تمہاری کتاب جڑ

ہے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی ہے۔ اللہ کی سب سے نئی کتاب ہے خالص ہے اس میں
میں کوئی ملاوٹ نہیں۔ خبر دی ہے کہ اہل کتاب نے اللہ کی کتابوں کو تبدیل اور تغیر کر دیا

لَمْ يَشْبِكْ وَكَانَ لُحْمًا ذَلِيلًا أَلَمْ يَأْتِكُمْ أَلْكِتَابُ اللَّهِ الَّذِي فِيهِ آيَاتٌ لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ
 كَتَبَ اللَّهُ وَغَيْرُوا فَكُتِبُوا بِأَيْدِيهِمْ كَتَبَ الْقَوْمُ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ
 لِيَشْرُوهَا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا أَوْ لَا يَشْرُوهَا كَمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسَائِلِهِمْ
 وَلَا وَاللَّهِ مَا نَأْتَانَا رَحْلًا مِنْهُمْ خَيْرًا لَكُمْ عَنِ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكُمْ

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ لَا تَحْرِكْ بِهِ لِسَانَكَ وَفِعْلِ النَّبِيِّ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ الْوَحْيُ وَقَالَ
 أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللَّهُ أَنَا مَعَ
 عَبْدِي مَا ذَكَرَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفَاةٌ

ہے۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں سے لکھا اور کہا یہ اللہ کی طرف سے ہے تاکہ اس کے عوض تھوڑی قیمت وصول کریں کیا تمہارے پاس جو علم آیا ہے ان سے سوال کرنے سے تم کو منع نہیں کرتا؟ اللہ کی قسم ہم نے ان میں سے کسی آدمی کو نہیں دیکھا جو تم سے اس کے متعلق پوچھے جو تم پر نازل ہوا ہے۔
 (حدیث ع۔ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا إِشْرَافِ الْقُرْآنِ كَيْ سَاطِحِ أَهْلِ زَبَانِ كُو

حرکت نہ دو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کہ نہ اس وقت آپ پر وحی نازل ہوتا ہو
 نام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقصد یہ ہے کہ انسان کی قرأت اعد ہونٹوں اور زبان کو حرکت دینا اس کا عمل
 ہے اس پر اسے ثواب حاصل ہوتا ہے۔ جب جبرائیل علیہ السلام قرآن پڑھتے تھے تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی
 زبان شریح کر جلدی یا د کرنے کے لئے حرکت دیتے تھے۔ میرا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے روک دیا اور
 حضور سے اس وقت کی شفقت رفع کر دی اور یہ ضمان دی کہ اس کو آپ کے سینہ میں محفوظ ہم کریں گے۔

۷۰۷۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُوسَى

ابن ابی عائشہ عن سعید بن جبیر عن ابن عباس في قوله لا تحرك

به لسانك قال كان النبي صلى الله عليه وسلم يحركهما فقال سعید

أنا أحركهما كما كان ابن عباس يحركهما فحرك شفثيه فانزل الله

لا تحرك به لسانك لتعجل به إن علينا جمعه وقرآنه قال

جمعه وقرآنه قال جمعه لك في صدرك ثم تقرؤه فإذا

قرأناه فاتبع قرآنه قال فاستمع له وأنصت ثم إن علينا أن

تقرؤه قال فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا أتاه جبرئيل

استمع فإذا انطلق جبرئيل قرأه النبي صلى الله عليه وسلم كما

أقرأه

قولہ قال ابو ہریرہ ، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں اپنے بندے کے ساتھ ہوں جہاں بھی وہ مجھے یاد کرے اور میری یاد میں اس کے ہونٹ حرکت کر دیں۔ یعنی میری رحمت میرے بندے کے ساتھ ہوتی ہے اور جب بندہ اللہ کو یاد کرتا ہے تو میں اس کی حفاظت کرتا ہوں اس کے معنی یہ نہیں کہ اللہ اپنی قدرت کے ساتھ بندے کے ساتھ ہوتا ہے۔ ہونٹوں اور زبان کے حرکت کرنے مراد یہ ہے کہ وہ اللہ کا نام لیتا ہے کیونکہ مونہوں میں اللہ کا موجود ہونا محال ہے۔

توجہ : سعید بن جبیر نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کریمہ لا تحرك

به لسانك لتعجل به ، کی تفسیر میں بیان کیا کہ جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید کے اترنے وقت شدت محسوس کرتے تھے اور لوگوں کی طرح ہونٹوں کو حرکت دیا کرتے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں ہونٹوں کو حرکت دیتا ہوں جیسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہونٹ

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ ذَاكُمُ اللَّهُ وَأَجْهَرُوا بِهٖ إِنَّهٗ عَلِيمٌ
بِذَاتِ الصُّدُورِ إِلَّا يَعْلَمُ مَنْ خَلِقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ
يَخَافَتُونَ يَتَّكِرُونَ

۱۰۷۰۔۔۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَّارَةَ عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ أَخْبَرَنَا

أَبُو بَشِيرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جَبْرِ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى ذَاكُمُ اللَّهُ

ہلاتے تھے۔ سعید نے کہا میں اپنے ہونٹ ہلاتا ہوں جیسے میں نے ابن عباس کو ہونٹ ہلانے دیکھا تھا اور دونوں ہونٹ ہلانے تو اللہ تعالیٰ یہ آیت کریمہ نازل کی مد تم یاد کرنے کی جلدی میں قرآن کے ساتھ اپنی زبان کو حرکت نہ دو۔ بیشک اس کا محفوظ کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے ابن عباس نے کہا اس کو آپ کے سینہ میں محفوظ کرنا ہمارے ذمہ ہے۔ اور آپ اسے خود بخود پڑھنے لگیں گے تو جب ہم اس کو پڑھ چکیں اس وقت آپ پٹھے ہوئے کی اتباع کرو۔ ابن عباس نے کہا اسے کان لگا کر سنیں اور چپ رہیں ہمارے ذمہ ہے کہ آپ اسے پڑھیں اس کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر آتے تو خاموش سنتے رہتے جب وہ چلے جاتے تو جیسے انہوں نے پڑھا ہوتا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے پڑھتے تھے۔

شرح : اس باب کی غرض یہ ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل علیہ السلام سے اللہ کا کلام کیسے اخذ کرتے تھے۔ بعض علماء نے ذکر کیا کہ بخاری

کے معلق اور موصول کلام کا مقصد ان لوگوں کا رد کرنا ہے جو کہتے ہیں کہ قاری کی قرأت قدیم ہے اس کی وضاحت کی ہے کہ قرآن کے ساتھ زبان کی حرکت قاری کا فعل ہے۔ اور جو پڑھا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا قدیم کلام ہے جیسے اللہ کے ذکر سے زبان کا حرکت کرنے کا فعل عادت ہے اور جیسے ذکر کیا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ قدیم ہے بعد میں آنے والے تراجم سے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے اس کی تفصیل حدیث صحیحہ کی شرح دیکھیں

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا إِرْشَادِ أَيْمِ أَيْمِ بَابِ آهَسْتَهُ كَهْوِيَا أَوَا
سے وہ تو دلوں کی جانتا ہے

بِصَلَاتِكَ وَلَا تَخَافَتْ بِهَا قَالِ نَزَلَتْ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 كَخَفَتْ بِمَكَّةَ فَكَانَ إِذَا صَلَّى بِأَصْحَابِهِ رَفَعَ صَوْتَهُ بِالْقُرْآنِ فَإِذَا سَمِعَ
 الْمُشْرِكُونَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهُ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللَّهُ
 لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ أَيُّ بِقِرَاءَتِكَ فَيَسْمَعُ
 الْمُشْرِكُونَ فَيَسُبُّوا الْقُرْآنَ وَلَا تَخَافَتْ بِهَا عَنْ أَصْحَابِكَ فَلَا تَسْمَعُهُمْ
 وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا

کیا وہ نہ جانے جس نے پیدا کیا ہے اور وہی ہر بار کی جاننا اور خبردار تیخافتون
 وہ آپس میں خفیہ مشورہ کرتے ہیں (یعنی اللہ پر کوئی شئی مخفی نہیں۔ اس باب سے
 مقصد یہ ہے کہ اللہ کا علم اس کی ذاتی صفت ہے، کیونکہ اس کو آہستہ اور بلند
 آواز سے بات کا علم یکساں ہے)

۶۰۶۔ توجہ : ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کریمہ وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا
 تَخَافَتْ بِهَا، کی تفسیر میں کہا کہ یہ آیت نازل ہوئی جبکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں چھپے ہوئے تھے
 جب اپنے صحابہ کو نماز پڑھاتے تو قرآن کے ساتھ آواز بلند کرتے جب اسے مشرک مٹھتے تو قرآن کو گالیاں دیتے
 اور جس نے اس کو نازل کیا اور جو لے کر آئیں کو گالیاں دیتے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا
 تم اپنی نماز میں بلند آواز سے نہ پڑھیں کہ مشرک سنیں گے اور قرآن کو گالیاں دیں گے اور نہ ہی اپنے صحابہ سے قرأت
 آہستہ کریں کہ ان کو نہ سنائیں اس کے بین میں راہ اختیار کریں (حدیث ۲۲۰۶ کی شرح دیکھیں)

شرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تو کفار سے چھپے ہوئے تھے
 تو آواز کیسے بلند کرتے تھے۔ رفع صوت تو اختفاء کے منافی ہے۔ اس کا جواب یہ

ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نماز اور رب سے مناجات کے وقت استغراق کے سبب اس میں اختیار باقی

۴۰۶۲۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو سَامَةَ
عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ وَلَا تَجْهَرُ
بِصَلَاتِكَ وَلَا تَخَافُ بِهَا فِي الدُّعَاءِ
۴۰۶۳۔ حَدَّثَنَا إِسْحَقُ قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا
ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنَا ابْنُ شَهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ
بِالْقُرْآنِ وَزَادَ غَيْرُهُ يَجْهَرُ بِهِ

نہ ہرستا تھا اور بے اختیار آواز بلند ہو جاتی تھی جو جہر کے مشابہ ہوتی تھی۔ اس مقام میں یہ امر واضح ہوتا ہے کہ اس طلت اسلامیہ حنفیہ بیضاء کے اصول و فروع معتدل ہیں نہ ان میں افراط ہے نہ تفریط۔ یعنی کمی بیشی سے بالاتر ہیں جیسے الہیات میں نہ تشبیہ ہے اور نہ تعطیل اور لوگوں کے افعال میں نہ توجہ ہے اور نہ قدر ہے بلکہ امر اس کے میں بین ہے اور معاد کے معاملہ میں نہ تو محض وعید ہے اور نہ ہی محض رجا ہے بلکہ خوف و رجا کے درمیان ہے اور امانت میں نہ رخص ہے اور نہ خروج۔ خرچ کرنے میں نہ اسراف ہے نہ تقیر، جراحات میں نہ قصاص واجب اور ضروری ہے جیسے تورات میں اور نہ عفو لازم ہے جیسے انجیل میں ہے بلکہ قصاص و عفو دونوں مشروع ہیں۔

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ آیت کریمہ " وَلَا تَجْهَرُ
بِصَلَاتِكَ وَلَا تَخَافُ بِهَا فِي الدُّعَاءِ " کے بارے میں نازل ہوئی۔

۴۰۶۲۔ شرح : یعنی صلوة سے مراد یہاں لغوی معنی اور وہ دعا ہے شرعی معنی مراد نہیں اور وہ عبادت ہے جو تکبیر سے شروع ہوتی ہے اور سلام سے ختم ہوتی

ہے (حدیث ۲۲۰۶ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

۴۰۶۳۔ ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خوبصورت آواز سے قرآن نہ پڑھے وہ ہم سے نہیں اس کے

غیر نے یہ زیادہ کہا اس کے ساتھ بلند آواز کرے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ
الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ أَيْمَانَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَرَجُلٌ يَقُولُ لَوْ أُوتِيَتْ مِثْلُ
مَا أُوتِيْتُ هَذَا فَعَلْتُ كَمَا يَفْعَلُ فَبَيْنَ اللَّهِ أَنْ قِيَامَهُ بِالْكِتَابِ هُوَ
فَعَلَهُ وَقَالَ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافُ السِّنِّكُمْ
وَالْوَانِكُمْ وَقَالَ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تَفْلَحُونَ

۴۰۴۴ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا جُرَيْجٌ عَنِ الْأَعْمَشِ
عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

شرح : یسّیٰ مٹا سے یہ مراد نہیں کہ وہ ہمارے دین سے نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ
کدوہ ہمارے طریقہ پر نہیں (صنہ ۲ ج : ۷ کی شرح دیکھیں)

۴۰۴۳

بَابُ نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَا إِشْرَادًا بِأَيْكٍ شَخْصٍ حَسْبُ كَوَاللَّهِ

نے قرآن دیا وہ اس کو رات دن پڑھتا ہے

اور وہ شخص جو کہتا ہے اگر مجھے اس جیسا دیا جائے جو اس کو دیا گیا ہے

تو میں بھی وہ کروں گا جو وہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے واضح کیا کہ اس کا کتاب

کو پڑھنا اس کا فعل ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین

کو پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا مختلف ہونا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

نِسْكَی كَرْتُمْ كَامِيَاب هُو كَغِي

شرح : اس باب کی غرض یہ ہے کہ لوگوں کے قول و فعل ان کی طرف منسوب ہیں۔ پہلے باب کی

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ
 وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ قَالِ الزُّهْرِيُّ مِنَ اللَّهِ الرَّسَالَةُ
 وَعَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا التَّسْلِيمُ
 وَقَالَ لِيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا رِسَالَاتِ رَبِّهِمْ وَقَالَ أَبْلَغَكُمْ رَسُولَاتِ
 رَبِّي وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَلِكٍ حِينَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَسَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولَهُ وَالْمُؤْمِنُونَ وَقَالَتْ عَائِشَةُ إِذَا أَعْجَبَكَ
 حَسَنٌ مِنْ عَمَلِ أَمْرِي فَقُلْ أَعْمَلُو فَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولَهُ فَلَا يَسْتَحْفَنَا
 أَحَدٌ وَقَالَ مَعْمَرٌ ذَلِكَ الْكِتَابُ هَذَا الْقُرْآنُ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ بَيَانٌ

نے قرآن دیا وہ رات دن اس کی تلاوت کرتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جس کو اللہ نے مال دیا وہ رات دن اس کو
 خرچ کرتا ہے۔ علی بن مدینی نے کہا میں نے سفیان بن عیینہ سے کئی بار سنا ہے میں نے ان کو نہیں سنا کہ وہ لفظ "فیر"
 ذکر کرتے ہوں حالانکہ یہ ان کی صحیح حدیث ہے۔

شرح یعنی شیخ بخاری کہتے ہیں میں نے یہ حدیث کئی بار سفیان سے سنی ہے میں نے
 ان کو لفظ "أخبرنا" ذکر کرتے نہیں سنا ہے لیکن اس کے باوجود یہ حدیث

ہے کیونکہ کئی دوسرے طریقوں سے ان کی صحیح حدیثیں معلوم ہوئی ہیں (حدیث ع۔ ج کی شرح دیکھیں)

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد اے رسول پہنچا دیں وہ جو تمہارے
 رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے اگر ایسا نہ کیا تو تم نے
 اس کا پیغام نہیں پہنچایا،

وَدَلَالَةُ كَقَوْلِهِ ذَالِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ هَذَا حُكْمُ اللَّهِ لَا رَيْبَ فِيهِ
 لَا شَكَّ تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ يُعْنِي هَذِهِ أَعْلَامُ الْقُرْآنِ وَمِثْلُهُ حَتَّى
 إِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلِكِ وَجَرِينِ بِهِمُ يُعْنِي بِكُمْ وَقَالَ أَنَسُ بَعَثَ
 النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَه حَرَامًا إِلَى قَوْمِهِ وَقَالَ اتُّمُونُونِي
 أَيْلِغُ رِسَالَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ

- ذہری نے کہا اللہ کی طرف سے رسالت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا پہنچانا ہے اور ہم پر تسلیم کرنا لازم ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے فرمایا تاکہ جان لے کہ انہوں نے اپنے رب کے پیغام پہنچا دیا ہے میں اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔
- کعب بن مالک نے کہا جس وقت وہ (جنگ تبوک میں) بیچھے رہ گئے تھے عنقریب اللہ اور اس کا رسول اور مومن تمہارا عمل دیکھ لیں گے۔
- ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا جب تمہیں کسی آدمی کا اچھا عمل تعجب میں ڈالے تو کہو عمل کرو عنقریب اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور مومن تمہارا عمل دیکھ لیں گے اور کوئی شخص تمہیں فریب نہ دے مہر نے کہا یہ کتاب ہے یعنی یہ قرآن ہے۔ منتقلی لوگوں کے لئے مزید ہدایت کرنے والی ہے۔ یہ بیان اور دلالت ہے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ذَالِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ هَذَا حُكْمُ اللَّهِ ،، یہ اللہ کا حکم ہے۔ لاریب یعنی لاشک تِلْكَ آيَاتُ اللَّهِ یعنی یہ قرآن کے اعلام ہیں۔
- اس کی مثل حتیٰ اذا كنتم الایۃ ہے یعنی جب تم کشتیوں میں سوار ہو اور وہ تم کو لے کر چلیں۔ اس میں حاضر سے غائب کی طرف التفات
- اور انس نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماموں حرام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا اور انہوں نے کہا کیا تم مجھے امن دیتے ہو کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام پہنچاؤں اور ان سے بیان کرنا شروع کیا۔

شرح الباب : رسالت میں تین امور ضروری ہیں۔ ایک مرسل "بھیجئے والا" دوسرا مُرْسَلُ الْاِیۃ جس کی طرف بھیجا گیا۔ تیسرا رسول ان میں ہر ایک کے لئے امر ہے مرسل کے لئے ارسال بھیجنا، رسول کے لئے

تبلیغ اور مرسل الیہ کے لئے قبول و تسلیم ہے۔ قولہ و قالت، یعنی ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہے کہ کسی کو غیر کا عمل پسند نہیں آتا اور اگر اس کو غیر کا عمل پسند آئے تو کبھی عمل کرتے رہو عنقریب اللہ اور اس کا رسول اور مومن تمہارا عمل دیکھ لیں گے الحاصل کسی کے عمل کے ساتھ معزور نہ کر جس کو تم بہتر گمان کرو مگر جبکہ اس کو حدود شرعیہ کے مطابق عمل کرتے دیکھو اور عمل سے مراد قرآن کا پڑھنا اور نماز وغیرہ تمام عمل ہیں۔ ام المؤمنین نے ان کو عمل کہا ہے۔ قولہ قال معمر یعنی معمر بن راشد بصری تمیمی نے ذالک الکتاب یعنی ہذا الکتاب ہے۔ جیسے قرآن کریم میں ہے ذالکم حکم اللہ یعنی ہذا حکم اللہ ہے اور ہدیٰ للمتقین کی تفسیر بیان اور دلالت سے کی کرمانی نے کہا اس کا عنوان سے تعلق اس طرح ہے کہ ہدیٰ بیان یا دلالت کے معنی میں ہے یہ تبلیغ کا نوع ہے اور لا ریب فیہ کی تفسیر لا شک سے کی اور تلک آیات اللہ کی تفسیر ہذہ آلاء القرآن سے کی۔ تلک اسم اشارہ بعید کے لئے ہے اس کو ہذا کی جگہ استعمال کیا گیا جو قریب کے لئے۔ قولہ مثلہ، یعنی بعید ذکر کر کے قریب کا ارادہ کرنے کی مثل یہ آیت کریمہ حتیٰ اذا کنتم فی الفلک و جریتم بہم یعنی بکم ہے کہ ضمیر غائب بہم ذکر کر کے حاضر بکم مراد لیا ہے۔ قولہ قال انس رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماموں حرام بن ملحان انصاری بدری کو ان کی قوم بنو عامر کی طرف بھیجا تو اس نے ان سے کہا یا تم مجھے امن دیتے ہو انہوں نے اسے امن دے دیا تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کرنے لگے اس اثنا میں انہوں نے ایک آدمی کو اشارہ کیا تو اس نے اس کو تیر مارا۔ حرام نے کہا رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ یہ تبلیغ کا نوع ہے۔

(حدیث ع ۲۸۳۰ ج ۶ کی شرح دیکھیں)

۷۰۷۶ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ
 ابْنُ جَعْفَرِ الرَّقِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَمَّرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ
 ابْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ الثَّقَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْمَرْزِيُّ وَزِيَادُ
 ابْنُ جَبْرِ عَنْ جَبْرِ بْنِ حَيْةَ قَالَ الْمَغْبِرَةُ أَخْبَرَنَا بَيْنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 عَنْ رَسُولِ رَبِّنَا أَنَّهُ مَنْ قُتِلَ مِنَّا صَارَ إِلَى الْجَنَّةِ

عَبْدُ اللَّهِ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللَّهِ قَالَ
 أَنْ تَدْعُوَ لِلَّهِ نِدًّا. وَهُوَ خَلْقَكَ قَالَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ
 وَلَدَكَ خَشِيَةً أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيلَةَ حَارِكٍ
 فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقَهَا وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ
 وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَ
 مَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا

**بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى قُلْ فَأْتُوا بِالتَّوْرَةِ فَاتْلُوهَا إِن كُنتُمْ
 صَادِقِينَ وَقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُعْطِيَ أَهْلُ التَّوْرَةِ
 التَّوْرَةَ فَعَمَلُوا بِهَا وَأُعْطِيَ أَهْلُ الْإِنْجِيلِ الْإِنْجِيلَ فَعَمَلُوا بِهِ
 وَأُعْطِيَتْمُ الْقُرْآنَ فَعَمِلْتُمْ بِهِ وَقَالَ أَبُو زَيْنٍ يَتْلُونَهُ يَتَّبِعُونَهُ**

اللہ کا نہ یک بنائے حالانکہ اُس نے تجھے پیدا کیا ہے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا تو اپنی اولاد کو اُس خوف سے قتل
 کرے کہ وہ تیرے ساتھ کھانا کھائیں گے عرض کیا پھر کونسا؟ فرمایا تو اپنے ہمسایہ کی بیوی سے زنا کرے پھر اللہ تعالیٰ
 نے اس کی تصدیق نازل فرمائی "وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی اور الہ کی عبادت نہیں کرتے نہ کسی جان کو ناحق قتل
 کرتے ہیں جس کو اللہ نے حرام کیا ہے اور نہ زنا کرتے ہیں جو یہ کرے گا اس کو دگن دگن عذاب
 دیا جائے گا الخ (حدیث ۷۶۶ کی شرح دیکھیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا ارشادِ اِكْبَرِ دِيں توراتِ لا واورا سے پڑھو

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اہل تورات کو تورات دی گئی انھوں نے اس پر عمل کیا اور اہل انجیل
 کو انجیل دی گئی انھوں نے اس پر عمل کیا اور تمہیں قرآن دیا گیا تم نے اس پر عمل کیا۔

وَيَعْمَلُونَ بِهِ حَقًّا مِمَّا كَانُوا يَكْفُرُونَ أَلَمْ يَجْعَلْ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتٍ لِيُقْرَأُ حَسَنَ التَّلَاوَةِ
حَسَنَ الْقِرَاءَةِ لِلْقُرْآنِ لَا يَمْسُهُ لَا يَجِدُ طَعْمَهُ وَنَفْعَهُ إِلَّا مَنْ
آمَنَ بِالْقُرْآنِ وَلَا يَحْمِلُهُ بِحَقِّهِ إِلَّا الْمُؤْمِنُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى مَثَلُ الَّذِينَ
حَبَلُوا التَّوْرَةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا بِئْسَ
مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
الظَّالِمِينَ وَسَمِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِسْلَامَ وَالْإِيمَانَ
وَالصَّلَاةَ عَمَلًا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
بِلَالٍ أَخْبَرَنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا
أَرْجَى عِنْدِي أَلِي لَمَّا تَطَهَّرْتُ الْأَصْلِيَّةَ وَسُئِلَ أَيْ الْعَمَلِ الْفَضْلُ
قَالَ إِيْمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ الْجِهَادُ ثُمَّ حَجٌّ مُبْرُورٌ

اور ابو ذرین نے بتلاوت نہ حق تلاوت ہے، کی تفسیر بتبعون الخ سے کی، لوگ اس کی اتباع کرتے ہیں اور
اس پر عمل کرتے ہیں جو عمل کرنے کا حق ہے۔ کہا جاتا ہے مثلی یعنی پڑھا جاتا ہے کیونکہ قراءۃ قرآن کے لئے
حَسَنَ التَّلَاوَةِ حَسَنَ الْقِرَاءَةِ کہا جاتا ہے۔ لَا يَمْسُهُ کے معنی یہ ہیں کہ اس کی لذت اور نفع وہی پاتا ہے
جو قرآن پر ایمان لاتا ہے۔ اور اس کو حق کے ساتھ وہی اٹھاتا ہے جو اس پر یقین رکھتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ
کا ارشاد ہے! اُن لوگوں کی مثال جن پر تورات رکھی گئی تھی پھر انھوں نے اس کی حکم برداری نہ کی (اس پر
عمل نہ کیا) گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اٹھائے ہوئے ہے۔ کیا ہی بُری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں
نے اللہ کی آیتیں جھٹلائی اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام، ایمان اور نماز کو عمل فرمایا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے بلال سے فرمایا مجھے اس پر امید عمل کی خبر دو جو تو نے اسلام میں کیا ہے۔ عرض کیا میں نے کوئی عمل نہ کیا جو

وَيَعْمَلُونَ بِهِ حَتَّىٰ عَمِلَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقُرَّاءِ حَسَنِ التَّلَاوَةِ
 حَسَنُ الْقِرَاءَةِ لِلْقُرْآنِ لَا يَمْسُهُ لَا يَجِدُ طَعْمَهُ وَنَفْعُهُ إِلَّا مَنْ
 آمَنَ بِالْقُرْآنِ وَلَا يَحْمِلُهُ بِحَقِّهِ إِلَّا الْمُؤَقِنُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى مَثَلُ الَّذِينَ
 حَبَلُوا التَّوْرَةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَثْقَارًا ابْتُسَ
 مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَبُوا آيَاتِ اللَّهِ وَآيَاتِ اللَّهِ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ
 الظَّالِمِينَ وَسَمِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِسْلَامَ وَالْإِيمَانَ
 وَالصَّلَاةَ عَمَلًا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 بِلَالٍ أَخْبَرَنِي بِأَرْجَى عَمَلٍ عَمِلْتَهُ فِي الْإِسْلَامِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا
 أَرْجَى عِنْدِي أَنِّي لَمَّا تَطَهَّرْتُ الْأَصْلِيَّةَ وَسُئِلْتُ أَيُّ الْعَمَلِ أَفْضَلُ
 قَالَ إِيْمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ الْجِهَادُ ثُمَّ حَجٌّ مُبَرُّورٌ

اور ابو زرین نے یَتْلُوْنَهُ حَقَّ تَلَاوَتِهِ کی تفسیر بتبعون الخ سے کی ، لوگ اس کی اتباع کرتے ہیں اور
 اس پر عمل کرتے ہیں جو عمل کرنے کا حق ہے ۔ کہا جاتا ہے مُثْلٍ یعنی پڑھا جاتا ہے کیونکہ قراءۃ قرآن کے لئے
 حَسَنُ التَّلَاوَةِ حَسَنُ الْقِرَاءَةِ کہا جاتا ہے ۔ لَا يَمْسُهُ کے معنی یہ ہیں کہ اس کی لذت اور نفع وہی پاتا ہے
 جو قرآن پر ایمان لاتا ہے ۔ اور اس کو حق کے ساتھ وہی اٹھاتا ہے جو اس پر یقین رکھتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ
 کا ارشاد ہے ! اُن لوگوں کی مثال جن پر تورات رکھی گئی تھی پھر انھوں نے اس کی حکم برداری نہ کی (اس پر
 عمل نہ کیا) گدھے کی مثال ہے جو پیٹھ پر کتابیں اٹھائے ہوئے ہے ۔ کیا ہی بُری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں
 نے اللہ کی آیتیں جھٹلائی اور اللہ ظالموں کو راہ نہیں دیتا ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام، ایمان اور نماز کو عمل فرمایا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے بلال سے فرمایا مجھے اس پر امید عمل کی خبر دو جو تو نے اسلام میں کیا ہے۔ عرض کیا میں نے کوئی عمل نہ کیا جو

۴۰۴۹ — حَدَّثَنَا عَبْدَانُ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ قَالَ
 أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمٌ عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ
 رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيمَنْ سَلَفَ مِنْ
 الْأُمَّةِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ أَوْ تِيَّ أَهْلِ
 التَّوْرَةِ التَّوْرَةَ فَعَمِلُوا بِهَا حَتَّى انْتَصَفَ النَّهَارَ ثُمَّ عَجَزُوا
 فَأَعْطُوا قِيْرَاطًا قِيْرَاطًا ثُمَّ أَوْ تِيَّ أَهْلِ الْإِنْجِيلِ الْإِنْجِيلَ فَعَمِلُوا

میرے نزدیک افضل عمل ہے سوا اس کے کہ میں وضو نہ کرتا تھا مگر نماز ضرور پڑھتا تھا پوچھا گیا کونسا عمل افضل ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول "صلی اللہ علیہ وسلم" پر ایمان لانا پھر جہاد پھر حج مبرور۔

شرح : اس باب سے امام بخاری کی عرض یہ ہے کہ یہ واضح کریں کہ تلاوت سے مراد قرأت ہے اور تلاوت کی عمل کے ساتھ تفسیر کی گئی ہے اور عمل فاعل کا فعل ہے۔ قولہ قل
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم، اس سے اور اس کے مابعد کے ذکر سے مقصود تسلیم کے انواع کا ذکر کرنا ہے جو ارسال و انزال کا مقصد ہے اور وہ تلاوت اس کے ساتھ ایمان لانا اور عمل کرنا ہے۔

قولہ و النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام، ایمان اور نماز کو عمل فرمایا ہے کیونکہ ان کے اعمال ہونے کا کوئی بھی منکر نہیں کیونکہ اسلام و ایمان قلب و زبان کے اعمال ہیں اور نماز اعمال
 جہاز ہے۔ حدیث ۲۵ ج ۱، حدیث ۱۰۸۷ ج ۱، حدیث ۱۲۳۲ ج ۲

ترجمہ : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے پہلے جو امتیں

۴۰۴۹ — گزری ہیں ان کی نسبت تمہاری بقاؤ اتنی ہے جتنا عصر اور سورج کے غروب ہونے کے درمیان وقت ہے۔ اہل تورات کو تورات دی گئی انہوں نے اس پر عمل کیا یہاں تک کہ عصر کی نماز پڑھی گئی پھر وہ عاجز ہو گئے اور ان کی ایک ایک قیراط اجرت دی گئی۔ پھر تمہیں قرآن دیا گیا تم نے اس پر عمل کیا حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا تو تمہیں دو دو قیراط اجرت دی گئی اہل کتاب نے کہا ان لوگوں نے محفوزہ کام کیا اور اجرت زیادہ دی گئی اللہ تعالیٰ

بِهِمْ حَتَّىٰ تَصِلَ إِلَيْهِمْ فَمَنْ جَزَا فَاغَطُّوا فَيُرَاطُ قِيْرَاطًا ثُمَّ
 أُوتِيْتُمْ الْقُرْآنَ فَعَمَلْتُمْ بِهِ حَتَّىٰ غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأُعْطِيْتُمْ
 قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ فَقَالَ أَهْلُ الْكِتَابِ هُوَ لِأَقْلُ عَمَلًا مِنَّا
 وَأَكْثَرُ خَيْرًا قَالَ اللَّهُ هَلْ ظَلَمْتُمْ مِنْ حَقِّكُمْ مِنْ شَيْءٍ قَالُوا لَوْ
 فَهُوَ فَضْلٌ أُوتِيْتَهُ مِنْ أَشَاءِ

بَابُ وَسْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ عَمَلًا
 وَقَالَ لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَلْقُرْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ
 ۴۰۸۰ — حَدَّثَنِي سُلَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْوَلِيدِ
 ح وَحَدَّثَنِي عَبَادُ بْنُ يَعْقُوبَ الْأَمْدِيُّ قَالَ أَخْبَرَنَا عَبَادُ
 ابْنُ الْعَوَّامِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْعِزَّارِ عَنِ أَبِي عَمْرِو الشَّيْبَانِيِّ
 عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ

نے فرمایا کیا میں نے تمہارے حق سے کچھ کم کیا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں فرمایا یہ فضل ہے جسے چاہوں عطا
 کرو (حدیث ۵۲۳ ج ۱ کی شرح دیکھیں)

بَابُ نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسَا زَكَوَعْمَلٍ فَرَمَايَا

اور فرمایا اس شخص کی نسا ز نہیں جس نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی

۴۰۸۰ — ترجمہ : ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ

أَفْضَلُ قَالَ الصَّلَاةُ لَوْ قُتِلَ بِرَأْسِ الْوَالِدَيْنِ تَمَّ الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ
 بَابُ قَوْلِهِ إِنَّ الْإِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوعًا خَبُورًا
 إِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوعًا وَإِذَا مَسَّهُ الْخَيْرُ مَنُوعًا

سے پوچھا کہ کون سے عمل افضل ہیں فرمایا نماز اس کے وقت میں پڑھنا، ماں باپ سے نیکی کرنا پھر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا

شرح : باب کا عنوان حدیث شریف کا حصہ ہے چنانچہ عبادہ بن عمامت رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس شخص کی نماز

۴۰۸۱

نہیں جو سورہ فاتحہ نہ پڑھے۔ علامہ کرمانی نے کہا اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی نماز صحیح نہیں۔ علامہ غیبی نے اس کا

تغایب کرتے ہوئے کہا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : لا صَلَاةَ لِحِجَارِ الْمَسْجِدِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ، مسجد

کے ہمسایہ کی نماز مسجد کے بغیر نہیں ہوتی اس میں کمال کی نفی ہے یعنی مسجد کے ہمسایہ کی نماز مسجد کے بغیر کامل نہیں

نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فَاقْرَأُوا مَا تيسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ، تمام مفسرین کا اس میں اتفاق ہے کہ یہ بیت

نماز کے بارے میں نازل ہوئی یعنی نماز میں جو آسان ہو وہ پڑھو۔ علاوہ ازیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

کہ نماز سورہ فاتحہ کے بغیر نماز تمام نہیں ہوتی معلوم ہوا کہ عبادہ بن صامت کی حدیث میں کمال کی نفی ہے۔ لہذا

فاتحہ کتاب کے بغیر نماز کا کامل نہ ہونا متعین ہے (حدیث ۴۲۵) : (ا کی شرح دیکھیں)

اس حدیث میں امام بخاری نے اسناد عباد بن یعقوب ذکر کیا ہے اور وہ رافضی ہے اور رافضی جب ثابت

ہو جائے یہ عظیم جرح ہے۔ لہذا مناسب تھا کہ ایسے راوی کی حدیث ذکر نہ کی جاتی (حدیث ۵۰۶) کی شرح دیکھیں

باب۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد!

انسان ہلوع پیدا کیا گیا (گھبراہٹ والا)

جب اس پر مصیبت آئے تو گریہ زاری کرنے لگتا ہے اور

جب بھلائی میں ہو تو نیک کاموں سے رک جاتا ہے

(منوع، ہلوع اور ضجور ہم معنی ہیں) قرآن کریم میں اذا مسه الشر الخ ہلوع کی تفسیر ہے۔

۴۰۸۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ
حَارِثٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ تَغْلِبٍ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لُفَّ فَاغْطَى قَوْمًا وَمَنْعَ آخَرِينَ فَلَمَّا فَتَنَهُمْ عُنْدُوا فَقَالَ
إِنِّي أُعْطِي الرَّجُلَ وَأَدْعُ الرَّجُلَ وَالَّذِي أَدْعُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الَّذِي
أُعْطِي أُعْطِي أَقْوَامًا لَمَّا فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْجَزَعِ وَالْهَلَعِ وَأَكِلُ أَقْوَامًا
إِلَى مَا جَعَلَ اللَّهُ فِي قُلُوبِهِمْ مِنَ الْغِنَى وَالْخَيْرِ مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ تَغْلِبٍ فَقَالَ
عَمْرُو وَمَا أَحَبُّ إِلَيَّ بِكَلِمَةٍ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَمْرُ النَّعْمِ

بَابُ ذِكْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِوَايَتِهِ عَنْ رَبِّهِ

۴۰۸۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو زَيْدٍ
سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ الْهَرَوِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّبِيِّ

ترجمہ: عمرو بن تغلب نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال آیا تو

۴۰۸۱

آپ نے بعض لوگوں کو دیا اور بعض کو نہ دیا حضور کو یہ خبر پہنچی کہ کچھ

لوگ ناراض ہو گئے ہیں۔ فرمایا میں کسی آدمی کو مال دیتا ہوں اور کسی کو نہیں دیتا ہوں اور جس کو نہیں دیتا ہوں وہ مجھے اس آدمی سے زیادہ محبوب ہوتا ہے جسے دیتا ہوں میں بعض لوگوں کو مال دیتا ہوں کیونکہ ان کے دلوں میں گھبراہٹ اور بے مہربانی ہے اور بعض کو غنی اور بھلائی کے حوالہ کرتا ہوں جو اللہ نے ان کے دلوں میں رکھی ہے ان میں سے عمرو بن تغلب ہے (یہ سن کر) عمرو نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس کلمہ مبارک کی بجائے مجھے سرخ اونٹ میں تو میں ان کو پسند نہیں کروں گا۔ (حدیث ع۔ کی شرح دیکھیں)

بَابُ نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاذِرًا وَأَوْرَاقًا لِأَبْنَيْهِ رِبًّا سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرْوِيهِ عَنْ رَبِّهِ قَالَ إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ
إِلَى شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَإِذَا آتَانِي مَشِيًّا آتَيْتُهُ هَرُولَةً

۴۰۸۳۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ عَنْ يَحْيَى عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسِ
ابْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رُبَّمَا ذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ إِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ مِنِّي شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَإِذَا تَقَرَّبَ
مِنِّي ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا أَوْ بُوْعًا وَقَالَ مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِي سَمِعْتُ
أَنَسًا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ رَبِّهِ

ترجمہ : انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اُنھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب میرا بندہ ایک باشت میرے قریب آتا

ہے تو میں اس کی طرف ایک ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں جب وہ مجھ سے ایک ہاتھ قریب ہر تو میں ایک باع اس کے
قریب آتا ہوں اور جب وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں۔

۴۰۸۲۔ شرح : یہ حدیث قدسی ہے اس میں چل کر آنا مجازی ہے کیونکہ ایسے اطلاقات اللہ
پر محال ہیں لہذا اس کے معنی یہ ہیں کہ جو کوئی بخوف و طاعت کر کے میرے

قریب آتا ہے میں اس کو بہت ثواب دیتا ہوں اور جس قدر وہ طاعت و فرمانبرداری زیادہ کرے گا میں اس کو
اور زیادہ ثواب عطا کروں گا یعنی اگر وہ طاعت میں آہستگی کرتا ہو تو میں اس کے ثواب میں جلدی کرتا ہوں۔
الحاصل ثواب کا مرجع عمل ہے اور اس پر اس کا اضافہ ہے جس قدر عمل میں وہ آگے بڑھے گا اس قدر میں اس
کے ثواب میں جلدی کروں گا اور تقرب اور ہرولہ کے الفاظ بطور مشاکلت ذکر کئے ہیں۔

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا بسا اوقات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

۴۰۸۳۔ فرمایا جب میرا بندہ ایک باشت میرے قریب آنے میں ایک ہاتھ یا

ایک گز اس کے قریب آتا ہوں اور جب وہ مجھ سے ایک گز قریب
آئے تو میں ایک باع یا بوع اس کے قریب آتا ہوں۔ معتمر نے کہا

حل لغات

تقرب : قریب آنا۔ شبر باشت
فداع : ہاتھ یا گز۔ باع : دونوں
ہاتھوں کے درمیان پھیلاؤ۔
ہرولہ : دوڑنا۔

۷۰۸۶۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي سَرِيحٍ قَالَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ
 قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُعْوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغْفَلِ
 الْمَزِينِيِّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ عَلَى نَاقَةٍ
 لَهُ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ أَوْ مِنْ سُورَةِ الْفَتْحِ قَالَ فَرَجَعَهَا قَالَتْ ثُمَّ
 قَرَأَ مُعْوِيَةُ يُحْكِي قِرَاءَةَ ابْنِ مُغْفَلٍ وَقَالَ لَوْلَا أَنْ يَجْتَمِعَ النَّاسُ عَلَيْكُمْ
 لَرَجَعْتُ كَمَا رَجَعْتُ ابْنُ مُغْفَلٍ يُحْكِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قُلْتُ لِمُعْوِيَةَ كَيْفَ كَانَ تَرْجِعُهُ قَالَ عَاءَاءُ اثَلثَ مَرَّاتٍ

دیتا ہے۔ اگرچہ ہر عمل کی جزاء اللہ ہی دیتا ہے لیکن بکثرت دوسرے اعمال کی جزاء فرشتوں کے سپرد کرتا ہے
 اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ تعالیٰ اطمینت سے پاک ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بطور فرض ہے یعنی
 اگر فرض کیا جائے تو یہ اس سے اطمین ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ شہید کا خون کستوری کی خوشبو کی طرح
 ہے اور خلوف اس سے اطمین ہے لہذا روزہ دار شہید سے افضل ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اطمینت کا فائدہ
 بکثرت طہارت ہوتا ہے کیونکہ یہ ظاہر ہے اور خون پلید ہے۔

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی جو حضور نے

۷۰۸۵

رب سے روایت کرتے ہیں فرمایا کسی شخص کے لئے مناسب نہیں کہ وہ یہ کہے

کہ آپ یونس بن متی سے بہتر ہیں اور آپ نے ان کے باپ کی طرف منسوب کیا تھا۔

شرح: وَنَسَبَ إِلَى أَبِيهِ، جملہ حالیہ مؤنثہ ہے۔ بعض کہتے ہیں "مشی" حضرت یونس

۷۰۸۶

علیہ السلام کی ماں کا نام ہے یئین جمہور نے پہلے کی توثیق کی ہے دیگر اخبار میں

حضرت یونس علیہ السلام کو اس لئے مخصوص فرمایا کہ اس آیت کریمہ "دَلَّا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ" کے نزول کے سبب ان میں کسی

قسم کی ذلت اور کمزوری کا وہم نہ کیا جائے ایک روایت میں لفظ "دَلَّا" تاخیراً "من یونس بن متی" سے مشہور بھی ہے روایت ہے

علامہ کرمانی نے کہا ہو سکتا ہے کہ "دَلَّا" سے جناب رسالتا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہو تو اس صورت میں

حضور کا یہ کلام تراویح اور انکساری پر محمول ہے یہ روایت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ساری مخلوق کے سرور اور شاہ کونین ہونے کے

۴۰۸۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عَمْرٍو

قَالَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُونَ التَّوْرَةَ

بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُونَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكذِّبُوهُمْ وَ

قُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنزِلَ إِلَيْنَا وَمَا أُنزِلَ إِلَيْكُمْ الْآيَةَ

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کہہ دیں تم تورات لاؤ اور اسے پڑھو اگر تم سچے ہو۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ابوسفیان بن حرب نے خبر دی کہ ہرقل نے اپنے ترجمان کو بلایا

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خط منگوا یا پس پڑھا ”بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط (سی عالم) محمد اللہ کے عبد

اور اس کے رسول ”صلی اللہ علیہ وسلم“ کی طرف سے ہرقل کی طرف اے اہل کتاب ایسے کلمہ کی

طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے۔ الآیة

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اہل کتاب تورات عبرانی میں پڑھتے اور

مسلمانوں کے لئے اس کی تفسیر عربی میں کرتے تھے۔ جناب رسول اللہ

— ۴۰۸۷ —

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل کتاب کی تصدیق و تکذیب نہ کرو اور کہو ہم اللہ کے ساتھ ایمان لائے اور اس کے

ساتھ جو اس نے نازل کیا الخ

مشرح : اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ باب کے ترجمہ میں مذکور آیت کریمہ تفسیر یہ

دلالت نہیں کرتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ مقصد یہ ہے کہ وہ تورات

— ۴۰۸۷ —

تلاوت کرتے تھے پھر اس کے معانی کی وضاحت کرتے تھے۔ خلاصہ یہ کہ جو کتاب لغت عربی میں ہو اس کی

عبرانی لغت میں تعبیر کرنا جائز ہے۔ اس طرح بالعکس جائز ہے یہ جواز اس شخص کے لئے ہے جو زبان نہ

جانتا ہو۔ و سب بن منبہ وغیرہ اللہ کی کتب کا ترجمہ کرتے تھے لیکن ان کی صحت پر یقین نہ کرتے تھے کیونکہ

۴۰۸۸۔۔۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ عَنْ

أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

بِرَجُلٍ وَامْرَأَةٍ مِنَ الْيَهُودِ قَدْ زَيَّنَا فَقَالَ لِلْيَهُودِ مَا تَصْنَعُونَ بِهِنَّمَا

قَالُوا نُنَخِّمُ وَجُوهَهُمَا وَنُخْرِجُهُمَا قَالَ فَأَنُؤَا بِالتَّوْرَةِ فَاتْلُوهُمَا

إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ فَجَاؤَا فَقَالُوا الرَّجُلُ مِمَّنْ يَرْضُونَ يَا أَعْرُؤُ

اقْرَأْ فَقَرَأَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى مَوْضِعٍ مِنْهَا فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ قَالَ أَرْفَعْ

يَدَكَ فَرَفَعَهَا إِذْ آيَةُ الرَّجْمِ تَلُوحُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ بَيْنَهُمَا الرَّجْمَ

وَلَكِنَّا نَشْكَاكُمْ بَيْنَنَا فَامْرِيهِمَا فَرَجِمْنَا فَرَأَيْتَهُ يُجَانِي عَلَيْهَا الْحِجَارَةَ

سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اہل کتاب جو تورات کی عربی میں تفسیر کرتے ہیں اس کی تصدیق نہ کرو ؛ کیونکہ یہودیوں نے تورات میں کافی تغیر و تبدیل کی ہے اور انہوں نے بعض کتاب کو چھپا رکھا تھا۔ قولہ وقال ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت کریمہ لکھ کر ہرقل کی طرف اس لئے بھیجی تھی کہ اس کے پاس ترجمہ کیا جائے گا اور وہ اس کا مضمون سمجھ لے گا۔ ہرقل کی حدیث سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا کہ قرآن کی قرأت فارسی میں جائز ہے اور فارسی میں نماز جائز ہے۔ (حدیث ۴۲۳۸ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی

۴۰۸۸

مرد اور یہودیہ عورت لائے گئے جنہوں نے زنا کیا تھا حضور نے یہودیوں

سے فرمایا ان کے ساتھ تم کیسے کیا کرتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم ان کے چہرے کالے کر دیتے اور انہیں

ذیل و رسوا کرتے ہیں فرمایا تورات لاؤ اور پڑھو اگر تم اس بات میں سچے ہو وہ آئے اور ایک آدمی سے

کہا جس کو وہ پسند کرتے تھے لے آؤ تورات پڑھ اُس نے تورات پڑھنا شروع کی یہاں تک کہ جب

آیت رجم کے مقام کو پہنچا تو اس پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ حضور نے فرمایا اپنا ہاتھ اٹھا اُس نے ہاتھ اٹھایا تو

وہاں رجم کی آیت تھی جو چمک رہی تھی پھر کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ان دونوں پر رجم ہے لیکن ہم آپس میں

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ
الْكَرَامِ الْبَرَّةِ وَزَيَّتُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ

۴۰۸۹۔۔۔ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ
أَبِي حَازِمٍ عَنْ يَزِيدَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنِ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ
عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ مَا أَدِنَ لِشَيْءٍ لِنَبِيِّ حَسَنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ

اس کو چھپایا کرتے ہیں پھر ان دونوں کو رجم کیا گیا میں نے زانی یہودی کر دیکھا وہ زانیہ یہودیہ پر مائل ہوتا تھا
اس کو پتھروں سے بچاتا تھا (حدیث عن ۲۲۱ ج : ۵ کی شرح دیکھیں)
حل لغات : نَسَخِمُ .. کالے کرتے ہیں۔ نلوح .. چمک رہی تھی۔ نکاتمہ .. چپاتے ہیں
یجسانی .. منہ کے بل گرتا ہے، مائل ہوتا ہے۔

بَابُ نَبِيِّ كَرِيمٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَا ارشاد! قرآن کی مہارت

رکھنے والا مکرم پاک فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور قرآن کو اپنی آوازوں

قرآن کی مہارت رکھنے والا وہ شخص ہے جو قرآن کو حفظ کرنے کے ساتھ اس کو تجوید سے
پڑھے وہ مکرم پاک فرشتوں کے ساتھ ہوگا جو لوح محفوظ سے لکھتے ہیں اور اللہ کے نزدیک
مکرم تالعدار اور گناہوں سے پاک ہیں اور زَيَّتُوا الْقُرْآنَ بِأَصْوَاتِكُمْ، سے مراد یہ ہے
کہ مد اور ترتیل سے پڑھا جائے اور حدِ غنا تک نہ پہنچے۔

ترجمہ : ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ
کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کا اذن نہیں دیا جو
جناب رسول اللہ ﷺ کو قرآن مجید خوش آواز سے پڑھنے کا اذن دیا ہے۔ اس حال میں کہ قرآن

۴۰۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَكْرِ قَالِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ

يُونُسَ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَعِيدُ بْنُ
 الْمُسَيَّبِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ حَدِيثِ
 عَائِشَةَ حِينَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ مَا قَالُوا وَكُلُّ حَدِيثِي طَائِفَةٌ
 مِنَ الْحَدِيثِ قَالَتْ فَاضْطَجَعْتُ عَلَى فِرَاشِي وَأَنَا حِينِيذٍ أَعْلَمُ
 أَنِّي بَرِيءَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ يُبْرِئُنِي وَلَكِنَّ وَاللَّهِ مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنَّ
 اللَّهُ مُنْزِلُ فِي شَأْنِي وَحَيَّا يُتْلَى وَلِشَأْنِي فِي نَفْسِي كَانَ أَحْقَرُ مِنْ أَنْ
 يَتَكَلَّمَ اللَّهُ فِي بَأْمُرِي تُتْلَى وَأَنْزَلَ اللَّهُ إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ
 الْعَشْرَ آيَاتٍ كَلِمًا

بلند آواز سے پڑھتے ہیں (اذن سے مراد شفاعت اور قرب ہے) شرح : سَفَرَةٌ ، وہ فرشتے ہیں جو لوح محفوظ سے لکھتے ہیں کرام وہ فرشتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز و مکرم ہیں "برہ" وہ فرشتے ہیں جو نابعد

کتابوں سے پاک ہیں۔ ترمذی شریف نے حسن صحیح حدیث ذکر کی کہ جو شخص مہارت سے قرآن پڑھتا ہے وہ سفرہ کلام برہ فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ مہارت سے مراد تجوید سے تلاوت کے ساتھ ساتھ اسے قرآن کریم اچھا حفظ ہو اور اس کی زبان نہ بھلستی ہو اور قرآن کریم نہایت آسانی سے پڑھ سکتا ہو ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن آسان کر دیا ہے جیسے فرشتوں کے لئے آسان کیا ہے وہ قرآن کے حفظ اور تلاوت کی آسانی اور آخرت کے درجہ میں ان فرشتوں کے ساتھ ہوگا اور قرآن کریم کی مہارت کے سبب وہ اللہ کے نزدیک مکرم ہوگا۔

ترجمہ : ابن شہاب نے کہا عروہ بن زبیر، سعید بن مسیب، علقمہ بن وقاص اور

عبد اللہ بن عبد اللہ نے مجھے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی۔

۴۰۹۔ جس وقت یہاں سازوں نے ان کے خلاف جو کچھ کہا اور ہر ایک نے مجھ سے حدیث کا کچھ حصہ بیان کیا۔

۷۰۹۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو نَعِيمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْعِشَاءِ وَاللَّيْلِ وَالزَّيْتُونَ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا أَوْ قِرَاءَةً مِّنْهُ

۷۰۹۲۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بَشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَوَارِيًا بِمَكَّةَ وَكَانَ يَرْفَعُ صَوْتَهُ فَإِذَا سَمِعَهُ الْمُشْرِكُونَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ جَاءَ بِهِ فَقَالَ اللَّهُ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا تَجْمُرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا

ام المؤمنین نے فرمایا میں اپنے بستر پر لیٹ گئی اور میں اس وقت جانتی تھی کہ میں بری ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے ضرور بری کرے گا لیکن خدا کی قسم میں یہ گمان نہ کرتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میری شان میں وحی نازل کرے گا جس کی تلاوت کی جایا کرے گی۔ میرے دل میں میری شان اس سے بہت کم تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے بارے میں ایسا کلام کرے جو تلاوت کیا جائے اور اللہ تعالیٰ نے ان الذین جاءوا بالافك عصبه منكم، دس آیات نازل فرمائیں۔ (سورہ نور میں اس کی تفصیل دیکھیں)

شرح : اس حدیث کی مطابقت بامؤیدیتی، میں ہے محرابوں اور محافل میں ام المؤمنین کے بارے میں منزل آیات کی تلاوت کی جائے گی۔

کتاب الشہادت میں اس کو مفصل بیان کیا ہے۔ فراجع الیہ

ترجمہ : براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عشاء کی نماز میں والتین والزیتون پڑھتے ہوئے سنا۔ میں نے کسی کی آپ سے

۴۰۹۲۔۔۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَلِكٌ عَنْ

عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي صَعَصَعَةَ

عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ لَنَا إِنِّي أَرَاكَ

تُحِبُّ الْغَنَمَ وَالْبَادِيَةَ فَإِذَا كُنْتَ فِي غَنَمِكَ أَوْ بَادِيَتِكَ فَادْنُ

بِالصَّلَاةِ فَارْفَعْ صَوْتَكَ بِالْبَدَاءِ فَإِنَّهُ لَا يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ

الْمُوذِنِ حِينَ وَلَا النَّسِ وَلَا شَيْءٍ إِلَّا شَهِدَ لَكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ

أَبُو سَعِيدٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اچھی آواز یا قراۃ نہیں سنی۔

ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں

چھپے ہوئے تھے اور حضور انبی آواز بلند کرتے تھے جب اسے مشرک سنتے

۴۰۹۲۔۔۔

تو قرآن اور جو قرآن کو لایا (جبرائیل علیہ السلام) ان کو گالی بکتے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا آپ آواز زیادہ بلند نہ کریں اور نہ ہی زیادہ اخفاء کریں۔ (اس کی تفصیل ابھی

ابھی "أَسِرُّوا قَوْلَكُمْ أَوِ اجْهَرُوا بِهِ" کے تحت کی ہے۔

ترجمہ: عبدالرحمن بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابی صعصعہ نے اپنے والد

عبداللہ سے روایت کی کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے ان سے

۴۰۹۳۔۔۔

کہا میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم بکریوں اور جنگل کو پسند کرتے ہو جب تک اپنی بکریوں یا کھلے میدان (بادیہ)

میں ہو اور نماز کے لئے اذان کہو تو بلند آواز سے اذان کہو کیونکہ موزن کی بلند آواز کی دوری میں

کوئی جن، انسان اور نہ کوئی اور سنتا ہے مگر وہ قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دے گا۔ ابوسعید

نے کہا میں نے یہ حدیث جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ (اس حدیث کی عنوان سے مطابقت

اس طرح ہے کہ قرآن پڑھتے وقت بلند آواز سے قرآن پڑھنے والا شہادت کا زیادہ حقدار ہے۔

حدیث صحیحہ ۵۸ ج ۱، اکی شرح دیکھیں،

۴۰۹۲۔ — حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ
عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ
الْقُرْآنَ وَرَأْسُهُ فِي حَجْرٍ وَأَنَا حَائِضٌ

بَابٌ فَاقْرَأُوا مَا تيسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ

۴۰۹۵۔ — حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ
عَنْ عُقَيْلٍ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ
أَنَّ الْمُسَوَّرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَبْدِ الْقَارِي حَدَّثَا
أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيمٍ
يَقْرَأُ سُورَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ترجمہ : ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پاک
کی تلاوت فرمایا کرتے تھے اور حضور کا سر مبارک میری گود میں ہوتا تھا

تھا حالانکہ میں حیض کی حالت میں ہوتی تھی۔

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا إِشْرَادِ الْقُرْآنِ سَعَى جَوَاسَانِ هُوَ بِرُطُوبٍ

ترجمہ : عروہ نے بیان کیا کہ مسور بن مخرمہ اور عبد الرحمن بن القاری نے
انہیں خبر دی کہ انھوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ

ہشام بن حکیم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں سورہ فرقان پڑھ رہے تھے میں نے ان کی
قرأت کان لگا کر سنی تو وہ کثیر حروف پر پڑھتے ہیں جو مجھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھایا میں
نماز ہی میں اس پر حملہ کرنے والا تھا لیکن میں نے صبر کیا یہاں تک کہ اس نے سلام پھیرا میں نے اس کے گریبان

فَاسْتَمِعْتُ بِمِثْلِهَا وَأَمَّا هُوَ فَقَرَأَ عَلَى حُرُوفٍ كَثِيرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيهَا
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلَاةِ
 فَتَصَبَّرْتُ حَتَّى سَلَّمَ فَلَمَّ يَبْتُهُ بِرِدَائِهِ فَقُلْتُ مَنْ أَتْرَاكَ هَذِهِ
 السُّورَةَ الَّتِي سَمِعْتُكَ تَقْرَأُ فَقَالَ أَقْرَأْنِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فَقُلْتُ كَذَبْتُ أَقْرَأْنِيهَا عَلَى غَيْرِ مَا قَرَأْتَ فَأَنْطَلَقْتُ بِهِ أَقْوَدُهُ
 إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنِّي سَمِعْتُ هَذَا يَقْرَأُ
 سُورَةَ الْفُرْقَانِ عَلَى حُرُوفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيهَا فَقَالَ أَرْسِلْهُ أَقْرَأْ
 يَا هِشَامُ فَقَرَأَ الْقِرَاءَةَ الَّتِي سَمِعْتُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَلِكَ أَنْزَلْتُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 أَقْرَأْ يَا عُمَرُ فَقَرَأْتُ الَّتِي أَقْرَأْنِي فَقَالَ كَذَلِكَ أَنْزَلْتُ إِنَّ هَذَا
 الْقُرْآنَ أَنْزَلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرَفٍ فَأَقْرَأُوا مَا تَشْرَمْنَهُ

میں اس کی چادر ڈالی اور کہا تجھے یہ کس سورت پڑھائی ہے جو میں نے تجھے پڑھتے ہوئے سنی ہے اس نے
 کہا مجھے یہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی میں نے کہا تو جھوٹ بولتا ہے مجھے یہ سورت جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح نہیں پڑھائی۔ میں اس کو کھینچتا ہوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 کے پاس لے گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اسے سورۃ فرقان ان حروف پر پڑھتے
 سنا ہے جو آپ نے مجھے نہیں پڑھائے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سورت اسی طرح نازل ہوئی
 ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا اسے عمر تم پڑھو میں نے وہی قرأت پڑھی جو حضور نے مجھے
 پڑھائی تھی تو آپ نے فرمایا اسی طرح یہ نازل ہوئی ہے۔ یہ قرآن کریم سات حروف پر نازل ہوا ہے
 اس سے جو آسان ہو پڑھو۔

حضور نے فرمایا اس کو چھوڑ دو اسے پڑھو تو اس نے وہی قرأت پڑھی جو میں نے اس سے سنی تھی۔

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ وَلَقَدْ يَسِّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ
 مَذْكُورٍ وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ مَيْسَّرٍ لِمَا خُلِقَ
 لَهُ مَيْسَّرٌ مَهْيَأٌ وَقَالَ مُجَاهِدٌ يَسِّرْنَا الْقُرْآنَ بِلِسَانِكَ هُوَ تَقْرَأَتُهُ
 عَلَيْكَ ۴۰۹۶ - حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ
 قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدٌ حَدَّثَنِي مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ

وَقَالَ مُطَرِّفُ الْوَارِثِ وَ لَقَدْ يَسِّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مَذْكُورٍ وَقَالَ يَزِيدٌ حَدَّثَنِي مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ

شرح ۴۰۹۵ - سات حروف سے سات لغات مراد ہیں۔ تمام مفسرین کا اس پر اتفاق

ہے کہ قَافِرٌ وَا مَا يَسِّرٌ مِنَ الْقُرْآنِ سے نماز میں قرأت مراد ہے۔ یعنی نماز میں قرآن سے جو بھی آسان ہو پڑھو لہذا جو حضرات نماز میں سورہ فاتحہ پڑھنا فرض کہتے ہیں یہ ان پر حجت ہے اور ان کے خلاف مستحکم دلیل ہے اس کی مزید تفصیل حدیث ۲۲۵۸ کی شرح میں دیکھیں) نیز حدیث ۴۱۶۱ کی شرح کے علاوہ اسی حدیث سے تھوڑا سا پہلے یہ باب قرآن کریم سات حروف پر نازل ہوا کے تحت شرح کا مطالعہ فرمائیں)

بَابُ اللَّهِ تَعَالَى كَا إِشْرَادِ إِيَّاهُمْ فِي قُرْآنِ ذِكْرِ كَلِمَةٍ
 آسان کر دیا کیا کوئی نصیحت پانے والا ہے؟

ذکر کے لئے قرآن آسان کرنا کے معنی یہ ہیں کہ یہ زبان پر آسانی سے جاری ہو جاتا ہے اور قرأت میں تیزی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ بسا اوقات زبان قرأت میں سبقت کر جاتی ہے اور بعد میں آنے والے حروف کی طرف تجاوز کر جاتی ہے اور ما بعد پر حرص کرتے ہوئے بعض کلمات بھی حذف ہو جاتے ہیں۔ بعض نے اس سے نصیحت مراد لی ہے۔ بعض نے حفظ کہا ہے (یعنی)

قولہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس عمل کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے وہ اس کے لئے آسان کر دیا گیا ہے۔ کہا گیا ہے کہ میسر یعنی ہتیا ہے۔ تیار کیا گیا۔ قولہ قال مجاہد، مجاہد نے کہا ہم آپ کی زبان پر قرآن آسان

قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فِيمَ يَعْمَلُ الْعَامِلُونَ قَالَ كُلُّ مَيْسَرٍ مَا خُلِقَ
لَهُ ٤٠٩٤ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ قَالَ

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشُ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ عُبَيْدَةَ عَنْ
أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ
فِي جَنَازَةٍ فَأَخَذَ عَوْدًا فَجَعَلَ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ مَا مِنْكُمْ مِنْ
أَحَدٍ إِلَّا كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ قَالُوا أَلَا نَتَكَلَّمُ قَالَ
اعْمَلُوا فِكُلِّ مَيْسَرٍ فَمَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا أُعْطِيَ وَاتَّقُوا آيَةَ

آسان کر دیا ہے۔ اس کی تفسیر یہ ہے کہ آپ پر اس کی قرأت آسان کر دی ہے۔ قولہ قال مَطَرٌ
مَطَرٌ وَرَلَقَ نَعْمًا۔ وَلَقَدْ يَسْتَرُنَا الْقَهْرُ أَنْ لِلَّذِي كَرِهَ مِنْ مَدَّ كِرٍ، کی تفسیر یہ ہے کہ کوئی علم کا
طالب ہے جس کی اس میں مدد کی جائے؛ مطر الرقاق خراسانی مدائن میں قرآن پاک لکھا کرتے تھے۔ ۱۱۔ ہجری میں فوت ہوئے۔
ترجمہ: عمران نے کہا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلّ اللہ علیہ وسلم! لوگ
عمل کس لئے کرتے ہیں فرمایا جس عمل کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے
وہ اس کے لئے آسان کر دیا گیا۔

شرح: سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس وقت فرمایا جبکہ فرمایا تم
میں سے ہر ایک کا مقام جنت یا دوزخ میں لکھ دیا گیا ہے۔ اور
جو عمل اس کے لئے لکھا گیا ہے لامحالہ وہ اس کے لئے آسان کر دیا گیا ہے۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایک جنازہ شریک تھے۔ آپ نے ایک لکڑی پکڑی اور زمین میں لفظ

لکھنے لگے۔ فرمایا تم میں سے ہر ایک کی جگہ دوزخ یا جنت میں لکھ دی گئی ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کیا ہم
اس پر بھروسہ نہ کریں؟ فرمایا تم عمل کرتے رہو ہر عمل آسان کر دیا گیا ہے۔ بہر حال جس نے دیا اور ڈرا اللہ

٤٠٩٤ — شرح: یعنی ازل میں ہر انسان کا مقدر کر دیا گیا ہے کہ وہ جنت میں جائے گا یا دوزخ میں جائے گا

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ بَلْ شَوْقًا لِمَا جَاءَ فِي نُوْحٍ مَّحْفُوْطٍ وَالطُّوْرُ
وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ قَالَتْ قَتَادَةُ مَسْتُوْبٌ يَسْطُرُوْنَ يَحْطُوْنَ
فِي أَمِّ الْكِتَابِ جُمْلَةُ الْكِتَابِ بِأَصْلِهِ مَا بَلْفِظَ مَا يَتَكَلَّمُ
مِنْ شَيْءٍ إِلَّا كُتِبَ عَلَيْهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُكْتَبُ الْخَيْرُ وَالشَّرُّ
يُحَرَّفُونَ يُزِيلُونَ وَلَيْسَ أَخَذَ يُزِيلُ لَفْظَ كِتَابٍ مِنْ كُتِبَ
اللَّهُ وَلَكِنَّهُمْ يُحَرَّفُونَ يَتَاوَلُونَ عَلَى غَيْرِ تَاوِيلِهِ دَرَسْتَهُمْ
تَلَاوَهُمْ وَأَعْيَةَ حَافِظَةً وَتَعِيَهَا وَتَحْفَظُهَا وَأَوْحَى إِلَى
هَذَا الْقُرْآنِ لَا نَذَرَ كُمْ بِهِ يَعْنِي أَهْلَ مَكَّةَ وَمَنْ بَلَغَ هَذَا
الْقُرْآنَ فَهُوَ لَهُ نَذِيرٌ وَقَالَ لِي خَلِيفَةُ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ
أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ لَمَّا قَضَى اللَّهُ الْخَلْقَ كَتَبَ كِتَابًا بَعْدَهُ غَلَبَتْ أَوْ قَالَ سَبَقَتْ
رَحْمَتِي غَضَبِي وَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بلکہ یہ قرآن کریم ہے جو لوح محفوظ میں ہے

قتادہ نے کتاب مسطور کی تفسیر میں کہا مسطور بمعنی مکتوب ہے۔ یسطرون کے معنی پکتبون میں لکھتے ہیں۔
 ام الكتاب سے مراد جملہ کتاب اور اس کا اصل ہے۔ ما یلفظ من قول یعنی جو کچھ کلام کرے گا وہ لکھ لیا جائیگا
 ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا خیر اور شر لکھی جاتی ہے۔ یحرفون بمعنی یزیلون ہے۔ وہ زائل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ
 کی کتابوں سے کوئی کوئی جس کتاب کا لفظ خواتل نہیں کر سکتا لیکن وہ اس کی خلاف واقع تاویلیں کرتے ہیں۔ دراستم

۹۸۔ حضرت شیخ محمد بن ابی غالب قال حدثنا محمد

ابن اسمعیل قال حدثنا معمر قال سمعت ابی یقول حدثنا قتادة

ان ابانا فی حدیثہ انه سمع ابا ہریرۃ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم یقول ان اللہ کتب کتابا قبل ان یخلق الخلق ان رحمتی

سبقت غضبی فہو مکتوب عندہ فوق العرش

کے معنی میں ان کا تلاوت کرنا و اعینہ کے معنی حافظہ حفاظت کرنے والی۔ تعینھا، کے معنی میں اس کی حفاظت کرتی ہے۔ اور مجھے یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ میں اس کے ساتھ اہل مکہ کو خون دلاؤں جس شخص کو یہ قرآن پہنچے اس کے لئے یہ تدبیر ہے ”ڈرانے والا“

قولہ قال لی خلیفۃ، مجھے خلیفہ بن خیاط نے کہا ہم سے معتمر نے بیان کیا میں نے اپنے باپ کو قتادہ ابورافع ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی تو ایک کتاب لکھی جو اس کے پاس ہے کہ غلبت کہا یا سبقت، کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے یا سبقت لے گئی ہے اور وہ اس کے پاس عرش پر ہے۔

اس کی عنوان سے مطابقت اس طرح ہے کہ اس میں یہ اشارہ ہے کہ لوح محفوظ عرش پر ہے۔ لوح محفوظ پر کتابت ہر شئی کی کتابت اگر حقیقی ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اس کی صورت اس میں ہے یا کتابت کا حکم فرمایا ہے اور اگر کتابت مجازی ہے تو معنی یہ ہیں کہ اس کے ساتھ حکم کا تعلق ہے۔ لوح محفوظ کا اللہ کے پاس ہونے کے معنی یہ نہیں کہ کسی مکان میں ہیں کیونکہ عند یہ مکانیہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں مستحیل ہے؛ لہذا یہ اس پر محمول ہے کہ جو اس کی شان کے لائق ہے وہی اس کو جاتا ہے۔ یہ مشابہات میں ہے۔ اگر سوال پوچھا جائے کہ رحمت کی غضب پر سبقت کیسے منظور ہے حالانکہ رحمت صفت قدیمہ ہے اور قدیم وہ ہے جو مسبوق بالعدم نہ ہو اور نہ ہی کوئی شئی اس کے آگے ہو اس کا جواب یہ ہے کہ رحمت اللہ تعالیٰ کی صفت فعل ہے یا رحمت کے تعلق کی سبقت مراد ہے۔ یعنی اللہ کی رحمت کا تعلق اس کے غضب کے تعلق سے مقدم ہے کیونکہ انسان کی عصیان کے بعد ہی عقوبت کا تصور ہوتا ہے لہذا ایصال عقوبت عصیان کے بعد ہوگا بخلاف ایصال خیر کے وہ اللہ تعالیٰ کی سنت کا مقتضی ہے (یعنی)

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ إِنَّا كُلُّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ وَيُقَالُ لِلْمُصَوِّرِينَ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ

إِنَّ رَبَّكُمْ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشَى اللَّيْلُ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِأَمْرِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ بَيَّنَّ اللَّهُ الْخَلْقَ مِنَ الْأَمْرِ لِقَوْلِهِ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ وَسَمِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْإِيمَانَ عَمَلًا قَالَ أَبُو ذَرٍّ وَأَبُو هُرَيْرَةَ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ إِيْمَانٌ بِاللَّهِ وَجِهَادٌ فِي سَبِيلِهِ وَقَالَ جَزَاءُ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ وَقَالَ وَفَدُّ عَبْدِ الْقَيْسِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْنَا بِجُمَلٍ مِنَ الْأُمْرَانِ عَمِلْنَا بِهَا دَخَلْنَا الْجَنَّةَ فَأَمَرَهُمْ

بَابُ اللَّهِ تَعَالَىٰ كَا ارشاد! اللہ نے تمہیں پیدا کیا

اور تمہارے عملوں کو پیدا کیا

ہم نے ہر شئیٰ تخمینہ سے پیدا کی ہے اور تصاویر بنانے والوں سے کہا جائے گا جو تم نے پیدا کیا ہے ان میں روح والو یعنی لوگوں کے اعمال اور اقوال تمام اللہ تعالیٰ نے پیدا کئے ہیں اور "ما تَعْمَلُونَ" میں ما مصدر یہ ہے لہذا ہر شئیٰ کا خالق صرف اللہ تعالیٰ ہے جبکہ اُس نے ہر شئیٰ تخمینہ سے پیدا کی ہے اسی لئے قیامت میں اللہ تعالیٰ فرمائے گا یا فرشتوں کو حکم دے گا کہ وہ

بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَالشَّهَادَةِ وَأَقَامِ الصَّلَاةَ وَآتِ الزَّكَاةَ فَجَعَلَ
 ذَلِكَ كَلِمَةً عَمَلًا ۝۹۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ
 حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ وَالْقِسْمِ الثَّمِينِيِّ
 عَنْ زُهْدِمٍ قَالَ كَانَ بَيْنَ هَذَا الْحَيِّ مِنْ جُرْمٍ وَبَيْنَ الْأَشْعَرِيِّينَ

تصادف بنانے والوں سے کہیں جو تم نے پیدا کیا ہے ان میں روح ڈالو جس پر وہ قادر نہ ہوں گے اور
 عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد! بے شک تمہارا رب وہ ہے جس نے تمام آسمان اور زمین چھ دنوں میں
 پیدا کئے پھر عرش کا قصد کیا گیا وہ رات کو دن سے اور دن کو رات سے چھپاتا ہے۔ وہ ہر ایک دوسرے
 کو تیزی سے طلب کر رہا ہے، سورج، چاند اور ستارے پیدا کئے وہ تمام اس کے حکم کے تابع ہیں خبردار
 سنو! خلق و امر اللہ ہی کے لئے ہے تمام جہانوں کا پروردگار برکت والا ہے۔ سفیان بن عیینہ نے کہا اللہ تعالیٰ
 نے خلق کو امر سے جدا ذکر کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اس کے لئے خلق اور امر ہے۔ خلق اس کی
 مخلوقات ہیں اور امر اس کا کلام ہے یہ بھی مراد لیا جاسکتا ہے کہ خلق دنیا ہے جو کچھ دنیا میں ہے اور
 امر آخرت ہے اور جو بھی اس میں جیسے فرمایا در آتی اَمْرُ اللّٰهِ لَشَدِّكَ اَمْرٍ بِعِنِي قِيَامَتِ اَكْمِي۔ رافضی نے کہا
 امر اقوال و افعال سب کے لئے ہے؛ چنانچہ قرآن کریم میں ہے اِلَيْهِ يَرْجِعُ الْاَمْرُ كُلُّهُ وَاللّٰهُ رُوْلُ الْاَمْرِ
 قَوْلُ نَسْتَعِيْذُ بِاللّٰهِ صَلَّيْ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الخ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمان کو عمل فرمایا ہے ابوذر
 اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سے اعمال افضل ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ
 کے ساتھ ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا اور فرمایا یہ ان کے عملوں کی جزا ہے اور عبد القیس کے وفد
 نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہمیں جملہ احکام کا حکم فرمائیں کہ اگر ان پر عمل کریں تو جنت میں داخل
 ہوں۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ایمان، شہادت، نماز قائم کرنے اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا ان
 سب کو عمل فرمایا (حدیث ۲۵ ج ۱: اکی شرح دیکھیں) نیز ص ۱۲۱ پر باب کے عنوان میں کہا ایمان عمل ہے۔
 کی تشریح کا مطالعہ فرمائیں۔

۷۰۹۹۔ ترجمہ: زہدیم نے کہا جرم کے اس قبیلہ اور اشعرلوں کے درمیان محبت اور بھائی بھائی

وَدُّوَ إِخَاءٌ فَكُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ فَقَرَّبَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فِيهِ
لَحْمٌ دَجَاجٍ وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَيْمِ اللَّهِ كَأَنَّهُ مِنَ الْمَوَالِي فَدَعَا
إِلَيْهِ فَقَالَ إِنِّي رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَدَرْتُهُ فَحَلَفْتُ لَا أَكُلُهُ فَقَالَ هَلُمَّ
فَلَا حُدُوثَكَ عَنْ ذَلِكَ إِنِّي أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَفَرٍ
مِنَ الْأَشْعَرِيِّينَ نَسْتَحِمِلُهُ فَقَالَ وَاللَّهِ لَا أَحْمِلُكُمْ وَمَا عِنْدِي
مَا أَحْمِلُكُمْ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَهْبِ إِبِلٍ فَسَأَلَنَا
فَقَالَ آيُنَ النَّفَرِ الْأَشْعَرِيِّونَ فَأَمَرَلَهُ بِخُمْسِ ذُوْدِ عُرِّ الذَّرَى ثُمَّ
انْطَلَقْنَا قُلْنَا مَا صَنَعْنَا حَلَفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَا يَحْمِلُنَا وَمَا عِنْدَهُ مَا يَحْمِلُنَا ثُمَّ حَمَلْنَا تَغَفَّلْنَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمِينَهُ وَاللَّهِ لَا نَفْعَ لَنَا أَبَدًا فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا لَهُ فَقَالَ
لَسْتُ أَنَا أَحْمِلُكُمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَمَلَكُمْ إِنِّي وَاللَّهِ لَا أَحْلِفُ عَلَى يَمِينٍ
فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِي هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ وَتَحَلَّلْتُهَا

تھا۔ ہم ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ان کے پاس کھانا لایا گیا جس میں مرغ کا گوشت
تھا۔ ان کے پاس بنی تیمم اللہ کا ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا گویا کہ وہ موالی سے تھا۔ ابو موسیٰ نے اسے بلایا (طعام
کھانے کے لئے) تو اس نے کہا میں نے مرغ کو دیکھا ہے کہ یہ کوئی شئی کھاتا تھا تو مجھے اس سے نفرت آتی ہیں
نے قسم کھائی کہ اسے نہیں کھاؤں گا۔ ابو موسیٰ نے کہا آگے آؤ میں اس کے متعلق تم سے حدیث بیان کرتا ہوں
میں اشعریوں کی جماعت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آیا جبکہ ہم حضور سے سواریاں طلب کرتے
تھے تو آپ نے فرمایا بخدا! میں تمہیں کوئی سواری نہیں دوں گا اور نہ ہی میرے پاس کوئی سواری ہے جو تمہیں

۷۱۰۰۔ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ
 قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَلْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا
 ابْنُ جَبْرَةَ الصَّبْعِيُّ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ قَدِيمٌ وَفَدُّ عَبْدِ الْقَيْسِ
 عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "إِنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ
 الْمُشْرِكِينَ مِنْ مُضَرٍ وَأَنَا لَأَنْصِلُ إِلَيْكَ الْإِنِّي أَشْهَرُ حُرْمٍ فَمُرْنَا
 بِجَمَلٍ مِنَ الْأَمْرَانِ عَمِلْنَا بِهِ دَخَلْنَا الْجَنَّةَ وَنَدُّعُوا إِلَيْهَا مَنْ

اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غنیمت کے اونٹ لائے گئے تو آپ نے ہمارے متعلق پوچھا اور فرمایا اشعری کہاں ہیں پھر ہمارے لئے موٹے سفید کوبانوں والے پانچ اونٹوں کا حکم فرمایا۔ ہم اونٹ لے کر چلے گئے اور ہم نے باہم ایک دوسرے سے کہا ہم نے کیا کیا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم کھائی تھی کہ ہم کو سواریاں نہیں دیں گے اور نہ ہی آپ کے پاس سے جس پر ہمیں سواہ کریں۔ ہم نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی قسم سے غافل کر دیا ہے۔ اللہ کی قسم! ہم کبھی سلاح نہ پائیں گے پھر ہم آپ کی طرف لوٹ آئے اور آپ سے عرض کیا تو حضور نے فرمایا میں نے تم کو سواریاں نہیں دیں لیکن اللہ نے تم کو سواریاں دی ہیں اللہ کی قسم! جب میں کوئی قسم کھاؤں اور اس کا غیر اس سے بہتر دیکھوں تو وہ کرتا ہوں جو بہتر ہو اور قسم کا کفارہ دے کر اس سے حنڈھی پاتا ہوں۔

۷۰۹۹۔ شرح : ذرذوہ اوسط ہیں جن کی عمر تین سال سے دس تک ہو۔
 ذرذی ، ذرذوہ کی جمع ہے اس کے معنی چوٹی کے ہیں۔ یعنی اونچی کوبانوں والے سفید اونٹ جو چربی سے بھرے ہوئے ہوں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کو اللہ نے سواریاں دی ہیں جیسے روزہ دار بھول کر کھالے تو فرمایا اس کو اللہ نے کھلایا پلایا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے غنیمت عطا کی تو درحقیقت ان کو اللہ نے ہی اونٹ دیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے افعال کا خالق ہے۔
 قولہ عَمِلْنَا بِهِ، عمل سے ہے۔ اس کے معنی ہیں قسم کے عہدہ سے رہائی پانا اور اس کا کفارہ

فَدَاءَنَا قَالَ أَمْرُكُمْ بِأَرْبَعٍ وَأَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ أَمْرُكُمْ بِالْإِيمَانِ
 بِاللَّهِ وَهَلْ تَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ شَهَادَةٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآيْتَاءَ الزَّكَاةِ وَتُعْطُوا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمْسَ وَ
 أَنْهَاكُمْ عَنْ أَرْبَعٍ لَا تَشْرَبُوا فِي الدُّبَاءِ وَالنَّقِيرِ وَالظَّرُونَ الْمُرْفَتَةَ
 وَالْحَنْتَةَ ۱۰۱۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا
 اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

ادا کر کے اس کی حرمت سے علت کی طرف نکلتا ہے۔ کرمانی نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ دوسرا جواب ہو
 جبکہ پہلا جواب یہ تھا کہ میں نے تم کو سوار نہیں کیا اور میں اپنی قسم کی مخالفت نہیں کرتا لیکن اللہ نے
 تم کو سوار کیا دی ہیں۔ دوسرے جواب کا حاصل یہ ہے کہ میں قسم کی مخالفت کرتا ہوں اور اس سے
 حلال ہو جاتا ہوں غرضیکہ میں غافل نہیں ہوں یہ دونوں صحیح محمل ہیں (حدیث ۳۳۲ کی شرح دیکھیں)
 ترجمہ: ابو جمرہ ضبعی نے بیان کیا میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا:

۱۰۰۔

عبدالقیس کا وفد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر
 آیا اور کہا ہمارے اور آپ کے درمیان قبیلہ مضر کے کافر رہتے ہیں اور ہم صرف حرم کے مہینوں میں
 ہی خدمت میں حاضر ہو سکتے ہیں آپ ہمیں جامع امر کا حکم فرمائیں اگر ہم اس پر عمل کریں تو جنت میں داخل
 ہوں اور اپنے بچپوں کو بھی اس پر عمل کرنے کی دعوت دیں۔ حضور نے فرمایا میں تم کو چار اشیاء کا حکم
 کرتا ہوں اور چار سے منع کرتا ہوں تم کو اللہ کے ساتھ ایمان لانے کا حکم دیتا ہوں کیا جانتے ہو کہ اللہ
 پر ایمان لانا کیا ہے؟ یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی حق معبود نہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا
 اور غنیمت سے پانچواں حصہ ادا کرنا میں تم کو چار سے منع کرتا ہوں۔ کدو کے برتن، لکڑی کے برتن اور
 تار کول کٹے ہوئے برتنوں اور سبز نٹکوں میں نبیذ نہ بناؤ! (حدیث ۳۳۵ کی شرح دیکھیں)
 ترجمہ: ابو یونس عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تصویریں بنانے والوں کو قیامت کے دن

۱۰۱۔

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّورِ يُعَذَّبُونَ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ

۷۱۰۲ — حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا خَمَادُ بْنُ

زَيْدٍ عَنْ أَبِي يُوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ أَصْحَابَ هَذِهِ الصُّورِ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ

۷۱۰۳ — حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ

عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ قَالَ اللهُ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ بِمَخْلُوقٍ كَخَلْقِي

فَلَخَلَقُوا ذَلَّةً أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْ شَعِيرَةً

عذاب دیا جائے گا ان سے کہا جائے گا کہ جو تم نے پیدا کیا ہے۔ ان کو زندہ کرو۔

شرح : اس حدیث کی مطابقت اس طرح ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ وہ اپنے

۷۱۰۱ — افعال کے خالق ہیں اگر ان کا یہ دعویٰ صحیح ہوتا تو تصاویر بنانے والوں

پر انکار نہ کیا جاتا۔ ان پر خلق کا اطلاق بطور استہزاء ہے۔ دراصل یہ ان کا کسب تھا۔ یا ان کے
زعم فاسد کی بنیاد پر خلق کا اطلاق کیا ہے۔ حدیث شریف میں امر تعجیز کے لئے ہے۔

۷۱۰۲ — ترجمہ : ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تصاویر
بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب دیا جائے گا اور ان سے

کہا جائے گا جو تم نے پیدا کیا ہے۔ ان کو زندہ کرو۔

۷۱۰۳ — ترجمہ : ابو زرعة نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ انہوں نے

بَابُ قِرَاءَةِ الْفَاجِرِ وَالْمُنَافِقِ وَأَصْوَاتِهِمْ
وَتَلَاوِهِمْ لَا يَجَاوِزُ حَنَا جَرَهُمْ
۱۰۲۔۔ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَلْدٍ قَالَ سَمِعْتُ قَالَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اُس شخص سے بڑا ظالم کون ہے جو میرے پیدا کرنے کی مانند پیدا کرنا چاہتا ہے وہ چھوٹی سی چیونٹی پیدا کریں یا دانہ یا جو پیدا کریں۔

شرح : قوله ذهب، یعنی قصد کرتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اللہ

کے پیدا کرنے کی طرح تو کوئی بھی پیدا نہیں کر سکتا تو مصورین کی کیا تخصیص

۱۰۳۔۔ ہے اس کا جواب یہ کہ یہ ان سے استہزاء ہے یا ان کے گمان کے مطابق فرمایا ہے یا صرف صورت میں تشبیہ ہے۔ ہر لحاظ سے تشبیہ نہیں۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ کافر مصور سے زیادہ ظالم ہے۔ اس کا جواب یہ ہے یہ اس مصور کے متعلق ہے جو عبادت کے لئے بت تراشتا ہے کیونکہ وہ کافر ہے، لہذا اس کا وہی حکم ہے جو کافر کا حکم ہے۔ اس سے مقصد ان کو کبھی تو حیران پیدا کرنے کے ساتھ عاجز کرنا ہے کہ وہ چیونٹی پیدا کریں کبھی جامد شی کے ذریعہ عاجز کرنا ہے کہ وہ جو پیدا کریں۔ جبہ عام ہے شعیرہ خاص ہے۔ یہ خاص کا عام پر عطف ہے۔ یہ خاست میں ترقی کا نوع ہے اور الزام میں تنزل کی قسم ہے کہ وہ چیونٹی جیسی خست شی کو پیدا کریں یا دانہ ہی پیدا کر کے دکھائیں۔

بَابُ فَاجِرٍ، مُنَافِقٍ كِي تَدْرَأَتِ اَوْرَانِ كِي اَوَارِي
اور تلاوت ان کے حلقوں سے نیچے نہیں اترتی

۱۰۴۔۔ ترجمہ : اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مومن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے۔ لیموں کی مثل ہے کہ اس کا ذائقہ اور اچھا خوشبو اچھی ہے اور جو قرآن نہیں پڑھتا اس کی مثال کھجور جیسی ہے کہ اس کا ذائقہ تو اچھا ہے لیکن اس کی خوشبو نہیں اور فاجر کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے۔ ریحانہ جیسی ہے جس کی خوشبو تو اچھی لیکن ذائقہ کڑوا ہے اور فاجر کی مثال جو قرآن

حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ مَلِكٍ عَنْ أَبِي مُوسَى عَنْ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ
كَالْأُتْرُجَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَرِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مَرٌّ وَمَثَلُ
الْفَاجِرِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْخُضْطَلَةِ طَعْمُهَا مَرٌّ وَلَا
رِيحٌ لَهَا

۱۰۵۔۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنَا

مَعْرُوفٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ ح وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ
قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عَمْرٍوَةَ بْنِ

قرآن نہیں پڑھتا تمہ جیسی ہے کہ اس کا ذائقہ بھی کڑوا ہے اور خوشبو سرے سے نہیں۔

۱۰۴۔۔ شرح : اترج (لمیوں) میں بہت خاصیتیں ہیں جن کے باعث یہ افضل پھل

ہے۔ دیکھنے میں خوش منظر ہے چھونے میں نرم معلوم ہوتا ہے۔ اس کا

رنگ ناظرین کو خوش کرتا ہے۔ لذیذ ہونے کے علاوہ خوشبودار ہے۔ معدہ کی صفائی کرتا ہے ہضم میں

قوت دیتا ہے۔ حواس اربعہ بصر، ذوق، شہم اور لمس اس سے محفوظ ہوتے ہیں اس کا چھلکا گرم خشک

ہے۔ بعد گرم گرم تر ہے اس کی جو صفت تڑی تڑی ہے اور بیج گرم خشک ہے۔ اس کا چھلکا کپڑوں میں

رکھا جائے تو جو میں وغیرہ نہیں پیدا ہوتیں۔ رنگ روشن کرتا ہے جو مؤمن قرآن پڑھتا ہے اس کے دل میں

ایمان کے اعتبار سے اس کا باطن اچھا ہے، طیب ہے اور اس کے پڑھنے کے اعتبار سے لوگ اس کی آواز

سے خوش ہوتے ہیں اور اس کی طرف کان لگانے کے باعث انہیں ثواب پہنچتا ہے۔ خنظلہ تمہ ہے۔

بعض علاقوں میں اس کو بطیخ ابو جہل کہتے ہیں۔ یہاں اس کی مثال میں ذکر کیا ہے کہ اس کا ذائقہ کڑوا ہے

اور خوشبو قطعاً نہیں اور فضائل قرآن میں فرمایا اس کی بو بھی کڑوی ہے لیکن مقصد ایک ہی ہے کہ اس میں منفعت

معدوم ہے۔ بعض اوقات یہ مضر بھی ثابت ہوتا ہے۔ الحاصل اس کی بو میں نفع نہیں۔

الزُّبَيْرَانَهُ سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَتْ عَائِشَةُ سَأَلَ أَنَا
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِشَيْءٍ
فَقَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ فَإِنَّهُمْ يَحْدِثُونَ بِالشَّيْءِ يَكُونُ حَقًّا فَقَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطِفُهَا
الْجَنِّيُّ فَيَقْرُرُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ كَقَرْقَرَةِ الدُّجَاجَةِ يَخْطِطُونَ
فِيهِ أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذِبَةٍ

۱۰۶ — حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدِيُّ

ابْنُ مَيْمُونٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سَيْرِينَ يُحَدِّثُ عَنْ مَعْبُدِ
ابْنِ سَيْرِينَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَيَقْرُونَ الْقُرْآنَ لَا يَجَاوِزُ تَرَاقِيهِمْ

ترجمہ : عروہ بن زبیر نے کہا ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا لوگوں نے

۱۰۵ — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کابنوں کے متعلق پوچھا تو حضور نے فرمایا وہ کوئی شئی

نہیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم! وہ ایسی شئی کی خبر دیتے ہیں جو سچ ہوتی ہے۔ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کلمہ حق ہوتا ہے جس کو جن آسمان سے سن کر یاد کر لیتے ہیں پھر وہ اپنے دست
"کابن" کے کاہ میں کر ڈال کر ڈالتے ہیں جیسے مرغی کر ڈال کر ڈالتی ہے اور اس میں سو سے زیادہ جھوٹ
ملا دیتے ہیں۔

شوح : کبان کابن کی جمع ہے جو زمانہ مستقبل کی خبریں دیتے ہیں اور اسرار

۱۰۵ — کی معرفت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اور علم غیب کا دعویٰ کرتے ہیں۔

حدیث میں اس کی نفی مقصود ہے۔ جتنی مفرد ہے اس کی جمع جان ہے۔ "قرقرہ" انڈہ دینے کے بعد مرغی

يَمْزُقُونَ فِي رِجْلِكَ يَمْرُقُ الشَّهْرُ مِنَ الرَّمِيَةِ ثُمَّ لَا يَعُودُونَ
 فِيهِ حَتَّى يَعُودَ الشَّهْرُ إِلَى قُوَّةِ قَيْلٍ مَا سَيَّمَاهُمْ قَالَ سَيَّمَاهُمْ
 التَّحْلِيْقُ أَوْ قَالَ التَّشْيِيْدُ

بَابُ قَوْلِ اللَّهِ وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ
 وَأَنَّ أَعْمَالَ بَنِي آدَمَ وَقَوْلُهُمْ يُوزَنُونَ وَقَالَ مجَاهِدُ الْقِسْطَاسُ
 الْعَدْلُ بِالرُّومِيَةِ وَيُقَالُ الْقِسْطُ مَصْدَرُ الْمَقْسِطِ وَهُوَ الْعَادِلُ
 وَأَمَّا الْقَاسِطُ فَهُوَ الْجَائِرُ

کی آواز ہے۔ یخطفہا "جلدی سے پکڑتے میں یاسن کر یاد کرتے ہیں (حدیث ج ۶۲: ج ۸ کی شرح دیکھیں)

ترجمہ: ابو سعید خدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا مشرق کی جانب سے کچھ لوگ نکلیں گے اور وہ قرآن پڑھیں گے وہ

۷۱۰۶

ان کے حلقوں سے نیچے نہ اترے گا۔ وہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے

پھر وہ واپس دین میں نہ لوٹیں گے یہاں تک کہ تیر اپنی جگہ کی طرف واپس نہ آئے عرض کیا گیا ان کی نشانی

کیا ہے فرمایا ان کی نشانی بالوں کا حلق ہے۔ یا فرمایا بالوں کو جڑ سے اکھاڑنا ہے "

شرح: اگر یہ سوال پوچھا جائے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن میں

۷۱۰۶

یہ علامت پائی جائے وہ یہی لوگ ہوں گے جن کا حدیث میں ذکر ہے:

کیونکہ علامت کا وجود ذی علامت کے وجود پر دلالت کرتا ہے اور یہ خلاف اجماع ہے۔ اس کا جواب

یہ ہے۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں حج کے زمانہ کے سوائے سب کے سوا حلق نہیں کرتے تھے

اور ان لوگوں نے حلق کو اپنا شعار بنا لیا ہے۔ اگر کوئی جسزوی طور پر سر کا حلق کرے تو وہ

مذکورہ موم میں داخل نہ ہوگا، کیونکہ یہ بطور شعار نہیں۔

۱۰۷۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَشْكَابَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ
ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

باب اللہ تعالیٰ کا ارشاد! ہم انصاف والی ترازو رکھیں گے۔

اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ یہ ترازو جسم محسوس ہے اس میں ڈنڈی اور دو
پلٹے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان میں اعمال و اقوال رکھے گا جیسے جسمانی چیزیں وزن کی
جاتی ہیں یا اعمال کے صحائف تو لے جائیں گے اس کا فائدہ یہ ہے کہ قیامت
میں عدل و انصاف کا علانیہ اظہار ہوگا اور لوگوں کے عذروں کا قلع قمع کرنے
کے لئے انصاف میں مبالغہ ہوگا۔

قوله دَاتِ اَحْمَالِ اَلْمَعْنَى لَوُكُوفِ اَعْمَالِ اَوْرَاقِ اَقْوَالِ كَا وِزْنِ كَيْفَا جَانِي كَا جِكْمِ وَا اللّٰهَ كَيْ حَكْمِ
سے جسم بن جائیں گے یا ان صحائف کا وزن کیا جائے گا جن کے اعمال درج ہیں۔ قوله قَالَ مَجَاهِدٌ
یعنی مجاہد نے کہا رومی زبان کا قسطا بمعنی عدل و انصاف ہے۔

قوله يَقَالُ اَلْحِ يَعْنِي قِطْبُ بِكِسْرِ الْقَافِ بِمَعْنَى اِنصَافِ مُقْسِطِ كَيْ مَصْدَرِ كَيْ مَصْدَرِ هِيَ
مُقْسِطِ كَيْ مَصْدَرِ اِقْطَاطِ اَوْرَاقِ اَقْطَاطِ كَيْ مَصْدَرِ قِطْطِ هِيَ؛ كَيْونَكَمْ جَو مَصْدَرِ مَفْعُولِ مَطْلُوقِ وَا قَعِ هُوْتِي هِيَ وَا
اِقْطَاطِ هِيَ اَوْرَاقِ مَقْسِطِ بِمَعْنَى عَادِلٍ وَا مُنصِفٍ هِيَ۔ اللّٰهَ تَعَالَى فَرَمَاتَا هِيَ: اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ اللّٰهُ
انصاف کرنے والوں کو ثواب دیتا ہے اور قَاسِطٌ بِمَعْنَى ظَالِمٍ هِيَ۔ اللّٰهَ تَعَالَى فَرَمَاتَا هِيَ: وَا مَا الْقَاسِطُوْنَ
فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا، ظَالِمِ دُوْرِيخِ كَا اِنْدِھِنِ هِيَ۔ اَكْرَمِ سَوَالِ يُوْجِبَا جَائِي كَيْ مَزِيْدِ كَا مَزِيْدِ عَلِيْہِ كَيْ
جَسْمِ سَيِّ بُوْرَا ضَرْوْرِي هِيَ۔ اَوْرِیْہَا مَزِيْدِ اَوْرِ مَزِيْدِ عَلِيْہِ ہَمْ جَسْمِ نَبِيْہِ۔ اِسْ كَا جَوَابِ یِہِ ہِيَ كَيْ مُقْسِطِ قِطْطِ
سے ہے اور اس کا ہمزہ سلب کے لئے ہے۔ لہذا مُقْسِطِ كَيْ مَعْنَى ظَلْمِ كَا اَوْرَاقِ كَرْنِ وَا لَا فَلَ اَشْكَالِ۔

ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
دو کلمے اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں جو زبان پر رکھے

۱۰۷۔

اور ترازو میں بھارے ہیں وہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِہِ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ" ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
 بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۰۶۔ شرح : کلمات سے مراد کلامان ہے کیونکہ کلمہ کا اطلاق کلام پر ہوتا رہتا ہے جیسے کلمہ شہادت ہے؛ حالانکہ وہ کلام ہے جیسا کہ "جیب یعنی محبوب کا تشبیہ ہے یہ یعنی فاعل نہیں یعنی دو کلمے محبوب ہیں اور محبوبیت سے مراد یہ ہے کہ یہ کلمات کہنے والا اللہ کو محبوب ہے یعنی اللہ تعالیٰ اس کے لئے خیر کا ارادہ رکھتا ہے اور اس کی عزت اور اکرام کرتا ہے جیسے "مُحِبِّ الْمُحْسِنِينَ" ہے کہ وہ مخلص لوگوں کو ثواب دیتا ہے اور ان کا اکرام کرتے ہوئے ان سے غیریت کا ارادہ رکھتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ جب فعل یعنی مفعول ہو خصوصاً جب اس کا موصوف مذکور ہو تو اس میں تذکیر و تانیث برابر ہوتے ہیں تو جیسا کہ پر تانیث کی علامت لانے کی کیا وجہ ہے اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں تسویہ جائز ہے واجب نہیں یا منفرد میں واجب ہے تشبیہ میں واجب نہیں یا خفیہ، ثقیلہ کی مناسبت سے تانیث کی علامت ذکر کی ہے کیونکہ یہ دونوں یعنی فاعل میں یعنی مفعول نہیں یا ان پر تاہ نقل کی ہے یعنی اس لفظ کو وصفت سے اسمیت کی طرف نقل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ کثیر ہیں ان میں سے لفظ "رحمن" کو اس لئے خصوصیت سے ذکر کیا ہے کہ حدیث سے مقصد یہ ہے کہ لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے کہ حضور سے فعل پر کثیر ثواب عطا کرتا ہے۔ اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ اس حدیث میں جمع ہے، حالانکہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمع سے منع فرمایا ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضور نے کاتبوں کی جمع سے منع فرمایا ہے جو تکلف سے جمع لاتے ہیں۔ یا حضور نے اس جمع سے منع فرمایا ہے جو امر باطل کو متضمن ہو۔ ان دو کلموں کی فضیلت بہت ہے چنانچہ حضور نے ارشاد فرمایا جو کوئی ایک دن میں سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم سو بار پڑھے اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اگرچہ سمندر کی مچاگ کے برابر ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی غیر قنایہ رحمت ہے چنانچہ امام غزالی کہتے ہیں "اے اللہ میرے گناہ سمندر کی لہروں کی طرح ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ہیں جبکہ ہر لہر پہاڑ سے بھی بڑی ہو لیکن وہ جب معاف کرنے پر آئے تو یہ تمام گناہ اس کے نزدیک پھر کے پختے بھی جھوٹے ہیں۔ صحت جلدی علی الفعل جو مفعول مطلق واقع ہو۔ اوزان مصادر سے ہو تو مصدر ہوتا ہے"

ورنہ اگر کسی کا علم ہو تو علم مصدر ورنہ اسم مصدر ہوتا ہے۔ سبحان مصدر منصوب ہے اس کا فعل لزوماً محذوف ہوتا ہے اور ہمیشہ مضاف منصوب ہوتا ہے۔ یہ تسبیح کا علم اگر یہ سوال پوچھا جائے کہ علم مضاف نہیں ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ علم دو قسم ہے علم ذاتی و علم وصفی۔ علم ذاتی مضاف نہیں ہوتا علم وصفی مضاف ہوتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تنزیہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ ہر عیب اور نقص سے پاک ہے جو اس کی شان کے لائق نہ ہو وہ اس کی طرف منسوب نہیں کر سکتے ہیں۔

وَبِحَمْدِهِ يَعْنِي التَّبَسُّؤُ بِحَمْدِهِ " جملہ ہے اس کا پہلے جملہ سبحان اللہ " پر عطف ہے۔ تقدیر عبارت اس طرح ہے " اُسْتَبِحُوا وَالتَّبَسُّؤُ بِحَمْدِهِ " میں اس کی تنزیہ بیان کرتا ہوا اور اسے ہر نقص سے پاک جانتا ہوں اور اس کی حمد و ثناء میں مصروف و مشغول ہوں۔ حمد کے معنی جمیل اختیاری کی علی وجہ التعظیم ثناء ہے۔ اس مقام میں یہ جانشا ضروری ہے کہ حدیث شریف میں دو لفظ تسبیح اور تحمید ذکر کئے ہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی صفات بعض عدیہ میں وہ یہ کہ اس کا شریک نہیں، اس کی کوئی جہت نہیں اسی طرح تمام صفات تنزیہ میں ان کو صفات جلال کہا جاتا ہے۔ بعض صفات وجودیہ میں جیسے علم، قدرت مثلاً ان کو صفات اکرام کہا جاتا ہے۔ اور یہ آیت کریمہ " ذوالجلال والاکرام " دونوں کو جامع ہے۔ نظم طبعی کا مقتضی یہ ہے کہ پہلے تخلیہ ثابت کیا جائے کہ وہ ذات کریمہ تمام نقائص سے پاک و صاف ہے اس میں شتمہ بھر نقص کا امکان نہیں۔ پھر تخلیہ کیا جاتا ہے کہ وہ ہر کمال سے مرتب ہے۔ اسی لئے حدیث میں پہلے سبحان ذکر

کیا کہ وہ ہر نقص سے منزہ ہے پھر حمد ذکر کی کہ تمام محامد اسی کے لئے ہیں۔ جبکہ اللہ حمد کو بہت پسند کرتا ہے اسی لئے اپنی حمد خود کہتا ہے؛ چنانچہ فرمایا: الحمد لله رب العالمین " پس حدیث کے معنی یہ ہیں میں اللہ تعالیٰ کی تمام نقائص سے پاکی بیان کرتا ہوں اور تمام کمالات کے ساتھ اس کی حمد و ثنا کرتا ہوں اس کے بعد فرمایا: سبحان اللہ العظیم " اللہ اس ذات کا اسم ہے جو تمام صفات کمالیہ کی مستجمع ہے لہذا وہ تمام صفات کمالیہ اور اسماء حسنیٰ کو جامع ہے اور عظمت مطلقہ کاملہ کا مقتضی یہ ہے کہ اس کا کوئی شریک نہ ہو وہ جسم و جسمانی سے پاک ہو۔ ہر جزئی کلی کو جانتا ہو اور تمام مقدرات پر اس کی قدرت کاملہ ہو جس میں یہ امور پائے جائیں وہ عظیم ہے ورنہ عظیم مطلق نہ ہوگا۔ اسی لئے حدیث میں پہلے لفظ اللہ ذکر کیا کہ وہ تمام اسماء حسنیٰ اور صفات کمالیہ کو جامع ہے۔ پھر اس کی عظیم وصف بیان کی کہ جو اس کی شان کے لائق نہیں وہ اس سے منسوب ہیں اور جو اس کے لائق ہیں وہ اس کے لئے ہیں ایسی لے اللہ عظیم ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے آخر میں یہ باب ذکر کیا؛ حالانکہ وہ کتاب التوحید کی ابتدا میں ترتیب ابواب کے وقت ذکر کر چکے ہیں کہ اس کتاب کو اللہ تعالیٰ کے کلام کے مباحث پر ختم کرتے ہیں؛ کیونکہ وہ

وہی کہہ گا کہ اس کا ذکر اس کے بعد کیا گیا ہے۔ لیکن یہاں اس باب کا ذکر مقصود بالذات
 میں یہ صحت اس کے ذکر کے بعد آئی ہے۔ کلام اللہ سبحی و عظیمی پر ختم ہو جیسے ابتدائی کلام اخلاص نیت
 پر مشتمل تھا۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا اللَّهُ الْعَظِيمُ. تَمَّتْ
 رَبَّنَا قَبْلَ مَنَّا أَنْتَ الْيَحْيِي الْعَلِيمُ وَتَبَّ عَلَيْنَا إِنْكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ
 وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ آمِينَ!

شیخ الحدیث علامہ عسکرام رسول رضوی
 فیصل آباد

۱۴۔ صفر ۱۴۰۴ ہجری مطابق ۱۸۔ اکتوبر ۱۹۸۴ عیسوی

marfat.com